

متبادل معیشت

قدرتی نظامی معیشت

ایک اقتصادی ایجنڈا - ہندوستانی سماج کے لیے منشور

ہندنا چوہدری

ترمیم شدہ - نریندر اگروال



شائع شدہ: بندنا چوہدری

متبادل معیشت-قدرتی نظامی معیشت
ہندوستانی سماج کے لیے ایک اقتصادی ایجنڈا منشور

پہلا ایڈیشن: مئی 2023

مصنف کے ساتھ محفوظ ©

پبلشر کی تحریری اجازت کے بغیر اس کتاب کا کوئی حصہ کسی بھی طرح سے دوبارہ پیش نہیں کیا جاسکتا یا کسی دوسری زبان میں ترجمہ نہیں کیا جاسکتا۔
اگرچہ اس کتاب کی اشاعت میں ہر طرح کا خیال رکھا گیا ہے، لیکن مصنف، پبلشرز اور پرنٹر کسی بھی شخص کو ہونے والی غلطی یا کوتاہی کی وجہ سے ہونے والے نقصان یا نقصان کے ذمہ دار نہیں ہوں گے۔ اگر غلطیوں کو ان کے نوٹس میں لایا جاتا ہے تو پبلشر اگلے ایڈیشن میں تصحیح کرنے کے پابند ہوں گے۔

شائع شدہ: بندنا چوہدری

امبیکا نگر، سکتینات، C-6، پہلی منزل

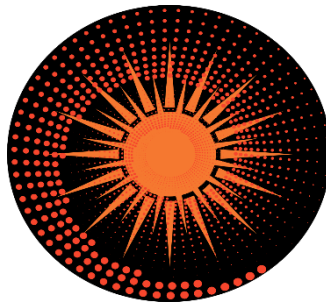
بھروچ، گجرات-392001، بھارت

ہمارے ساتھ جڑیں۔

• resurrectionofdharma.com: ویب سائٹ

• resurrectionofdharma@gmail.com: ای میل

• موبائل نمبر: +91-9202974121



دھرم کی قیامت

مرکزی مواد ذیل میں تین حصوں میں دیا گیا ہے۔

صفحہ نمبر	مشمولات:
6	1. پبلشرز نوٹ
7	2. پیش لفظ
10	3. تجویز
12	4. دیباچہ
16	5. ایڈیٹر کا نوٹ

حصہ 1، معیشت اور اقتصادی منظر نامے پر نوٹس-19 تا 262

20	سماجی تحفظ کی معیشت اور معیشت کی سماجی تحفظ۔ 1
24	معیشت: تعریف، نظریات اور معاشی تشخیص کا نظام۔ 2
26	سونے کی معیشت یا سنہری معیشت۔ 3
33	میڈیا کی معیشت اور میڈیا کے ذریعہ معیشت کا انتظام۔ 4
48	کی اقتصادیات۔ castrated Ox گائے کے گوشت کی تیز معیشت اور گائے اور۔ 5
58	نشہ کی معیشت یا معیشت کا نشہ۔ 6
61	جنگ کی اقتصادیات، جنگ کی وجہ سے معیشت اور اقتصادی جنگ۔ 7
88	ایکو سسٹم، سولر (آگ)، ہوا، پانی، زمین اور خلا کی اقتصادیات۔ 8 صاف ستھری اور صحت مند۔ 9
103	معیشت اور صفائی کی معاشیات اور حفظان صحت۔
128	معیشت کے پائیدار کام کے لیے کام کی تقسیم۔ 10
149	منافع بخش روزگار اور قابل احترام مصروفیت کے راستے۔ 11
156	گورننس، انتظامیہ اور اس کی اصلاح۔ 12
182	پائیدار معیشت۔ سیاحت کی معیشت اور معیشت کی سیاحت۔ 13
187	زرعی علم - زرعی ثقافت یا ثقافتی معیشت کی اقتصادیات۔ 14
198	صحت، تعلیم اور انصاف کی اقتصادیات۔ 15
216	دھرم سنستھان سے معاشیات کا انتظام۔ 16
244	a laissez faire - (مذہبی ادارے) خاندان، ملک اور کے درمیان آمدنی کی تقسیم۔ 17
	ایک پائیدار معیشت کے لیے معاشرہ۔
	اظہار۔ M 259 (متبادل) معیشت اور ماحولیاتی نظام کی معاشیات کے۔ 18

حصہ 2، اقتصادی اداروں، نظاموں اور پیری فیرلز پر نوٹس، (میٹا لائف اسٹائل ایجنڈا کے ترمیم شدہ اقتباسات -) 263 تا 365

2 65	1. طرز زندگی
266	2. (کامیابی) - صحیح پھل Safal
268	3. ذمہ داری۔
270	4. آزادی
271	5. دھرم (مذہب)۔
273	6. سائنس۔
276	7. موت اور زندگی۔
279	8. برہم، سنت، سادھو اور بابا۔
281	9. خاندان - پریوار۔
284	10. ریس
285	11. پرانے اور عقلمند (پرانے کے عقلمند)۔
287	12. بچے۔
289	13. نوعمری۔
290	14. خواتین
291	15. مرد
292	16. سیکس
294	17. معذور۔
297	18. آبادی۔
299	19. (مجموعی خوشی کا تناسب)۔ GDP Vis-a- Vis GHR
300	20. قدر پر مبنی قیادت۔
302	21. سیکولر وس وس دھرم نیرپختہ۔
303	22. قانون
304	23. آرڈر
305	24. حکومت
310	25. پارلیمنٹ
312	26. راستہ (کرما، جنان، بھکتی، راج یوگا اور اس کا امتزاج)۔
314	27. Vyavastha-System زندگی کا دورانیہ اور اس کی تقسیم (آشرم لیبر کی تقسیم)۔
316	28. نظام کا Vyavastha- طبقاتی ذات کا نظام - (ورن انتخاب کا انتخاب)۔
319	29. معاشرے کی ترقی کے مراحل۔
320	30. یقین، ایمان، توکل اور سچائی۔

321	31. آئیڈیل اور آئیڈیالوجی۔
323	32. تاریخ اور جغرافیہ۔
326	33. جدیدیت اور روایت۔
327	34. ہم آہنگی
	35. عبادت کی جگہ - مندر، مسجد، گرو دوارہ وغیرہ۔ 328
330	36. انتظام - پر بندھ
336	37. کھانا سب کے لیے۔
338	38. لباس اور یونیفارم۔
341	39. زبان،
343	40. روزگار پیدا کرنا (ہندوستان جیسے ملک میں)۔
345	41. پاور-انرجی
350	42. جسم فروشی
352	43. ریزرویشن (بھارت جیسے ملک میں)۔
355	44. موٹاپا اور خراب (بیمار) غذائیت۔
357	45. دہشت گردی اور دہشت گرد۔
360	46. کرپشن۔
	47. شکایت اور شکایت، 'مشورہ اور'
362	تاثرات اور گذارشات۔
364	48. فخر اور نعمت۔
465	49. تشدد، عدم تشدد، امن اور تال۔

حصہ 3، 366-375

1. معاشی آلات - پیسہ اور کرنسی۔ 366

متبادل معیشت" پر یہ دستاویز/کتاب مصنف اور اس کے مدیر کے سنجیدہ ارادے کا نتیجہ کہی جا سکتی" ہے کہ نوجوانوں کے لیے بڑے پیمانے پر روزگار کے مواقع اور بزرگوں کے لیے مصروفیات کا پتہ لگانا ایسے طریقے اور ذرائع تلاش کرنا جن کے ذریعے معاشرے کے تمام لوگوں بشمول مہمانوں کو ان کی مالی اور سماجی حیثیت سے قطع نظر بروقت انصاف، مناسب صحت کی خدمات اور مطلوبہ تعلیم فراہم کی جا سکے۔

کہا جا سکتا ہے کہ یہ کتاب ان طریقوں اور ذرائع کو تلاش کرنے میں کام کر رہی ہے جن کے ذریعے مقامی ماحول اور وسیع تر ماحولیاتی نظام کو برقرار رکھتے ہوئے سب کے لیے بنیادی سماجی تحفظ کو یقینی بنایا جا سکتا ہے، ایسا لگتا ہے کہ ہندوستانی سماج کے لیے ایک انتہائی ضروری اقتصادی ایجنڈا منشور کا مقصد پورا ہوتا ہے۔

متبادل معیشت" پر اس کتاب نے ہمارے بہت سے بنیادی سوالات، سوالات اور پریشانیوں اور پریشانیوں کے جوابات کا احاطہ کرنے کی کوشش کی جیسے: کوئی صحت مند، خوشگوار طرز زندگی کیسے حاصل کر سکتا ہے اور اسے برقرار رکھ سکتا ہے؟ لوگوں کو مفت اور منصفانہ طریقے سے صحیح اور قابل اعتماد معلومات اور رہنمائی کی دستیابی کو کیسے یقینی بنایا جائے؟

وسائل اور آمدنی کی مناسب تقسیم کو کیسے یقینی بنایا جائے تاکہ ہم سب کے لیے ہوا، پانی، خوراک، پناہ گاہ اور سورج کی روشنی کی حفاظت کو یقینی بنایا جا سکے۔ ہم سب کے لیے جسمانی، مالی، جذباتی، نسلی اور روحانی تحفظ کو کیسے یقینی بنایا جائے؟ شہر اور ملک کی بہترین منصوبہ بندی کیا ہو سکتی ہے اور اسے ترتیب دیا گیا ہے؟ اور ہندوستان کے لیے بہترین معاشی ماڈل کیا ہو سکتا ہے؟

اگرچہ بہت سے لوگوں کو یہ ایک عجیب طرح سے لکھی گئی کتاب معلوم ہو سکتی ہے، لیکن ایسا لگتا ہے کہ، یہ ہمارے لیے بنیادی باتوں سے دوبارہ تجربہ کرنے کا صحیح وقت ہے۔ اس لیے کتاب کے مصنف اور ایڈیٹر لوگوں کے لیے مناسب سمجھتے ہیں کہ وہ کتاب میں پیش کیے گئے نکتے پر مناسب بحث اور پیروی کرنے کے لیے اقدامات کریں۔

بندنا چوہدری

روحانی حلقوں میں کہا جاتا ہے کہ جیسے ہی مہابھارت ختم ہوئی گاندیو کی طاقت (ارجن کی کمان اور تیر) بھی ختم ہو گئی ہے، اور جیسے ہی بھگوان کرشن نے اندھیرے کو چھوڑا اور تاریک دور یا سیاہ دور یا کالا یوگ یا مشینی دور (کل پورجا دور) یا کلیوگ یا کالک کا دور شروع ہو گیا۔ کلیوگ کے آغاز کے ساتھ ہی تمام باباؤں نے اپنے قدم پیچھے رکھے اور اپنی تنہائی اور دعا میں خود کو اعتماد میں لیا۔

کہا جاتا ہے کہ سیاہ (سیاہ) دور کے آغاز کے ساتھ ہی تمام ناٹھی اولز، بیٹ مین، اسپائیڈر مین، شکاری، ڈاکو، چور، بہکاوے باز، جادوگر، ڈارک ویب چلانے والے، ہوشیاری کے ماہر، کالا جادو اور سیوڈو سائنس اور دیگر مخلوقات نے عام طور پر اندھیرے میں اپنی سرگرمیاں شروع کر دیں۔

تاریکی کے زیر اثر اور سنتوں اور بزرگوں کی مناسب حفاظت اور رہنمائی سے عاری عام لوگ اپنے آپ کو آسانی سے ہوشیار فنون اور کالے جادو کے ماہروں کی طرف راغب ہو گئے۔

تاریک دور کا پہلا اثر اس وقت ظاہر ہوا جب لوگ، روز مرہ کی نعمتوں سے عاری، تاریک دور سے اندھے، سڑے ہوئے پھلوں اور اناج سے تیار کی گئی شرابوں کے نشے میں دھت ہو گئے، بے حس، بے عزت اور کمزور ہو گئے کہ وہ بزرگوں، پرندوں اور حیوانات، نباتات اور حیوانات کی عزت و احترام کو برقرار رکھنے کے متحمل نہ ہو سکے۔ ان سے تعاون اس لیے مایوس ہو گیا۔

مایوس ہو کر لوگ اپنی اصلاح کے بجائے زمین پر ہی لگے رہے، انہوں نے مقدس کو ماننے اور حماقت کو رد کرنے کے بجائے اپنے روزمرہ کے کاموں میں عدم تعاون کے اس واقعے کو خاص کر زراعت کو اپنی نام نہاد بالادستی پر حملہ قرار دیا۔

پھر ولی کے لباس میں شیطان آتا ہے جس نے لوگوں کو پالتو جانوروں کو قابو کرنے کا مشورہ دیا، پالتو جانوروں کو کسی نہ کسی طرح یا کسی بھی طرح سے قابو میں رکھنا چاہے وہ بچھڑے کو مارنے یا بیل کو کاسٹ کرنے کا مطالبہ کرتا ہے، ان کی ناک چھید کر اور اس میں دھاگہ/رسی ڈال کر، باغیوں پر مستقل وزن ڈال کر اور انہیں قید و بند میں رکھ کر۔ دوستوں کے لباس میں یہ دشمن مزید لوگوں کو مشورہ دیتے ہیں کہ وہ ان کو مفید شے سمجھ کر استعمال کریں۔ اولیاء کے لباس میں یہ شیطان، دوستوں کے لباس میں دشمن نے لوگوں کو مزید نصیحت کی کہ جانور اور سونا اپنی تحویل میں رکھنا، ماحول کو اپنے فائدے کے لیے استعمال کرنا طاقت کی علامت ہے اور جس کے اختیار میں یہ زیادہ ہوں گے وہی طاقتور ہوگا۔ یہ سب لوگوں کے سوچنے کے عمل اور نتیجہ خیز رویے اور عمل میں ایک مثالی تبدیلی لائے ہیں۔

ماحول کو انفرادی فائدے کے لیے استعمال کرنے کے اس خیال نے جانوروں پر خاص طور پر گائے کے قبیلے پر بے پناہ مظالم ڈھائے ہیں۔ بیلوں کو بیل بنانے اور کھیتی باڑی میں غلاموں کے طور پر استعمال کرنے سے بیل اور گائے کی لعنت ہمارے تمام کھانے اور دودھ پینے میں لے آئی ہے۔

اسے سب سے بڑا تعجب کہا جا سکتا ہے کہ پوری قومیں اس بنیادی حقیقت کو کیسے بھول گئیں کہ کھانا/دودھ ہے جو مزاج کا فیصلہ کرتا ہے اور پانی جو آواز کا فیصلہ کرتا ہے " اور وہ بھی ہندوستان" جیسے ممالک میں جو اپنے صحن میں سب سے بڑی اور سب سے بڑی حکمت رکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں، خود کو نیچے گرا دیا ہے۔ یہ اور بھی حیرت کی بات ہے کہ پچھلے تین ہزار سالوں میں زیادہ تر نئے پائے جانے والے مذہب جو انسانی شعور کو بلند کرنے کی بات کرتے ہیں، شراب نوشی کے اس بنیادی مسئلے پر خاموش رہے جو پوری انسانی نفسیات اور اس کی حرکیات کو بدل کر رکھ دیتا ہے۔ کاش

ہندوستان کے لیے گائے کے قبیلے کے ساتھ یہ مفید رویہ زیادہ حیران کن ہے کہ اس کے لوگوں کی اکثریت شیو اور گائے کے مندروں میں نندی (بیل) کی بڑے پیمانے پر پوجا کرتی ہے۔ مزید یہ کہ اس بات کی تعریف کرنا بہت عجیب لگتا ہے کہ گائے کے قبیلوں کے ساتھ حقیقی زندگی میں ہونے والے اس ظلم اور ظلم کو کتنے ہی پنڈتوں، سنتوں اور سادھوؤں نے نظر انداز کر دیا ہے جو گائے اور بھگوان شیو اور اس کے درباریوں کا نعرہ لگاتے اور بولتے رہتے ہیں۔ ایسے مبلغین کی بے عزتی، ایسی برادریوں کی غربت اور ایسے ممالک کی غلامی گائے کے قبیلے کے ساتھ ناروا سلوک کا فطری نتیجہ ہے۔ جو لوگ گائے کا دودھ پیتے ہیں اور پھر گائے کا گوشت کھاتے ہیں ان کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ وہ مشینوں کی طرح بے حس ہو چکے ہیں اور کہیں نہ کہیں انہوں نے خود کو مشینوں کی طرح استعمال کرنے کے حوالے کر دیا ہے اور اگر ان کا رخ برادرانہ اور نسل کشی کی طرف ہو جائے تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہونی چاہیے۔

ایسے ممالک میں گائے کے گوشت کی کھپت میں اضافہ ہوا ہے جہاں گرم صحرائی یا برفیلے ممالک کے ٹھنڈے ماحول نے انہیں ہندوستان جیسے ممالک میں ڈیری مصنوعات کے بڑے استعمال کے لیے نرم قرضوں اور دیگر پروموشنل اسکیموں کی تقسیم کے ذریعے ڈیری کاروبار کو بڑھانے پر اکسایا ہے تاکہ گائے کے گوشت کی مسلسل مانگ کو پورا کیا جاسکے۔ اس کا نتیجہ دودھ اور چینی کے ساتھ چائے اور کافی کے بڑھتے ہوئے استعمال میں دیکھا جا سکتا ہے۔ اس نے مسئلہ کو مزید گھمبیر کر دیا ہے اور گائے کے قبیلے کے خلاف جرائم میں اضافہ کر دیا ہے اور اس کے نتیجے میں پچیس سے تیس فیصد زیادہ زرخیز زمین کو گھاس، گنے، چائے اور کافی کی کاشت کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے، جو کہ جنگلات کی کٹائی کی ایک بڑی وجہ کہی جا سکتی ہے اور وہاں موسمیاتی تبدیلیوں اور ہمہ گیر بدحالی کا سامنا ہے۔

اوپر دیکھ کر یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ ایک نہ ختم ہونے والی بدحالی دکھائی دے رہی ہے اور اس کا آغاز ہمارے کھانے اور پینے والے مائع میں سادہ اصلاح سے ہو سکتا ہے۔ روحانی حلقوں میں ان کا کہنا ہے کہ مذکورہ بالا کو سراب، ہزارہا یا مایا کا اثر کہا جا سکتا ہے ورنہ اتنا سادہ اور چھوٹا عمل اتنے عرصے تک کامیاب نہیں ہو سکتا تھا۔ روحانی حلقے میں یہ کہتے ہیں کہ طلوع فجر ہونے کو ہے اور یہ وقت نماز کا ہے، اصلاح نفس کا، کھانے پینے میں اصلاح کا، تمام فطرت کے ساتھ اپنے رویے میں اصلاح کا اور پھر منتہی کے لیے تیار ہو جانا تاکہ ہر حماقت کو رد کیا جا سکے اور جو کچھ قیمتی ہے وہ ہماری اجتماعی بھلائی کے لیے قبول ہو سکے۔ یہ کتاب اوپر کی گنتی کے لیے کافی معلومات فراہم کرتی ہے۔

کوستوبھ اگروال

متبادل معیشت پر یہ کتاب/دستاویز/پروجیکٹ رپورٹ (جو بھی اسے کہتے ہیں) اس کی کوششوں سے ایک گریجویٹ طالب علم (دہلی-انڈیا یونیورسٹی کی خواتین کے لیے ایک اعلیٰ تعلیمی ادارے کی) کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے سامنے آئی ہے جسے درج ذیل میں سے کسی ایک موضوع میں "اقتصادی سماجیات" پر ایک چھوٹا مطالعہ کم تحقیقی پروجیکٹ کرنے کے لیے کہا گیا تھا۔

- ڈیجیٹل مارکیٹنگ 1

2. متبادل معیشت

- غیر رسمی شعبہ 3

4. ڈیجیٹل پلیٹ فارمز پر مبنی معیشت

- کاروں، جوتوں، بیگز وغیرہ کی کموڈٹی چین-5

- ڈیجیٹل کرنسی 6

7- ایک تصور demonetization، کئی ممالک میں ہو رہا ہے (Demonetization)

کے طور پر، بھارت اور سویڈن صرف کیس اسٹڈیز ہیں۔

8. شکار اور جمع کرنا (مزید دلائل دیتے ہوئے سہلن کے دلائل کی لائن پر عمل کریں)

9. مارکس کے ذریعہ رشتہ دار محرومی کا تصور

- سرپلس ویلیو کا نظریہ 10

- اقتصادی سائیکل 11

12. ہندوستان، آسٹریلیا وغیرہ میں برطانوی کالونی کے سامراجی رجحانات (لاطینی امریکہ میں

(ہسپانوی استعمار کی طرح استعمار کے مخصوص سیاق و سباق کا استعمال کریں)

کراس ثقافتی کھپت 13

14. مارکس کی طرف سے علیحدگی

- پروٹسٹنٹ اخلاقیات اور سرمایہ داری کی روح 15

- مادیت پسندی 16

- سرایت کا تصور 17

- رسمیت 18

19. باہمی تعاون اور تحفہ

- بازار: قبائلی، جدید اور روایتی 20

- قرون وسطی کے زمانے میں کسان وغیرہ 21

22. سوشلسٹ اکانومی (چین، روس، کوریا)۔

مندرجہ بالا عنوانات کی فہرست سے گزرتے ہوئے یہ معلوم ہوا کہ "متبادل معیشت" کے عنوان کے علاوہ مندرجہ بالا میں سے کسی بھی موضوع پر مطالعہ کے ساتھ تحقیقی پروجیکٹ کرنا یا تو پوسٹ مارٹم کرنے یا دوسروں کے نقطہ نظر کو بڑھانے کے مترادف ہوگا، جب کہ متبادل معیشت کا موضوع تمام جوش اور ولولہ دیتا ہے کہ موجودہ معاشی افراتفری کو دور کرنے میں ممکنہ شراکت دار ہونے کا جوش اور ولولہ اس وقت تک کی تمام پیش کشوں کی طرف سے پیش کردہ معاشی انتشار کو ختم کرنے کی تجویز ہے۔

اور اسی طرح ہم نے "متبادل معیشت" کا عنوان چنا تھا۔ اگرچہ کالج کی طرف سے پوچھی گئی پانچ صفحات پر مشتمل رپورٹ طالب علم نے فروری 2023 میں ایک ماہ کے شیڈول کے ساتھ جمع کرائی تھی، لیکن "میں نے اور اس کتاب کے میرے گائیڈ اور ایڈیٹر نے اس موضوع کو جاری رکھنے اور "متبادل معاشیات پر ایک جامع دستاویز پیش کرنے کا سوچا تاکہ ہم سب کے لیے اس کی تعریف کی جا سکے اور مرحلہ وار اس پر عمل درآمد کیا جا سکے۔ اسی جذبے سے ایک کتاب/دستاویز/پروجیکٹ رپورٹ پیش کی جاتی ہے۔

خدا ہمیں برکت دے

بندنا چوہدری

(ا). وسیع طور پر دو واقفیتیں ہیں جن میں ایک نظام کام کرتا ہے / آگے بڑھتا ہے، ایک ہے ایڈجسٹمنٹ اورینٹیشن اور دوسرا گول اورینٹیشن۔ اگرچہ تیسری قسم کی واقفیت کا امکان باقی ہے جو ان دونوں کا مجموعہ ہے اور اسے ایک دائمی / ابدی / سناتنا کہا جا سکتا ہے جو خوشی کے بعد پایا جاتا ہے۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ جو شخص تیسری قسم کی روش اختیار کرے گا خواہ وہ فرد ہو، معاشرہ ہو یا ملک۔ کوئی بھی پوری دنیا کے لئے اس کی پیروی کرنے اور خوشی کا مزہ لینے کے لئے دعا کر سکتا ہے۔

ایڈجسٹمنٹ اورینٹیشن" میں سسٹم کو ایڈجسٹ کیا جاتا ہے اور جو بھی صورتحال آئے اس کے ساتھ" (i) ایڈجسٹ ہونے کے لیے تیار ہے۔ ایسی صورت حال میں ترقی اس طرح ہوتی ہے
ڈس آرگنائزیشن - آرگنائزیشن - ڈس آرگنائزیشن
میل ایڈجسٹمنٹ - ایڈجسٹمنٹ - خراب ایڈجسٹمنٹ

ایڈجسٹمنٹ اورینٹیشن میں، نظام کے امور کے سربراہ لوگ جمود کو برقرار رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور ایسے نظام سے وابستہ / وابستہ لوگ عموماً وقت یا حتیٰ کہ اپنی پوری زندگی کو بغیر کسی پریشانی اور نتیجہ خیز خوشی کے گزارنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ نظام سے وابستہ لوگ اس طرح کی واقفیت رکھتے ہیں، منفی سے مثبت سے منفی تک جذبات کی انتہاؤں میں پھنس جاتے ہیں۔

گول اورینٹیشن میں ، نظام ہدف کا تعین کرتا ہے اور مقصد کو حاصل کرنے اور نئے اور (عام طور (ii) - (پر) بہتر حالات پیدا کرنے کے لیے آگے بڑھتا ہے۔ ہدف کی سمت میں ترقی اس طرح ہوتی ہے
، خراب ایڈجسٹمنٹ - ایڈجسٹمنٹ - ٹھیک اور بہتر ایڈجسٹمنٹ
، بے ترتیبی - تنظیم - تنظیمی ترقی

اہداف کی سمت میں نظام کے امور کے سربراہ لوگ بہتری لانے کی کوشش کرتے ہیں اور ایسے نظام سے وابستہ / وابستہ لوگ عموماً ہدف کی طرف سنسنی خیز مارچ میں حصہ لے رہے ہیں، اس کی بتدریج پیش رفت کو دیکھتے ہوئے ہر آنے والے قدم پر خوشی کے متحرک ماورائی درجہ بندی سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

نظام سے وابستہ افراد جن کے ہدف کی واقفیت ہے ان میں زیادہ خود اعتمادی، مثبت رویہ اور نقطہ نظر خود حوصلہ افزائی، زیادہ سے زیادہ معیار اور کافی طویل مدت کے لیے وقت کے بارے میں تشویش پائی جاتی ہے۔ تاہم، ہدف کی سمت کے ساتھ باقی سوالات نیت کی پاکیزگی کے ہیں اور اس وجہ سے اس کی پائیداری اور یہ کہ ہدف کے حصول کے بعد حاصل ہونے والے پھلوں کی تقسیم کے علاوہ کیا ہوگا؟

ایڈجسٹمنٹ اورینٹیشن کے ساتھ ساتھ ہدف کی سمت میں موروثی مسئلہ کی وجہ سے ماسٹرز خود کو (iii) دائمی / ابدی / سناتنا واقفیت کے حوالے کر دیتے ہیں جسے ایڈجسٹمنٹ اور گول اورینٹیشن کے امتزاج کا اصلاحی ورژن کہا جا سکتا ہے: یہ زمرہ ان لوگوں کا ہے جو اللہ تعالیٰ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے ہیں اور زندگی کو قبول کرتے ہیں، ایسے افراد کو ہدف کے مطابق مقرر کیا جاتا ہے۔ ایک مقصد کے حصول کی طرف سفر میں اور اس کے بعد پیدا ہونا۔

(ب). اگر ہم دنیا بھر کے معاشی منظر نامے پر توجہ مرکوز کریں تو شاید ہمیں یہ تسلیم کرتے ہوئے افسوس ہونا پڑے گا کہ زیادہ تر ملک نے یا تو اپنایا ہے یا خود کو ایڈجسٹمنٹ کی سمت میں پیش کرنے پر مجبور

ہیں اور صرف چند ایک کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ وہ اپنی معیشت کے لیے اہداف کی سمت رکھتے ہیں لیکن فی الحال کوئی بھی ملک اپنے آپ کو دائمی/ابدی/سناتنا واقفیت کے تابع نہیں کر رہا ہے، اس لیے ہم آسانی سے معاشی جنگ یا اقتصادی جنگ کے نتائج کا مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ دن کی روشنی میں ہونے والی ڈکیتیوں اور لوٹ مار، جبر اور جارحیت، اشتعال انگیزی اور تحفظ، جان بچانے اور جان لینے کی سرگرمیوں میں اضافہ۔

متبادل معیشت (سادہ، منظم اور پائیدار معیشت) کے بارے میں یہ کتاب/دستاویز/پروجیکٹ رپورٹ (جو بھی اسے کہتے ہیں) موجودہ صورتحال کے تنقیدی مشاہدات اور ہماری اجتماعی بہبود کے لیے ایک ممکنہ روڈ میپ پر مشتمل ہے، تاکہ نہ صرف معاشی بحران سے نکل سکے بلکہ جمہوریت سے بہتر ترقی اور پائیدار ترقی کے لیے 'متبادل' پیش کرے۔ ایک ایسی معیشت جو اپنے شہریوں کو ہر طرح کی سماجی تحفظ خوراک، پانی، کپڑا، رہائش، تفریح، نوجوانوں کے لیے معاوضہ روزگار اور بزرگوں کے لیے باعزت) مشغولیت کے ساتھ ساتھ صحت، انصاف اور مشورے/رہنمائی کی بروقت خدمت کی مفت سہولت) کو پورا کر سکتی ہے اور اپنے مہمانوں اور مہمانوں کو بھی یہی پیشکش کرنے کی کوشش کرتی ہے۔

مواد کی فہرست پر ایک سرسری نظر ڈالنے اور اسکیننگ کی پیروی کرنے سے یہ معلوم ہو جائے گا کہ شوہر-بیوی، ماں باپ، بیٹے بیٹی، سوسائٹی (یا مذہب یا مقامی حکومت) کے درمیان آمدنی/وسائل/ رسیدوں کی صحیح تقسیم کیسے کی جاتی ہے - قومی حکومت اور انتخاب اور اہلیت کے تحت کام کی تقسیم مختلف عمر کے لوگوں کے درمیان ہوتی ہے معیشت مضبوطی سے ماحولیاتی نظام سے جڑی ہوئی ہے۔ ایک مثال یا حالات کی پیش کش جہاں بھی ضروری سمجھا بندوستان سے لیا گیا ہے۔

(سی)۔ بغیر کسی رکاوٹ کے متبادل کے لیے متبادل معیشت کا ماڈل، سے، لامتناہی ایڈجسٹمنٹ اور لاتعداد مصائب کی دولت مند ریاست کی حمایت یافتہ معیشت (پلوٹوکریسی)، سے، معاشرے پر مبنی سادہ، سیدھی، منظم اور پائیدار معیشت اور حقیقی جمہوریت تک۔

اس دستاویز کو دیکھتے ہوئے مندرجہ ذیل کتابوں کا حوالہ دینا قابل قدر ہوگا جو یقینی طور پر متبادل (ڈی)۔ معیشت کے بارے میں خیالات کو مستحکم کرنے میں مددگار ثابت ہوں گی۔

اداروں کی بحالی کے لیے جو ہماری انفرادی اور اجتماعی خوشی کے (ورلڈ آرڈر - مستقل (1)

- بحث اور وژن کی شکل، (لیے ضروری ہے

خالص ہوا، جنگل لیکن خالص پانی، زمین، پانی: بات کریں کام کی " - کام سے متعلق معاملات - (2)

تضادات اور انتظام لیکن وسات کھلا کاغذات کی مجموعہ، اور صاف زمین کی مسائل -

۔ (ایجنڈا (3) Mita-Life Style Agenda (Socio-Econo - Religious-Politico)

۔ الوہیت (الہی جمہوریت) - (بند سوراخ کا دوبارہ جائزہ) (4)

۔ پرانجلی (گیٹانجلی کا دوبارہ جائزہ) بذریعہ ڈاکٹر کلپنا سینگر (5)

۔ دھرتی ایتی دھرم (تاؤ تے چنگ کا دوبارہ جائزہ) از ڈاکٹر کلپنا سینگر (6)

(ای)۔ ہماری مرضی یا فطرت کی مرضی

□□□ □□□□□□ □□□
□□□□ □□□□ □□□□ □□ (□□□□) □□□□□□□□ □□□□□□ □□□□

□□□□ □□□□□ □□□□ □□□ □□□□ □□□ □□□□□□□□□□
□□□ □□ □□□□ □□□ □□ □□□□ □□□□□□□□ □□□□□□

□□□□□) □□□□□□□ □□ □□□□ □□□□□□ □□□□ □□ □□□□ □□□ □□□□□□
□□□□□□□□
□□ □□□□ □□□ □□ □□□□□□□ □ (□□□□□□ □□□ □□□□□ □□ □□□□ □□
□□□□

□□ □□□ □□□□ □ (□□□□ □□□□□□□□ □□□□□□) □□□□□□□□□□ □□□□
□□□ □□□□□
□□□□□ □□□ □□ □□□□□ □□□□□□ □ (□□□□ □□□ □□□□□) □□□□□□
□□□ □□□□ □□□□ □□□□ □□ □□□□ □□□□□□□□ □□

لہذا، یہ وہی ہے جو فطرت کے ساتھ ہلتے ہیں صحت مند، خوش اور مقدس رہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے، "جو فطرت یا اللہ تعالیٰ کی رہنمائی کی پیروی کرتے ہیں اور اپنے کرما (کام کی سرگرمیاں) فطرت/اللہ تعالیٰ/برہما کے سپرد کرتے ہیں، ان کے کرما سے کامیابی جلد ہی آتی ہے، اور ایسے ہی خوش اور محبت کرنے والے ہوتے ہیں۔"

،اوپر پیش کیا گیا ہے
،خدا ہمیں برکت دے

بندنا چوہدری

یہ کتاب - متبادل معیشت، بنیادی طور پر ہندوستانی سماج کے لیے ایک اقتصادی ایجنڈا ہے یا اسے محض علمی دلچسپی کی کتاب کے بجائے ہندوستان، ہندوستانی سماج اور پوری دنیا کے لیے ایک ایجنڈا یا معاشی منشور بھی کہا جا سکتا ہے۔ متبادل معیشت پر اس کتاب یا دستاویز کو معاشیات کے اصولوں پر ایک بنیادی مقالے کے طور پر سمجھا جا سکتا ہے جو نہ صرف محدود پائیداری فراہم کرتا ہے بلکہ ایک قسم کی ابدیت/ دائمی یا سنسکرت میں سناتاتا (مسلسل بارہماسی) پیش کرتا ہے۔ یہ توقع کی جاتی ہے کہ معاشیات اور حکمرانی کے بہت سے ماہرین پیش کردہ بہت سے نظریات اور فارمولے پر مزید وضاحت کرنا چاہیں گے، مسئلہ اٹھایا گیا ہے اور یہاں دیا گیا نکتہ ہے تاکہ معاشرے کو خود کو برقرار رکھنے کے لیے جامع اور جامع فریم ورک اور رہنما اصول مل سکیں۔ آنے والے کام کے بارے میں تشویش کی تعریف کرنے کے لیے، مندرجہ ذیل تین سوالات اٹھائے گئے اور دیئے گئے جوابات کا حوالہ دینا مناسب ہوگا۔

سوال: متبادل معیشت میں حکومت کیسی ہوگی؟ یا آپ کو متبادل معیشت کیسا لگتا ہے؟

جواب: یہ ہماری خواہش یا توقع کے مطابق ہو گا، یعنی ہمیں غیر ضروری چیزوں کی زحمت نہیں کرنی پڑے گی، خواہ مادی بھلائی کے لیے ہو یا جذباتی بھلائی کے لیے۔ ہم سب محسوس کرتے ہیں کہ ہم جہاں بھی جائیں ہمیں دشواری اور غیر ضروری زحمت کا سامنا نہیں کرنا چاہیے، جیسا کہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہم سب ہمہ جہت ترقی اور ترقی چاہتے ہیں یا واضح الفاظ میں، ہم سب چاہتے ہیں کہ پوری دنیا کا احساس میرا خاندان ہے، عملی طور پر وجود میں آئے، نہ کہ محض وعظ کے لیے دور دراز تصور کے طور پر۔ متبادل معیشت زمین پر صحت مند، خوش اور مقدس افراد، ان کے خاندان اور ہمارا پورا معاشرہ پیش کرتی ہے۔

سوال: متبادل معیشت کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے لیکن جو لوگ اسے تصور کریں گے اور اسے منظر عام پر لائیں گے وہ کہیں نظر نہیں آ رہے۔ اگرچہ میں پوپ، شنکراچاریہ اور مذہب کے دیگر رہنماؤں اور سماجی شعبے کے دیگر رہنماؤں سے واقف ہوں، لیکن وہ سادہ ہیں، وہ نہیں جو بہر حال ایسا کرنے جا رہے ہیں۔ اس دنیا میں سب سے بری چیز جو ہو سکتی ہے وہ مذہب کی کمرشلائزیشن ہے اور پرانے مذاہب اتنے سیر ہو چکے ہیں کہ ان میں کچھ بھی شامل نہیں کیا جا سکتا (دنیا میں علم کے سیلاب کی وجہ سے بھی)۔ صرف ایک نئے مذہب یا بالکل نئے مذہب یا ایک نئے فرقے میں اضافہ ہو سکتا ہے تاکہ مارکیٹ میں نئے خیالات کو متعارف کرایا جا سکے۔ میں سنجیدگی سے محسوس کرتا ہوں کہ پرانے مذہب کو تبدیلی لانے کے لیے استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ تھیوری اور پریکٹیکلٹی میں فرق ہے۔ نظریہ میں جمہوریت اور کمیونزم اچھے ہیں لیکن عملی طور پر دونوں ہی خراب ہیں۔ انسانوں کی ذہانت میں اضافہ، پیسے کی بڑھتی ہوئی شرح اور دنیا میں لوگوں کے لیے جگہ کم ہو رہی ہے، یہاں تک کہ اب مذہب بھی کرپٹ ہے، اس لیے آج، کل، سو سال بعد اور اسی طرح کی معیشت کے بارے میں آپ کیا کہہ سکتے ہیں۔

جواب: آپ کے سوال کے دو حصے ہیں اور میں ان کا جواب دو حصوں میں دینا چاہوں گا

یہ جان کر خوشی ہوئی کہ آپ نے متبادل معیشت کی ضرورت کو بھی محسوس کیا اور اس کے طریقہ کار کے بارے میں فکر مند ہیں۔ ضروری تبدیلیاں لانے کے لیے آپ اس شخص کی طرف دیکھ رہے ہیں جو یا تو نہیں رہا یا اپنے ہی مذہب کے نوجوانوں پر قابو پانے میں ناکام رہا۔ ایک طرح سے آپ اپنے والدین، دادا آنے والی نسل کی طرف II دادی یعنی پچھلی نسل کی طرف دیکھ رہے ہیں اور نا امید ہو رہے ہیں، جبکہ دیکھ رہے ہیں اور امید کر رہے ہیں۔

کمیونزم نے اپنی زندگی گزاری ہے۔ جمہوریت (ٹیمو-پیل، کریسی رول) نے اپنی زندگی کا آدھا حصہ جمہوریت کے طور پر گزارا ہے اور تقریباً نصف توازن کو ظاہر کرنے والے اشرافیہ کے طور پر پورا کرنے کو ہے، یہ دونوں اپنی مدت تھیوری اور عملی طور پر پوری کر رہے ہیں۔ حکومت کی جو شکل آنے

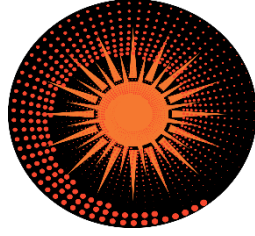
والی ہے اس میں الوہیت کا مواد ہوگا اور اسے الہی جمہوریت کہا جاسکتا ہے جس کا معاشی ڈھانچہ متبادل معیشت کے طور پر یہاں پیش کیا گیا ہے۔

سوال : یہ ایک بہت بڑا حکم معلوم ہوتا ہے۔ آپ کو کیا لگتا ہے کہ متبادل معیشت میں پیش کردہ تصورات کو مقامی، قومی اور بین الاقوامی سطح پر قبول کیا جائے گا؟ ہم سب کب اس پر عمل کریں گے؟

جواب : وہ کہتے ہیں کہ 'یتھا منڈے-تتھا برہماندے' (جیسے کسی کا سر، ویسا ہی برہمانڈ ہے)، میرے ذہن میں خیال نیلے چاند سے نہیں نکل رہا، یہ ماحول میں ہونا چاہیے، زمین کے ہر فرد کو کوئی نہ کوئی جھلک، کوئی اشارہ، متبادل معیشت کا کوئی نہ کوئی خیال اور معیشت کا منصفانہ خیال ضرور ہے۔ ہر لکڑی میں آگ ہوتی ہے، اسے بھڑکانے کے لیے صرف ماچس کی چھڑی کی ضرورت ہوتی ہے، اس لیے یہ وقت، جگہ اور فرد یا افراد کے گروہ کی توانائی کا معاملہ ہو سکتا ہے کہ آگ مقامی سطح یا علاقائی سطح پر رہتی ہے یا زمین کے کل جغرافیے کو چھوتی ہے۔

ہمارے نزدیک 'متبادل معیشت' کی اس کتاب میں پیش کیے گئے تصورات اس سے زیادہ تیزی سے لاگو ہوتے دکھائی دیتے ہیں جس کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ بہتر معاشی ڈھانچے کی اندرونی خواہش ہر ایک کے دل میں ہوتی ہے، اس لیے اسے صرف ایک چیز کو سامنے لانے کی ضرورت ہے۔ ہم ایک صحت مند، خوش اور مقدس معاشرے کی تعمیر کی طرف ابھی سے آغاز کر سکتے ہیں۔ خدا ہم پر رحم کرے۔

نریندر اگروال



دھرم کی قیامت

1 □ □ □

معیشت اور اقتصادی منظر
نامے پر نوٹس

جو بھی ہو، چاہے یہ سچ ہو یا محض ایک خدشہ لیکن حالیہ عالمی لاک ڈاؤن اور وبائی امراض کے پھیلنے کی تباہ کاریوں نے ایک بات بالکل واضح کر دی ہے کہ وائرس سے متاثرہ ایک فرد بھی نہ صرف اپنے پورے خاندان اور ایک ہی گھر میں اس کے ساتھ رہنے والے قریبی عزیزوں کو متاثر کر سکتا ہے بلکہ جہرمٹ/علاقہ میں رہنے والے بہت سے لوگوں کو بھی یہ بیماری لاحق ہو سکتی ہے۔ شخص/گھر/علاقہ جہاں بھی وہ کام کے لیے جاتے ہیں یا دوسری صورت میں اور ان لوگوں کے لیے جو کبھی اپنے گھر/مقام میں کام کرنے کے لیے آتے ہیں۔ چونکہ ہوا کی گردش اور پانی کے بہاؤ کی کوئی سرحدیں نہیں ہیں اس لیے وائرس سے متاثرہ ایک فرد زندہ یا مردہ اس بیماری کو پھیلا سکتا ہے یا پوری زمین/دنیا میں لوگوں کو متاثر کر سکتا ہے۔

اس میٹرکس کو دیکھ کر یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ اگر کوئی صحت مند/بیماری سے پاک رہنا چاہتا ہے تو یہ اس کے مفاد میں ہے کہ اس کے گھر، عمارت، محلے، شہر، ملک اور پوری زمین کے تمام افراد صحت مند/بیماری سے پاک رہیں، اس طرح کوئی بھی دوسروں کا پابند نہیں ہے کہ اگر وہ یا معاشرہ ان کی مدد کر رہا ہے تو اسے بیماری سے پاک رکھنے میں مدد دے سکتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ وہ بیماری سے آزاد ہے۔ اس کا معاشرہ اپنے مفادات کی تکمیل کر رہا ہے اور اسے خود غرض بھی کہا جا سکتا ہے۔ اس مقام پر یہ کہنا مبالغہ آرائی نہیں ہو گا کہ دنیا کی تفہیم ایک بڑے خاندان کی طرح ہے جو صرف بزرگی، ہمدردی یا فیاضی کی وجہ سے نہیں ہوتی بلکہ اسی طرح خوف/خطرہ، تالیف اور مکمل خود غرضی (دوسروں کی بیماریوں/انفیکشن، بیماری وغیرہ سے خود کو بچانے کے لیے) کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔

اس تفہیم کی روح کے مطابق اگر وہ کسی بے سہارا کی طرح بے یارومددگار ہو جائے اور بغیر پیسے/وسائل کے ہو جائے تاکہ وہ بیماریوں کا آسان شکار نہ بن جائے اور پھر آس پاس کے لیے ممکنہ خطرہ ہو؟ کیا ہوگا اگر وہ شخص پہلے سے بیمار ہو اور اس کی وجہ سے اسے اپنے گھر سے نکال دیا گیا ہو یا اس کے قریبی عزیزوں نے اسے زندہ رہنے یا مرنے کے لیے اکیلا چھوڑ دیا ہو؟ اور پھر بھی، اگر کوئی شخص اگرچہ پیسہ رکھتا ہو لیکن تنہائی کی وجہ سے بے سہارا ہو جائے تو کیا ہوگا؟

درج ذیل مزید جمع کرائے جاتے ہیں:

(a) اگر کسی پردیس کا آدمی (جسے مقامی زبان بھی نہیں آتی) روزگار کی تلاش میں لوٹا جائے اور بے (رحمی سے مارا جائے اور پھر ہمارے معاشرے، ملک یا کسی اور ملک میں خون بہایا جائے تو کیا ہوگا؟ اور آخر میں، اگر کوئی شخص جنگ میں زخمی ہو کر گرفتار ہو جائے تو کیا ہوگا؟ اور جنگ یا قدرتی آفات یا بیماری کے پھیلنے کی وجہ سے لاوارث پڑی لاشوں کے بارے میں ہمارا رویہ کیا ہونا چاہیے تاکہ مستقبل میں ممکنہ بیماریوں سے بچایا جا سکے۔

ایسے حالات میں، لاتعلق رہنے یا اس شخص کو لات مارنے کے علاوہ یا ٹٹ بٹس (چھوٹی سی فوری مدد) اور آنکھ بند کرنے اور بہرے کانوں کا رویہ رکھنے کے علاوہ، اس طرح کے غیر متوقع داخلے سے متاثرہ/بیمار ہونے کے ممکنہ خطرے سے بچانے کے لیے صرف دو ہی قابل قدر آپشنز دستیاب ہیں۔ اس شخص کو قتل کرنا اور لاش کو یا تو جنازہ یا تدفین کے ذریعے یا سمندر میں گرا کر یا گدھوں کے کھانے کے لیے اونچے اونچے پیالے میں ڈالنا، تاکہ مردہ لاش بھی نہ صرف معاشرے کے لوگوں کو بلکہ ہوا زمین، آبی ذخائر اور زیر زمین پانی کو بھی متاثر نہ کرے۔

اس نئے آنے والے سے اپنے آپ، خاندان اور معاشرے کو متاثر ہونے/بیمار ہونے کے ممکنہ خطرے سے بچانے کا دوسرا آپشن (خواہ وہ کسی بھی شکل میں ہو۔ مرد ہو یا عورت۔ بطور بھکاری، بے سہارا طوائف، گرفتار دشمن، شہری یا سپاہی، لاوارث بچہ یا نوجوان یا اکیلا بوڑھا) اسے ہر قسم کی سماجی تحفظ کی پیشکش کرنا ہے، تاکہ وہ صرف اس صورت میں محفوظ ہو جائے کہ وہ کسی بھی سابقہ سے محفوظ نہ رہے۔ معاشرے میں حصہ ڈالنے / ادا کرنے کے قابل۔

(ب) سماجی تحفظ کی کوئی بھی شکل ہو یا جو بھی معاشرے، محلے، قومی سطح پر اور سیاسی-اقتصادی-مذہبی محاذ پر معاملات کی بالادستی پر مامور ہو، اوپر بیماری کے پھیلنے کے ممکنہ خطرے سے بچنے کے لیے کم از کم ایک چیز سے گزارش ہے کہ بیماروں کو ہر ممکن علاج اور دیگر ضروریات جیسے خوراک، پانی، کپڑا اور رہائش فراہم کی جائے، چاہے وہ سماجی تحفظ کا بنیادی اور اہم ترین حصہ ہو۔ نہیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نہ صرف بیماریوں کا علاج بلکہ دیگر تمام چیزیں جن کی وجہ سے کوئی شخص، قوت مدافعت کھو سکتا ہے اور بیمار پڑ سکتا ہے یا بیماری میں مبتلا ہو سکتا ہے جیسے خوراک، پانی ہوا، کپڑے، رہائش، جسمانی تحفظ، مناسب معلومات، مشورہ اور رہنمائی، تفریح، ورزش کے ساتھ فٹنس سینٹر اور انصاف آسانی سے، بروقت اور ضرورت پڑنے پر بغیر کسی پیشگی شرط یا پوسٹ کے مفت دستیاب ہونا چاہیے۔

مزید یہ کہ یہ خدمات نہ صرف مذکورہ بالا تمام افراد کے لیے دستیاب ہوں گی بلکہ معاشرے میں رہنے والے تمام افراد کو بھی مشکلات کی صورت میں دستیاب ہوں گی جیسے کہ گھر میں کبھی کبھار جھگڑے کے دوران یا یہاں تک کہ اگر کوئی گھر سے دور تنہائی چاہتا ہو۔ یعنی اگر خاندان میں میاں بیوی کے درمیان یا بچوں کے درمیان معمولی جھگڑا ہو جائے تو کوئی بھی مرد ہو یا عورت کسی بھی وقت (چوبیس گھنٹے) باعزت اور باوقار طریقے سے درج بالا خدمات سے استفادہ کر سکے۔

پھر بھی، یہ بات کسی شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ پالتو جانور اور پرندے بھی انفیکشن/بیماریوں کو پھیلانے کا ذریعہ بن سکتے ہیں اس لیے یہ بھی اہمیت رکھتا ہے کہ زندگی کو برقرار رکھنے والے تمام ضروری سامان جیسے خوراک/چارہ، پاک ہوا اور پانی، پالتو جانوروں کے لیے پناہ گاہیں اور پرندوں کے لیے درختوں کا احاطہ اور علاج کی سہولیات معاشرے میں کسی بھی وبائی یا عام بیماری سے بچنے کے لیے دستیاب ہونے چاہئیں۔ مقامی لوگوں سے جمع کی گئی رقم۔

، اگر ہم اوپر دیکھیں تو یہ بات بالکل واضح ہے کہ علاج معالجے کی سہولیات، عدلیہ، جسمانی تحفظ (d) خوراک، پانی، پناہ گاہ، تفریح، جسمانی ورزش کے ساتھ کھیل کا میدان، شمشان/دفن، اور تعلیم کے ساتھ معلومات اور رہنمائی کا مرکز مقامی معاشرے کے پیش نظر ہونا چاہیے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قومی سطح پر حکومتیں، جتنے بھی فلاحی اقدامات کا اعلان کرتی ہیں یا کرتی ہیں، وہ چوبیس گھنٹے ذاتی رابطے فراہم نہیں کر سکتیں اس قیمت پر کہ معاشرہ کیا کر سکتا ہے۔

اگر معاشرہ بنیادی سماجی تحفظ فراہم کرنا چاہتا ہے تو سوسائٹی کو مقامی سلامتی، ہر قسم کے انصاف (جیوری کے نظام کے ذریعے)، روزگار، مقامی منصوبہ بندی اور قومی منصوبہ بندی میں شراکت داری، مذہبی ضروریات، صحت اور تعلیم، میڈیا اور تفریح، ماحولیات اور مقامی اقتصادی سرگرمی، ٹیکسوں کی وصولی، اپنے آس پاس کی صنعتوں کو چلانے میں شراکت داری اور دیگر مقامی مسائل کو پورا کرنے کی ضرورت ہے۔ دوسری طرف قومی حکومت خود کو آئینی عدالت، ریزرو پولیس اور فوج، قومی اور بین الاقوامی رابطے (ایک طرف سڑک، ریل، پانی اور فضائی اور دوسری طرف آڈیو، ویڈیو اور ڈیٹا)، ڈیزاسٹر

مینجمنٹ اور ریلیف آپریشن، قومی تہوار اور اس کی تقریبات، تحقیق اور ترقی میں شراکت، خارجہ امور اور بین الاقوامی ترقی کے محکموں وغیرہ تک محدود رکھے گی۔

2. معیشت: تعریف ، نظریات اور معاشی تشخیص کا نظام

معیشت کی تعریف: اب تک دی گئی ان گنت تعریفوں میں، یہ 'آکسفورڈ شارٹر' یا سنسکرت لغت ہے جو بنیادی تعریف دیتی ہے

-(اس سے ماخوذ ہے earth-the base انگریزی لفظ) Arth:-Economy
،ارتھ: مطلب- معنی اور پیسہ۔ شاسترا - تحریر میں یا شروٹی اور اسمرتی کے ذریعے طریقوں، عمل، راستے اور نتائج کا مجموعہ (کہنا اور یاد کرنا)

نیتی: اخلاقیات، نیتی جو نیامک (فطرت) سے آتی ہے یا اخلاقیات، جو ماحول سے آتی ہے۔

سسٹم کی مختصر شکل- Eco - Ecology ماحول کی آواز یا Eco:

نامی: نیتی - قوانین، قدرتی قانون- جو ماحولیات سے نکلتا ہے۔

طریقوں، عمل، منصوبہ بندی اور تحریری نتائج کا مجموعہ- Nomics -

طریقوں کا مجموعہ، راستے اور نتیجہ، اسباب اور پیسے کے ذریعے- Arthshastra
معیشت - ماحول میں منتقل ہونے والے مواد (رقم) کے عمل، منصوبہ اور طریقوں کا مجموعہ۔

معاشیات پوری زمین کی سائنس ہے، معنی کمائی، پیسہ کمانے کے طریقے اور اس کے معنی، جو کسی چیز یا خدمت کی قیمت کا تعین کرتا ہے، اسے بے قیمت یا قیمتی یا انمول بناتا ہے۔

ارتھ شاستر کی تعریف چانکیہ ستر (15.1) میں اس طرح کی گئی ہے: انسانوں کی جبلت کو آرتھا کہا جاتا ہے۔ انسانوں کے ساتھ متحد زمین زمین/مطلب/پیسہ ہے۔ وہ سائنس جو اس کے حصول اور مشاہدہ کے طریقوں پر بحث کرتی ہے اسے ارتھشاستر کہتے ہیں۔

معاشی نظریات:

بارٹر سسٹم سے لے کر کیپٹلزم، کمیونزم، سوشلزم، کلاسیکی معاشی نظریہ سے لے کر جدید ترین 'نیو' کلاسیک معاشی نظریہ' تک کے تمام معاشی نظریات اپنی پیدائش کی جگہ اور عالمی نظام کے طور پر کسی نہ کسی طور پر ناکام رہے ہیں۔ اس وقت جو کچھ رائج ہے وہ سب کا مرکب ہے اور زیادہ تر نیو کلاسیکل اکنامکس تھیوری کا بچا ہوا ہے۔ کسی بھی نظریہ کے پیش نظر وہ لوگ ہیں، جنہیں نسخہ دیر سے ملا اور بہت سے لوگ بجھے ہوئے سگار کو پینے کے عادی ہیں۔
اب تک تیار کیے گئے تمام معاشی نظریات کی ناکامی کی وجہ یہ ہے کہ کسی بھی معاشی نظریے نے معاشیات اور ارتھشاستر کی بنیادی تعریف کو مدنظر نہیں رکھا۔

ہر ماہر معاشیات نے معاشیات کی تعریف اپنی ضرورت کے مطابق دستیابی اور مناسبت کے مطابق کی ہے اور اسے چھوٹی جگہوں اور وقتوں میں کامیاب پا کر اسے عام کرنے کی تجویز پیش کی ہے۔ 'ایکو' کے بنیادی اصول پر غور کیے بغیر جو بھی معاشی نظریہ تیار ہو گا وہ ناکام ہو جائے گا اور ناکام ہو جائے گا (بغیر کسی اگر اور ہٹ کے)۔ * یہ یقینی ہے کہ مستقبل کا معاشی نظریہ اس سے تیار ہوگا اور اسے پوری دنیا میں سراہا اور قبول کیا جائے گا اور اس کا اطلاق ہوگا ۔

معاشی تشخیص کا نظام:

معیشت کی منصوبہ بندی، رہنمائی اور کارکردگی کی تشخیص "میں راجنٹک/سیاسی مداخلت کو دو سطحوں " پر ہونا ضروری ہے، پہلا یہ کہ ہم آہنگی کے پروگراموں پر عوام کی رائے کیا ہے اور دوسری سماج کے مختلف طبقات کی خواہشات اور خواہشات کیا ہیں، جب کہ مرکز کی مداخلت جو کہ "منصوبہ بندی، رہنمائی اور کارکردگی کی بنیادوں پر معیشت کی مسلسل بنیاد رکھتی ہے" سے متعلق ہے۔

معیشت کی منصوبہ بندی، رہنمائی اور کارکردگی کا جائزہ لینے کے مرکز " کو اپنے آپ کو جانچنے کی " ضرورت ہے کہ آیا عوام کی خواہشات درست، قابل عمل اور قابل عمل ہیں، اور اگر ہاں تو اس کے دیگر مضمرات کیا ہوسکتے ہیں۔ ایسے مرکز سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ خود کو نئی دریافت شدہ تجاویز ٹیکنالوجیز، اپنی تحقیق اور آراء کا جائزہ لینے میں مصروف رکھے گا تاکہ متعلقہ (مقامی، قومی اور بین الاقوامی) سطح پر پائیداری اور تال کو برقرار رکھا جاسکے۔

حکومت کی کوئی بھی شکل ہو اور جو بھی حکومت "منصوبہ بندی، رہنمائی اور معیشت کی کارکردگی کا جائزہ لینے کے لیے مرکز" بنائے، اس کی قیادت گرو جیسے قابل احترام ماسٹرز، سنتوں کو ان کی ذات نسل اور رنگ سے قطع نظر اور کسی بھی علاقے اور مذہب سے پیدائشی وفاداری کے ذریعے کرنی چاہیے۔

ایک سنہری معیشت یا سونے کی معیشت، سنہری اصول یا اچھے کی حکمرانی؛ اس وقت دنیا چوراہے پر" نظر آتی ہے، آزادی، باعزت، صحت مند اور خوشگوار زندگی کی تبلیغ کرتی ہے لیکن پیسے، شہد اور سونے کی پیروی کرتی ہے، کیا اس سلسلے میں ہمیں اجتماعی مرضی کی ضرورت نہیں؟

اگر ہم بین الاقوامی منظرناموں کو دیکھیں تو ہمیں کہنا پڑے گا کہ عام طور پر وہ مرحلہ آ گیا ہے، جس میں تمام سنہری اصول خاک میں ملتے جا رہے ہیں اور 'گولڈ کا راج ماسٹر بن گیا ہے'، یعنی ہندوستان اور دنیا سونے کی معیشت کے حکم کی پیروی کر رہے ہیں اور ایسا لگتا ہے کہ فطرت کے بارہماسی/ دائمی قاعدے کو بھول گئے ہیں۔ جہاں تک معیشت کی بنیادوں کا تعلق ہے، ہندوستان اور دنیا پچھلے دو تین ہزار سالوں میں ایک دوسرے کے قریب دکھائی دیتی ہے، وہ سونے کی معیشت کے احکام پر عمل پیرا ہے اور اس وقت خوش ہوتا ہے جب لوگ ہندوستان کو سونے کی چڑیا کا حوالہ دیتے ہیں، جب کہ ہندوستان کی اپنی تعریفیں سنہری لنکا کو جلانے کے بعد کھینچی گئی معیشت کی طرف اشارہ کرتی ہیں جو فطرت کے اصول پر مبنی ہے جو بہترین سنہری ہے۔ اس مسئلے پر غور و خوض کے لیے درج ذیل عرض ہے

کنک- | وا پایا برائے ، کھائے بورائے نار मादकता अधिकार , वा कंक کنک وہ سو گئی " :- کہا جاتا ہے (1) گولڈ) اس حقیقت کو جاننے کے بعد بھی ہندوستان فی الحال کنک اور دیگر نام نہاد نشہ آور اشیاء کے استعمال پر پابندی لگاتا ہے لیکن سونا جمع کرنے، ایک متضاد رویے، ایک منافقانہ عمل، 'پیسہ وار رویہ ہے وقوف'، یا پیسہ کے حساب سے پاؤنڈ ہے وقوف ہے۔

۔ یہ کہا جاتا ہے کہ "سونے کی حکمرانی راون نے ظاہر کی تھی جبکہ رام نے صرف سنہری اصولوں (2) کی پیروی کی"، اور جیت لیا اور ہندوستان میں ایک آئین سمجھا جاتا ہے۔ پچھلے تین ہزار سالوں میں ہندوستان کا عمل ہم نے جو کچھ سیکھا ہے اس سے مطابقت نہیں رکھتا۔ یہ حیرت کی بات ہے کہ ہندوستان نے سنہری لنکا کو جلانے کے بعد (نہ ملایا اور نہ ہی لوٹا) چھوٹے چھوٹے سونا اکٹھا کرنا شروع کر دیا اور یہاں تک کہ اپنے چھوٹے اور کمزور سونے کے ذخیرے پر فخر محسوس کر رہا ہے اور اسے سنہری شیر (سون کا شیر) یا سنہری عقاب (سونے کا باج) بھی نہیں کہا جا رہا ہے بلکہ صرف سنہری چڑیا (سونے کی چڑیا) ہے جسے کوئی بھی آسانی سے مار سکتا ہے، بلی کو بھی مار سکتا ہے۔ کاش! 'کتنی ستم ظریفی زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ اس نے اجودھیا میں رام کے گھر پر بھی فخر کے ساتھ سونے کے مندر بنائے۔

سمپتی کا سرینگار اور وپتی کا آہر (سونا" غذا ہے کا ویت اور شرنگار کا پسند - جنہوں نے کہا کہ سونا ہے دولت اور اثاثے کا ایک زیور ہے مسئلہ کے دوران)" اور معاشرے میں اس کہاوت کو بنیادی طور پر معاشرے کو انفرادیت پسند اور مستقبل پسند بنا دیا۔ اس سے معاشرے میں بدامنی پھیل گئی اور سونا جمع ہو گیا۔ یہ جمع شدہ سونا حملہ آوروں کے لیے آسان شکار بن گیا کیونکہ ہم نے معاشرہ کی سلامتی اور ہم آہنگی پر پیسہ خرچ کیے بغیر بھی سیکیورٹی کو ضمانت کے طور پر لیا تھا۔ مزید ایسی کمیونٹیز جو اب بھی اس کہاوت پر یقین رکھتی ہیں، قومی اور بین الاقوامی سطح پر سونے کی تجارت کے آپریٹر اور ہیرا پھیری کے ذریعے من گھڑت اشتہارات کے ذریعے اس کا فائدہ اٹھایا جا رہا ہے۔ ایسی کمیونٹیز کو قابل رحم کہا جا سکتا ہے جن کو صحت مند اور خوشگوار زندگی کے ساتھ کیا، کیوں کس طرح سونے اور آپس میں تعلق کے بارے میں مناسب اور کھلی بات چیت کی ضرورت ہے۔

یہ بڑی حیرت کی بات ہے کہ ہندوستانی بھی سونے سے اتنے متوجہ کیسے ہو گئے کہ سادہ لفظ گولڈ، (3) کا استعمال بھی ان میں چالیں پیدا کرتا ہے اس لیے کاروباری گھرانے اس جذبے کا بھرپور استعمال کرتے

ہیں اور بہت سی چیزوں کا نام دیتے ہیں جیسے کہ گولڈ میڈل (اصل سونے کے ساتھ یا اس کے بغیر) مصنوعی سونے کے زیورات، گولڈ کپ، گولڈن پلان، گولڈن جوبلی، گولڈ چائے، گولڈن کافی کو کیا کہتے ہیں؟ کیا یہ لالچ ہے یا ہوس ہے یا نشہ ہے یا مایا کا کوئی سادہ سا کھیل ہے؟

اس دور (کلیوگ) میں ہندوستان کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ اس نے تین فرقوں یا نام نہاد مذہبی، (4) مقدسات کو جنم دیا۔ بدھ، جین اور سکھ یہ بات اچھی طرح سے دستاویزی اور مشہور ہے کہ ان سب کے بانی نے نہ صرف سادہ زندگی گزاری بلکہ یہ بھی دکھایا کہ کوئی بھی سادہ زندگی کیسے گزار سکتا ہے پھر بھی ان کے شاگرد ان کے نام پر بنے مندروں کو سونے سے سجا رہے ہیں، یہ کیا ستم ظریفی ہے؟ کیا ڈسپلے؟ کیا اسے ان کے چیلوں کے اعمال میں بگاڑ کہا جا سکتا ہے؟

مذہب کے بارہماسی یا دائمی عمل کے مطابق کسی فرد کی آمدنی کا آٹھواں حصہ مذہبی اداروں کا ہونا ہے جو کمیونٹی کی تمام سماجی ضروریات کو پورا کرتا ہے اور مندروں کو سونے سے نہیں سجاتا۔ نانک نے میں ترمیم کی ہے۔ بارہ نکاتی پانچ فیصد سے دس فیصد - کھانے کی حفاظت اور دیگر I.e اس میں آٹھویں تحفظ جیسے تعلیم، صحت، تباہ کن انتظام وغیرہ کا خیال رکھنے کے لیے دسواں (ایک دسواں)۔

سونا ہمیشہ کے لیے ہے (سونا بے صدا کے لیے)، گویا دوسری دھاتیں ختم ہو جائیں گی اور زندگی، (5) مختصر ہے پھر بھی ہم سونے کے لیے دیوانہ وار کرش کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ یہ کیسا تضاد ہے یا دماغ کا کیسا ہیرا پھیری ہے۔ ایسٹر دور کے تمام سنہری اصول خاک میں مل رہے ہیں۔ سونے کا راج آقا بن گیا ہے۔

جہاں کبھی سونے کا ذخیرہ پایا جاتا ہے اس علاقے کے باشندوں کی زندگی اجیرن ہوجاتی ہے چاہے، (6) وہ کولار گولڈ فیلڈ ہو یا کوئی اور علاقہ۔ اسی طرح جو بھی سونا تلاش کر کے پکڑے گا وہ دکھی ہو گا چاہے وہ ہندوستان کا محل ہو یا کسی اور ملک کے لوگ۔ ایسے حالات بیان کیے جا سکتے ہیں جن میں لوگ سونا نہ ہونے کی صورت میں قدرے پریشان ہوتے ہیں لیکن جب لوگ سونا حاصل کرتے ہیں تو وہ خوش نہیں ہوتے۔

کہا جاتا ہے کہ: "ایک خاندان نے دولت کی دیوی کو اپنے گھر بلایا ہے، دیوی کے آنے پر خاندان کے، (7) سب سے بوڑھے شخص نے دیوی سے کہا کہ آپ انتظار کریں جب تک میں آپ کے لیے کچھ لے کر آؤں۔ دیوی سے اقرار لے کر خاندان کے اس بزرگ نے یہ سوچ کر کہ اب دیوی کو اس گھر میں مستقل رہنا ہے گھر کے پچھواڑے میں جا کر کنویں میں چھلانگ لگا کر خودکشی کر لی۔ کہا جاتا ہے کہ اس برادری میں دولت کی دیوی اس طرح رہتی ہے۔ اس قسم کی جمع قاتلانہ (ہتیار) ہے۔ ایسی دولت دیکھنے والوں، اس طرح کا سونا رکھنے والوں کا طرز عمل کیا ہو سکتا ہے؟ کیا ایسے لوگ دلیری یا دلیری کے بارے میں سوچ سکتے ہیں؟ علمی دنیا میں یہ سوال بھی پوچھا جاتا ہے کہ دولت کی دیوی ایسے نسل کشی کے چالبازوں سے کیسے آزاد ہو گی؟ اوپر جمع کی ایک پھٹی قسم کو سمجھا جاتا ہے، نہ اچھا اور نہ ہی برا لیکن ایک ناامید قسم جس میں لوگ دولت پر زیادہ تر بیکار بیٹھے رہتے ہیں، ان لوگوں کو طفیلی (یا سانپ کے منہ میں تل چوبا) کہا جا سکتا ہے۔

ادب میں دولت کی دو اور قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ کہتے ہیں دولت کی دیوی آلو پر سفر کرتی ہے یا، (8) سوان پر

(الف)، جو لوگ انفرادیت کے لیے کام کرنے کے طریقوں میں شامل ہوتے ہیں وہ شیطانی چالوں، چالاک فن پیسہ (دولت) " اور کالے جادو سے کمائی گئی رقم سے نفرت نہیں کرتے (اس بات کو سمجھنے کے ساتھ کہ پیسہ ہے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ یہ کیسے کمایا جاتا ہے - جیسے بچہ بچہ ہے، چاہے وہ کیسے پیدا ہوا یا وجود میں آیا) " ان کے لیے دولت کی واپسی اور دیوتاؤں کو واپس جانا ہے آلو

مزید کہا گیا ہے کہ اس قسم کا پیسہ/دولت، سونا اور معیشت اس دن بدنظمی اور اذیت کا باعث بنتی ہے جو، ظاہری دنیا میں (پورے ماحول میں- سمندر میں، زمین کی سطح پر اور آسمان میں) ہر طرح کی جسمانی ذہنی اور جذباتی ہوتی ہے۔ ایسے نظام کو شیطانی اور آمرانہ کہا جا سکتا ہے جو اب جمہوریت یا آمرانہ جمہوریت کے برانڈ نام سے رائج ہے۔ اس نظام میں صرف چند لوگ پیسے، بازار، مادی مشینوں کو کنٹرول کرتے ہیں اور ہر چیز کو کنٹرول کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور باقی کام کرنے اور اپنی بنیادی ضروریات کو پورا کرنے کے راستے بھی تلاش کرتے ہیں۔

لوگوں کا ایک اور سلسلہ ہے جو کہتا ہے کہ پیسہ ہر ایک کے لیے ضروری توانائی ہے۔ بہت کم لوگ (b) کہتے ہیں کہ جتنا زیادہ بہتر ہوتا ہے اور جمع ہونے کا خطرہ ہوتا ہے لیکن عقلمند کہتا ہے کہ توانائی مستقل ہے نہ اسے پیدا کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی ختم کیا جا سکتا ہے یہ صرف شکل و صورت بدل سکتی ہے۔ سست اور مستحکم رفتار میں توانائی کا استعمال فطرت کو اپنی توانائی کے چکر کو ہم آہنگی کے ساتھ مکمل کرنے کے لیے وقت دیتا ہے جب کہ تیز رفتاری سے توانائی (پیسہ) کا استعمال یا کم وقت میں زیادہ مقدار میں توانائی کے ذرائع (مائع ہائیڈروجن یا سونا اور موتی) استعمال کرنا ہر کسی کے لیے پریشانی کا باعث بن سکتا ہے۔ اس لیے اس فہم کے حامل لوگ کہتے ہیں کہ پیسہ نیکی کے ساتھ آنا چاہیے، نفع نیکی کے ساتھ آنا چاہیے اور صحیح طریقے سے صحیح مقصد کے لیے سرمایہ کاری کرنا چاہیے۔

ایسے لوگ کہتے ہیں کہ جب انرجی (پیسہ) مستقل رہتی ہے تو اس کا ایک جگہ پر جمع ہونے سے دوسری جگہ پر قلت پیدا ہوسکتی ہے اس لیے انرجی (پیسہ) کو پورے ماحول میں پھیلانا چاہیے تاکہ ہر ایک کو ہر وقت ہر جگہ آسانی سے دستیاب ہو۔ یہ لوگ معیشت کی تعریف اس طرح کرتے ہیں (ماحول میں لین دین کا $Eco + Nomy = Economy$ ، $Arth - arth$ ، مطلب، پیسہ $Shashtra = Arthshashtra$) کی تثلیث میں، دولت کی دیوی کو برقرار $annihilator$ اور $sustain r$ سائنس اور فن۔ تخلیق کار + رکھنے والے کے ساتھ دکھایا گیا ہے اور اس فہم کے ساتھ لوگ دولت کی دیوی کو اپنے ساتھی (لکشمی نارائن = لکشمی نارائن) کے ساتھ صرف دعا کرتے ہیں اور مدعو کرتے ہیں۔ ایسی روایت کے مزید پیروکار ہمیشہ کہتے اور لکھتے ہیں (سب + لب) اچھی کمائی + اچھا منافع۔

کہا جاتا ہے کہ دولت کی دیوی اپنے شوہر کے ساتھ سوان (ہنس) پر سفر کر کے ایسی دعوت کو برکت دیتی ہے اور وہیں قیام کرتی ہے۔ کہا جا سکتا ہے کہ ایسے نظام میں ہر شخص اپنی استطاعت کے مطابق حصہ ڈالتا ہے اور اپنی پوری زندگی میں اپنی ضرورت کے مطابق حصہ لیتا ہے۔ فطرت کی ان خصوصیات کو سمجھنے والے کام اور دولت کی تقسیم کا ایک ایسا نظام وضع کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو ہر ایک کی زندگی میں رواں دواں ہو۔ ایسے نظام کو معاشرے پر مبنی یا برادری کے نظام سے بہتر سمجھا جا سکتا ہے اور اسے الہی کہا جا سکتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایسے لوگ تعطل میں چلے گئے ہیں یا تنہائی میں ہیں۔

چمکتا ہوا سونا، چمکتے موتی، ہیرے اور اس کے زیورات کے تقاضے وہ ہیں جو اندھیرے میں کام (9) کرتے ہیں اور دکھاوے اور حکومت کرنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ دن کے اجالے میں یہ چیزیں بمشکل ہی انفرادی شخصیتوں میں اضافی اہمیت کا اضافہ کرتی ہیں اس لیے شخصیت کی انسانی عبادتوں کے ذریعہ ان کی نفی کی گئی ہے - خواہ وہ نانک، یسوع، مہاویر، بدھ، سیتا رام، رادھا کرشن اور گوری شنکر ہوں۔

ہر دھات جیسے سونا، چاندی، تانبا، کانسی، پلاٹینم، نکل، کرومیم وغیرہ انسانیت کے ساتھ ساتھ دیگر (10) تمام مخلوقات کے لیے بھی اپنی طبی اہمیت رکھتی ہے۔ موتیوں اور ہیروں کے ساتھ تمام دھاتوں کی اپنی نجومی قدر ہوتی ہے (ان انسانوں کے لیے جن میں کچھ کمزوری یا کمی ہوتی ہے اور وہ نارمل ہونا چاہتے ہیں اور جو کچھ وقت کے لیے کچھ اضافی حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کے لیے کم مقدار میں ان کی ضرورت ہوتی ہے) نہ تو ان کی نفی کی جا سکتی ہے اور نہ ہی اضافی قیمت مقرر کی جا سکتی ہے۔ سونے، چاندی پلاٹینم، ہیرے اور موتی جیسے کسی بھی دھات یا چیز کو اضافی قیمت تفویض کرنا دوسروں کو بیوقوف بنانے یا دھوکہ دہی اور بے وقوف بنانے کی کوشش ہے۔ اگر ہم پچھلے پچاس سالوں کا مشاہدہ کریں تو سونے اور چاندی کی قیمت دیگر تمام دھاتوں کو پیچھے چھوڑ چکی ہے اور سو گنا بڑھ چکی ہے جس کا کوئی پیمانہ جواز نہیں دے سکتا۔ سونے کی قیمتوں میں اضافہ اور اچانک اتار چڑھاؤ دنیا کے چند امیر ترین افراد کی مذموم مشقوں کا نتیجہ ہے جو میڈیا کی مدد سے عوام کے جذبات کو مسلسل ابھارنے کے لیے کی جاتی ہے اور پھر اسٹاک کو بیلوننگ اور پنکچرنگ کے ذریعے کمایا جاتا ہے۔ قیمتوں میں اس اچانک اور تیز رفتار اضافے کو جواز فراہم کرنے والا کوئی بھی پیمانہ نہیں ہے سوائے اس کے جو بھی اسے اچھی، بری یا بدصورت قوتیں کہے۔

زندہ رہنے کے لیے، ہندوستان جیسے ممالک کے لوگوں کے پاس ایک ہی راستہ بچا ہے کہ وہ ان چیزوں سے پرہیز کریں اور جلدی اور بڑی کمائی کے جوش اور دیگر جذباتی تکنیکوں سے دور رہیں جو لٹیروں اور دھوکہ بازوں کے ذریعہ کسی نہ کسی طریقے سے کھیلے جاتے ہیں۔ ہمیں انفرادی طور پر اور اجتماعی طور پر صحت مند اور خوش رہنے کے لیے تہواروں میں سونا چاندی خریدنے کے لالچ سے بچنا ہوگا چاہے وہ دیوالی ہو، عید ہو یا کرسمس اور پیدائش اور شادی کے موقع پر انہیں بینک لاکر میں ڈیٹ سٹاک کے طور پر رکھنے سے بہتر ہو گا کہ کھانے کے قابل اناج، مصالحہ جات، جڑی بوٹیاں، مختلف قسم کی دھاتیں خریدیں اور مختلف قسم کی دھاتیں خریدیں۔ (درخت کم از کم تازہ ہوا ضرور دے گا)۔ یہ اشیاء تحائف کے لیے بھی استعمال کی جا سکتی ہیں۔ ان کو سمجھنا اور انفرادی طور پر ان پر عمل کرنا مشکل ہو سکتا ہے لیکن تجربہ کار عقلمند بوڑھے مرد/عورت کی رہنمائی میں اجتماعی طور پر عمل کرنا آسان ہو جائے گا،

نام نہاد ہارڈ کرنسیوں (ڈالر، پاؤنڈ سٹرلنگ، یورو، ین (کے اتار چڑھاؤ کے درمیان چند دوسرے (11) ممالک کے صدور نے سونے کی تجارت کرنے کی تجویز دی ہے، لیکن پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سونے کو ایک نام نہاد پاور بلاک کے ذریعے اتنا ہی غیر مستحکم بنایا گیا ہے۔ اس کا حل کم از کم چھوٹی برادریوں کے اندر اور دوست ممالک کے درمیان ترمیم شدہ فارمیٹ میں بنیادی بارٹر سسٹم کی طرف لوٹنے میں مضمر ہے۔ ان لوگوں، کمیونٹیز اور ممالک کے لیے جن کے پاس بدلے میں دینے کے لیے کچھ نہیں ہے ایک خیراتی پول یا خیراتی پول بنانے کی ضرورت ہے۔ کہا جاتا ہے کہ مال یا خدمات کے تبادلے کے دوران جو لوگ بدلے میں کوئی مواد نہیں دے سکتے وہ اپنی نیک تمنائیں اور برکتیں پیش کرتے ہیں، جو کسی بھی چیز کی توقع سے کہیں زیادہ ہے۔ تاریک حکمرانی کو ختم کرنے اور صحیح حکمرانی قائم کرنے کے لیے ہمیں نہ صرف تیار رہنا ہوگا بلکہ شاید ہمیں "ماحول کمانے کے لیے سونا جلانا ہوگا"۔

یہ کہا جاتا ہے، کہ پیسہ ہر ایک کو درکار توانائی ہے۔ بہت کم لوگ کہتے ہیں کہ جتنا زیادہ پیسہ (12) (زیادہ توانائی) اتنا ہی بہتر ہے اور یہ وسائل (پیسہ اور توانائی) کے جمع ہونے کا شکار ہو جاتے ہیں۔ طویل مدتی تجربہ کہتا ہے کہ سست اور مستحکم رفتار میں توانائی کا استعمال خوشی دیتا ہے اور فطرت کو اپنی توانائی کے چکر کو ہم آہنگی کے ساتھ مکمل کرنے کے لیے وقت دیتا ہے، جب کہ توانائی (پیسہ) کو تیز رفتاری سے استعمال کرنا یا توانائی کے اعلیٰ ذرائع (مائع ہائیڈروجن یا) یا مرکب رقم (سونا، چاندی، پلاٹینم اور موتی) کا استعمال قدرتی آلودگی کو کم وقت دیتا ہے اور قدرتی طور پر کافی مقدار میں آلودگی کا سبب بنتا ہے۔ اسے مکمل کریں اور سائیکل میں موجود ہر ایک کے لیے پریشانی کا باعث بنتا ہے (چاہے وہ نظر آئے یا نہ ہو)۔ اس فہم کے حامل لوگ کہتے ہیں کہ پیسہ نیکی کے ساتھ آنا چاہیے۔ منافع نیکی کے ساتھ اور صحیح طریقے سے آنا چاہیے اور صحیح مقصد کے لیے سرمایہ کاری کرنا چاہیے۔

کمائی متعدد ذرائع سے ہوسکتی ہے اور ہونی چاہیے تاہم اس بات کو یقینی بنانا ہوگا کہ آمدنی دوسروں کو تکلیف دے کر نہ آئے، ورنہ اس میں لعنت کا مواد ہوگا۔ جب اس طرح کی کمائی خاندان، معاشرے اور حکومت میں بانٹ دی جائے تو اس سے اچھے نتائج نہیں آئیں گے بلکہ تمام جڑے ہوئے لوگوں کے لیے برے نتائج سامنے آئیں گے۔ اس کے پیش نظر خرچ اور کمائی میں ہم آہنگی اور احتیاط ہی بہتر ہے۔

بھارت (بھا-روشنی، + چوہا-مصروف = دنیا کو روشن کرنے اور لوگوں کو روشن کرنے میں بھرت مصروف) معلوم دنیا میں دو بار راکھ سے اٹھ کر سونے کی حکمرانی کو ختم کر چکا ہے {ایک راون کا اور دوسرا دوریودھن کا (دریو غلط ذہن + دھن دولت)} اور کرشن کے ذریعہ ایک اور سنہری حکمرانی قائم کی گئی ہے (اس طرح ایک اور رام کے ذریعہ رام کے طور پر تیار ہو کر) سونے کی اس تاریک *** حکمرانی اور بین الاقوامی سطح پر سنہری حکمرانی قائم کی۔

4. میڈیا کی معیشت اور میڈیا کے ذریعہ معیشت کا انتظام

درج ذیل عرض کیا جاتا ہے: میڈیا کی بنیادی ضرورت، اس کے تقاضوں اور فالو اپ کی ضرورت کے حوالے سے عرضی چھ حصوں میں پیش کی جا رہی ہے: 1-) مسائل اور اس کا وسیع خاکہ، 2-) میڈیا پر (a) - مسئلہ کا نمونہ، 5-) حل کا نمونہ (4) میڈیا کے عجیب پہلو دیہی علاقوں میں مشترکہ بحث، 3-)،

تفریحی تحفظ کی فراہمی، (b) صحیح معلومات کی فراہمی اور علم کا اشتراک

مسائل اور اس کا وسیع خاکہ، (1)

کسی بھی مواصلات میں، میڈیا ٹرانسمیٹر اور ریسیور کے درمیان ایک درمیانی تہہ/میڈیم (1.A) پانی/مائع، اور ٹھوس یا ڈیزائن شدہ) ہوتا ہے، اس لیے اصل پیغام کو نقل کرنے کے علاوہ میڈیا کے پاس اصل پیغام کو فروغ دینے، تباہ کرنے یا بگاڑنے کے تمام راستے ہوتے ہیں۔ میڈیا کی اس طاقت کی وجہ سے (فروغ دینے، تباہ کرنے، بدلنے یا بگاڑنے کے لیے) کوئی بھی آسانی سے اس بات کی تعریف کر سکتا ہے کہ پوری مارکیٹ اور پوری معیشت اور معاشی عمل کو میڈیا کے گرد گھومنے/رقص کرنے کے لیے بنایا جا سکتا ہے یا میڈیا کے ذریعے ٹوم یا بوم بنایا جا سکتا ہے۔ میڈیا کی اس پوشیدہ طاقت کی وجہ سے ہی مکار فن اور سیوڈو سائنس کے تمام ماہر نہ صرف میڈیا کے ذریعے کہنے یا نظر آنے کی طرف زیادہ مائل پائے جاتے ہیں بلکہ میڈیا میں کہنے، میڈیا میں شیئرز اور ہو سکے تو دنیا کے تمام ذرائع ابلاغ پر قابو پانے کی طرف زیادہ مائل نظر آتے ہیں۔

تمام آقاؤں کے لیے یہ بات بالکل واضح ہے کہ میڈیا (جیسے ہوا، پانی اور سورج کی روشنی) ایک بین الاقوامی ادارہ ہے اور اسے مقامی، علاقائی یا قومی سطح پر شامل نہیں کیا جا سکتا، اس لیے اگر میڈیا کو کنٹرول/کنٹرول یا اسیر بنانا ہو تو یہ صرف بین الاقوامی/عالمی سطح پر ہی کیا جا سکتا ہے، اس لیے جو بھی شخص اپنا کاروبار بڑھانا چاہتا ہے، اپنی مہم جوئی کرنا چاہتا ہے، اس کے کاروبار کو فروغ دینا، اپنے کاروبار کو بڑھانا اور ترقی کرنا ہے۔ نہ صرف میڈیا کی مدد اور تعاون کو پسند کرے گا بلکہ میڈیا میں کہہ کر یا میڈیا پر مکمل کنٹرول کے ذریعے میڈیا کی شراکت/تعاون کو یقینی بنانا چاہے گا۔

مزید یہ کہ وہ حکمران جو میڈیا پر مکمل کنٹرول حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ بھی سائنس اور ڈیٹا سائنسز کی ٹیکنالوجیز، مشینی زبان اور مصنوعی ذہانت پر کمانڈ/کنٹرول رکھنا پسند کرتے ہیں جو مواصلات کا خیال رکھ سکتے ہیں جو دماغ سے دماغ، احساس سے احساس یا دل سے دل کے درمیان بالکل خاموشی میں ہو سکتا ہے۔ پھر بھی، جیسا کہ 'مینجمنٹ، آدمیوں کا، پیسہ، مال، بازار، مسجد خانقاہ اور جدیدیت میڈیا کے چند اہم اور باہم جڑے ہوئے لفظوں میں سے ہیں، اس لیے میڈیا کے کنٹرولرز ان پر حکم دینے کی کوشش کرتے ہیں۔

ہر ایک کو اپنے اردگرد سے دوسروں کی معلومات، علم اور تجربات حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ (1.B) اس کے پاس موجود معلومات، اس نے جمع کردہ علم اور حکمت کو دنیا کے سامنے بانٹنے کی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ ہر ایک کو صحت مند اور خوشی سے زندہ رہنے کے لیے تفریح کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔

عوام کی یہی ضرورت تھی جس کی وجہ سے میڈیا کی تخلیق ہوئی (جیسا کہ ضرورت ایجاد کی ماں ہے) لیکن اب ایسا لگتا ہے کہ انٹرنیٹ پر مبنی میڈیا کے دائرے میں بہت سی ایجادات ہونے کی وجہ سے میڈیا چاہتا ہے کہ لوگ زندگی بھر اس کے گرد گھومتے رہیں۔ اب میڈیا نہ صرف یہ چاہتا ہے کہ لوگ اسے سنیں جو وہ کہتا/براڈکاسٹ کرتا ہے، اسے پڑھتا ہے اور جو کچھ یہ ٹیلی کاسٹ کرتا ہے اسے دیکھتا ہے، بلکہ لوگوں کو پسند کرنا چاہتا ہے کہ اس پر یقین کریں، اس میں حصہ لیں اور میڈیا کوریج کے ذریعے فروغ

پانے والے پروگرام کا حصہ بنیں۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اب ضرورت ایجادات کی بیٹی بن چکی ہے۔ کوئی اس بات کی تعریف کرسکتا ہے کہ ایسی صورتحال میں یہ بالکل واضح ہے کہ ضرورت/ضرورت کو پاور بلاکس اپنے فروغ، بھول چوک اور کمیشن کے مختلف کاموں سے پیدا کر رہے ہیں یا آگے بڑھا اس صورت حال کو ایک صحت مند اور خوش گوار معاشرے کا تسلسل کیسے قرار دیا جا سکتا رہے ہیں۔ ہے؟

اگر کوئی اس سے زیادہ گہرائی سے بات کرتا ہے تو اس کی تعریف کرے گا کہ میڈیا پر کنٹرول (1.C) رکھنے کے لیے (ذرائع ابلاغ عامہ یعنی اشاعت، نشریات، ٹیلی کاسٹنگ اور انٹرایکٹو انٹرنیٹ پر مبنی سوشل سائنس)، کسی کے پاس ہر طرح کی نئی معلومات اور علم کا ایک پائیدار ذریعہ ہونا ضروری ہے۔ پھر اس کے معلومات، علم، آرٹ اور سائنس کے ریکارڈ، موسیقی اور فلموں، ریکارڈ شدہ شوز اور نئے ریلیز کے مواد کو نشر کرنے کے لیے، میڈیا کے کنٹرولرز کو دنیا کے تمام ممالک کی حکومتوں میں اپنا موقف رکھنا پڑتا ہے۔

کیا ایسا کنٹرول محض زبانی کلامی سے حاصل کیا جا سکتا ہے؟ کوئی بھی شخص جو اپنے ذہن کو بروئے کار لاتا ہے وہ آسانی سے کہہ سکتا ہے کہ اس طرح کا کنٹرول حاصل کرنے کے لیے اسے تقریباً تمام قسم کے پیسے اور پیسہ کمانے کے آلات، مشینری اور اس کے عمل کے ساتھ ساتھ اس کے تاثرات اور درست کرنے کے طریقہ کار پر بھی کنٹرول ہونا چاہیے۔ مزید کیا اس طرح کا کنٹرول صرف پیسے سے حاصل کیا جا سکتا ہے؟ یہ بات بالکل عیاں ہے کہ میڈیا اور پیسہ، مارکیٹ اور معیشت پر کنٹرول حاصل کرنے کے لیے قانون سازوں، انتظامیہ اور عدلیہ کے اداروں اور آخر میں فوج، اسلحے اور ہر قسم کے اسلحہ خانے پر کنٹرول کرنے کی طاقت ہونی چاہیے۔ جب کوئی میڈیا، پیسہ، علم، تحقیق اور ترقی، گورننس پر اتنا کنٹرول حاصل کر لیتا ہے، تو دوسرے کنٹرول حاصل کرنا مشکل نہیں ہوتا، بلکہ یہ توقع کی جاتی ہے کہ باقی تمام کنٹرول اس بڑے پیکیج کے ساتھ آئے گا۔

عام طور پر اس طرح کی سلطنتیں ٹرائیکا یعنی دولت، شاہی اور مذہبی سربراہوں کے ذریعے تعمیر کی جاتی ہیں اگرچہ کسی ملک کے ساتھ منسلک طاقت کی واحد شناخت کے طور پر ظاہر ہوتی ہیں لیکن یہ کثیر القومی ہیں جن کے حکم نامے دنیا کی تمام دس سمتوں میں چل رہے ہیں [یہ کسی بھی ملک میں تصور کیا جا سکتا ہے۔ اور عدلیہ) اور میڈیا ان تمام ممالک میں وزرائے اعظم سمیت نام نہاد عوامی نمائندے اور قانون ساز اس ٹرائیکا سے باہر ہیں اور اس ٹرائیکا کے ساتھ قابل تنقید، قابل اعتراض اور بدلنے والا سلوک کیا جا رہا ہے جسے بحران کے وقت توپ کے چارے کے طور پر بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ کنٹرول رکھنے اور ایسی سلطنت بنانے کے لیے سینکڑوں سال لگاتار کہا جاتا ہے کہ میڈیا پر اس طرح کا کام کرنا پڑتا ہے۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ ایسی سلطنت اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے بغیر کم ہی حاصل کی جا سکتی ہے، اس لیے ایسے تمام نام نہاد عظیم لوگ عام لوگوں سے کہیں زیادہ (اپنے چنے ہوئے خدا کی) عبادت کرتے پائے جاتے ہیں۔

:- میڈیا پر دیہی علاقوں کی عام بحث(2)

عام طور پر کہا جاتا ہے: ”کوئی خبر اچھی خبر نہیں ہوتی“، اور میڈیا کوریج کے موجودہ رجحان (2.A) سے اس بیان کی تصدیق ہو جاتی ہے۔ ماضی سے جہاں میڈیا ایک ایسا میڈیم ہوا کرتا تھا جو مختلف واقعات کو اٹھانے کے طور پر ظاہر کرتا تھا، اب معیشت، ماحول، معاشرہ اور حکومت کو تباہ کرنے والے یا بنانے والے کے طور پر مرکزی حیثیت اختیار کر لیتا ہے۔

یہ عام فہم ہے کہ میڈیا کی تدبیر سے پیش کرنے سے، حقیقی غیر حقیقی اور غیر حقیقی بن جاتا ہے (جب کوئی سنیما ہال/تھیٹر میں مناسب روشنی اور آواز کے ساتھ تاریک ماحول میں فلم دیکھتا ہے تو فلم سچ معلوم ہوتی ہے)۔

ادراک کی بہت سی تحقیقوں (جیسے پاولوف کو گنیشن تھیوری - کتوں پر بار بار کی جانے والی تحقیق کے بعد) (کے استعمال کے ذریعے تقریباً تمام میڈیا ہاؤسز ورچوئل رئیلٹی بنانے اور لوگوں کے ذہنوں پر راج کرنے کی کوشش کرنے کے قابل ہوتے ہیں، اور نتیجتاً ان کے بہت سے ظاہر اور خفیہ ڈیزائنوں کو پورا کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ میڈیا کنٹرول کے یہ برے اثرات ہر ملک میں اتنے تھنک ٹینکس کی موجودگی کے بعد بھی ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔

آج کل، خاص طور پر انٹرنیٹ پر مبنی معلوماتی خدمات کے دائرے میں مصنوعی ذہانت کے متعارف ہونے کے بعد، صحیح مشورہ اور صحیح معلومات حاصل کرنا اگر ناممکن نہیں تو مشکل نظر آتا ہے۔ میڈیا درست معلومات دینے، حقیقی عوامی تشویش کا ازالہ کرنے، صحت مند اور مستقبل پر مبنی بحث کو ایک جامع انداز میں منظم کرنے اور صحت مند معاشرے کو درست کرنے اور اسے درست کرنے کی کوشش کرنے کے بجائے چڑچڑاہٹ، خوف، احساسات، گمراہ کن مہم جو کہ یقیناً تشویش کی ایک بڑی وجہ ہے۔ کیا وہ میڈیا جو منافع یا بالادستی کے لیے بنایا اور چلایا جاتا ہے اسے جمہوریت کے چوتھے ستون کا درجہ اور اس کے مطابق مراعات دی جا سکتی ہیں؟

۔ میڈیا کو "آپ مجھے خبریں بتائیں، میں آپ کو فنڈنگ کا ذریعہ بتاؤں گا" کے موجودہ رجحان سے (2.B) باہر آنا ہوگا، یا آپ اشتہار دیں گے اور میڈیا خود کو خواہشات کے مطابق ڈھال لے گا۔ میڈیا کو کچھ اخلاقی ضابطوں کے ساتھ سامنے آنا ہوگا جہاں وہ ایمبولینس کا پیچھا کرنے والے صحافیوں اور خون دکھانے والے کیمرہ مینوں کو فروغ نہیں دیتا ہے۔ خبروں کو شور مچانے کی ضرورت نہیں ہے، اور خیالات کو بلند آواز میں بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے، انہیں پرسکون اور پرسکون انداز میں کہا اور بیان کیا جاسکتا ہے۔ کیا ہمیں اتنی خبروں کی ضرورت ہے، 24x7، سٹریمنگ کی گویا قیامت آنے والی ہے؟

اخبارات کو بالغ نظری کے ساتھ برتاؤ کرنے کی ضرورت ہے، اور اخبارات کو اس کے ناظرین (ماڈل) کے ذریعہ اس کی رسائی کو دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے، اخبار صرف پڑھنے کے لئے ہے۔ صفحات کی گنتی سے نمبر ون اخبار بننا بالواسطہ طور پر آلودگی پھیلانے میں ملوث ہے۔

۔ جمہوریت کا یہ نام نہاد چوتھا ستون مضبوط ہو جاتا ہے جب کہ دوسرے ستون بھی کمزور ہو گئے (2.C) ہوں تو ظاہر ہے کہ میڈیا ملک اور معاشرے کو درست کرنے اور بنانے کی بڑی ذمہ داریاں اٹھاتا ہے۔ میڈیا اگر چاہے تو تباہ کرتا ہے اور چاہے تو ہیرو بناتا ہے اور سٹارڈم میں شان بڑھاتا ہے۔ اس نے اتنا طاقتور مرحلہ اختیار کر لیا ہے کہ وہ مجرموں، پولیس، سیاست دانوں اور ججوں سے بھی رشوت لینے کی استطاعت رکھتا ہے، سرکاری ملازمین یا پرائیویٹ تاجروں کی تو بات ہی کیا جائے۔

۔ ، میڈیا کے اہلکار معاشرے کے رابطہ کار ہونے کے ناطے سودے بازی اور جلسہ سازی سے نہیں (2.D) بلکہ ہمدردی اور معاشرے کے فرض کے طور پر معاشرے سے بہتر ڈیل کے مستحق ہیں۔ معاشرے اور حکومت کو میڈیا بیرن کے تابع ہوئے بغیر، اس کے خاندان کو خاطر خواہ کور اور رزق (اگر کوئی صورت حال پیدا ہوتی ہے) فراہم کرنا ہوگی۔ معاشرے اور حکومت کو پوری دنیا میں خوشیاں پھیلانے کے لیے قومی اور بین الاقوامی میڈیا نیٹ ورکس کا ساتھ دینا ہو گا۔

۔ میڈیا میں غیر ملکی سرمایہ کاری ممبئی/ممبئی اسٹاک ایکسچینج کے بڑھتے ہوئے سنسیکس کی (2.E) خبریں دکھاتی ہے یہاں تک کہ جب ممبئی سیلاب میں ڈوب رہا ہے یا لاک ڈاؤن میں بند ہے، جو مقامی اور قومی مسائل کے لیے اس کے غیرمتعلق رویے کو نمایاں کرتا ہے، اور بیکار، نتیجہ خیز اور خطرناک ہے ۔ ملکی میڈیا کو صرف اہل وطن کی ملکیت اور چلانے کی ضرورت ہے۔ میڈیا کو سمجھنا چاہیے کہ آزادی اور ذمہ داریاں ساتھ ساتھ چلتی ہیں۔ میڈیا کو دھرم نریختہ اور قومی اتحاد اور بین الاقوامی بھائی چارے کے احساس کے مشعل بردار کے طور پر برتاؤ کرنا ہوگا۔

نیکی کی ترویج اور خوشیاں پھیلانے والے اس کے مثبت پہلو ہیں، اخبار کے پہلے صفحے پر (2.F) چوری، ڈاکو اور قتل کی خبروں کو نمایاں کرنا اور الیکٹرانک نیوز کا پرائم ٹائم پر بے لاگ خبروں، آراء، اور تجزیوں کا تسلسل، اس کا افسوسناک رویہ اور رویہ، بلیک میلنگ، نفرت اور دشمنی کو جنم دینے والا خوف اور خوف کو کنٹرول کرنے کے منفی پہلو ہیں، جہاں پر منفی اثرات کو کنٹرول کرنے کی کوشش ہے۔ ممالک کے بعد کاؤنٹیوں کی حکمرانی اور امیروں، شاہی خاندانوں اور مذہبی سربراہوں کا کنٹرول اس کا تاریک پہلو ہے۔

. میڈیا اور شفافیت: ببرا پھیری کرنے والے میڈیا بیرنز اور عریانی ذہنیت کے حامل لوگوں کے (جی. 2) لیے شفافیت کو برقرار رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جانور اور ناگا سادھو بہت شفاف ہیں، مجموعی طور پر انسانی معاشرہ کے اتنے شفاف رہنے کی امید نہیں ہے۔ یہ بنیادی طور پر چند لوگوں کی عریانی ذہنیت ہے جو ایک ننگے شخص سے بھی زیادہ سے زیادہ شفافیت کا مطالبہ کرتے ہیں، اور یہ بدقسمتی ہے۔

چیراسی پر بوجھ نہیں ہونا چاہیے جو وزیر اعظم کر رہے ہیں۔ چوکیداروں کو پریشان نہیں ہونا چاہئے کہ محل میں کیا پک رہا ہے، اور کسی حد تک اس کے برعکس۔ کوئی صرف افشاء کی شفافیت چاہتا ہے جہاں اس کا تعلق ہے۔ مجرموں کو سزا دینے کے لیے بغیر کسی اضافی دانت کے معلومات کا حق ایک بیکار کھلونا ہے جو معلومات کے متلاشی کو سکون سے زیادہ مایوسی دیتا ہے۔

عام لوگ اس بات کا انکشاف کرنا چاہتے ہیں کہ ٹیکس کیسے اکٹھا کیا جاتا ہے، اور کتنا خرچ ہوا ہے اور ان اخراجات میں افراد کس کھاتے اور کہاں ظاہر ہوتے ہیں۔ عام لوگ ایک ایسا محکمہ چاہتے ہیں جہاں ان کی تشویش کی معلومات اور تفصیلات دستیاب ہوں تاکہ افسر شاہی اور عدلیہ کے نظام پر اعتماد برقرار رہے۔ مزید عام عوام اس پر تجاویز اور عمل کی حیثیت جاننا چاہتے ہیں۔ یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اعتماد پیدا کرنے والا بیوروکریٹک، عدلیہ اور انفارمیشن سسٹم بنائیں۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ میڈیا سے تقابلی مذہب، خاندان، معاشرے اور ملک میں کام اور آمدنی (2.H) کی تقسیم وغیرہ پر ماہرین کے ساتھ ساتھ تجربہ کاروں کے درمیان بحث کا اہتمام کیا جائے تاکہ ہم صحیح معنوں میں اپنے آپ کو اور دنیا کو بہتری کی طرف موڑ سکیں اور اجتماعی طور پر ایک صحت مند اور خوشگوار زندگی گزار سکیں۔ مندرجہ بالا کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں اپنے پورے میڈیا اور اس کی سرگرمیوں کو ہموار کرنے، چیک اینڈ بیلنس کرنے کی ضرورت ہے۔

. میڈیا صحت مند معاشرے کے اشارے کے طور پر: لوگ شکایت کرنا بند کر دیں گے، جس کی (2.I) عکاسی کسی بھی محکمے/ادارے کی طرف سے محسوس کی جانے والی یا موصول ہونے والی شکایات کی خبروں میں کمی، بجٹ کے بارے میں خبروں اور خیالات سے ہوتی ہے، جیسے صحت، تعلیم اور انصاف پر ہونے والے اخراجات کم ہو رہے ہیں۔ حکومت کے ساتھ لابیگ اور قواعد و ضوابط کی فوٹو کاپی میں سرگرمیاں اور اخراجات کم ہوتے جارہے ہیں۔ بجٹ پر خبروں اور آراء سے، تفریح اور تہواروں، تحقیق و تجزیہ، مہمات اور مہم جوئی پر خرچ بڑھتا جا رہا ہے۔ معاشرے اور حکومت کے انتظام پر لعنت بھیجنے کے بجائے، لوگ معاشرے اور حکومت کے نظم و نسق کے تحفظ کے لیے کچھ بھی کرنے پر آمادگی ظاہر کرتے ہیں۔

:- میڈیا کے عجیب پہلو (3)

یہ نوٹ کرنا بہت ہی عجیب اور حیران کن ہے کہ زیادہ تر خبریں/اشتہارات نے مہابھارت کے ایک واقعے اور بنیادی اعتماد سازی کے طریقہ کار سے رہنمائی لی ہے اور ان کا استعمال عوام کو گمراہ کرنے اور معاشرے میں افراطی پھیلانے کے بجائے صحت مند اور خوشحال معاشرے کی تعمیر میں اپنا حصہ ڈالنے میں کیا ہے۔

مہابھارت جنگ کے دوران جب گرو ڈروناچاریہ کو شکست دینا مشکل دکھائی دے رہا تھا۔ یہ معلوم تھا (i) کہ اگر گرو درونچاریہ نے یہ خبر سنی کہ اس کا بیٹا اشواستھما مارا گیا ہے، تو گرو درونچاریہ اپنے تمام بازوؤں کو چھوڑ دیں گے اور گہرے غم میں چلے جائیں گے جس کی وجہ سے اسے ختم کیا جا سکتا ہے۔ یہ سمجھ کر کہ شیطانی قوتوں کو ختم کرنے کے لیے سب کچھ جائز ہے (یہ بھی کہا جاتا ہے کہ محبت اور جنگ میں سب کچھ جائز ہے) ایک چال چلی گئی اور اشواستھما نامی ہاتھی کو مارا گیا اور صور پیٹا گیا کہ اشواستھما مارا گیا۔

گرو درونچاریہ اس بات پر یقین نہیں کر سکتے تھے اس لیے تصدیق کرنے کے لیے اپنے شاگرد دھرم راج یودھیسٹر سے ایک سوال پوچھا، جو دھرم کا مسکن بھی مانتے تھے اور صرف سچ بولنے کے لیے 'अश्वस्थामा' مشہور تھے، 'کیا اشواستھما کو مارا گیا ہے'، اس پر دھرم راج، یودھیسٹر نے جواب دیا آدمی کو مارا نہیں گیا، لیکن کوئی آدمی نہیں مارا گیا۔ ہاتھی، لیکن پہلی سطر کے بعد، 'नरो हतो हता- नरो' مارا گیا، ایک بڑا شور اور سائرن آیا، جس پر اس کے جواب کا دوسرا 'Ashwasthama' جو کہ ہے گرو ڈروناچاریہ سمیت کسی نے بھی -، 'انسان نہیں بلکہ ہاتھی'، 'Noro नहीं कुंजरो' حصہ جو یہ ہے نہیں سنا۔ نتیجتاً عظیم جنگجو گرو ڈروناچاریہ نے ہتھیار چھوڑ دیے اور پھر شہید ہو گئے۔ ایک لافانی-کال-جائی ہے، جسے کسی بھی یا تمام، اشواستھما-مزید حیرت کی بات یہ ہے کہ اشواستھما حالات میں مارا نہیں جا سکتا۔ پھر بھی اشواستھما کے والد، ایک گرو (عظیم ماسٹر) اور عظیم جنگجو گرو درونچاریہ، شور کے ساتھ حکمت عملی کی پیشکش سے بہہ گئے اور ختم ہو گئے۔

یہ عام فہم ہے کہ ہماری ماضی کی معلومات، علم اور حکمت کی منتقلی کا بڑا حصہ زبانی ابلاغ کے (ii) ذریعے ہوا ہے اور نسبتاً کم تحریری صحیفوں کے ذریعے، اس لیے تحریری الفاظ کو زبانی ابلاغ میں زیادہ اہمیت دی گئی۔ اس حقیقت کو ہمارے روزمرہ کے کاروبار میں آسانی سے سراہا جا سکتا ہے جس میں خطرہ ہوتا ہے تحریری دستاویزات کو زبانی وعدوں کے مقابلے میں اہمیت دی جاتی ہے، اس لیے تقریباً ہم سب کو اپنی زندگی میں یہ یقین کرنے کی شرط لگائی جاتی ہے کہ تحریری دستاویزات زبانی تبصرے پر مستند ہیں۔ مزید یہ کہ ہم سب کو یہ ماننے کی شرط بھی لگائی جا رہی ہے کہ زبانی خبریں/نظریات/تبصرہ/عزم کو مستند اور تحریری خبر/نظریات کو زیادہ مستند اور بصری سب سے زیادہ مستند سمجھا جا سکتا ہے۔ تاہم عقلمند کہتا ہے، اپنے کان، ناک، آنکھوں پر جو کچھ وہ سنتے ہیں، سونگھتے ہیں یا نظر آتے ہیں ان پر بھروسہ نہ کریں بلکہ صرف اپنے/ہمارے تجربے پر بھروسہ کریں۔

مسئلہ کی مثال، (4)

(ا). تمام میڈیا ہاؤسز اور ہوشیاری کے ماہر اس چال کو کھیلنے کی کوشش کرتے ہیں جو اصل میں مہابھارت کی جنگ کے دوران بری طاقتوں اور ان کے حامیوں کو ختم کرنے کے لیے تیار کیا گیا تھا۔ اگر ان ہتھکنڈوں کو لوگ قبول کر رہے ہیں اور میڈیا کی طرف سے پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے تو یہ یقینی ہے کہ ہم میں سے ایک بڑا طبقہ بدحال ہو گیا ہے اور اسے مزید لالچ دیا جا رہا ہے کہ وہ گرو ڈروناچاریہ کی حیثیت پر رہیں اور اپنی روزمرہ کی عام زندگی میں قتل ہونے کے لیے خود کو سپرد کر دیں، کیا کہا جا سکتا ہے؟ افسوس، یہ کیسی فریب ہے

(ب). میڈیا کے کنٹرولرز کی بھوک اس حد تک بڑھ گئی ہے کہ زندہ رہنے کے لیے انہیں ایک کے بعد ایک ملک کی لوٹ مار کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ اس نے ایسی شکل اختیار کر لی ہے کہ ذخیرہ اندوزی اور دلالی، ایک کے بعد ایک اجناس کو خراب کرنا اور چوسنا ان کی بقا کے لیے ضروری ہو گیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ

حکومت کرنے کی خواہش (نام، شہرت اور طاقت حاصل کرنا) کبھی ختم نہیں ہوتی، ہمیشہ زیادہ سے زیادہ کا بھوکا رہتا ہے، (اگر اسے زمین پر مکمل کنٹرول مل جائے تو وہ اپنے پر پھیلانے کے لیے چاند یا زہرہ کی طرف دیکھے گا) اس لیے تمام برائیوں میں سب سے بری اور بدترین ہے۔ کیا اس قسم کا نظام پائیدار ہے؟ کیا اس طرح کے نظام کے تسلسل کو ان کنٹرولرز سمیت کوئی بھی تعریف کر سکتا ہے۔ کیا اسے جمہوریت کی جگہ شیطانیّت نہیں کہا جا سکتا؟ کیا یہ اس بات کا مستحق نہیں ہے کہ اس میں ترمیم کی جائے یا اسے آسان بنانے کے لیے ختم کیا جائے؟

،(سی)۔ پوری شیئر مارکیٹ، بلین مارکیٹ، کرنسی کے تبادلے کی منڈی، دھات، اشیائے خوردونوش اور پھل ایندھن کا تیل اور خوردنی تیل، بجلی اور دیگر تمام اجناس کا سودا کیا جا رہا ہے یا تو سستی کے جذبات پیدا کر کے یا بیل یا ریچھ کے جوئے کی طرح۔ اگرچہ میڈیا کے زیر اہتمام یہ جوا غیرجانبدار اور اصل ڈانس کے بغیر کھیلا جاتا ہے لیکن اگر کوئی باریک بینی سے دیکھے تو سمجھ آئے گا کہ یہ نامعلوم جوئے کا کھیل اپنے آقا، میڈیا کے مالک اور پیسے والوں کی خواہشات کے مطابق کھیلا جا رہا ہے۔ اگر سرکاری طور پر جوا کھیلنے کی اجازت ہے تو یہ اس کے مترادف ہے کہ سرکاری طور پر ہم بہت کم لوگوں کو میڈیا، پیسہ، مواد، مارکیٹ اور گورننس کے کنٹرولر بننے کی اجازت دے رہے ہیں اور دوسروں کو بکریوں یا فرار بکریوں کا کردار ادا کرنے پر مجبور کر رہے ہیں۔ کیا اسے معیشت کہا جا سکتا ہے یا صحت مند معیشت اور صحت مند نظام؟

(ڈی)۔ فی الحال میڈیا ہاؤس کے پاس ایسی ڈکٹیکنگ طاقت جمع ہو گئی ہے کہ وہ امریکہ کے موجودہ صدر (ہز ایکسینسی مسٹر ٹرمپ 2021) کے سوشل میڈیا اکاؤنٹس کو بھی ہٹا سکتے ہیں اور کسی دوسرے ملک کے لیڈر آف اپوزیشن اور عام شہری سے کیا بات کرنی ہے۔ حال ہی میں ایک ملک نے انٹرنیٹ پر مبنی بینک ٹرانزیکشنز کو ہٹا دیا/روک لیا اور سوشل سیکورٹی کور واپس لے لیا تاکہ ایک جمہوری ملک میں میڈیا کی طرف سے بغیر کسی شور و غوغا کے حکومت کے خلاف ہڑتال کرنے کے اپنے حقوق کا استعمال کرنے والوں کو فائدہ پہنچا۔

ماضی میں ایک ایسا واقعہ پیش آیا جب میڈیا کو کنٹرول کیا گیا یا مکمل طور پر اسیر بنا دیا گیا جو کہ راون کا ہے۔ راون نے اتنی دولت جمع کر لی تھی کہ وہ سونے سے بنے پورے شہر کو برداشت کر سکتا تھا۔ ماضی کی طرح موجودہ منظر نامے سے ظاہر ہوتا ہے کہ دیگر تمام متعلقہ اداروں کے ساتھ میڈیا کو بھی اسیر بنا دیا گیا ہے۔ اگرچہ بہت کم لوگ بے نقاب اور ختم ہو رہے ہیں لیکن حقیقی میڈیا کو اپنے بندے یا اسیر کے طور پر استعمال کر کے دنیا میں ہنگامہ برپا کر رہا ہے۔

پچھلے ادوار میں یہ رام ہی تھے جنہوں نے کھڑے ہو کر سنہری شہر کو جلایا اور میڈیا کو چنگل سے آزاد کرایا اور اجازت دی اور یقینی بنایا کہ میڈیا بغیر کسی خوف اور جوش کے آزاد اور منصفانہ رہے۔ حیرت کی بات ہے کہ جس ملک اور اس کے عوام نے سنہرے شہر کو جلانے کی جرأت کی تھی وہ اب تھوڑے سے سونا جمع کرنے اور سونے کی چڑیا کھلانے پر فخر کرنے میں مصروف ہو گئے ہیں۔ کیا اس سے زیادہ قابل رحم صورتحال ہو سکتی ہے؟

: حل کی مثال، (5)

!“کہا جا رہا ہے کہ ”جب بھارت بڑھتا ہے تو دنیا بڑھتی ہے، جب بھارت سدھرتا ہے تو دنیا بدل جاتی ہے بھارت کہاں ہے: بھارت (بھا-روشنی، + چوبا مصروف = بھرت دنیا کو روشن کرنے اور لوگوں کو) روشن کرنے میں مصروف)۔

سوال کیا جا سکتا ہے کہ مندرجہ بالا بیان کے مطابق کوئی شخص اپنی روزمرہ کی زندگی میں ہونے والی تبدیلیوں اور معاشرے میں ان تبدیلیوں کو کیسے دیکھے گا؟ تبدیلیوں کو سراہنے کے لیے، ہمیں (معاشرے)، "تفریحی تحفظ کی فراہمی (B)، کا اہتمام کرنا ہوگا۔ صحیح معلومات کی فراہمی اور علم کا اشتراک (A)" کو معاشرے میں، معاشرے کے ذریعے اور معاشرے کے لیے۔

صحیح معلومات کی فراہمی اور علم کا اشتراک: آج کل، خاص طور پر انٹرنیٹ پر مبنی معلوماتی (5.A) خدمات کے دائرے میں مصنوعی ذہانت کے متعارف ہونے کے بعد، صحیح مشورہ اور صحیح معلومات کا حصول اگر ناممکن نہیں تو مشکل نظر آتا ہے۔

انفارمیشن کم نالچ سنٹر' کھولنا، جو نہ صرف صحیح معلومات فراہم کرے گا بلکہ ضرورت پڑنے پر مخلصانہ مشورہ اور ممکنہ مدد بھی فراہم کرے گا، کیا ایک آپشن ہو سکتا ہے؟ اس طرح کے مرکز کے کھلنے سے سینئر اور تجربہ کار اہلکاروں کو قابل احترام مشغولیت اور ان کی توانائی کے جائز اخراج کا موقع ملے گا۔ یہ سرگرمی بزرگ شہریوں کو مشغولیت اور نوجوانوں کو وافر مقدار میں روزگار فراہم کرے گی۔ امید کی جاتی ہے کہ ایسا ہی ایک مرکز تقریباً اپنی صحیح خدمات پیش کر سکے گا۔ ایک ہزار افراد اور فی سو میں کم از کم ایک مرد اور ایک عورت کی ضرورت ہوگی یعنی دو فیصد لوگوں کو کام کرنے/ملازمت کرنے کی ضرورت ہے تاکہ وہ چوبیس گھنٹے موثر درست اور معیاری معلومات اور مخلصانہ مشورے کے ساتھ ساتھ ضرورت پڑنے پر ممکنہ مدد فراہم کر سکیں۔ اس طرح کے مراکز کو ایک وسیع مذہبی مرکز سے پورے معاشرے کے ساتھ ساتھ زائرین/سیاحوں کے لیے مکمل طور پر دھرم نیرکشا طریقے سے چلایا جا سکتا ہے۔

:- تفریحی تحفظ کی فراہمی (5.B)

ان گنت تلاشوں اور تحقیقوں سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ خوشی ہی زندگی کو برقرار رکھنے کی (a) واحد قوت ہے۔ مزید یہ کہ یہ بات مشہور ہے کہ تفریح زندگی کو برقرار رکھنے والی قوت، خوشی کو تقویت دینے کا ایک اہم طریقہ ہے۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ شرکتی تفریح کے فعال راستوں کی دستیابی متعلقہ خاندان، معاشرے اور ملک کی خوشی کا ایک اشارہ اور پیمائش ہے۔

سپنے ہو ایسی نہیں" (خواب میں بھی غلامی میں خوشی نہیں ہوتی)۔ یہ بیان پرادھین " (ب) ایک کہاوت ہے -متعدد معنی دیتا ہے

۔ سادہ سی بات کہ غلامی میں کوئی سعادت نہیں۔(1)

۔ اگر خوشی نہ ہو تو یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ کوئی غلامی جیسی حالت میں ہے۔(2)

۔ اگر کوئی خوش ہے تو یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ وہ غلامی میں نہیں ہے۔(3)

۔ غلاموں کو خوشی کا احساس نہیں ہونا چاہیے۔(4)

۔ غلبہ حاصل کرنے کے لیے، ایک حکمران کو اس بات کو یقینی بنانا چاہیے کہ اس کی رعایا یا غلام (5) کبھی خوش نہ ہوں اور نہ ہی خوش رہیں۔ اس بات کو یقینی بنانے کے لیے، مالک یا حکمران عام طور پر رعایا یا غلاموں کے ذریعے تخلیق کردہ تفریحات اور راستوں کی تمام سرگرمیوں کو بند یا کنٹرول کرتا ہے۔ حکمران کے لیے مسئلہ یہ ہے کہ رعایا/غلام کو تفریح اور نتیجہ خیز خوشی سے کیسے محروم رکھا جا سکتا ہے۔

۔ حکمران کی طرف سے یہ بھی محسوس ہوتا ہے کہ غلاموں کو زندہ رکھنے اور غلامی کو برقرار (6) رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ غلاموں کو غیر فعال تفریح جیسے بھجن سننے، کرکٹ کے کمنٹری، فلمیں دیکھنے، موبائل دیکھنے کے مواقع فراہم کیے جائیں لیکن فعال اور شریک تفریح اور کھیل کود کے مواقع فراہم کیے جائیں۔

۔ غلامی کے نظام کو برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ تفریح اور کھیل مہنگے معاملات بن (7) جائیں یا تو ایونٹ مینجمنٹ یا انٹرٹینمنٹ ٹیکس یا دونوں سے۔

۔ رعایا یا غلام کے ذریعے چلنے والے ہر راستے پر زیادہ ٹیکس لگائیں جس سے لوگوں کو کچھ رقم (8) یا خوشی یا دونوں مل سکے، خواہ وہ خدمت ہو یا تفریح، لیکن ہر وہ چیز ٹیکس فری کر دیں جو حاکم کے اختیار میں ہو جیسے ہسپتال، تعلیم اور انصاف، جس سے زیادہ سے زیادہ اطمینان تو ہو لیکن عوام کو کوئی خوشی نہ ہو۔

۔ وہ کہتے ہیں کہ "اگر آپ کسی آدمی یا اس کی برادری اور ملک کو توڑنا چاہتے ہیں تو ان کے ایمان (9) کو توڑ دیں اور ایسا کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ان کے عقیدے کے مراکز (مندروں، گروہوارہ وغیرہ) کو توڑا جائے یا عقیدے کے مراکز کو ناکارہ، غیر فعال کر دیا جائے یا انہیں محدود طور پر کام کرنے دیا جائے۔

حکمرانوں کی سرگرمیوں کو کنٹرول کرنے کی اسی سوچ کے تحت نام نہاد حکمران نے مقبوضہ ملک کے تمام مذہبی مقامات کو اپنے کنٹرول میں لے لیا لیکن ساتھ ہی اپنے مذہبی اداروں کو بغیر کسی چیک اینڈ بیلنس کے بڑھنے دیا۔

جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ مقبوضہ ملک کے ایک فرقے کے مذہبی مقامات زیادہ پیسہ نہیں کھینچتے ہیں اور اس پر قابو پانا ایک بوجھ ہے تو ان کو صرف سادہ نماز ادا کرنے کے لیے آزاد کر دیا گیا اور اس کے سربراہ، سرکاری پادری کو ایک ملازم کی طرح ماہانہ تنخواہ پر بھرتی کیا گیا۔ اس کے علاوہ جب یہ دیکھا گیا کہ وسطی اور شمالی ہندوستان کے ایک اور فرقے کے مذہبی مقامات زیادہ رقم کو اپنی طرف متوجہ نہیں کر رہے ہیں تو انہیں بھی پادری اور اس کے خاندان کی ذاتی ملکیت بننے کے لیے آزاد کر دیا گیا۔ جنوبی اور ہندوستان کے دیگر حصوں کے لیے اوقاف کے محکمے بنائے گئے تاکہ مذہبی اداروں کو کنٹرول کیا جا سکے اور ان میں سے کچھ حاصل کیا جا سکے۔ کم پیروکار / شاگرد کے چند مذہبی اداروں کو بھی کسی نہ کسی وجہ سے آزاد چھوڑ دیا گیا تھا۔

کاش! یہ رواج آزاد ہندوستان (اور بہت سے دوسرے ممالک) میں ایک فرقہ کے مذہبی اداروں کو کنٹرول کرنے اور ساتھ ہی ساتھ دوسرے کو آزادی دینے کے لیے وزارت اوقاف کے وجود کے ذریعے بھی نظر آتا ہے۔

۔ ایک وقت تھا جب گھر میں بچے کہتے تھے کہ مایا (ماں باپ) بور ہو رہا ہے، چلو مندر چلتے ہیں (10) جہاں ہم تفریح اور تفریح کریں گے، لیکن اب وہ وقت آ گیا جب بچے مایا کہتے تھے، مندر جانا بور ہو جاتا ہے، ہم وہاں نہیں جائیں گے، جہاں ہمیں بورنگ کے لیے سر تسلیم خم کرنا پڑے گا۔ یہ صرف اس لیے ہے کہ جہاں تک تفریح کا تعلق ہے تقریباً تمام مذہبی مقامات مردہ ہو چکے ہیں۔

یہ کھلے میدان میں ہے کہ زیادہ تر رقص کی شکلیں (مثلاً ہندوستان کے بھرتنائیم، کتھک، کچی پوڈی، کتھاکلی، اوڈیسی وغیرہ) اور ہندوستان، چین، جاپان کے مارشل آرٹس کی شکلیں مثلاً کیرالی-کالا، مالا-یدھا، کنگفو، جوڈو-کراتے، شاولن، تیر اندازی وغیرہ کو فروغ دیا گیا، تربیتی اور محفوظ الفاظ کو فروغ دیا گیا۔ مذہبی مقامات کی طرف سے

اب وہ جو کچھ بھی کھیلتے ہیں وہ چڑچڑا، بلند اور شور ہوتا ہے اور جو بھی وعظ وہ ترتیب دیتے ہیں وہ مختلف عہد نامہ اور صحیفوں سے طوطے یا بانگ کی طرح ہوتے ہیں۔

صحیح تفریح کی عدم موجودگی میں، لوگ انفرادی طور پر اور اجتماعی طور پر (مقامی، قومی اور، (c) عالمی سطح پر) نہ صرف تفریح کے بھوکے ہیں بلکہ بری طرح بیمار ہو چکے ہیں۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ صرف خلا/باطل کو پورا کرنے کے لیے بہت سے لوگوں نے کم معیار کی غیر فعال تفریح کا

سہارا لیا ہے۔ جائز سرگرمیوں کا کوئی بھی دباو غلط یا نقصان دہ سرگرمی کا جنون اور لت لاتا ہے، خواہ وہ نام نہاد نشہ آور چیز ہو یا انٹرنیٹ پر مبنی تفریح جس میں فحش سائٹس کو بڑے پیمانے پر دیکھنا بھی شامل ہے۔

تفریح میں رقص، موسیقی، گانے، مزاح، فیشن پریڈ، فینسی ڈریس یا دیگر تفریحی ٹیلنٹ کی تمام قسم (d) کی صحت مند عکاسی شامل ہونی چاہیے اور ٹکٹ کے ساتھ یا بغیر سب کے لیے کھلا ہونا چاہیے۔ تفریح اور کھیلوں میں کی جانے والی کوشش اور اخراجات میڈیکل بلوں میں کمی کی وجہ سے ہمیشہ متوازن نہیں ہوتے ہیں۔ یہ ایک تجربہ ہے کہ ایک سال میں نو دن کا سادہ گریبا (ڈانس کا تہوار) میڈیکل بلوں میں کم از کم دس فیصد تک کمی لاتا تھا۔ ان کی ایک کہات ہے کہ "ایک دن کا رقص ڈاکٹروں کو دور رکھ سکتا ہے"۔

دن کے وقت دلچسپی کے اظہار میں صبح کی ورزشیں، شام کو تفریح دن کو خوش گوار انداز میں ختم کرتی ہے اور اچھی نیند اور خوشگوار صبح لاتی ہے۔ اسے ایک بہترین طرز زندگی کہا جا سکتا ہے۔ تفریح کو اس بات کا بھی حقدار ہے کہ خاص طور پر بچوں، خواتین اور فنکاروں کو تخلیقی جستجو کی نمائش کے لیے مواقع فراہم کرتا ہے۔

حکومتوں سے نہ صرف تفریحی ٹیکس کی مکمل واپسی کی ضرورت ہے بلکہ معاشرے میں تفریح کے لیے سہولیات کی فراہمی میں برابر کا حصہ دار بننا ہے مثلاً انفراسٹرکچر اور لاجسٹک سپورٹ۔ کسی بھی اتنا ہی اہم ہے اگر مجموعی گھریلو پیداوار (GHI) کمیونٹی یا ملک کے لیے اس کا مجموعی خوشی کا اشاریہ سے زیادہ نہیں، اور کمیونٹی کی کوششوں اور اخراجات میں مساوی سلوک کا مستحق ہے۔ (GDP)

ای انٹرنیمنٹ سیکیورٹی کی فراہمی بھی بڑے روزگار پیدا کرنے والوں کا ایک ذریعہ ہے۔ تفریح کی (e) فراہمی کو مختلف دفعات اور نفاذ کے ذریعہ پابندی کی جگہ سہولت کی ضرورت ہے۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ کسی بھی تفریحی پروگرام میں کم از کم چھ فیصد لوگ اس کے انتظام کے مختلف پہلوؤں میں شامل ہوتے ہیں (چاہے وہ حقیقی کارکردگی ہو، تعلیم یافتہ اور ہنر مند ہونا، تعلیم دینا اور تربیت دینا)۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ تفریح معاشرے کی طرف سے کم از کم چھ فیصد آبادی کو روزگار/منگنی فراہم کر سکتی ہے جیسے کہ ہندوستان میں تفریح تقریباً براہ راست مشغولیت/روزگار فراہم کرنے کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ آٹھ کروڑ لوگ

کہا جاتا ہے کہ سونے سے پہلے آخری چیز اور احساس (حتیٰ کہ موت) اگلی صبح کی پہلی یاد بن جاتی ہے، (अन्त भला तो सब भला) ہے، اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ۔ اگر انجام ٹھیک ہو تو سب ٹھیک ہے کیونکہ اگلی صبح، اگلے واقعات حتیٰ کہ اگلا جنم بھی ایک خوش کن نوٹ کے ساتھ شروع ہوگا۔ شام کے وقت تفریح اگلی صبح یقینی طور پر اچھی آوازیں لائے گی اس لیے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ تفریحی تحفظ سب سے اہم ہے جو معاشرے اور قوم کے پاس ہو اور وہ اپنے شہریوں کو فراہم کر سکے۔ تفریح کے موجودہ منظر نامے کو دیکھتے ہوئے ہم ہندوستان اور دیگر جگہوں پر ضروری بحث اور *** اصلاحی کارروائی کرنا چاہیں گے۔

5. کی اقتصادیات castrated Ox گائے کے گوشت کی تیز معیشت اور گائے اور

ذیل میں جمع کرایا جاتا ہے، جمع کرانے میں شامل ہیں: 1۔ گائے کے گوشت پر فرضی بحث (2)۔ دیہی علاقوں کی کہانی اور ماہرین کے درمیان حل پر مبنی بحث

:- گائے کے گوشت پر فرضی بحث (1)

گائے کا گوشت کھانے والے ممالک کی فوڈ سیکیورٹی کونسل کی فرضی بحث درج ذیل ہے۔
ممبر- سوال: ہم اپنے لیے گائے کے گوشت کے تسلسل کا یقین کیسے محسوس کر سکتے ہیں، کیوں کہ ہمارے یہاں اپنی آب و ہوا کی وجہ سے گوشت نہیں ہے اور گائے پالنا بھی بوجھل ہے؟
چیف جواب: ہم اسے برصغیر پاک و ہند، لاطینی امریکہ اور افریقی ممالک سے درآمد کرتے ہیں اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ وہ اسے وافر مقدار میں درآمد کرنا پسند کرتے ہیں۔

سوال: یہ ٹھیک ہے، لیکن کوئی نہیں جانتا کہ اگر گائے کی سپلائی کم ہو جائے تو اس سے گائے کے گوشت کی پیداوار کم ہو جائے گی، جس سے ایک طرف تو قیمت بڑھے گی اور دوسری طرف ہمارے ملک میں گائے کے گوشت کی بھوک بڑھ سکتی ہے، کیا ہم نے اس سمت میں کوئی قدم اٹھایا ہے؟
جواب: اگرچہ ہم یہاں سادہ چائے اور کافی پیتے ہیں، لیکن ہم نے ان ممالک میں دودھ اور چینی کی آمیزش کو فروغ دیا ہے۔

ہندوستان جیسے ممالک میں، سادہ چائے اور کافی کا مطلب ہے چائے، جس میں چائے کے پتے/دانے پانی، دودھ اور چینی ہوتی ہے اور خصوصی چائے کا مطلب ہے اس میں الائچی، ادک، تلسی وغیرہ شامل کرنا، اسی وجہ سے انہیں دودھ کی بڑی ضرورت ہوتی رہے گی جس کے نتیجے میں گائے، بھینس بکری وغیرہ کی بڑی تعداد ہوتی ہے۔

جب دودھ کی سپلائی کم ہو جاتی ہے، تو یہ پالتو جانور ریٹائر ہونے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ یہ ریٹائرڈ گائے اور بھینسیں ہمارے لیے گائے کے گوشت کی ضرورت پوری کرنے کے لیے کافی ہیں۔
مزید برآں ہمیں گائے کے گوشت کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لیے ہم اس بات کو یقینی بناتے ہیں کہ ان ممالک میں صرف دودھ کے ساتھ چائے اور کافی کی تشہیر کی جائے، پھر ہم ڈیری انڈسٹری، چینی کی صنعتوں، چائے اور کافی کے باغات کو فروغ دینے کے لیے نرم قرضے فراہم کرتے ہیں، پھر ہم اس بات پر روشنی ڈالتے ہیں کہ چینی اور ڈیری مصنوعات پر سبسڈی کس طرح ضروری ہے، تاکہ یہ مصنوعات ان ممالک کے عام آدمیوں کے لیے سستی رہیں۔ پھر گایوں کے لیے چارہ اور گھاس کو یقینی بنانے کے لیے ہم زراعت کو فروغ دیتے ہیں، اور ہم اس بات کو یقینی بناتے ہیں کہ جب جنگلات کاٹے جائیں یا جنگلات میں آگ لگ جائے اور وہ راکھ ہو جائے تو زراعت اور گھاس کے میدان کے لیے زمین کو بڑھانے کے لیے کوئی بھی زیادہ شور نہیں مچائے گا۔

سوال: اگر ایسا ہے تو کیا ہم صرف گائے کا گوشت کھانے کے لیے اتنا پیسہ لگا رہے ہیں؟ کیا ہم اس رقم کو دوبارہ گنتے کے لیے کچھ کرتے ہیں؟

جواب: اوہ! جی ہاں یہ عام بات ہے کہ اگر کوئی چائے اور کافی میں چینی اور دودھ ملا کر پیتا رہے تو یقینی طور پر صحت کے مسائل پیدا ہوتے ہیں جس کی شروعات منہ کی صفائی اور ہاضمہ کی خرابی سے ہوتی ہے۔ یہ جسم کے وہ دو حصے ہیں جہاں سے تمام بیماریاں شروع ہوتی ہیں۔ اس لیے یہ یقینی ہے کہ دودھ اور چینی کے ساتھ چائے اور کافی کے تقریباً تمام صارفین کو صحت کے مسائل درپیش ہوں گے اور وہ ڈاکٹروں کے پاس جائیں گے اور ادویات خریدیں گے۔ ہم نے اپنے آخر میں دوا ساز کمپنیوں اور ہسپتالوں کے سلسلے کی بڑی ملکیت حاصل کر لی ہے۔ اس سے ہمیں ایک بڑا منافع ملتا ہے جو ان ممالک میں ڈیری اور شوگر کے کاروبار کو فروغ دینے میں جو سرمایہ کاری کرتے ہیں اس سے کہیں زیادہ ہے۔

اس کے علاوہ، ہم نے میڈیا میں کافی سرمایہ کاری کی ہے (اخبارات، نیوز چینلز اور سوشل سائٹس کے کافی شیئرز ہیں) اس بات کو یقینی بنانے کے لیے کہ وہ ہماری آواز اور جذبات کی بازگشت کریں (وہاں یا کسی اور کی نہیں)۔ اس نے ہمیں ان ممالک میں اتنا طاقتور بنا دیا ہے کہ ہم اپنی شرائط پر عمل کرنے کی پوزیشن میں برقرار رہ سکتے ہیں اور ساتھ ہی ان سرمایہ کاری سے اپنا حصہ بھی کما سکتے ہیں۔

سوال: سننے میں آتا ہے کہ گائے کو ماں مانتے ہیں، ان کو کیسے مخاطب کیا جاتا ہے؟

جواب: ہم نے مدر ڈیری کے خیال کو فروغ دیا ہے، اور روزانہ کم از کم ایک گلاس دودھ پینا کس طرح اچھا ہے، ہم اپنے ذہن کے ذریعے ان کو اندھا، ڈرپوک، بزدل بنانے کے لیے ان کے اپنے صحیفوں اور تحریروں کی گرفت میں رہتے ہیں جیسے کہ دودھ امرت ہے۔ سودھا، تو سودھا ڈیری، دودھ انمول ہے

امولیا - امول انڈیا کا ذائقہ، امول انڈیا، اس دودھ کا ذائقہ اور ذائقہ کتنا اچھا ہے۔ پر مشتمل

آپ حیران ہوں گے کہ ایسے نام نہاد روشن خیال مقررین ہیں جو گائے کو ماں کہہ کر مخاطب کرتے ہیں لیکن ان کے خطبوں میں چائے اور کافی کو دودھ اور چینی کے ساتھ ملا کر پیش کرنے پر کوئی اعتراض نہیں کرتے یا پھر خود بھی انہیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوتا۔

ان میں سے چند لوگوں نے چائے کے مضر اثرات کا ذکر کیا لیکن انہوں نے دودھ اور چینی پر کچھ بتائے بغیر آبیروید چائے پیش کی۔

مزید یہ کہ یہ مبلغین ہمارے ممالک کا دورہ کرتے ہوئے خوشی محسوس کرتے ہیں اور اپنے علم (جسے وہ حکمت کہتے ہیں) یہاں تک کہ گائے کا گوشت کھانے والوں کے درمیان بھی بانٹتے ہیں، وہ ہماری طرف سے ملنے والی پیشکش سے اندھے ہو جاتے ہیں۔

پھر زیادہ تر مرد اور خواتین اپنی زندگی میں موجود خلا کو پر کرنے کے لیے چائے اور کافی میں مادہ تلاش کرتے ہیں۔

جب گھروں میں مذہبی مبلغین اور خواتین، کارکنان اور افسران، پیروکار اور رہنما گائے اپنی ماں ہے کے نعرے کے درمیان چائے اور کافی میں چینی اور دودھ ملا کر اسے بناتے، پینے اور پیش کرنے میں مصروف ہو جاتے ہیں، تو کسی کو نہ صرف گائے کے گوشت کی مسلسل فراہمی بلکہ بہت سی دوسری چیزوں اور خدمات کا یقین دلایا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ، ان لوگوں نے دودھ اور چینی کی آمیزش والی چائے اور کافی کو خوش آمدید کہنے کا کلچر تیار کر لیا ہے، اس لیے ہمیں ان منافقوں کی کسی بات سے پریشان ہونے کی ضرورت ہے۔

سوال: اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم گائے کے گوشت کا تسلسل برقرار رکھتے ہوئے بھی کما رہے ہیں، کیا یہ ہماری ذہانت اور ان کی بے وقوفی کی طرح نہیں لگتا؟

جواب: ہا ہا

سوال: اگر انہیں حقیقت کا ادراک ہو جائے تو کیا ہوگا؟

جواب: ایسا نہیں ہے کہ کسی کو احساس نہیں ہے، لیکن یہ تعداد میں بہت کم ہیں اور یہ ہر بار کم و بیش دب کر رہ جاتے ہیں اور ہر بار ان کی طرف سے شوگر اور دودھ والی چائے اور کافی کے عادی لوگوں پر آواز اٹھاتے ہیں، جنہوں نے ہسپتالوں اور دوا ساز کمپنیوں کے لوگوں کے علاوہ ڈیری سے منافع کا تجربہ کیا۔

اسے محض ہٹایا نہیں جا سکتا۔ اس سے ان ممالک میں اندرونی جنگ ہو سکتی ہے جس سے ان کے رہنما ہر قیمت پر بچنا چاہیں گے اور اگر وہ (ان ممالک کے رہنما) ناکام ہو جاتے ہیں تو ہمیں ان ممالک کے اندرونی معاملات میں مداخلت کرنے میں کافی مہارت حاصل ہے۔ ہمارے لیے دوسروں کو گالی دینا، دوسروں

کو لڑائیوں، جھڑپوں، جنگوں کے لیے اکسانا ایک کھیل/گیم ہے جسے ان میں سے بہت سے لیڈر جانتے ہیں، اس لیے ہم سے خوفزدہ رہتے ہیں۔ مزید یہ کہ دودھ اور چینی کی آمیزش والی چائے اور کافی سے نشہ چھڑانے میں کم از کم ایک مہینہ لگتا ہے جس میں پوری کمیونٹی اور ملک کو شامل کرنا اور مشاہدہ کرنا ایک بار پھر مشکل ہے۔

سوال: کیا آپ اس لمبے دعوے کی کوئی مثال دے سکتے ہیں جو آپ کر رہے ہیں؟

جواب: جی ہاں، وہ موجود ہیں

مثال کے طور پر سیاسی حلقوں کے ذریعے یہ عقیدہ پھیلایا گیا کہ گائے ذبح کرنے والے مسلمان ہیں (a) اور مسلمانوں میں یہ ان کا بنیادی حق ہے، اور اس طرح گائے کے گوشت پر ایک طبقہ تقسیم ہو گیا، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ گائے کا گوشت سپلائی کرنے والے زیادہ تر خود کار مذبحہ خانے چلائے جاتے ہیں اور ان کی ملکیت کمیونٹی کی طرف سے ہوتی ہے، جس کی وجہ سے غیر معمولی آوازیں اٹھتی ہیں۔ ہر اصول اور ہر شکل میں عدم تشدد)۔

(ب) بھارتی سپریم کورٹ نے 1998 سے 2005 تک اپنی طویل سماعت میں 2005 میں گائے کی حفاظت کا فیصلہ سنایا لیکن حکومت میں کسی نے اس پر دھیان نہیں دیا۔

پابندی کا بل پارلیمنٹ میں تین بار لایا جا چکا ہے۔ (c)

ایک موقع پر سال دو ہزار ایک میں حکومت نے صبح بل پیش کیا لیکن شام کو یہ کہہ کر واپس لے لیا (i) کہ اس پر بعد میں بحث کی جائے گی

ایک اور موقع پر گائے کے گوشت پر پابندی کا بل پاس ہونے ہی والا تھا کہ ایک خاتون رکن پارلیمنٹ (ii) نے کہا کہ میں گائے کا گوشت کھاتی ہوں، لہذا اگر یہ بل منظور ہو گیا تو میری پسند کا کھانا کھانے کے میرے بنیادی حق کا کیا ہو گا، اور بل کو مسترد کر دیا گیا۔

تیسرے موقع پر جب بل پیش کیا گیا تو کولکتہ سے تعلق رکھنے والے ہندو برادری سے تعلق رکھنے (iii) والے ایک سرکردہ صحافی (جس نے ایک بار ہندوستان کے صدر کے انتخاب کے لیے اپنا امیدوار داخل کیا تھا) نے لکھا کہ وہ گائے کا گوشت کھاتے ہیں اور اس کا اور ان جیسے شخص کا کیا ہو گا۔ اس بیان کی فلم انڈسٹری کی چند شخصیات نے حمایت کی (تمام ہندو) اور بل پھر سے ہٹ گیا۔ اس کے بعد سے ہمیں کچھ آوازیں سنائی دیتی ہیں لیکن یہ کہنے کے لیے کچھ بھی خاطر خواہ نہیں ہے کہ گائے کے گوشت پر پابندی کا بل پارلیمنٹ میں پیش کیا جائے گا۔

اسپین میں بیل فائٹنگ کے مکمل سیشن ہوتے ہیں لیکن ہندوستان کے تمل ناڈو میں میڈیا نے اس پر (d) اعتراض کیا ہے۔

ہم بیل پر خاموشی برقرار رکھتے ہوئے گائے کی شان پر تبلیغ کو فروغ دیتے ہیں۔ گائے اور بیل، بھینس (e) اور بھ کے درمیان بڑھتی ہوئی آبادی کے فرق، گائے اور بھینس کے نر بچوں کو کم عمری میں کھانا بند کر کے مارنے، چھوٹی عمر میں بیل اور بھ کو کاسٹریشن کرنے، آسانی سے ملچنگ کے لیے گائے اور بھینس کو انجکشن لگانے، گائے اور بھینس کی ملچنگ کے لیے مشینوں کے استعمال کی بات کوئی نہیں کرتا۔ بھینسیں

ایسی بہت سی مثالیں ہیں۔

سوال: کیا ایسا ہے؟ وہ کس قسم کے لوگ ہیں؟

جواب: آپ اپنا نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں، منافقانہ یا جذباتی، اخلاقی، اخلاقی طور پر زندہ مردہ یا جو بھی آپ چاہتے ہیں۔ یہ لوگ اس وقت سے ذلیل ہو گئے جب انہوں نے زیادہ تر بیل کو کاسٹر کرنا شروع کر دیا

اولاد کے لیے بہت کم بچا، پھر یہ لوگ کھیتی باڑی اور بیل گاڑیوں میں ان بیلوں کا استعمال شروع کر دیتے ہیں، جس سے اس طبقے میں نامردی، بے حیائی، ناامیدی، بے بسی پیدا ہو جاتی ہے۔ مزید یہ کہ جب چند مذاہب نے سرکاری طور پر گوشت کھانے کو قبول کیا اور یہ واعظ دیا کہ ایسے پیروکاروں کو اپنا کھانا منتخب کرنے میں کوئی صوابدید نہیں ہونا چاہیے، اور دوسرا مذہب جس میں کسی کو براہ راست قتل سے دور رہنا چاہیے تاہم قتل کے ثمرات سے لطف اندوز ہو سکتے ہیں (جیسا کہ زراعت بہت زیادہ تشدد کا باعث بنتی ہے اس لیے زراعت سے دور رہیں، لیکن کوئی ان لوگوں کو زیادہ یا کم کھیتی کا کاروبار کر سکتا ہے)۔

سوال: دو سوال اور ہیں ایک تو ہمیں گائے کے گوشت کی کوالٹی کے حوالے سے اور دوسرا کیا ماحولیاتی خرابی ہم پر اثر انداز ہوگی جو کہ گنے، چائے، کافی، گھاس کے علاوہ ادراک، الائچی کی کم مقدار کی کاشت کے لیے درختوں کی زیادہ کٹائی سے ہوتی ہے جو ان ممالک میں دودھ، چینی اور مصالحے کے ساتھ چائے کی تیاری کے لیے ضروری ہیں۔

جواب: یہ یقینی طور پر تشویش کا باعث ہے جس کے لیے ہم نے موسمیاتی تبدیلیوں پر بحث کو فروغ دیا اور اقدامات کی پیروی کی، امید ہے کہ اس مشق سے کوئی نہ کوئی حل نکل آئے گا، فکر نہ کریں۔

سوال: تو کیا ہم گائے کے گوشت کی مسلسل فراہمی کی یقین دہانی کر سکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں، جب تک ہم اپنی بالادستی برقرار نہیں رکھتے، آرام کا وقت ماسٹر ہے۔

سوال: ایک آخری سوال، ہم کب تک ان پر برتری حاصل کرنے جا رہے ہیں؟

جواب: یہ وہ سوال ہے جس پر انہیں زیادہ پریشان ہونا چاہیے۔ ہم سب انسان ہیں اور ہر نسل ہماری جسمانی ذہنی، جذباتی اور روحانی طاقت میں تقریباً برابر ہے۔ ان پر ہمارا برتری ہماری اضافی طاقت کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ یہ ان کی کمزوری کی وجہ سے زیادہ ہے۔ یہ سادہ سی بات ہے کہ اگر کوئی بیلوں کو مار رہا ہے تو اس کے ساتھ غنڈہ گردی کی جائے گی، اگر کوئی بیلوں کو بے رحمی سے ڈال رہا ہے تو اس کے ساتھ بیل جیسا سلوک کیا جائے گا اور اس طرح وہ بزدل ہو جائے گا اور مقابلہ کرنے کی پوزیشن میں نہیں رہے گا۔ بیل اور گائے، بھینس اور بھینسوں کو استعمال کرنے والوں کی حالت دیکھو، کتنی قابل رحم ہے، خواہ وہ کسان ہوں، دودھ والے ہوں یا ان کے پجاری، کیا آپ سوچتے ہیں کہ کیا ان میں کبھی اپنی روش سنوارنے کا دماغ پیدا ہوگا؟ ایک طرح سے انہوں نے اس خدا کو ناراض کیا ہے جس کی وہ دعا کرتے ہیں۔ آپ ان پر ہمارے کنارے کے بارے میں اور کیا سننا چاہتے ہیں۔

:- دیہی علاقوں کی کہانی اور ماہرین کے درمیان حل پر مبنی بحث(2)

روحانی حلقوں میں کہا جاتا ہے کہ ایشیا، افریقہ، آسٹریلیا اور امریکہ (مقامی اور لاطینی) کے لوگ (2.A) تقریباً ایک ہی جہاز میں کم و بیش ایک ہی طول موج کے ساتھ بہت ہی تال والے ہارمونکس میں ہلتے ہوئے پائے جاتے ہیں۔ وہ ایک ساتھ اٹھتے ہیں اور چوٹی کو چھوتے ہیں، وہاں صدیوں تک امن اور ہم آہنگی کے ساتھ رہتے ہیں اور فطرت کے چکر میں باری کے واقعات کے ساتھ ساتھ پاتال (چٹان کے نیچے) میں گر جاتے ہیں۔

جب یہ عروج پر تھے تو زندگی کی سائنس، فن کی شکلوں، خاندان اور معاشرے کے انتظام، کام اور دولت انتظامیہ اور انصاف وغیرہ کے بارے میں بہترین ممکنہ سائنس کیمیا (پارے اور دیگر دھاتوں کو سونے میں تبدیل کرنا) کا مقالہ تیار کیا اور صدیوں تک باہمی اعتماد اور احترام کے ماحول میں رہے جس کا آج بہت سے لوگ تصور بھی نہیں کر سکتے۔

جو لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ تمام ارتعاش، اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی لہریں، ان لہروں کے عروج و زوال کو خدا کی عطا کہا جا سکتا ہے اور تبدیلیوں کو پوری عاجزی کے ساتھ قبول کیا جا سکتا ہے۔

: ایک مختصر کہانی (2.B)

بہت کم لوگ پوچھتے ہیں کہ اگر نظام اتنا قائم تھا تو پھر یہ تنزلی کیسے ہوئی؟
کہا جاتا ہے کہ یہاں ایک وقت تھا (تقریباً تین چار ہزار سال پہلے) جب زمین پر ہر چیز کافی سیدھی اور
ٹھیک چل رہی تھی۔

لیکن ایک دن جہنم کی طرف سے خدا کی طرف سے ایک نمائندگی موصول ہوئی، جس نے عرض کیا
میرے آقا، یہ آپ کی حاکمیت ہے جس نے جہنم اور جنت کو پیدا کیا، اور یہ آپ کی صوابدید پر ہے کہ
ہمیں جہنم میں کام کرنے کی اجازت ہے، رب کے حکم کے مطابق ہم "جہنم کا انتظام $365 \times 7 \times 24$ " کر
رہے ہیں، لیکن آپ کی ربیت کو یہ یاد رکھنا پسند ہو گا کہ ہم نے ماضی کی چند پیش کشوں کو قبول نہیں
کیا۔ خدمات

نمائندوں نے آقا سے پوچھا کہ یہ کیوں، آپ کی آقا جہنم کو بند کر کے ہمیں کہیں اور پوسٹ کر سکتا ہے؟
تیرا رب ہم پر رحم کرے! براہ کرم ہمیں غیر معینہ مدت تک بور ہونے، محسوس ہونے سے محروم، نااہل
سستی اور ایک طرح سے بیکار ہونے سے بچائیں۔

اسی لمحے آسمان کی طرف سے نمائندگی بھی موصول ہوئی جس نے طویل انتظار کی لائنوں، آسمانی معیار
کے خراب ہونے سمیت مسلسل کام کا مسئلہ پیش کیا۔

اس خدا کو جہنم اور جنت کے عملے کی حالت زار پر رحم آیا اور کہا کہ فکر نہ کرو، صبر کرو، یہ
ضروری ہو جائے گا۔

کہا جاتا ہے کہ خدا نے جہنم اور جنت پر اس قدر احسان کیا کہ پوری بنی نوع انسان نے اپنے، (2.B.1)
آپ کو بگاڑ لیا اور اس طرح وہ جنت کے نا اہل ہو گئے اور نہ صرف جہنم بلکہ زمین پر اپنی زندگی جہنم
میں گزارنے کے قابل ہو گئے۔

ایسا لگتا ہے کہ زمین پر پورا منظر نامہ مکمل طور پر بدل گیا ہے جو کبھی زمین پر جنت تھا اور اب
زمین کے ہر کونے اور کونے میں مسائل ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ پچھلے چند ہزار سالوں میں ایسا لگتا ہے کہ
جنت اور جہنم کی میز بدلی گئی ہے۔

لیکن عجیب بات ہے، اب خدا کو جنت اور جہنم، خالی پن کی جنت اور ہجوم کے جہنم سے الٹ نمائندگی
مل رہی ہے۔ نمائندوں نے کہا کہ آسمان بالکل بھولے بھالے ماضی کی چیزیں بن چکے ہیں اور یہ جہنم ہے
جو چکر لگا رہی ہے۔

ماسٹرز مندرجہ ذیل وجوہات کی طرف اشارہ کرتے ہیں جن میں لوگوں کے پھنس جانے اور پھر، (2.B.2)
:انحطاطی صورت حال میں نیچے کی طرف دھکیل دیا جاتا ہے

(ا) یہ اس لیے ہے کہ خدا چاہتا ہے کہ ایسا ہو، یا یہ ہماری بد قسمتی ہے، یا یہ ہمارے کرما (کام کرنے) کا
نتیجہ ہے، یا، سب کچھ ایک وہم ہے

(ب) ، خاندان میں والدین یا بوڑھوں میں سے عقل مند یا ترا کے لیے یا سنیاسی کے لیے روانہ ہو گئے ہیں
اور فنون لطیفہ کے ماسٹرز کو چھوڑی ہوئی جگہ میں پناہ ملی ہے اور اپنے خیر خواہ ہونے کا دعویٰ کر
رہے ہیں جنہوں نے ان خاندانوں یا معاشرے کو پستی میں دھکیل دیا۔

ج) ، ایسا اس وقت ہوتا ہے جب چیزیں آسان ہو جاتی ہیں اور بادشاہ/ملکہ، شہزادہ/شہزادی، صدر/وزیراعظم خود کو کافی قابل محسوس کرنے لگتے ہیں اور سادگی اور رحم دل کے ان آقا/دیکھوں/باباؤں کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ بے عزتی کے ماحول میں، استاد/بابا/دیکھنے والے جگہ چھوڑ دیتے ہیں۔

جب معزز اراکین اور معزز بزرگ مرکز کی جگہ چھوڑتے ہیں تو کچھ وقت کے لیے رفتار کی وجہ d) سے چیزیں آسانی سے حرکت میں آتی ہیں لیکن اس رفتار کے بعد ایک چھوٹا سا مسئلہ بھی طوفان بن کر سلطنتوں کے خاتمے کا سبب بنتا ہے۔

۔ سنتوں/سادھو اور باباؤں کی غیر موجودگی میں جو تبدیلی آتی ہے وہ ہے مشروب، خوراک اور e) افرودیزاک خاندانوں اور معاشروں کا استعمال جس کے نتیجے میں ہر چیز الٹا یا اس کے برعکس بدل جاتی ہے۔ عام بات ہے کہ یہ چیزیں (مشروبات، خوراک اور افرودیزاک) معاشرے میں نیکی سے برائی، برائی سے بدتر، بادشاہی سے غلامی اور اس کے برعکس تبدیلی لانے کے لیے کافی ہیں۔

وقت کی آزمائش اور ثابت شدہ حقیقت یہ ہے کہ مشروبات (پانی، دودھ، پھلوں کا رس، سوپ) آواز پر اثر (انداز ہوتے ہیں، کھانا مزاج/دماغ کو متاثر کرتا ہے اور نشہ حالت/قسمت کا فیصلہ کرتا ہے ،جیسا کہ پانی، اتنی آواز : حالت ویسی منشیات جیسے ، دماغ ویسا کھانا جیسے ، آواز ویسی پانی جیسے جیسا کہ کھانا، اتنا ہی مزاج/دماغ، جیسا کہ نشہ، اتنی ہی حالت)۔

مزید یہ کہ مشروبات اور کھانا نہ صرف زبانی طور پر یا انجیکشن کے ذریعے لیا جاتا ہے بلکہ کھانے پینے کی بہت سی چیزیں ہیں جو لوگ آنکھوں، کانوں، نتھنوں اور چھونے سے لیتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ دولت، نام، شہرت، طاقت اور یہاں تک کہ علم کا نشہ زیادہ بہتر اور سب سے زیادہ آباد ہے اس لیے اسے بنی نوع انسان کو خراب کرنے کے لیے زیادہ خطرناک/زہریلا کہا جا سکتا ہے۔

پھر بھی جس طریقے سے ان (مشروبات، خوراک اور نشہ آور اشیاء (کو حاصل کیا گیا (بڑھایا گیا، جمع کیا گیا، پروسیس کیا گیا، ذخیرہ کیا گیا، پکایا گیا یا ریفریجریٹ کیا گیا)، پیش کیا گیا اور قبول کیا گیا (نشے میں اور کھانے پر (آواز، دماغ اور وصول کنندہ کی حالت کو تشکیل دیتے ہیں۔ اس طرح کہا جاتا ہے کہ مشروبات، خوراک اور نشہ کے اس پورے عمل کا ہر ایک پہلو بنی نوع انسان اور ہمارے پورے ماحول/ماحول کو متاثر کر رہا ہے۔

ماسٹرز کی غیر موجودگی میں اگر عام آدمی کو آزادانہ طور پر نشہ آور اشیاء پیش کی جائیں تو وہ ، f) مکار فن کے ماہروں کا آسان شکار بن جاتے ہیں اور ایسے سنگین جرائم کا ارتکاب بھی کر سکتے ہیں جس کا کوئی سوچ بھی نہیں سکتا۔

کہا جاتا ہے کہ نشہ کے زیر اثر لوگ فنون لطیفہ اور ممنوعہ سائنس کے ماہر سے واسطہ پڑنے پر ایک جرم کرتے تھے، وہ یہ تھا کہ جانوروں کا دودھ ملانا اور بچھڑوں کو بھوکا چھوڑ دینا، بیل، بفر، بکری بھیڑ کاٹنا اور دوستوں/رشتہ داروں کی جگہ غلام/مشین کا استعمال کرنا شروع کر دینا، جس کا ارتکاب بد قسمتی سے اب بھی زیادہ ہے۔

بدلے میں بنی نوع انسان ان تمام جانوروں کے ہاتھوں لعنت کا شکار ہو رہی ہے۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ کھیت کا سارا دودھ اور تمام پیداوار ملعون ہو جاتی ہے۔ ایسا ملعون دودھ پینا اور ایسا ملعون کھانا کھانے کو ان تمام برائیوں کی جڑ کہا جا سکتا ہے جو بنی نوع انسان کر رہی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ مہارشی درواسا پہلے ہیں جنہوں نے گائے کی ماں کہا اور گائے کی دعا بیل کے ساتھ (g) کی جو محبت اور طاقت کی علامت ہے۔

دنیا میں بہت ہی مذہب میں گائے اور بیل سے کچھ تعلق پایا جاتا ہے، کچھ لوگ گائے کو اپنی قربانی اور صفائی کے عمل کا لازمی حصہ سمجھتے ہیں، جب کہ کچھ لوگ گائے اور بیل کو مقدس مانتے ہیں، ایک مذہب کا کہنا ہے کہ وہ موجودہ روشن خیال شخصیات آزادی سے پہلے اپنے پچھلے جنموں میں گائے ہی ہوتیں، اس لیے ان کے مذہب میں گائے کی پوجا کی جائے گی، اس کے بعد تمام مذہبی افراد اور بیلوں کو جوڑنے کے بعد بھی گائے کی پوجا کی جائے گی۔ موجودہ اوتار دیوتا اور دیوی کی لعنت میں زندگی گزار رہے ہیں۔ لیکن ایک بات بہت افسوسناک معلوم ہوتی ہے کہ ان تمام مذاہب کے لوگوں نے مل کر گائے اور بیل پر جرم کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی جس نے نہ صرف پوری انسانیت کو دکھی بنا دیا بلکہ پوری زمین اور اس کا ماحولیاتی نظام متاثر کیا۔

کہا جاتا ہے کہ انسانوں کے اضافی دودھ کے جنون نے اس کے بچوں کو بچپن سے ہی اس قدر بگاڑ (h) دیا ہے کہ جب وہ بڑے ہوتے ہیں تو انہیں یہ محسوس نہیں ہوتا کہ (بچھڑے کو اپنی ماں کا دودھ پلانے سے روکنا، نر اولاد کو مارنا اور نسل کشی کرنا) جرم ہے۔ یہ بڑی بدقسمتی کی بات ہے کہ دودھ دینے والے جانوروں پر یہ جرم ان لوگوں کو بھی زیب نہیں دیتا جو گائے، مٹا اور طاقتور نندی کی تعریف میں نعرے لگاتے رہتے ہیں۔

کاش! یہاں تک کہ سادھو اور سادھوی، بیبی گرو اور سڈ گرو کی پوری نسل جانوروں پر جرم کر کے اکٹھا دودھ پی کر اس قدر بگاڑ گئی کہ معاشرے میں ان کی رٹ نہیں چلتی۔

یہ کہا جا سکتا ہے کہ سادھو، سادھویوں، سوامیوں، سنیاسی، سنیاسیوں کی انواع کو تزکیہ نفس، گہرا مراقبہ اور بڑے یگنا (بے لوٹ کام) کی ضرورت ہے جو تمام راحتوں سے پرہیز کرتے ہیں۔ یہ ان کے اپنے اعتماد اور اعتماد کی بحالی اور عوام کی قیادت اور شان و شوکت کے دوبارہ حقدار بننے کے لیے ایک ضروری پہلا قدم ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے اور سب کو اس دعا میں شامل ہونے کی ترغیب دیتا ہے کہ ہمیں گائے اور بیل پر مزید جرم کرنے میں خود کو روکنے کے لیے احساس اور حساسیت اور تمام جانداروں اور غیر جانداروں کے احترام کو بحال کرنے کے لیے کافی طاقت دی جائے۔ اس کے بغیر کوئی معیشت قائم نہیں رہ سکتی۔
خدا ہم پر رحم کرے

شراب، سگریٹ اور دیگر نشہ آور اشیاء کی فروخت سے حاصل ہونے والے ٹیکسوں سے حکومت کو (1) حاصل ہونے والی آمدنی ہمیشہ ان چیزوں سے ہونے والی بیماریوں کے علاج پر ہونے والے اخراجات سے بہت کم پائی جاتی ہے، پھر بھی حکومت ایسی فروخت سے حاصل ہونے والی رقم سے اس قدر مرعوب پائی جاتی ہے کہ حالیہ دنوں کے بعد حکومت نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ دنیا بھر میں دکانیں کھولنا اور دکانیں کھولنا ہے۔

کاش! یہ کیسی معیشت ہے جو شرابیوں کے کندھوں پر چل رہی ہے؟ کیا ایسی معیشت معاشرے کے لیے صحت مند اور خوش گوار حالت لا سکتی ہے؟

شراب، سگریٹ اور دیگر نشہ آور اشیاء کی فروخت سے حاصل ہونے والے ٹیکسوں سے حکومت کی، (2) کمائی کا سوچنا نہ صرف بیمار ہے بلکہ اسے شیطانی بھی کہا جا سکتا ہے۔ تہواروں اور دیگر خاص مواقع پر نشہ کی ممانعت کا نعرہ لگانا بنیادی طور پر منشیات کی تشہیر کا اشتہار ہے جبکہ سگریٹ اور بیڑی کے پیکٹوں پر وارننگ اور خوفناک تصویریں لگانا لیکن ان پر عائد ٹیکسوں سے لطف اندوز ہونا ہمارا مشکوک رویہ ہے۔

اپنے آپ کو یا دوسرے کو خراب کرنے کے لیے، منشیات اور شراب بہترین شرط ہے، جسے لو جہاد، (3) محبت کی جنگ (اور نارکو جہاد) نارکو جنگ (کہا جاتا ہے - ہندوستان کی چند ریاستوں اور بہت سے دوسرے ممالک میں استعمال ہونے والی اصطلاحات اس کا سماجی اثر ہے جو کہ جسم اور اس کے اعضاء کی گرے مارکیٹ کا باعث بنتی ہے۔ اڑتا پنجاب) اڑتا پنجاب (جیسی منشیات پر بننے والی فلم محض ایک ٹریلر تھی، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ نشہ بھی سماجی، اقتصادی، مذہبی، سیاسی ردوبدل کی ایک بڑی وجہ بن رہا ہے۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ ملک کے کئی حصوں میں دس سال سے کم عمر کے بچے کھانسی کا شربت کیسول لینے، صاف کرنے والا صاف کرنے والا، بوٹ پالش پیتے پائے گئے۔

یہ حیرت کی بات ہے کہ دودھ اور چینی کے ساتھ چائے اور کافی کو نارکو لسٹ میں شامل نہیں کیا، (4) گیا جو درحقیقت فرد، خاندان، ملک اور پوری دنیا کے لیے کسی بھی دوسرے نشہ آور مادے سے زیادہ برائی کی افزائش کا باعث ہیں، چاہے وہ چرس، ہیروئن اور ایل ایس ڈی ہو۔ دودھ اور چینی کے ساتھ چائے اور کافی کا نشہ شراب کے مقابلے میں بہت بڑا ہے معنی ہے۔ مزید یہ کہ دودھ اور شکر کے ساتھ چائے اور کافی عورت کی ماں (گائی، گنگا، گوری (یعنی گائے، دریا اور زمین پر موجود پورے ماحول کو جو کہ ہمارے پورے وجود کے لیے بہت زیادہ تکلیف کا باعث بنتی ہے۔

عام طور پر ہر جاندار (انسانوں کے ساتھ (یہ فیصلہ کرنے کے لیے آزاد ہے) مثالی طور پر آزاد ہونا، (5) چاہیے (کہ وہ کیا کرے گا، کیا کھائے گا، پیئے گا اور کہاں رہے گا، سماجی اصولوں کے مطابق سوتے ہوئے بھی۔ تاہم غلامی اور غلامی کے حالات میں غلاموں کو اپنے آقا کے حکم پر عمل کرنا چاہیے اور یہ آقا ہی فیصلہ کرتا ہے کہ غلام کیا کرے گا، غلام کیا پہنے گا) اور برداشت کرے گا، غلام کیا کھائے گا پیئے گا اور تمباکو نوشی کرے گا، غلام کہاں اور کب سوئے گا۔

گو کہ بھاگنے یا آقا کو قتل کرنے یا قتل کرنے یا خودکشی کرنے کا آپشن غلاموں کے لیے ہمیشہ کھلا رہتا ہے لیکن ہندوستان جیسے ممالک سے آزادی حاصل کرنے کے بعد بھی انہی اصول و ضوابط پر عمل کرنا اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ انسان غلامانہ ذہنیت سے تعلق رکھتا ہے ورنہ حکومت کو اس بات کی فکر کیسے ہوتی ہے کہ کوئی کیا کھاتا ہے اور پیتا ہے؟ کیا یہ انفرادی، خاندانی اور سب سے زیادہ سماجی مسائل نہیں ہیں اور انہیں صرف ان پر چھوڑ دیا جائے؟

۔ نام نہاد نارکو مادے - افیون، بھنگ، دھتورا (سینگ سیب (جو اپنی خام شکل میں بھگوان شیو کو پیش (6) کرتے ہیں نیوران کو آرام دیتے ہیں جبکہ شراب - سڑے ہوئے پھلوں اور اناج سے بنی شراب حواس کو اندھا کر دیتی ہے۔ یہی ایک وجہ ہے کہ سنت اور سادھو بھنگ کا سہارا لیتے ہیں جب کہ خاندان کے مرد سادھوؤں کی طرف سے پیش کردہ پرساد کی طرح بھنگ لیتے ہیں اور عام حالات میں خود کو تمباکو بیڑی اور حقہ کے استعمال تک محدود رکھتے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ شراب ان لوگوں کی ضرورت ہوتی ہے جو موت کی خدمت کے لیے بھیجے جاتے ہیں نتیجتاً شراب کال بھیرو (اجین-انڈیا میں مندر، کال بھیرو کو بھگوان شیو کا آرمی چیف کہا جاتا ہے (کو پیش کیا جاتا ہے اور اس کے پرساد کے طور پر شاگردوں اور زائرین کو بھی تقسیم کیا جاتا ہے۔ یہ بنیادی وجہ ہے کہ جرم شراب پینے کے بعد کیا جا سکتا ہے لیکن بھنگ کے مشترکہ یا دھوئیں کے بعد نہیں۔ اسی وجہ سے جو فوجیں موت کی خدمت میں ہیں ان کو شراب پینے کی اجازت دی گئی ہے لیکن پولیس والوں کو نہیں۔

بھنگ امن لاتی ہے۔ شراب ایک پر امن شخص کو کوئی بھی جرم، شراب انقلاب لاتی ہے " :ان کا ایک قول ہے شراب/شراب انقلاب لاتا ہے "بھنگ کسی بھی مجرم کو امن کی راہ پر لا سکتا ہے۔ / ؛ گانجا کر سکتی ہے بھنگ امن لاتی ہے۔ شراب پر امن آدمی کو کوئی بھی جرم کر سکتی ہے؛ گانجا/بھنگ کسی بھی مجرم کو امن کی راہ پر لا سکتا ہے۔

یہ ایک معروف حقیقت ہے کہ افغانستان اور کولمبیا جیسے ممالک افیون اور کوکو اور اپنی سرحدوں (7) بھنگ/کوکین درآمد - CIA as کی حفاظت کرنے میں ناکامی کی وجہ سے بگڑ گئے، بہت سے برانڈ کرنے والی ایجنسی، جب کہ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ مختلف شہروں اور بندرگاہوں پر قبضے اسمگل شدہ منشیات کا ایک بہت چھوٹا حصہ ہے اور بنیادی طور پر بہت سے ممالک کے دفاعی ٹھیکیدار منشیات کی اسمگلنگ میں ملوث ہیں۔

اگر آپ کرپشن پر قابو نہیں پاسکتے تو عمل کو ختم کر دیں۔ اگر ہم منشیات کی اسمگلنگ اور بدسلوکی پر قابو نہیں پاسکتے ہیں تو ہمیں ان ہی منشیات، شرابوں کی ضرورت کو ختم کرنے کی ضرورت ہے اور معاشرے، سنتوں اور سادھوؤں کی نظروں میں بھنگ اور بھنگ کی رال، تمباکو، افیون کی کاشت اور استعمال کی اجازت دینا ہوگی۔ ہندوستان کے گجرات اور بہار کی طرح جزوی پابندی یا الگ تھلگ پابندی عوام کے ساتھ ساتھ ان کے اجتماعی گروہ یعنی حکومت کو سامان سے زیادہ نقصان پہنچاتی ہے۔

کیا سنتوں، سادھوؤں اور ان کی نظروں میں عام لوگوں کو اس سے بہتر خراج عقیدت ہو سکتا ہے کہ وہ ان کے لیے آزادی حاصل کریں - اپنے کیک کے لیے کاشت کریں، اپنا کیک بنائیں، اپنا کیک بنائیں اور *** اسے بھی کھائیں (کھائیں، پییں، دھوئیں)۔

7. جنگ کی اقتصادیات، جنگ کی وجہ سے معیشت اور اقتصادی جنگ

کہا جاتا ہے کہ اچھی معیشت تب آتی ہے جب ملک کے تمام افراد جسمانی طور پر آزاد ہوں، بہتر معیشت تب قائم ہوتی ہے جب معاشرہ ذہنی طور پر آزاد ہوتا ہے یعنی جب معاشرہ فرقوں، فرقوں، ذات پات، رنگ و نسل سے بالاتر ہو کر مجموعی طور پر نظر آتا ہے اور بہترین معیشت تب پیدا ہوتی ہے جب نہ صرف پورا ملک جسمانی اور مالی، ذہنی اور جذباتی طور پر، مذہبی اور روحانی طور پر ایک آزاد ریاست کی طرح پوری دنیا میں ایک آزاد خاندان کی ذمہ داری ہو۔

ذیل میں پیش کیا جاتا ہے: "جنگ کی اقتصادیات، جنگ کی وجہ سے معیشت اور اقتصادی جنگ" کے حوالے سے عرضی کو پانچ حصوں میں پیش کیا جا رہا ہے، (1)۔ مسائل اور اس کا وسیع خاکہ، (2)۔ بڑا مسئلہ، (3)۔ پرانے زمانے کے عقلمندوں میں عام بحث، (4)۔ مذہبی عداوت جنگی سرداروں اور تاجروں/جنگی خواتین کا ایک آسان ذریعہ ہے، (5)۔ حل کی مثال

"مسائل اور اس کا وسیع خاکہ: "جنگ کی معاشیات، جنگ کی وجہ سے معیشت اور معاشی جنگ(1) کے حوالے سے، درج ذیل ایک وسیع خاکہ ہو سکتا ہے

جن ممالک نے جنگیں لڑیں لیکن ہار گئے ان کی قیادت کو شکست ہوئی جس نے عوام کو مرنے (1.A.) یا غلاموں جیسی زندگی گزارنے پر مجبور کیا ان سے معیشت کے حوالے سے کوئی بات کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ اس طرح کے شکار، ان کے معلوم یا نامعلوم بدکاری کی لعنت اپنے مالکوں کی خدمت کرنے کے پابند ہیں اور آزادی کے لئے خدا سے دعا کرنا شروع کر دیتے ہیں

جن پر جنگ مسلط ہوتی ہے ان کے لیے جنگ نہ صرف ایک ضرورت بن جاتی ہے بلکہ ایک (1.A.1) ہنگامی صورت حال بن جاتی ہے تاکہ ہار کے کسی بھی موقع سے بچنے اور جنگ جیتنے کے ہر امکان حتیٰ کہ جنگجوؤں کی بقا اور مصیبت کے وقت اپنے عزیز و اقارب کی غلامی کی پیروی کی جائے۔ جنگ میں مجبور یا پھنسنے والے افراد، خاندان، معاشرہ اور ملک نہ صرف اپنی پوری فوج، اسلحہ اور ہتھیاروں کو داؤ پر لگا دیتے ہیں بلکہ ان کی پوری معیشت بشمول منقولہ اثاثے بھی داؤ پر لگا دیتے ہیں۔ ہر کسی کو ان کہانیوں سے واقف ہونا چاہیے کہ ماضی میں جب ان کے ملک کو جنگ میں مجبور کیا گیا تھا اور ان کے ظاہری مالی بحرانوں/بچوں میں گھر کی خواتین نے اپنے زیورات کا حصہ کیسے ڈالا تھا۔ ایسے میں اگر کوئی نوٹس اس بات کی تعریف کرے گا کہ کھانے پینے اور فیشن، ٹور اینڈ ٹریول، تقریبات، اور پارٹیاں، ہوٹلوں اور مہمان نوازی میں کاروباری لین دین کم ہو جاتا ہے، وہیں مردہ خانے، ہسپتال نجومی، اسلحے اور گولہ بارود کی خریداری، فوج کو امدادی سہولیات اور رسد، جنگجوؤں، جاسوسی ایجنٹس، کنٹرول روم کی معلومات اور کنٹرول روم میں کاروباری سرگرمیاں بڑھ جاتی ہیں۔ کثیر گنا

جنگ یا جنگ جیسے حالات میں جنگ میں فریقین کے لوگ اور معاشرے بھی نہ صرف مصنوعات اور خدمات، پالیسیوں اور لیڈروں، عوام اور مخالفین اور ان کے حامیوں کے ایمان پر تنقید شروع کر دیتے ہیں بلکہ ان سب کی ناکہ بندی کرنے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ ان افراد کے علاوہ جن خاندانوں، معاشرے اور ممالک کو زبردستی جنگ میں ڈالا گیا ہے وہ بھی موقع کے لیے کچھ چھوڑنا پسند نہیں کرتے اور یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ ایسی جماعتیں موقع کے لیے اور کب کے لیے کچھ بھی چھوڑیں؟ ایک طرح سے یہ بھی اس قول کو درست ثابت کرتے ہیں کہ محبت اور جنگ میں سب کچھ جائز ہے۔

، وہ معاشرہ اور ممالک جو دشمنی میں مبتلا ہیں اور مستقبل قریب میں کسی بھی وقت جھڑپوں (1.A.2) لڑائیوں اور یہاں تک کہ جنگ کی توقع کر سکتے ہیں، وہ بھی اپنی تمام سرگرمیوں، طرز زندگی، ذہن سازی

اور کسی بھی صورت حال کے لیے تیاری کو تبدیل کرنے پر مجبور ہیں، جو یقیناً ان سے اپنے معاشی لین دین، اخراجات کے انداز میں ترمیم کرنے پر زور دیتے ہیں، یعنی ان کی پوری معیشت۔ ایسے ممالک ہر قسم کی سیکورٹی فورسز کی ایک بڑی نفری کے ساتھ ضروری اسلحہ و گولہ بارود، سازوسامان اور آلات سپورٹ سسٹم اور بیک اپ بنانے پر مجبور ہیں یہاں تک کہ جب ممالک کی بڑی آبادی کو غریب قرار دیا گیا اور انہیں بنیادی سہولیات بھی میسر نہیں ہیں۔

۔ ہندوستان جیسے ملک کے لیے جنگ کی معیشت اور معاشیات کی وجہ سے جھڑپوں، لڑائی، دہشت (1.B)

گردی، فسادات، جنگ اور عالمی جنگ کو خاص اہمیت حاصل ہے (کم از کم موجودہ منظر نامے میں) کیونکہ یہ مہاتما بدھ اور مہاویر کی طرف سے دی گئی امن کی تبلیغ تھی جو ہندوستان کو اس قدر ٹکڑے ٹکڑے کرتی رہی کہ ہندوستان کے پڑوسی ممالک جو بدھ مت کی پیروی کر رہے تھے انہوں نے اسے صرف اپنے قومی مذہب کے طور پر استعمال کرنا شروع کر دیا اور نہ ہی اس کو قومی ہتھیار کے طور پر استعمال کیا۔ اندرونی امن اور ہم آہنگی لیکن اس کے مذہبی رہنماؤں نے قیادت سے کہا کہ وہ شریپرستوں سے نمٹنے کے لیے ہتھیار استعمال کریں۔

ہندوستان نے بھی کم از کم پچھلے چوبیس سو سال پہلے سے (چانکیہ عظیم کے بعد سے تاریخ میں (a) ریکارڈ شدہ تاریخ (سے بیرونی جارحیت کے ساتھ ساتھ اندرونی انتشار کا بھی سامنا کرنا شروع کر دیا ہے کیونکہ طاقت اور احسان کے بغیر امن اور ہم آہنگی کے ان موروثی تضادات کو زبردستی اپنے عوام کے ساتھ ساتھ طبقات کی نفسیات میں ڈال دیا گیا ہے۔

(ب) عوام میں مشکلات کی صورت میں خود، خاندان اور معاشرے کی حفاظت کی موروثی طاقت کے بغیر امن کے جذبات کی مزید بازگشت نے عوام کو پہلے ریاست کے زیر انتظام اپنی پولیس اور فوج کا قیدی بنا دیا اور پھر ان ریاستوں کو حملوں کا سامنا کرنے اور قریب اور دور سے لوٹ مار کرنے کے لیے اتنا کمزور چھوڑ دیا کہ موقع پرست اور طاقت کے بھوکے بادشاہی/ریاستوں اور لاکھوں کی مدد کرنے والے ہندوستانی معاشرے کی آخری مدد کر رہے ہیں۔

عوام میں امن کے حوالے سے ضرورت سے زیادہ وعظ و نصیحت کے ساتھ کیا ہوا کہ اقتدار شاہی (c) امیروں، مذہبی سربراہوں اور فوجی جرنیلوں میں سے چند لوگوں کے ہاتھ میں جمع ہو گیا، جو (تاریخ کا پورا ریکارڈ ہے (انہیں اپنی خواہشات اور خواہشات کے مطابق عوام کے ساتھ کھیلنے کی اجازت دیتی ہے۔ مزید یہ ریاستیں بہت سے دھوکے بازوں، جوڑ توڑ کرنے والوں، ٹھگوں کا آسان شکار بن گئیں جنہوں نے اپنے ہی شہریوں کو دور دراز کے حکمرانوں کے رحم و کرم پر رہنے کے لیے چھوڑ دیا۔ آج بھی بیشتر نام نہاد جمہوری ممالک میں اس بات کو آسانی سے سراہا جا سکتا ہے کہ اقتدار کس قدر چند ہاتھوں میں مرکوز ہے اور یہ ریاستیں کس قدر بدعنوانی کا شکار ہیں، جو اب بھی ان ممالک میں زیادہ واضح ہے جہاں سیاسی قوتوں سے آگے فوجی آمریت نے اپنا راستہ اختیار کیا ہے۔

مزید یہ کہ اقتدار چند ہاتھوں میں جمع ہونے سے جو کچھ ہوا (اپنے تمام شہریوں کو بے اختیار اور (d) اپنی حکومت کا اسیر چھوڑ کر)، ان ہاتھوں کو غیر ملکی طاقتوں کی نظروں میں کمزور اور بے اختیار بنا دیا گیا، جنہوں نے اب تک عوام کو معاشی، سماجی اور مذہبی طور پر نچوڑنے اور لوٹنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، مختلف قسم کے کرنسیوں کے تبادلے، دہاتوں کے تبادلے اور تبادلے کے ناموں کے کھیل۔ ممالک کے بعد ممالک کو صرف مخصوص کرنسی/کرنسیوں میں تجارت کرنے پر مجبور کرنا، اندرونی منڈیوں کو کھولنا، ممالک کو مجبور کرنا کہ وہ اسے خریدیں اور اسے استعمال کریں، یہاں تک کہ معمولی بنیادوں پر بھی۔ ان سب چیزوں نے بہت سے ممالک کو ترقی یافتہ، پسماندہ اور ترقی پذیر اور چند ایک غریب یا بھکاری بنا دیا۔ زمین پر کوئی ایسا واقعہ نہیں ہو سکتا جو ایک ہی زمین پر فائو سٹار ہوٹل اور پانچ مربع گز کی جھونپڑیوں کو جائز قرار دے سکے سوائے اس کے کہ سیاہ سیاہ دور میں شیطان کا راج ہو۔

جیسا کہ اس دستاویز / کتاب میں بہت سے مقامات پر لایا گیا ہے کہ کس طرح ایک بنیادی اور ابدی / دائمی (e) (سناتنا دھرم) مذہب آہستہ آہستہ پہلے کابلی سے دب گیا پھر اس کے نتیجے میں کمزوری پھر واعظ، مذاکرے اور غیر فطری امن کی مشق اور مرد اور عورت کے درمیان پہلی حد بندی نے نام نہاد مذہب کو الگ الگ مذہب کے طور پر استعمال کیا ہے۔ بنیادی طور پر طاقت کے بھوکے امیروں، شاہی خاندانوں اور یہاں تک کہ مذہبی سربراہوں کے ذریعے چلائی جانے والی مارکیٹ نے لوگوں کو جنگ کے لیے اکسانے اور پھر شکست خوردہ معاشرے اور ملک کو ہی نہیں بلکہ فاتح کو نتائج سے خوفزدہ کر کے اور پھر انہیں جوہری ہتھیاروں اور ہتھیاروں سمیت جنگ کے نئے اور نئے کھلونے پیش کرنے کے لیے مذہب کو ایک قابل استعمال بہانہ بنا دیا۔

اگرچہ پچھلے پچیس سو سالوں میں ہندوستان نے اپنی حدود کو کافی طویل مدت تک برقرار رکھنے کی (f) کوششیں کیں لیکن معیشت کا ایک قابل عمل ماڈل پیش نہیں کر سکا جو زندگی کے تمام پہلوؤں کا خیال رکھتا ہو بنیادی جسمانی تحفظ سے لے کر سماجی تحفظ تک آخری پیشکش تک محفوظ پناہ گاہ دوسرے ملک کے باوقار اور مستحق سیاسی پناہ گزینوں کو۔

معیشتوں کے بے شمار منفی نتائج اور حالات ہوتے ہیں جو جنگ و جدل کے ذریعے مسلط ہونے لگتے ہیں لیکن ان تمام مسائل کا حل قبائل کے ربن سہن میں پوشیدہ ہے جو بڑی ڈھٹائی سے کہتے ہیں: مخالفین کو کہ تم مجھے مار سکتے ہو لیکن جیت نہیں سکتے۔ قبائل میں ہر ایک فرد، خواتین و حضرات، لڑکوں اور لڑکیوں کو تربیت دی جاتی ہے کہ وہ اپنے دفاع، بچاؤ اور کھانا کھلائیں اور انفرادی بنیادوں پر اور اجتماعی طور پر اس صورت میں حملہ کریں جب بنیادی بقا پر سوالیہ نشان بن جائے۔

مذہب دنیا میں اس کی حد بندی کی گئی ہے کہ ہر چوتھے فرد کو معاشرے کی نظروں میں حفاظتی پہلو کا خیال رکھنے کے لیے اپنے اجتماعی ایمانی مرکز کے ذریعے نامزد کیا گیا ہے، جہاں اسلحہ اور گولہ بارود کی پیداوار اور دیکھ بھال ملک اور معاشرے کے درمیان تقسیم ہے، معاشرے کے لیے چھوٹے ہتھیار اور بڑے ہتھیار اور گولہ بارود۔ اس طرح سے ہندوستان خود کو بچا سکتا ہے اور دوسروں کے لیے ایک مثال قائم کر سکتا ہے۔

. جنگ کے منتظمین کے طریقے: ان لوگوں کے لیے جن کے لیے جنگ پیسہ کمانے، اپنی دکانوں (1.C) کے دائرہ اختیار کو بڑھانے اور اپنے اثر و رسوخ کے علاقے / جغرافیہ کو بڑھانے کے لیے کاروبار کی دیگر گیمنگ سرگرمی کی طرح ہے، بہت طریقہ کار کے ساتھ ساتھ حکمت عملی کے ساتھ طویل مدتی وژن مشن اور اقدار کے ساتھ آگے بڑھیں (کیسے بھی مطلب یہ ہے کہ وہ کسی بھی عام آدمی کے لیے کسی بھی عام آدمی کے انتظام کے بغیر ظاہر نہیں ہو سکتے) کھیل کی منصوبہ بندی جسے جنگ، لڑائی، دہشت گردی فسادات، خوف اور جنون کا نام دیا جاتا ہے۔ ایسے تاجروں اور کاروباری خواتین کی کوشش ہوتی ہے کہ اپنے علاقے میں لوگوں کے ایک بڑے حصے کی ذہنیت لڑائی کی رہے، یہاں تک کہ ہر شخص چاہے وہ کھیل کھیل رہا ہو، سیاست میں حصہ لے رہا ہو یا سماجی خدمت میں یا مذہبی اداروں میں بھی اس کا رویہ محاذ جنگ کے سپاہیوں جیسا ہو، جو مخالفین سے لڑائی اور جیت کے جذبات میں گھرا ہو۔

ان تاجروں / خواتین نے عالمی جنگ کو اسی طرح منظم کیا (بلکہ زیادہ سخت طریقے سے) جیسا کہ فٹ بال کے ورلڈ کپ یا اولمپکس کے کسی بھی ایونٹ میں، جس میں کھیل کے ہر پہلو جیسے کھلاڑیوں کے لیے جگہ کو حتمی شکل دینے سے لے کر انعامات تک، اسپانسرز کے بندوبست سے لے کر مشہرین تک پہلے سے منصوبہ بندی کی جاتی ہے۔

کوئی اس بات کی تعریف کرے گا کہ جنگ یا عالمی جنگ کے کھیل یا ایونٹ کے لیے، جنگ کے ایونٹ مینیجر اس بات کو یقینی بنانا چاہیں گے کہ معاشرے اور ملک، خطہ اور مذہب، ذات پات، عقیدے اور لوگوں

کے رنگ، ہتھیاروں اور گولہ بارود کی سپلائی چین، میڈیا کو کس طرح منظم کیا جائے گا، دونوں سروں پر فنڈ کا بہاؤ، دونوں سروں پر فنڈ کا بہاؤ اور پھر اخراجات کی وصولی کیسے کی جائے گی۔

کوئی کچھ بھی کہے لیکن حقائق یہ ہیں کہ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے دنیا کے تقریباً تمام خطوں اور (i) اجتماعی طور پر دنیا کی بڑی معیشت کی قیادت سنبھالی ہے، شروع کی ہے اور گیند کو آگے بڑھایا ہے اور اس لیے موجودہ حالات کے لیے ان کی مذمت اور تنقید نہیں کی جا سکتی، اس کے ساتھ ساتھ آنے والی تباہ کن صورت حال کا ذمہ دار دوسرے لوگوں پر بھی جاتا ہے جو حالات سے لطف اندوز ہوتے رہے یا خوش ہوتے رہے۔

عام لوگوں کے لیے، خطہ، مذہب اور نسل، ذات پات، رنگ و نسل، کھانے پینے، فیشن اور تہواروں (ii) میں وسیع فرق ہو سکتا ہے جو یکجا نہیں کیا جا سکتا لیکن ان تمام لوگوں کے لیے زمینی اتحاد ہے جس کا یکساں اور آسانی سے استعمال اور زیادتی ہو سکتی ہے۔

ان لوگوں کو فطرت، صحیفوں اور لوک داستانوں کی تعریف کرنے اور اپنے ذاتی طریقوں میں ڈالنے (iii) کے لئے کافی ہوشیار کہا جا سکتا ہے جو مختلف انٹرنیٹ سائٹس پر دستیاب حکمت کے ذریعہ آسانی سے تعریف کی جا سکتی ہے۔ یہ اپنے معبود کی عبادت کرتے ہیں جس نے ان کو ایسی دولت اور طاقت عطا کی ہے تاکہ دوسرے انہیں دیکھ کر نقل نہ کریں اور پھر ان کو شکست دیں یا ان کو زیر کر لیں۔

فطرت کا طریقہ: جنگ سے جڑی معیشت پر نفرت، دہشت گردی، فسادات کی معیشت پر کوئی اپنے (1.D) عمل اور اعمال کو جتنی بھی ہوشیاری سے جائز قرار دے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان جنگجوؤں اور جنگ کے کاروباروں نے جو تباہی مچائی ہے وہ ساری تباہی ہے کہ جنگلوں/جنگلوں نے بے دہیائی کی کان کنی اور درختوں کی کٹائی کی وجہ سے ان جگہوں کو پانی اور درختوں کی کٹائی کے قابل بنا دیا ہے۔ آبی حیات کے لیے آبی حیات کے قابل رہائش (یا پہلے ہی بن چکے ہیں) کیونکہ زیادہ آلودگی اور بے دہیان مابی گیری/قتل، زیادہ شدت کے سگنلز اور بہتر ہوا بازی کے ساتھ ساتھ درختوں کے ڈھکن میں کمی نے مکھیوں اور پرندوں کے لیے زندگی کو خوفناک بنا دیا، اور آخر کار ہر چیز میں کاروباری رجحان نے انسان کو، ایک زندہ روبوٹ بنا دیا۔ یہ فطرت اور اس کے بنیادی اور ابدی دھرم کے خلاف ہے۔ دھرم کے خلاف فطرت کے خلاف کوئی بھی چیز زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتی اور اس طرح گرنے والی ہے۔

اس لیے یہ ہم سب کے لیے سمجھداری کی بات ہوگی کہ ہم مل بیٹھیں، بحث کریں اور ایسے طریقے اور ذرائع تلاش کریں جس میں ہر کوئی خوشی سے رہ سکے، ورنہ سڑکیں جنگ کو بھڑکانے اور اس کے مزید سپلائی سسٹم کو زبردستی بند کرنے کا باعث بنتی ہیں۔

ایک بار پھر یہ سب کے مفاد میں ہے کہ جنگ میں غیر ضروری کاروباری سرگرمیوں سے پرہیز کیا جائے اور ایک سادہ فارمولے پر عمل کیا جائے جیسا کہ مہذب دنیا نے قبائلیوں کے اصل سے اپنایا ہے۔

پڑا مسئلہ: جب نام نہاد شیطان اور اولیاء ایک دوسرے سے اتفاق کرتے ہیں اور ایک ہی منزل/مستقبل (2) کی طرف اشارہ کرتے ہیں، صورت حال کو واقعی قابل توجہ اور خیال رکھنے کے قابل کہا جا سکتا ہے۔

موجودہ ہنگامے کی تفصیل بناتے ہوئے، سنتوں نے عوام کو تسلی دیتے ہوئے خوش کن انداز اور خوش گوار لہجے میں کہا ہے کہ سچائی (ستیوگ) کا دور آنے والا ہے، جو خوشگوار حیرتیں لائے گا اور ہر ایک کو صحت مند، خوش اور مقدس زندگی پیش کرے گا۔ سنتوں کا کہنا ہے کہ ستیوگ میں زمین پر کل تینتیس کروڑ لوگ ہوں گے اور ہر کوئی دیوتا کی طرح ہوگا، جس کے پاس بہت سارے وسائل ہوں گے۔

قدرے مختلف انداز میں شیطان کہتا ہے؛ کہ زمین پر حالات ناگفتہ بہ ہو چکے ہیں اور زمین سات سو کروڑ سے زیادہ آبادی کا بوجھ برداشت نہیں کر سکتی، لہذا اپنی برادری کی روزی برقرار رکھنے کے لیے کم

از کم نوے فیصد آبادی ختم کر دی جائے، صرف دس فیصد رہ جائے جو کہ تقریباً ستر کروڑ نفوس پر مشتمل ہے۔

اگر ہم شیطان اور اولیاء کے نسخوں کا موازنہ کریں تو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ سنت آنے والے دنوں میں واقعات کے مزید ہولناک موڑ کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ ایسی صورت حال میں معاشرہ چیک اینڈ بیلنس رکھنے کے لیے کیا کر سکتا ہے تاکہ ہم سب پائیدار طریقے سے خوشی خوشی زندگی گزار سکیں؟ اس کا حل کیا ہے؟

خود شناسی بصیرت اور متوقع دور اندیشی کے ساتھ روحانی ماہرین تجویز کرتے ہیں کہ ایک وسیع تر منتہن اور "دھرم اور دھرم سنستھان (مذہب اور مذہبی اداروں) کا جی اٹھنا" سنتوں کی پیشین گوئی اور برادرانہ/خودکشی کے اقدامات کے مقابلے میں ایک قابل عمل متبادل ہو گا، جو شیطان کے دوسرے راستے کو روکنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

ایسے ماسٹرز کہتے ہیں کہ معاشرے میں وسیع تر منتہن کی ضرورت ہے کیونکہ نہ تو پرانی حکمتیں، گوگل، یو ٹیوب، ویکیپیڈیا وغیرہ کے بغیر خوشگوار مستقبل کا دعویٰ کرسکتی ہیں اور نہ ہی یہ نو کلاسیک ٹیکنالوجیز اور گیجٹس دادا دادی اور ماسٹرز کی کہانیوں کے بغیر خوش مستقبل کا دعویٰ کرسکتے ہیں۔ ایسے ماہرین کہتے ہیں کہ نظام میں گھل مل جانے والے زہر کو دور کرنے اور بقا کے لیے جوہر کو متوازن کرنے کے لیے منتہنی ضروری ہے۔

:- پرانے زمانے کے عقلمندوں میں عام بحث(3)

زندگی میں لڑائی ہمیشہ جاری رہتی ہے، یہاں تک کہ ہمارے جسم میں سفید خلیے وائرس اور بیکٹیریا (3.A) سے جنگ میں رہتے ہیں اور ایسا سکون تب ہی حاصل ہوتا ہے جب کسی کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے یعنی موت کے وقت۔ بالآخر کھیل کا فیصلہ طاقت/طاقت سے ہوتا ہے، اگر طاقت *شیطان رکشا/آسور/دیتیا/داناو/وائرس" کے ساتھ ہو تو معاشرہ مردہ، خوف زدہ، لاقانونیت، دباو وغیرہ کا شکار/ ہو جائے گا اور اگر طاقت/طاقت اچھائی کے ساتھ ہو گی تو یقیناً معاشرہ صحت مند، خوش اور اچھائی سے بھرپور ہوگا۔

عجیب اور متضاد چیزیں فطرت میں ہوتی ہیں اور ہماری تاریخ اس کا کافی ریکارڈ رکھتی ہے۔ دنیا(3.B) بھر میں بگاڑ (غیر صحت مند، غیر فطری اس لیے نیچے کی طرف رجحان (بدھ، مہاویر اور ان کے لاتعداد شاگردوں کی عدم تشدد کی مبالغہ آرائی کے بعد ظاہر ہوا، اب بہتری گاندھی جی اور ان کے پیروکاروں کی عدم تشدد کی تحریک کے بعد شروع ہوئی ہے۔ "جس وجہ سے دنیا میں زوال کا آغاز ہوا وہی اس صحت مند اور فطری آنے والے رجحان کی وجہ کہی جا سکتی ہے۔ ابدی) سناتنا (دھرم/مذہب کبھی بھی کسی کو شریسندوں، بدکاروں، شیطان کے سامنے جھکنے یا گائے گرانے کا درس نہیں دیتا، بلکہ یہ کہتا ہے کہ ہمارے پاس کم سن کو معاف کرنے اور بدکاروں کو سزا دینے کی طاقت ہونی چاہیے۔

سبھی تشدد کو مذاق سمجھ کر، یا تفریح کے لیے قتل کی مخالفت کرتے ہیں، اللہ/برہما/خدا حملہ (3.C) اور کو پسند نہیں کرتا، اور نہ ہی دین دار جنگ شروع کرتے ہیں، البتہ مذہبی جنگ اس وقت ایک ضرورت بن جاتی ہے جب معاشرے کا ایک بڑا گروہ یا خاص طبقہ غیر مذہبی غیر فطری طریقوں کی پیروی یا حمایت کرنا شروع کردے۔ یہ حیرت کی بات ہے کہ جنگ کے اس طرح کے سرکردہ لیڈروں میں بھی (سربراہ مملکت/صاحباء اور سنت (عام طور پر عدم تشدد کا شکار رہتے ہیں اور ہر کوئی ان سے عوام کے ساتھ ایسا سلوک کرنے کی توقع رکھتا ہے۔ جبکہ عام طور پر لوگ عدم تشدد کی حمایت کرتے ہیں اور خاص طور پر پولیس اور فوج کے تشدد کی حمایت کرتے ہیں۔ جو چیز عام طور پر حاصل کی جاتی ہے

وہ تال ہے اور وہی ہے جس کا ہمیں مقصد بنانا ہے۔ افراد، ان کے خاندان، معاشرے اور حکومت کو اندرونی اور بیرونی طور پر تال کے لیے اس کی کوششوں پر ایک مربوط نقطہ نظر اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔

۔ معاشرے کی سلامتی اور حفاظت: کسی بھی زندہ رہنے کے لیے تحفظ ضروری ہے۔ بچہ ماں کے (3.D) پیٹ میں محفوظ رہتا ہے، پھر والدین کی حفاظت میں رہتا ہے اور پھر معاشرے اور اس کے نظام کی حفاظت پاتا ہے۔ ہم ان لوگوں کا احترام کرتے ہیں جو ہمیں تحفظ کی یقین دہانی کراتے ہیں، جب ہم محفوظ محسوس کرتے ہیں، ہم اس کا اظہار محبت کے ذریعے کرتے ہیں، اور جب ہم مہم جوئی میں حصہ لیتے ہیں، تو ہم یہ ظاہر کرتے ہیں کہ سیکیورٹی کی تصدیق ہوتی ہے۔ زیادہ سے زیادہ کوئی بھی اپنی سلامتی کو داؤ پر لگا سکتا ہے اور اسے خطرے میں ڈال سکتا ہے۔

ہم اپنی معلوم حفاظت کو زیادہ سے زیادہ کے قبضے سے بڑھاتے ہیں اور ہم اپنی نامعلوم حفاظت کو بڑے سے بڑے اور زیادہ تر بڑے اللہ کی دعا سے بڑھاتے ہیں۔ چور رات کو سلامتی پاتا ہے اور دوسروں کو دن میں تحفظ ملتا ہے اور رات کو اپنے گھر/گھر میں پناہ لیتا ہے۔ سادھوؤں کو ہر جگہ تحفظ ملتا ہے اور وہ زیادہ تر تنہائی، خاموشی، تنہائی اور قدرتی ماحول کے عیش و آرام میں رہتے ہیں۔

کسی ملک میں، عموماً ہم سب محفوظ محسوس کرتے ہیں جب ہم جسمانی طور پر محفوظ، جذباتی اور معاشی طور پر مضبوط اور روحانی طور پر بیدار ہوتے ہیں، اور پھر وہ ملک محفوظ کہلا سکتا ہے۔ حفاظت چیزیں کرنے کا ایک رویہ ہے۔ لوگ محفوظ محسوس کرتے ہیں جب ان کا گھرانہ اور ملک جسمانی طور پر آزاد ہیں، اور اس کی سرحدیں محفوظ ہیں، اور خاندان، معاشرہ اور ممالک اپنے پڑوسی کے ساتھ دوستانہ یا برادرانہ تعلقات رکھتے ہیں۔ ایک معاشرے اور ملک کے طور پر ہماری بنیادی ذمہ داری ہماری اجتماعی حفاظت اور تحفظ کو برقرار رکھنا اور بڑھانا ہے۔

۔ دوسرے ممالک کے تیار کردہ اور تیار کردہ ہتھیاروں اور گولہ بارود سے سرحد کو محفوظ بنانا مستقبل (i) کے لیے تحفظ کا گہرا احساس فراہم نہیں کرتا۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اعلیٰ درجے کی سیکیورٹی فورسز کے لیے اسلحہ اور گولہ بارود گھریلو پیداوار سے تیار ہونا چاہیے۔ کسی بھی بیرونی ملک پر انحصار دوسری درجہ بندی کی سیکیورٹی فراہم کر سکتا ہے اور اگر انحصار کثیرالجہتی ہے تو سیکیورٹی کو تھرڈ ریٹیڈ کہا جا سکتا ہے، اور جیسا کہ ممالک اپنے ہتھیاروں اور گولہ بارود کو ڈیزائن کرنے اور تیار کرنے میں زیادہ کوششیں کرتے ہیں، زیادہ پیسہ لگاتے ہیں بعض اوقات زندگی کے دیگر پہلوؤں کو بھی خطرے میں ڈال دیتے ہیں۔

:- اولیاء-شیطان اور تشدد-عدم تشدد پر (3.E)

شیطان/رکشا/آسور/دیتیا/داناو/وائرس کو توڑنے والا، آپ اور آپ کی فطرت کے درمیان رکاوٹ] * (a) پیدا کرنے والا، بنیادی باتوں سے زیادہ ہوا دار، چمکیلی باتیں کرنے والا کہا جا سکتا ہے؟ وہ شخص جو آپ کو پسند کرتا ہے یا جو آپ کو سکون کی حالت میں رکھتا ہے (خواہ شراب، دولت یا ہتھیار) اسے شیطان کہا جا سکتا ہے۔ اگر لوگوں کا ایک بڑا حصہ ایسے اصول و ضوابط (جیسا کہ شیطان کو پسند ہے) کی پیروی کریں اور دو تین نسلوں تک اس پر عمل کرتے رہیں تو ان کی تہذیب کو شیطانی تہذیب کہا جا سکتا ہے۔

کہتے ہیں کہ شیطان کا اصل چہرہ کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ جس چیز کو آپ شیطان یا شیطانی کے طور پر دیکھتے اور بیان کرتے ہیں وہ بنیادی طور پر وہی ہے جسے شیطان نے ختم کرنے کے لیے ضائع کر دیا ہے۔ بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ شیطان ایک ولی کے بالکل برعکس ہے، شیطان فطرت سے ہوا، پانی سورج، روشنی اور اندھیرا، خلا حاصل کرتا ہے۔ تعجب کی بات ہے کہ شیطان مدد کرتا ہے لیکن صرف ان کی مدد کرتا ہے جو مضبوط ارادہ رکھتے ہیں اور خدا پر یقین رکھتے ہیں، لیکن یہ صرف ایسے لوگوں * [کو الگ تھلگ اور قید کرنا ہے، تاکہ ان کی (شیطان) حکومت دوسرے علاقوں میں جاری رہے۔

عدم تشدد کی تعریف ایک ایسے عمل کے طور پر کی جا سکتی ہے جو پرتشدد نہیں ہے، جبکہ [** (b) تشدد " حواس یا معمول کی خلاف ورزی ہے یا جسمانی عمل یا زبانی بدسلوکی یا دماغی کھیل کے ذریعے " سمجھدار اصولوں کو کہنا ہے۔ گرے کالر والے لوگ (مرد اور عورت) عام طور پر جسمانی تشدد کا سہارا لیتے ہیں جبکہ سفید کالر والے ذہنی تشدد کا سہارا لیتے ہیں۔ کئی بار، یہ ذہنی تشدد ہی ہوتا ہے جو جسمانی عمل کو بھڑکاتا ہے لیکن چونکہ جسمانی تشدد نظر آتا ہے اس لیے اس کے کرنے والوں کو پرتشدد اور دیگر خلاف ورزی کرنے والوں (ذہنی) کو یا تو معصوم یا قابل رحم سمجھا جاتا ہے۔

تشدد کی مزید تعریف ایک ایسی حالت کے طور پر کی جا سکتی ہے جب آپ کی سرگرمی، سوچ کا عمل آپ کا رویہ، آپ کے عمل کو ان تمام لوگوں (شخص، پرندے اور حیوانات، نباتات اور حیوانات، حتیٰ کہ پوری فطرت) کی طرف موڑ دیا جاتا ہے جو آپ کی ہوس اور لالچ کی تکمیل میں رکاوٹ بنتے ہیں۔ اور اس کو متشدد کہا جا سکتا ہے مثلاً شیر کو اس وقت متشدد کہا جاتا ہے جب وہ اپنی خوراک کی ضرورت پوری ہونے کے بعد بھی مارنا شروع کر دیتا ہے۔ فوج کو متشدد کہا جاتا ہے جب وہ جنگ جیتنے کے بعد مار ڈالے، یا جب ہمارے گھر میں عورتیں/مرد ضرورت پوری ہونے کے بعد بھی برتن، فرنیچر وغیرہ توڑ دیں تو اسے متشدد کہا جا سکتا ہے۔

جو لوگ جسمانی طور پر زیادہ طاقتور ہوتے ہیں وہ اپنے تشدد کا مظاہرہ پٹھوں کی طاقت سے کرتے ہیں مثلاً شیر، جنگلی جانور، فوج وغیرہ۔ جو ذہنی طور پر زیادہ طاقتور ہوتے ہیں وہ اپنے تشدد کا مظاہرہ دماغی کھیلوں سے کرتے ہیں مثلاً زبانی گالی گلوچ، سفارت کاری، انہیں نقصان پہنچانا (بغیر روزہ کے لیے) تاکہ دوسرے ان کی طرف سے تنقید کرنے اور دباؤ ڈالنے، بھوک بڑتال پر بیٹھے وغیرہ وغیرہ۔

دہشت گردی اور دہشت گرد: دہشت گردی کسی بھی دوسرے 'ازم' کی طرح ہے (مثلاً کمیونزم، فرقہ (3.F) پرستی، علاقائیت اور یہاں تک کہ مذہب پرستی)، لیکن دہشت گرد ایک بالکل مختلف نسل ہے، وہ دہشت گردی کے ذریعے کارفرما ہو سکتے ہیں یا اکیلا یا الگ تہلگ یا چھوٹے گروہ میں ہو سکتے ہیں، خود کو نسل کشی کے درجے تک پہنچا سکتے ہیں۔

(سال 2001 میں) امریکہ میں ہوا اور بہت سے جمہوریت پسند لوگوں نے پورے مسلمانوں 9/11 (i) کو دہشت گرد قرار دیا، اور افغانستان پر حملوں کے بعد، (طالبان کو اصل مجرم قرار دیا)، اور مسلمانوں کی بڑی آبادی والے تمام ممالک پر مسلسل نگرانی شروع کر دی۔ گاندھی جی کو قتل کیا گیا (سال 1948 میں) اور پوری آر ایس ایس کو ان کی شہادت کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا، مسز اندرا گاندھی کو قتل کیا گیا (سال 1984 میں) اور پوری سکھ برادری کو قاتل قرار دیا گیا۔ کیا ایسے خیالات رکھنے کی تعریف کی جا سکتی 1984 "ہے؟

اگست 2021 سے ، 9/11 کے بعد ، *RSS* (1977) کے بعد ، (2004) - *
 15 سالہ ، 9/11 کے بعد ، *RSS* (1977) کے بعد ، (2004) - *

ممبئی اور ہندوستان کی پارلیمنٹ میں دہشت گردانہ حملے ہزاروں کروڑ کا اسلحہ خرید کر کامیاب ہوئے (ii) ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا دو سے تین فیصد رقم خرچ کر کے اور اس طرح کے فیلڈ ٹرائلز سے اسلحے کی تصدیق کے لیے دہشت گردی کی کارروائیوں میں دراندازی نہیں کی جاسکتی؟

ایندھن کے تیل کے ذخائر، معدنی ذخائر، اسلحے اور گولہ بارود کی فروخت کا سودا کرنے والی کثیر (iii) القومی کمپنیاں دہشت گردی چاہتی ہیں اور دہشت گرد اپنے مفادات کو جاری رکھیں۔ یہ ایک کھلا راز ہے کہ ایسی فرمیں نہ صرف ہر ممکن بہانے سے لوگوں کے درمیان نفرت، دشمنی کو فروغ دیتی ہیں بلکہ تصادم، لڑائی اور یہاں تک کہ جنگ کے لیے فنڈ بھی فراہم کرتی ہیں۔

لیکن، کچھ بھی ہو، کسی کی زندگی میں صرف دو ہی اہم لوگ ہوتے ہیں، ایک وہ جو ایک کو مرئی (iv) دنیا میں لے آتا ہے اور دوسرا جو اسے مرئی دنیا سے دور لے جاتا ہے (جو کسی کی زندگی کا خاتمہ کر دیتا ہے)۔ دہشت گرد قتل کرتے ہوئے، ایک طرح سے، اللہ تعالیٰ کے کام میں مدد کر رہے ہیں۔ کیا ایسے حالات میں دہشت گرد اور انسداد دہشت گرد ہماری نفرت کے مستحق ہو سکتے ہیں؟

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ یہ دہشت گردانہ سرگرمیاں اور جنگیں صحیح سوچ رکھنے والے اور نرم دل لوگوں کو ہم آہنگی کے لیے سخت محنت کرنے کے لیے اکٹھا کرتی ہیں۔ اُنیسے دعا کریں کہ یہ دہشت گرد اور نام نہاد مخالف دہشت گرد جرات، آزادی اور محبت کے سبق کو سمجھیں اور زندگی کو مکمل طور پر لطف اندوز کریں۔

. سیاست کا جرم: "ایک طاقتور ذہن سے بہتر ہے"، "ایک طاقتور کو سینکڑوں ذہینوں سے ڈر (جی. 3) لگتا ہے، صرف طاقتور ہی اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکتا ہے، اپنے پاؤں پر کھڑا ہو کر گرو کی خدمت کرنے کے قابل ہو جاتا ہے، گرو کی خدمت کر کے گرو کے ساتھ بیٹھنے کے قابل ہو جاتا ہے، گرو کے ساتھ بیٹھ کر سوچنے والا بن جاتا ہے، اور سوچنے والا بن جاتا ہے۔ سائنسدان (وگیانی)۔"

اگر کوئی مجرم ہے تو کھلے عام کیا کر رہا ہے؟ کیا یہ انصاف کی فراہمی کے نظام کی نا اہلی کی نشاندہی نہیں کرتا؟ کیا اسے کھلے عام رہنے دے کر ہم خود مجرم نہیں ہیں؟ کیا وہ شخص مجرمانہ ذہنیت کا حامل ہے، یا حقیقی مجرم کی مخالفت کر کے کسی پر جرم کا الزام لگایا گیا ہے؟ کیا یہ بہتر نہیں کہ نام نہاد مجرم لیکن دل کے اچھے لوگ پیچھے کام کرنے اور وکلاء کو سفید پوشوں کے جرم کو جواز فراہم کرنے کی بجائے اگلی سیٹ پر بیٹھیں؟ کیا ہمیں یہ نہیں دیکھنا چاہیے کہ کوئی مجرمانہ ذہنیت کا حامل ہے یا دلیر، اور ایسے اچھے لوگوں سے تعاون کے لیے آگے آنا چاہیے نہ کہ سیاسی (راجنٹیک) پارٹیوں کو ٹکٹیں بانٹنے کی اجازت دینے کے بجائے عقلمند اور مہربان لوگوں کو۔

جب ہمارا جسم کمزور ہو جاتا ہے تو کئی بیماریاں ہم پر آ جاتی ہیں۔ اس طرح کے بہت سے نقائص (3.H) اس وقت ظاہر ہوتے ہیں جب کوئی غلام بن جاتا ہے، مثلاً: جب کوئی فرد، بطور خاندان یا معاشرہ کمزور ہوتا ہے، تو بیٹیوں اور عزیز بہنوں کی حرمت کے تحفظ کے لیے آپ ان کی کم عمری میں شادی کر دیتے ہیں، ان کو پردے کے استعمال کی اجازت/زبردستی اور مذہبی مقامات پر بھی لڑکیوں اور عورتوں کی نقل و حرکت اور کام پر پابندی لگا دیتے ہیں۔

ہندوستان اور بہت سے دوسرے ممالک جو دولت مشترکہ کا حصہ ہیں، لاطینی اور مقامی امریکہ، افریقہ اور آسٹریلیا غلام بن گئے اور ذہنی طور پر غلام بن گئے اس قبولیت سے کہ انگریزی برتر ہے اور اسی لیے انگریزی نظام انتظامیہ، عدلیہ، میڈیا، طبی، اقتصادی اور میکانائزیشن کو اپنایا۔ ہندوستان کے ساتھ ساتھ بہت سے دولت مشترکہ ممالک کا موجودہ سیاسی سیٹ اپ آزادی سے پہلے کے دور کے نظام کا تسلسل ہے

جس میں ایک جیسی یا اسی طرح کی سیاسی جماعتوں کے ساتھ کام کرنے کا کم و بیش اسی طرح کا دماغ ہے جیسا کہ انگریزوں (جیسے سیاہ برٹش کالے انگریز) کے ساتھ کم و بیش اسی طرح کے مطلق العنان اصول اور ضابطے حکمران اور حکمران کی پہلی نظر پر کام کرتے ہیں۔ ان جماعتوں کے قائدین آج بھی احساس کمتری کا شکار ہیں اور انگریزی کو برتر سمجھتے ہیں۔

لیکن، یہ خرابیاں اور بیماریاں خود بخود ختم ہونے لگتی ہیں جب آپ میں طاقت بڑھ جاتی ہے اور جب ہم اپنے کرم کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیتے ہیں تو ہر قسم کی آزادی جلد سے جلد مل جاتی ہے۔

:- مذہبی عداوت، جنگی سردار اور تاجروں/جنگی خواتین کا ایک آسان آلہ (4)

دھرم (بنیادی مذہب) صحت مند ہے اور زندگی کی پیش کردہ تمام لین دین کے لیے جامع نقطہ نظر فراہم کرتا ہے، دھرم بنیاد ہے اس لیے دھرم سنستھان (مذہبی اداروں) سے کہے کہ وہ معاشرے کی تمام بنیادی ضرورتوں کا خیال رکھے، لیکن یہ نہ تو کاروبار میں شامل ہے اور نہ ہی کاروباری اداروں کی حمایت/تعاون کرنا اسی وقت یہ فرنٹسٹ حکمران یا پروپیگنڈہ حکمران یا پروپیگنڈہ تنظیم نہیں بنتا۔ توسیع پسند دھرم کبھی کسی سے یہ یونیفارم پہننے یا وہ بال کٹوانے کے لیے نہیں کہتا، یہ پڑھو اور دیکھو، ان خطبوں کو سنو اور طوطا وہ دعا کرو، اس طرح جھک جاؤ اور اس طرح جھکاؤ، دھرم بنیادی طور پر زندگی کو صحت مند اور پائیدار طریقے سے مقدس بنانے میں مصروف ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ تمام مذاہب - ہندو، زرتشت، یہودی، بدھ مت، جین مت، عیسائی، اسلام، سکھ مت، بہائی ہر ایک اس کا کتنا ہی جامع ہونے کا دعویٰ کرتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے کوئی بھی مذہب اپنے پیروکاروں کو صحت مند اور خوش گوار طرز زندگی فراہم کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکا یہاں تک کہ ایک پائیدار انسان کے ساتھ مساوی پلیٹ فارم پر۔

حیرت کی بات ہے کہ ہر مذہب کا ہر مبلغ اور پجاری یہ کہتا ہے کہ ان کا خدا قادر مطلق ہے، ہمہ گیر ہے ہمہ گیر ہے اور وہ سب سے بڑا اور اٹوٹ ہے، پھر بھی ایسے مولوی/پادری فرض کرتے اور سمجھتے ہیں کہ نام نہاد خدا اس کے پڑوسی کو برکت نہیں دے گا جو اس خدا کو دوسرے نام اور مختلف انداز سے پکارتے ہیں۔ مزید اس طرح کے ہر مذہب کے مولوی/پادری بے بنیاد اعتماد کے ساتھ کہتے ہیں کہ ان کا اومنی خدا یقیناً ان کے پڑوسیوں تک نہیں پہنچ سکے گا جو ان کے خدا کے تصور کا احترام، سمجھ اور اطاعت نہیں کرتے اور یقیناً اس شخص تک نہیں پہنچیں گے اور اس کو برکت نہیں دیں گے جو ان کے خدا کے تصور سے بے خبر ہے۔ کیا اس کا کوئی مطلب ہے؟

کیا کوئی پادری/مولوی اس بات پر رہ سکتا ہے کہ ان کا اومنی خدا اتنا چھوٹا کیسے ہے کہ وہ اپنے پڑوسی کو گھسنے کے قابل نہیں ہے، جو ایک جیسے جذبات کی بازگشت نہیں کرتا اور ایسے پڑوسی کو ملحد یا غیر مذہبی یا شیطان بھی قرار دیا جا سکتا ہے اور وہ عبرتناک سزا کا مستحق ہے؟

۔ زمانہ قدیم سے یہ ایک مقدس محاورہ اور وسیع فہم ہے کہ ایک صحت مند اور خوش گوار طریقے (4.A) سے زندہ رہنے کے لیے، "بتھیاری ڈالو اور خدا سے دعا کرو جس طرح سے کوئی چاہتا ہے، اور اپنے پڑوسی سے اس طرح محبت کرو جس طرح وہ مستحق ہے اور آپ اس پر عمل کر سکتے ہیں۔" یہ فہم اتنا فطری اور عام پایا گیا کہ اس نے ابدیت/دائمی (سنسکرت میں سناتن) حاصل کیا اور اس طرح کم از کم سنتوں، سادھوؤں اور ایسے لوگوں میں دھرم/مذہب کے بنیادی اصولوں کے طور پر آج بھی جاری ہے۔

۔ مسئلہ اس وقت شروع ہوا جب بنیادی اصولوں میں تغیرات ہونے لگے جیسے کہ؛ "خدا کے آگے (4.A.1) سر تسلیم خم کرو، لیکن نام بیان کرتے ہوئے جیسا کہ بتایا گیا ہے اور نماز کو اس طرح ادا کرو جیسا کہ پادری اور "اپنے پڑوسیوں سے محبت کرو"، اگر ہمسایہ ایک ہی مذہب کا ہو۔" اگر آپ کا پڑوسی آپ کی قسم کا نہیں ہے، تو اپنے پڑوسی کو کسی بھی طریقے سے یا ہر طرح سے اپنی قسم میں تبدیل کریں، کیونکہ اپنے پڑوسی سے محبت کرنا ایک مذہبی حکم ہے۔ یہ رواج کم از کم بدھ مت کے بعد ہے اگر پہلے نہیں۔

مزید یہ کہ ساتھی شاگردوں کو پہچاننا، خاص لباس پہننا یا مکمل طور پر کپڑے پہننا، منہ ڈھانپنے کے لیے ماسک پہننا یا پورے چہرے کو ڈھانپ کر عوامی سطح پر جانا، جسمانی نشان یا نشان ہٹانا، سر کو ٹانسر کرنا یا بالوں کو بالکل نہ کاٹنا، خاص ٹوپی، پگڑی ان تمام مذاہب کے لیے عام ہو گئی۔

۔ مزید برآں، چونکہ ہر ایک ایک مقصد کے ساتھ پیدا ہوتا ہے، ایک مقصد کے ساتھ خدا سے دعا (4.A.2) کرنا اور اپنے پڑوسی سے محبت کرنا، اس لیے پیروکاروں کی طرف سے یہ فرض کے ساتھ ساتھ فرض بھی ہے کہ وہ اپنے پڑوسیوں تک محبت پھیلائے۔

چونکہ اس چھوٹی سی دنیا میں سب کو پڑوسی کہا جا سکتا ہے اس لیے دین کے پیروکاروں کو دین کو پوری دنیا میں پھیلانا چاہیے۔ چونکہ محبت اور جنگ میں سب کچھ جائز ہے اس لیے ایسے خدا کے حکم کی تعمیل کرنے کے لیے، اپنے پڑوسی سے محبت کرنے کے لیے لہجے اور انداز، انداز اور طریقوں سے پریشان نہیں ہونا چاہیے، کوئی (وہ یا وہ) آپ کے پڑوسی کو اس قابل بنائے (تبدیل) کرے تاکہ وہ اس قابل ہو کہ وہ اس سے پیار کیا جائے، خواہ وہ گالیوں اور اسباب کا مطالبہ کرے، لڑائی جھگڑے، لڑائی جھگڑے اور لڑائی جھگڑے کے لیے مجبور ہو جائیں دوسرے میں جسم فروشی

اگرچہ یہ تمام مذاہب آزادی، آزادی کی بات کرتے ہیں تاکہ وہ مذہب تبدیل کر سکیں اور اپنے (4.A.3) پڑوسیوں سے محبت کر سکیں لیکن ان کے اپنے قبیلے کے افراد سے یہ آزادی چھین لیں کہ ان کے ارکان کے مذہب تبدیل ہونے کے خوف سے۔ یہ مذاہب نہ صرف اپنے قبیلے کے افراد کو معلوم یا تمام وسیع ناقابل فہم اور پوشیدہ خدا کے نام پر کٹھ پتلی یا پیادہ سمجھتے ہیں بلکہ کافی ضابطہ اخلاق (گویا کہ مذہب کے ارکان کسی فوج کا حصہ ہیں اور کسی خفیہ مشن پر ہیں) اور اندھا کردیتے ہیں تاکہ کم از کم موجودہ مذہب کا رکن تو دور نہ ہو۔

یہ تمام مذاہب دانستہ یا نادانستہ طور پر اپنے اپنے قبیلے میں مرد اور عورت کے درمیان کافی تقسیم رکھتے ہیں اور نہ صرف خواتین کو کم فوٹیج پر ڈالتے ہیں بلکہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ خواتین آزادی کی متحمل نہیں ہوسکتی ہیں لہذا ان پر نظر رکھنے کی مستحق ہے اور ان کے ساتھ ایسا سلوک کیا جاسکتا ہے۔ یہ ہر مذہب کا پرانا اور جرات مندانہ لیکن تشریحی اعلان ہے۔

اس منظر نامے میں ایک مسئلہ ضرور پیدا ہوتا ہے جب اپنے پڑوسیوں سے محبت کرنے کے لیے مشہور مذاہب (یقیناً انہیں اپنا مذہب اختیار کرنے کے بعد) آپس میں آمنے سامنے ہوں، جن میں سے زبانی جھڑپیں جنگ لڑنا اور عالمی جنگ اس کا واضح نتیجہ ہو سکتا ہے، جس کا دنیا بھی مشاہدہ کر چکی ہے۔

۔ اس کے علاوہ، کم از کم بدھ مت سے لے کر اب تک یہ تمام مذاہب اپنے پڑوسی سے محبت (4.A.4) کرنے اور اس طرح کی محبت میں شامل دیگر سرگرمیوں میں اس قدر مصروف نظر آتے ہیں کہ یہ بھول گئے ہیں یا ان بنیادی مسائل پر توجہ مرکوز کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی ہے جو زندگی پیش کرتے ہیں، اور توجہ کا مطالبہ کرتے ہیں، جیسے کہ معیشت، روزگار، تفریح، توانائی، ماحولیات، اخلاقیات، آداب آبادی، صفائی ستھرائی، اصول و ضوابط حفظان صحت اور صحت، جبری بھیک مانگنا اور غلامی

بلکہ ان میں سے زیادہ تر مذاہب درختوں کو بونسائی بنا کر یا بیل ڈال کر اور بیل بنا کر، یا نر اور (a) مادہ (جسمانی یا نفسیاتی طور پر) کاسٹر کر کے انہیں بونے، خواجہ سرا یا برہمی بنا کر ان کی نشوونما کو روکنے کے غیر فطری عمل میں شامل ہو گئے۔ مزید یہ کہ یہ مذاہب بکرے، بھینس، گائے، اونٹ اور انسانی بچے کی قربانی میں شامل ہو گئے، اس بنیادی بات کو بھول گئے کہ ایک قادر مطلق اور ہر علم والا خدا ارادے کو جانتا ہے اور اس طرح کی قربانیوں سے بے وقوف نہیں بنایا جا سکتا۔

ب (جب چند خطوں میں چھوٹے بچوں کی رسمی قربانی رائج تھی تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس قسم کی قربانی سے اپنے آپ کو اور چھوٹے بچوں کو کیسے بچایا جائے؟ اس مسئلے کا حل اس طرح کی قربانیوں کی بنیادی شرط سے نکلا کہ "قربانی کے مقصد میں کوئی جسمانی نقص نہیں ہونا چاہیے ورنہ متوقع خواتین کے جنسی اعضاء کے -FGM خوشیوں کی جگہ دیوتا کی لعنتیں آئیں گی" مردوں کے ختنے اور اعتکاف کی صورت میں [اس وقت (سال 2022) دنیا میں کم از کم بیس کروڑ خواتین کے کیسز ہیں؟ نتائج کی سچائی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ بہت سے پادریوں نے ایسے مردوں اور عورتوں کی طرف سے نماز پڑھنے سے انکار کر دیا۔

یہ بات حیران کن ہو سکتی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہندوؤں سے لے کر یہودیوں تک، بدھ مت سے (c) جینوں تک، عیسائیوں سے لے کر مسلمانوں تک، سکھوں سے لے کر بھائی تک کسی بھی مذہب نے مشترکہ علاقے کی صفائی اور کمیونٹی میں صفائی کے طریقہ کار کے بارے میں بات نہیں کی؟ کسی مذہب نے یہ نہیں سمجھا کہ "مشترکہ جگہ کی صفائی کون کرے گا، وہ کیوں کرے گا، اس کا کیا فائدہ ہوگا؟ اس کے ساتھ کیا معاوضہ اور عزت وابستہ ہوگی؟ اگر جسمانی صفائی ٹھیک نہ ہو، جو نظر آتی ہے اور کرنا کسی حد تک آسان ہے تو پھر ثانوی صفائی اور تیسرے درجے کی صفائی کے بارے میں کیا کہا جا سکتا ہے کہ اس طرح کے مذہب اور دلوں میں کشمکش قائم رہتی ہے؟" لڑائی جھگڑے

ان تمام مذاہب میں اس قسم کی کوتاہی سے ایسا کیا ہوا کہ اس کے ارکان بازار کے عفریتوں اور مکار فن کے ماہروں کا آسان شکار بن گئے۔ ان تمام مذاہب کی اس بنیادی خامی کی وجہ سے، اس کے ارکان کو بازاری قوتوں، منافقین (اندر سے خوفزدہ لیکن بے باک ہونے کی پیش کش کرتے ہیں) اور وضاحت کی کمی کے ذریعہ آسانی سے قابل استعمال یا جوڑ توڑ پایا جاتا ہے۔ اگرچہ ان تمام مذاہب نے امن کا دعویٰ کیا ہے لیکن بالآخر انسانیت کو اس سے زیادہ ٹکڑوں میں تقسیم کرنے کے جرم میں شراکت دار بن گئے۔

حالیہ ایسا لگتا ہے کہ تقریباً تمام مذہب جدید دور کی بیماریوں کے حملے کا شکار ہو چکے ہیں اور (4.B) لاک ڈاؤن کے حملے کو برداشت نہیں کر سکے، اور اپنے ماننے والوں کو مشکل حالات میں اپنی راہیں کے دوران موت کے رقص کا سامنا کرنے تلاش کرنے کے لیے مایوس کر دیا اور ایک بے مثال بحران کے لیے تنہا چھوڑ دیا۔

صورتحال اس وقت تشویشناک ہو گئی جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ نماز کے بہت سے اہم مقامات کو بھی لاک ڈاؤن میں رکھا جا سکتا ہے اور یہ بھی کسی ہنگامی اور ہنگامی صورتحال کے دوران تسلی اور سکون فراہم نہیں کر سکتے۔ جب تقریباً تمام عبادت گاہوں کے ساتھ ساتھ ویٹیکن، مکہ مدینہ، یروشلم جیسے مراکز تالے اور چابی کے نیچے پائے جاتے ہیں تو ایک عام آدمی کا ایمان کیسے برقرار رہے گا؟

یہ وہی مذہب ہیں جو اپنے پیروکاروں کو نہ صرف اپنی آمدنی میں حصہ دینے کے لیے کہتے ہیں بلکہ خصوصی لباس/ وردی/ لباس پہننے، منفرد اور آسانی سے پہچانے جانے والے چہرے اور بالوں کے انداز رکھنے کے لیے کہتے ہیں (گویا کہ مومنین/ پیروکار بٹالین یا کاروباری تنظیم یا بچوں کے اسکول کا حصہ ہیں (بلکہ نام، مقام اور فخر کو بچانے کے لیے اپنی جان بھی قربان کر دیتے ہیں جو مذہب سے وابستہ ہیں۔

ایسے حالات میں جہاں ہر مذہب اپنی موجودہ شکل میں حالیہ حالات سے نمٹنے کے لیے کافی نااہل ثابت ہوا ہے، اب کوئی بھی اپنے آپ کو اس کا ٹھیکیدار کہے اور اس کا مذہب سب سے بہتر کہے اور اپنی جان کو خطرے میں ڈالے یا اس کے نام پر دوسروں کی جان لے۔

اس واقعے کے بعد لوگوں کا خاص کر نوجوانوں کا دوسرے مذاہب کے حوالے سے ایمان لیکن ان کا اپنا، مذہب بری طرح متزلزل ہوا ہے۔ اس مقام پر لوگوں کو اجتماعی نماز کے سابقہ طریقوں کی جگہ سیکھنے یا گھر والوں کے ساتھ یا گروپ کے ساتھ آن لائن نماز پڑھنے پر اپنے طور پر رہنے اور پرائیویسی میں مجبور کیا گیا۔

۔ یہ تمام مذہبی مراکز/اداروں/مقامات کا رویہ کسی بھی بازار میں دکانوں کی طرح ہوتا ہے۔ (4.B.1) اگرچہ ان نام نہاد مذہبی مقامات نے دوبارہ کھل کر اپنی معمول کی مذہبی سرگرمیاں شروع کر دیں لیکن لوگوں کی نفسیات میں ان کی افادیت/موثریت، اعتبار اور ان مراکز کے مجموعی مستقبل کے بارے میں اور ان مراکز کے عقیدے کے بارے میں بھی ایک مستقل تاثر چھوڑا۔

یہ تمام مندر، مساجد، خانقاہیں اور گرجا گھر جنہوں نے بند ہونے کا مشاہدہ کیا اور تالے اور چابی کے نیچے رکھ کر بنیادی طور پر یہ پیغام دیا کہ ان عبادت گاہوں اور اس کے مبلغ پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا غیر متعلق ہو گئے ہیں اور اس نے نہ صرف ان تمام مراکز کی حرمت اور تسلسل پر سنگین سوالیہ نشان لگا دیا ہے بلکہ ان مراکز کے تسلسل کے ساتھ ساتھ ان کے استعمال کے تسلسل پر بھی سنگین سوالیہ نشان لگا دیا ہے۔ اس منظر نامے کے بعد بہت سے نوجوانوں نے خود کو یہ کہتے ہوئے پایا؛ ایسے غیر مذہبی اداروں اور ان کے انچارجوں کو بھاڑ میں جانے دیں جو ضرورت مند کی مدد نہیں کرتے تھے۔

ایسی صورت حال میں کیا ہم سب کے لیے یہ سمجھداری نہیں ہوگی کہ ہم کھلے ذہن اور بڑے دل کے ساتھ اس مسئلے پر اظہار خیال کریں اور یہ فیصلہ کریں کہ آیا ایسے مراکز کو ترک یا مستقل طور پر بند یا باعزت طور پر ختم کر دیا جائے یا تاریخ اور سیاحت کے عجائب گھروں سمیت دیگر مقاصد کے لیے چھوڑ دیا جائے۔

۔ یہ تمام مذاہب اپنی اندرونی طاقت پر کم لیکن دوسروں کے خوف اور اپنے ہی لوگوں کے درمیان (4.C) کسی یا تمام معمولی باتوں پر جذبات کو بھڑکانے اور اشتعال انگیزی کی مختلف کارروائیوں پر زیادہ زندہ پائے گئے۔ تنہائی، تنہائی میں رہنے کے ان موروثی نقصانات کی وجہ سے یہ تمام مذاہب اور اس کے پجاری مکار فن اور سیاہ سائنس کے مالکوں کا آسان شکار ہیں۔

،۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ ہر مذہب کا پجاری اپنے آپ کو دہشت گردوں، چوروں، ڈاکوؤں (4.D) دھوکے بازوں، لٹیروں اور نام نہاد شیطانی قوتوں کے طبقے اور ان کی سرگرمیوں سے الگ کر لیتا ہے لیکن معاشرے میں خوف و ہراس پھیلانے اور نفرت اور دشمنی کو پروان چڑھانے کے غیر مذہبی کام کرتا رہتا ہے۔

جب ہم تقریباً تمام مذہبی حق پرستوں کی طرف سے ہر قسم کی تفریق اور انحراف کی تبلیغ کا مشاہدہ کر رہے ہیں تو یہ ایک بڑی تشویش کا باعث بنتا ہے خاص طور پر جب دنیا بہت تیز رفتاری سے واقعات کا رخ دیکھ رہی ہے۔ چند سال پہلے پوری دنیا میں کسی نے بھی اپنے عجیب و غریب خواب میں کبھی لاک ڈاؤن اور اس کے تعاقب کے بارے میں نہیں سوچا تھا، لہذا اگر ہم میں سے کچھ لوگوں کو نسل کشی کی تکرار کا عجیب و غریب احساس ہو رہا ہے جو دوسری جنگ عظیم کے دوران ہوئی تھی اور یہ کہ اسے ابتدائی شعبی، مذہبی اور علاقائی فسادات کے ذریعے دوبارہ فعال کیا جا سکتا ہے، نسل کشی، نسل کشی کے ایک مکمل مہلک ورژن تک۔ (نسلی قتل)۔ مخصوص کیڑے مار دوا، کیڑے مار دوا اور جڑی بوٹی مار دوا کشودرگرہ اور اجنبیوں کے حملوں کی افواہیں، کافی خوف و ہراس پیدا، UFO کے مطابق (یا یہاں تک کہ کرنے کے پابند ہیں۔ اس گھبراہٹ کی صورتحال میں کیا ہمارے لیے دانشمندی نہیں ہوگی کہ ہم آگے آئیں، اور اجتماعی طور پر ان بیماروں پر بھروسہ کرنے کی بجائے قیامت کے لیے اپنی پوری کوشش کریں،

خوف، نفرت اور دشمنی کے پروان چڑھانے والوں پر۔ کہا جاتا ہے کہ جنگ کے کھیل کو کنٹرول کرنے والے اپنا بیڈ آفس اسی جگہ پر رکھتے ہوئے اپنا آپریشنل بیس شفٹ کرتے رہتے ہیں۔

۔ مذہبی تنازعات کی شدت کو عالمی سطح پر نہ صرف دوسری جنگ عظیم میں مذہبی نسل کشی سے (4.E) نوٹ کیا جا سکتا ہے بلکہ علاقائی سطح پر بھی مذہبی منافرت کے بہت سے واقعات اور برصغیر پاک و ہند میں بڑے پیمانے پر قتل و غارت گری کے واقعات سے بھی صورتحال کی سنگینی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ ہندوستان کی علیحدگی، تھائی لینڈ، سری لنکا، میانمار، پاکستان اور بنگلہ دیش میں جھڑپیں اور نسلی صفائی اور افغانستان میں تازہ ترین واقعات برصغیر پاک و ہند میں ریڑھ کی ہڈی کو ٹھنڈا کرنے والے چند واقعات ہیں۔ یہ تمام نسلی قتل و غارت گری کوئی گمراہ کن واقعات نہیں ہیں بلکہ مذہبی منافرت کا نتیجہ ہیں جو خود پادریوں کی طرف سے نہ صرف کسی دوسرے مذہب کے خلاف بلکہ ان کے اپنے ہی مذہب کے مختلف فرقوں کے درمیان بھی ہیں – بطور نسلی اور چہرے، ذات پات، طبقاتی اور رنگ کی تفریق۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ مذہب تعلیم یا تبلیغ نہیں کرتا یا دشمنی کی افزائش میں ملوث ہے موجودہ عالمی منظرنامے کو دیکھنے کے بعد بھی جس میں بہت سے مذہبی مبلغین اور پادری نہ صرف خوف اور نفرت پھیلانے میں ملوث پائے جاتے ہیں بلکہ درحقیقت کسی نہ کسی مذہب کے خلاف جرائم کو فروغ دینے میں ملوث پائے جاتے ہیں، مثال کے طور پر میانمار اور افغانستان میں زندگی گزارنے والوں کو امیر کہا جا سکتا ہے۔

اس منظر کو دیکھ کر کیا کہا جا سکتا ہے کہ ہم کس طرف جا رہے ہیں؟

نسل کشی کے ساتھ ایک اور عالمی جنگ؟ a)

ب) قیامت کی طرف (مثال کے طور پر۔ ایک طاقتور ہلاک کہتا تھا کہ 21 دسمبر 2012، قیامت ہونے والا ہے)۔

ج) ایسی صورت حال کا قربانی کا بکرا بننے کی طرف جو کسی کی طرف سے قیامت کا بندوبست کرنے اور اپنے آپ کو مسیحا قرار دینے کا منصوبہ بنایا گیا ہو۔

د) کیا یہ زمین چھوڑ کر مریخ پر آباد ہونے کا وقت ہے؟

کیا یہ برائی کے خاتمے اور راستبازی کے جی اٹھنے کا وقت ہے؟ کیا یہ دھرم اور دھرم سنستھان کی e) قیامت کا وقت ہے؟

پچھلے تین ہزار سالوں سے جاری افراتفری کو دیکھ کر اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ دھرم کی بنیادی سمجھ دھیرے دھیرے تقریباً ختم ہو گئی ہے۔ یہ آسانی سے تصور کیا جا سکتا ہے کہ دھرم کی آفاقیت آہستہ آہستہ لیکن مسلسل بگڑ گئی ہے پہلے آفاقیت سے انسانیت تک، انسانیت سے مذہبیت تک، مذہبیت سے علاقائی مذہبیت کی طرف پھر مقامیت سے آخر میں انفرادیت تک، جو اس بات کی عکاسی کرتی ہے کہ نہ صرف خاندان، سماج کے تانے بانے غائب ہو گئے ہیں بلکہ پورے ماحول کو ہضم کر دیا گیا ہے۔ اس نے ہماری بقاء پر بھی سوال کھڑے کر دیے ہیں۔

:- حل کی مثال (5)

غریب کہتے ہیں کہ امیر خوش ہے، امیر کہتے ہیں کہ شاہی (بادشاہ اور ملکہ) خوش ہیں، بادشاہ اور ملکہ کہتے ہیں کہ چکر ورتی بادشاہ اور ملکہ (جو اخلاقی طور پر اپنی رعایا پر حکومت کرتا ہے، اور پوری دنیا کا فاتح ہے) خوش ہیں، چکر ورتی بادشاہ کہتے ہیں کہ اندرا خوش ہے، بادشاہ اندرا کہتے ہیں کہ بھگوان رام اور رام کہتے ہیں کہ رام رام خوش ہیں۔ بیبی لاٹ، جبکہ سنت کہتے ہیں خوشی، یہ اطمینان، قناعت تسکین، دعوت، سکون میں رہتی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ حکومت کرنے یا نام، شہرت اور طاقت حاصل کرنے کی خواہش کسی بھی تصادم، لڑائی جنگ اور یہاں تک کہ عالمی جنگ کا آغاز ہے۔ یہ ایسی خواہش ہے کہ کبھی پوری نہیں ہوتی جب ایسی

خواہشات کا پھل چکھنے والا ہر وقت زیادہ سے زیادہ بھوکا رہتا ہے اور کبھی ختم ہونے والا نہیں، اگر اسے زمین پر مکمل کنٹرول مل جائے تو وہ اپنے پر پھیلانے کے لیے چاند یا زہرہ کی طرف دیکھے گا۔ اس لیے یہ تمام برائیوں میں سب سے بری اور بری ہے۔

یہ سوچنے کا عمل ہمیں خود فنا کے سوا کہیں نہیں لے جاتا ہے اور ان لوگوں کے وضع کردہ اس طرح کے نظام کے تسلسل کو ان کنٹرولرز اور جنگوں کے منتظمین سمیت کوئی بھی تعریف نہیں کر سکتا، اور اس میں ترمیم/سادہ کاری یا ختم کرنے کا مستحق ہے۔

سیفٹی اور سیکورٹی ایک ذہنی تصور ہے، ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ نہ تو سیکورٹی کی کوئی تشہیر (5.A) پیدا کی جائے اور نہ ہی کوئی تخمینہ لگایا جائے، تاکہ ہم زندگی کے دیگر جہتوں کو خطرے میں ڈالے بغیر اس پر صحیح رقم خرچ کریں۔ اس طرح بھوک، جبری بے روزگاری، عصمت فروشی اور بھیک مانگنے کے واقعات کسی بھی تہذیب میں کسی بھی ملک کے لیے قابل تعریف نہیں ہیں خواہ غریب معاشرہ ہی کیوں نہ ہو۔

بے شمار تلاشوں میں خوشی ہی زندگی کو برقرار رکھنے والی واحد قوت پائی جاتی ہے اور خوشی کو "حقیقت میں رہنے کے لیے حفاظت اور سلامتی کو محفوظ اور محفوظ ہونا ضروری ہے، سب سے پہلے، سلامتی جسمانی، جذباتی، روحانی اور انصاف ہے، دوسری سلامتی خوراک، پانی، رہائش اور لباس کی ہے تیسرے درجے کی توانائی، تفریح، ماحول اور صحت، اور تعلیم، اور پھر قابل احترام ملازمت اور پھر عزت و احترام کا حصول ہے۔"

بنیادی ذہن سازی کے مطابق خواتین داخلی سلامتی کی ذمہ داری کا فیصلہ کر سکتی ہیں جبکہ مرد بیرونی سلامتی کے ذمہ دار ہونے کا فیصلہ کر سکتے ہیں اور اسی کے مطابق مارشل آرٹس اور ہتھیاروں کی تربیت حاصل کر سکتے ہیں۔

۔ محفوظ اور محفوظ ملک کو ایک محفوظ اور محفوظ پڑوسی کی ضرورت ہے۔ یہ ہماری ضرورت (5.A.1) کے ساتھ ساتھ ہر ایک کی اخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے/اپنے پڑوسی کی سلامتی کے مفاد کا خیال رکھیں۔

جنگیں اس وقت لڑی جاتی ہیں اور جیتی جاتی ہیں جب کسی کے پاس اسلحے اور گولہ بارود کی بڑے پیمانے پر پیداوار کے لیے اندرون خانہ اعلیٰ میٹالرجیکل، صنعتی سہولیات موجود ہوں۔ جنگ جیتنے کے لیے جنگی سازوسامان کی تحقیق اور ترقی کے لیے سہولیات کی ضرورت ہوتی ہے۔

عالمی منظر نامے کو دیکھتے ہوئے مختلف متحارب گروپوں کے ذریعے چھوٹے، مائیکرو اور نینو نیوکلیئر وار ہیڈز اور معاون سامان تیار کرنے کی ضرورت ہے تاکہ طاقت کو متوازن کیا جا سکے۔ اس جوہری دور میں جوہری اور دیگر برقی مقناطیسی طور پر چلنے والے ہتھیاروں کو روکنے، ری ڈائریکٹ کرنے، خود کو تباہ کرنے کے لیے سافٹ ویئر اور سسٹمز کی ترقی، یہاں تک کہ جب وار ہیڈ درمیانی ہوا میں ہو تباہی سے بچنے کے لیے اور نہ صرف جنگ جیتنے کے لیے انتہائی اہمیت کا حامل ہوگا۔

۔ حفاظت اور سلامتی کے نمونے میں آزاد رہنا یا لاتعلق رہنا اور الگ تھلگ رہنا محکوم ہونے کا (5.A.2) ایک یقینی طریقہ ہے۔ ناوابستہ ہونا بے بسی کے احساس اور موت کو جھنجھوڑ دینے کا اندھا پن ہے۔ یونی پولر پاور سینٹر سنسنی نہیں پھیلاتا بلکہ صرف ڈرلنگ کرتا رہتا ہے اور پاگل ہاتھی کی طرح بے ترتیب لوگوں کو مارتا رہتا ہے۔ یک قطبی دنیا کی موجودگی ایک نئے عالمی نظام یا نظام کے خاتمے یا آغاز کا اشارہ ہے۔

ہائی پولر پاور بلاک کسی بھی ملک پر بیرونی جارحیت کو برقرار رکھتا ہے اور اسے کم کرتا ہے لیکن یہ اس جوہری دور میں سرد جنگ کے تسلسل اور تباہی کے مسلسل خطرے کے تحت ہوتا ہے۔

مستقبل کی بظاہر کثیر قطبیت میں ہر کسی کو چوتھی جنگ عظیم اور اس کے بعد کے کسی بھی موقع پر اپنی حمایت کے لیے تیار رہنے کی ضرورت ہے۔ تیسری عالمی جنگ چل رہی ہے اور اس کی نوعیت معاشی ہے۔ ایسے تمام معاملات میں دھرم (بنیادی مذہب) آگے بڑھنے کے لیے ہماری بہترین رہنما ثابت ہو سکتا ہے۔

باشندے - جو ابتداء سے ہی یہاں موجود ہیں) اس بات (آبائی) ۔ اگر ہم قبائلیوں کے درمیان دیکھیں (5.B) کی تعریف کریں گے کہ قبیلے کے ہر فرد کو ان تمام پہلوؤں کا خیال رکھنے کی تربیت دی جا رہی ہے جن کا سامنا مرد اور عورت اپنی پوری زندگی میں کر سکتے ہیں، خواہ وہ حفاظت اور سلامتی ہو، کاروباری لین دین، انتظامیہ، پادری، عدلیہ، یا معاون کام کرنا۔

کہا جاتا ہے کہ قبائلی-آبائی باشندے/آبائیوریجنز) اصل ہیں اور مذہب دنیا ایک سپر اسٹرکچر ہے جو اس پر بنایا گیا ہے یا ان اصولوں سے رہنمائی لے کر بنایا گیا ہے۔ لہذا جب سپر اسٹرکچر خستہ حال نظر آتا ہے تو اس کے پاس واحد آپشن رہ جاتا ہے کہ وہ اصل-آبائیوریجنز کا دورہ کریں اور ایک بار پھر ان سے سراغ/لیڈ/ہدایت لیں کہ ان (قبائل) نے کس طرح بنیادی تحفظات (جسمانی تحفظ، خوراک کی حفاظت اور پناہ گاہ) کا خیال رکھا ہے اور اپنے نظم و نسق، انصاف اور اپنے قبیلے کو برقرار رکھا ہے، جس سے ان کی نماز، صحت اور تعلیم کے ساتھ ساتھ بنیادی ماحول کی حفاظت کا خیال رکھنا ان کے لیے ضروری ہے۔ عمر سے اپنے آپ کو برقرار رکھنا۔ کیا ہمیں کسی جادو اور معجزے کا انتظار کرنا چاہیے یا آسمان سے کسی نئے خدا کے نازل ہونے اور ہمارے مسئلے کو حل کرنے کا انتظار کرنا چاہیے؟ یا اس موقع پر اٹھ کر قیامت کے لیے کام شروع کر دینا چاہیے؟

تصفیہ تہذیب کے آغاز میں یہ سوچا گیا تھا کہ معاشرے کو ان تمام ملازمتوں کا خیال رکھنا ہوگا، (5.B.1) جو عام طور پر ہر قبائلی کرتا ہے اور نئی ملازمتیں بھی جو آبادکاری/تہذیب کی وجہ سے سامنے آسکتی ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ کافی غور و خوض کے بعد یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ آباد کاری/معاشرے/تہذیب کے پورے کام کو برقرار رکھنے کے لیے جس کا کسی بھی معاشرے کو کسی بھی وقت کسی بھی وقت سامنا ہو سکتا ہے، جگہ/مقام اور توانائی کو بڑے پیمانے پر چار بڑے حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے وہ بھی برابری کی سطح پر: (1). حفاظت اور سلامتی، (2). تعلیم، منصوبہ بندی اور حکمت عملی، نئے علم اور ٹیکنالوجی کا حصول، اس کو اپنانا اور پھیلانا، قواعد و ضوابط بنانا وغیرہ ۔ مواد کا مجموعہ، مواد کا ذخیرہ اور معاشرے میں اس کی تقسیم، (4). دیگر تین قسموں کے ساتھ مل کر معاشرے کے لیے دیگر تمام معاون خدمات مثلاً صحت کی خدمات، انجینئرنگ سروس، صفائی اور حفظان صحت کی دیکھ بھال، تفریح کی فراہمی وغیرہ۔

پر کام کی تقسیم کے باب میں رکھی گئی ہے ۔ ہندوستان کی ایک (2.F) فی حد بندی اوپر (5.C)۔ سو تیس کروڑ سے زیادہ آبادی کا ایک چوتھائی حصہ جو کہ تقریباً بتیس نکاتی پانچ کروڑ ہے، ان کی دلچسپی، تجربے اور عمر کے مطابق حفاظت اور تحفظ کے مختلف پہلوؤں سے منسلک ہونا ضروری ہے ۔ فیلڈ ڈیوٹی کرنا یا حفاظت اور (b) ،خواہ وہ (الف) ہو ۔ کلاس روم کی تعلیم یا فیلڈ ٹریننگ حاصل کرنا ۔ ضروریات کا انتظام اور مناسب انتظام، انٹیلی (c) ،سلامتی سے متعلق خصوصی اسائنمنٹس میں شامل ہونا ۔

- تعلیم، تربیت اور خصوصی مہارتیں (d) ،جنس کی نگرانی اور اس کا تجزیہ اور نظام کا مجموعی انتظام فراہم کرنا، حفاظت اور سلامتی سے متعلق تنازعات میں جیوری بننا، تحقیق اور ترقی کا تال میل وغیرہ۔

اگر ہم صحت مند اور خوش گوار ماحول میں انسانوں کی اوسط عمر کو سو سال پر لیں تو پچیس سال سے اوپر کی عمر تک کی حد بندی میں جسمانی طور پر بڑھنے، تعلیم اور تربیت لینے میں، پھر پچیس سے پچاس تک زمین پر کام کرنے میں، پھر پچاس سے پچھتر سے انتظامی اور پھر پچھتر سے لے کر پچاس سال تک کی عمر تک، انصاف کی تربیت اور سو سال کی عمر تک انصاف فراہم کرنے میں شامل ہوسکتا اگر ہم اس تقسیم پر نظر ڈالیں، تو سیکورٹی کے لیے فیلڈ میں تعینات کیے جانے والے حقیقی اہلکاروں ہے۔ ہندوستان میں سال 2022 میں) کی آبادی کا سولہ فیصد یعنی 130 کروڑ آبادی/16=8.125 کروڑ افراد آبادی کے مطابق) ہونا ضروری ہے۔

،سیکورٹی میں آٹھ کروڑ سے زیادہ لوگوں کی یہ طاقت پوری فوج، بحریہ، فضائیہ، پیرا ملٹری، (5.C.1) ریزرو پولیس، ریاستی حکومتوں کے ساتھ منسلک پولیس، کنٹریکٹ پر تعینات پرائیویٹ سیکورٹی گارڈز اور ایک مفت مکھی کے طور پر اپنی خدمات پیش کرنے والے سیکورٹی اہلکاروں پر مشتمل کہا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ مقامی حکومت کی طرف سے تحفظ فراہم کرنا بھی مقامی جغرافیہ کے مطابق ہوگا اس کے علاوہ یہ قومی کردار پر مشتمل ہے اس لیے ہندوستان کا سیکورٹی نظام منفرد طور پر متنوع ہونے کا پابند ہے ،جس میں برفانی چوٹیوں سے سمندر کے ساحل تک، زرخیز زمین سے لے کر جنگلات اور ریگستانوں تک ،پہاڑوں سے لے کر میٹرو پولس وغیرہ تک کام کرنے کے لیے تربیت یافتہ سیکورٹی اہلکار ہوں گے جیسے کہ گھوڑوں، موٹر سائیکلوں اور گھوڑوں کی گاڑیاں۔ بحری جہاز، مقامی اسلحے جیسے کمان اور تیر، تلوار، گلیل کے علاوہ پولیس اہلکاروں کے ہتھیاروں کے ساتھ جو جغرافیہ اور وقت کی ضرورت کے مطابق بیان کیے گئے ہیں۔

اتنی بڑی نفری کے ساتھ اس قسم کی سیکورٹی کی فراہمی سے نہ صرف بچوں، بوڑھوں، بکنی (5.C.2) پہنے ہوئے لوگوں، نباتات اور حیوانات، پرندوں، جانوروں اور آبی حیات کو چوبیس گھنٹے محفوظ اور محفوظ ماحول فراہم کیا جائے گا بلکہ ملک کی بڑی غربت کا خاتمہ بھی ہو گا۔ مندرجہ بالا سیکورٹی کا پروویڈنس چوری، ٹکیتی، بازار میں ہونے والی بددیانتی، چھینا چھپٹی اور ایو ٹیزنگ کی سرگرمیوں کو روک سکے گا چاہے وقت صبح سویرے کا ہو یا رات گئے کا۔ اتنے بڑے پیمانے پر سیکورٹی فراہم کرنے کا مطلب یہ بھی ہے کہ صنعت، ادارے اور وی آئی پی وی آئی پی شخص میں سے کسی کو بھی نجی سیکورٹی کی خدمات حاصل کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔

سیکورٹی اہلکاروں کی اتنی بڑی نفری دنیا میں بے مثال ہوگی اور ملک کے حوصلے بلند کرے گی اور یقینی طور پر ہندوستان کو عالمی سیاست اور سفارت کاری میں برتری اور فائدہ دے گی۔ یہ دنیا کی کسی بھی غیر متوقع آفت میں بھی مددگار ثابت ہوگا۔

:- معاشرے سے چلنے والی سلامتی کا مالی حساب کتاب(5.C.3)

یہاں تک کہ اگر ہم پولیس کی طرف سے رشوت کے طور پر جمع کی گئی رقم بیٹ کانسٹیبل کے (ii) ذریعے باقاعدگی سے لیتے ہیں (تمام کاروباری اداروں سے ماہانہ تحفظ کے معاوضے کے طور پر (کاروبار کے سائز سے قطع نظر)، پھر کاروباری گاڑیوں سے وصولی اور ان لوگوں سے جو اس طرح یا اس طرح پولیس کے ساتھ بات چیت کرنے پر مجبور ہیں، تب بھی معاشرہ سیکورٹی پرسنل کے اس بڑے دستے کے اخراجات برداشت کرنے کے قابل ہو جائے گا۔

فی الحال پرائیویٹ سیکورٹی اہلکاروں کو تقریباً چودہ ہزار سے چوبیس ہزار روپے ماہانہ ادا کیا جاتا، (iii) ہے جو شہر اور شہر کے محل وقوع کے لحاظ سے اور اس ادارے کی قسم پر بھی ہے جس میں انہیں رکھا گیا ہے۔

یہ اخراجات (الف) سے پورے کیے جاسکتے ہیں ، ملک بچانے والے کو مختلف آئینی اداروں کو (iii) چھوڑنے اور ان اداروں کے انتخابات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ (ب)، لوگوں کی آمدنی سے معاشرے کا حصہ۔ آمدنی جو مختلف افراد اور اداروں کو اہلکاروں کے حفاظتی محافظوں کی فراہمی سے حاصل کی جائے (c) متوازی معیشت سے حاصل کردہ رقم۔ (d) گی۔

:- ذیل میں مختصر حساب کتاب ہے (ستمبر 2022 میں انٹرنیٹ پر کھلے ڈیٹا کے مطابق) (5.C.4)

- (i) پرائیویٹ سیکورٹی گارڈ کی موجودہ قومی اوسط تنخواہ: 14000 / مہینہ مقام کے مطابق
- (ii) آئیے قومی اوسط تنخواہ لیں: روپے 15,000 ماہ
- (iii) آٹھ کروڑ سیکورٹی اہلکاروں کی تنخواہ (مجوزہ کے مطابق): $8 \times 15000 = 120,000$ کروڑ / ماہ
- (iv) آٹھ کروڑ سالانہ تنخواہ: $12 \times 120,000 = 14,40,000$ کروڑ / سالانہ۔
- (v) کل اخراجات: حکومت کا تخمینہ ہے کہ 2022-23 کے دوران 39,44,909 کروڑ روپے خرچ ہوں گے۔
- (vi) مساوی رقم کی متوازی معیشت بھی موجود ہے: 2022-23 کے دوران 39,44,909 کروڑ روپے۔
- (vii) $39,44,909 + 39,44,909 = 78,89,818$ = 18.25% 40,000, 14% کروڑ

آٹھ کورر سیکورٹی اہلکاروں کو ملازمت دینے کی یہ کوشش نہ صرف حفاظت اور تحفظ فراہم کرے گی بلکہ روزگار کی طلب کو بھی ختم کر دے گی۔ مالی طور پر یہ قابل عمل ہے اور اخلاقی طور پر یہ شاندار ہے۔

جنگ کی معاشیات، جنگ کی وجہ سے معیشت اور معاشی جنگ "میں دیرپا تبدیلی کو متاثر کرنے کے" لیے ہر شعبے کے مختلف ماہرین کے درمیان مذہبی، تعلیمی اور فطری قوانین پر مکالمے کو کھولنا اور اس کے نتیجے میں ہونے والے اقدامات کو سمجھداری ہوگی۔ یہ وقت سنتوں اور باباؤں کے لیے کھل کر حصہ ڈالنے کا ہے اور منفی سوچ رکھنے والے لوگوں اور قوتوں کے ذریعے لگنے والے زخموں کو مندمل کرنے کی کوشش کریں۔ ***

معیشت کا عروج یا کھلنا اس بات پر منحصر ہے کہ بنیادی پانچ عناصر کا امتزاج / تعامل کس طرح ہوتا ہے۔ (شمسی) آگ، ہوا، پانی، زمین اور خلا) ایک مقررہ مدت میں (ہوئے ہیں، قطع نظر اس کے کہ کوئی جگہ کتنی صنعتی ہو یا سیاحوں کے لیے کتنی دوستانہ ہو۔

مندرجہ ذیل پیش کیا جاتا ہے :ماحولیاتی نظام کی اقتصادیات کے حوالے سے عرضی :شمسی) آگ، ہوا، پانی، زمین اور خلا کو چار حصوں میں پیش کیا جا رہا ہے) :1(مسائل اور اس کا وسیع خاکہ، 2(پرانے زمانے کے عقلمندوں میں عام بحث، 3(مسئلہ کی مثال، 4(حل کی مثال

جنگلات پر ، زمین ، پانی : بات "کام کی بات" -ریفرل کے لیے :کام کی بات*- صاف پانی صاف ، - پر باسٹھ کھلے خطوط کا مجموعہ ہے ضابطگیوں اور انتظام ، ہوا اور صاف زمین کے مسائل

:- مسائل اور اس کا وسیع خاکہ(1)

حرکت میں توانائی ایک جذبہ ہے۔ یہ ایک جذبہ ہے جو اس بات کا تعین کرتا ہے کہ حرکت میں (1.A) کہاں اور کتنی توانائی ہوگی۔ کسی فرد، معاشرے، ملک اور دنیا کا پورا وجود اس کے یا ہمارے جذبات کا عکس کہا جا سکتا ہے۔ توانائی کی مقدار، ہمارے جذبات کی گہرائی اور اس کی نیت کی پاکیزگی پر منحصر ہے ایک مطلوبہ سمت میں جاری ہوتی ہے جس میں یہ توانائی پانچ بنیادی عناصر کے اختلاط سے ہم آہنگ ہوتی ہے۔ خلا/افق/آسمان، پانی، آگ/توانائی، ہوا، زمین/طبعی عناصر کو جسمانی شکل دینے کے لیے مطلوبہ تناسب میں۔

اگرچہ یہ کہا جاتا ہے کہ "ذہن معاملے کو حرکت دیتا ہے اور مستقبل کی تشکیل کرتا ہے" یا "ہر فیصلے کی ایک شکل ہوتی ہے" یا "ہر فیصلے کی اپنی شکلیں ہوتی ہیں" لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ ہمارے جذبات (انفرادی اور اجتماعی) (ہیں جو انفرادی/اجتماعی ذہن کو سمت کا انتخاب کرنے اور ہماری انفرادی/اجتماعی تقدیر کی تشکیل کے لیے توانائی فراہم کر رہے ہیں۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ "جذبات ہمارے وجود میں مرکزی حیثیت رکھتے ہیں"۔

ہماری زندگی کی سمت اور تقدیر کے بارے میں، بہت کم لوگ خود کو دیوتاؤں کی طرح طاقتور بنانا پسند کر سکتے ہیں، اور کچھ دوسرے اپنے آپ کو لافانی ہونا پسند کر سکتے ہیں لیکن ہم میں سے اکثر اپنی/اپنی زندگی کو پائیدار صحت مند اور خوش اسلوبی سے گزارنا چاہتے ہیں۔ مزید یہ کہ ہم میں سے اکثر اپنے خاندان کے افراد، دوستوں اور رشتہ داروں کے لیے ایک ہی صحت مند اور خوشگوار طرز زندگی کو اسی طرح اور دائمی انداز میں دیکھنا چاہتے ہیں ۔

سوائے بہت کم جو خود کو طاقتور اور لافانی پسند کرتے ہیں باقی سب اس بات کی تعریف کرتے ہیں کہ زندگی بھی آبی چکر کی طرح چلتی ہے، یعنی بادل، بارش، ہر طرح کی سرگرمیاں کرتے ہوئے سمندر کی طرف بہتا ہے اور پھر بخارات بن کر پھر سے بادل بن جاتے ہیں، اس لیے اس زندگی میں (یا کوئی اور /آئندہ زندگی آئے تو (ایسا نہیں ہو سکتا اور نہ ہی زندگی کا کوئی اور مقصد ہونا چاہیے۔ ابدیت / دائمی بارہماسی / تسلسل / نظام کا سنٹا۔ زیادہ تر لوگوں کے لیے جو تعریف کرتے ہیں، یہ صرف دھرم/مذہب (سنٹانا-سناتنا دھرم کا دھرم (کہا جا سکتا ہے اور باقی زندگی کی بنیادی باتوں کو پیش کرنے کا صرف ایک شعبہ جاتی طریقہ ہے چاہے وہ مذہب ہو ہندو، یہودی، بدھ مت، جین مت، عیسائی، اسلام، سکھ یا بہائی۔

۔ جب بنیادی مذہب کا بگاڑ / پچھتاوا / جرم ہوتا ہے تو عام لوگ سست، غیر ذمہ دار، منافق اور (1.A.1) فراری بن جاتے ہیں، جن کو صاف کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ تمام مذہب (جو اپنی موجودگی اور برتری کی آواز سے گونجتے ہیں) (رسومات میں اس قدر مگن ہیں کہ وہ وسیع تر اور مربوط اقتصادی تصویر فطرت سے محروم ہو گئے، اور اسے مارکیٹ کی قوتوں پر چھوڑ دیا،) مارکیٹ کی قوتیں فوری اور ذاتی واپسی میں اتنی مصروف ہیں کہ یہ قوتیں طویل مدتی اجتماعی تصویر کو دیکھنے کی زحمت تک نہیں کرتیں)۔

/معمول اور رسمی طریقے سے اس کا موازنہ ہمارے گھر کے ساتھ کیا جا سکتا ہے جس میں دھول/گندگی کھرچنا/ کوڑا کرکٹ جمع ہو جاتا ہے اور ہر صبح / شام کو صفائی کی ضرورت ہوتی ہے اور پھر سال میں ایک بار صفائی کی باقاعدہ سرگرمیوں کا جائزہ / بحالی کے ساتھ

۔ بنیادی مذہب اور مذہب کی بنیادی باتوں کی تعریف کرنے میں بگاڑ کی وجہ سے لوگ 'اکانومکس (1.B) آف ایکو سسٹم' کی بنیادی باتوں کو بھی بھول گئے ہیں کہ سورج زمین کو چند لاکھ کروڑ کلو واٹ گھنٹے (یونٹ) بجلی کے برابر توانائی فراہم کرتا رہتا ہے جس کا صحیح استعمال نہ کیا جائے تو پوری زمین گرم ہو جائے گی اور زمین پر موجود ہر چیز (بشمول) انسان کے ذہن کے لیے ناقابلِ حالات ہو جائے گی۔

زمین کا یہ گرم ہونا نہ صرف ماحول بلکہ انسانوں سمیت ہر جاندار کے جسم میں ہوا کی گردش، پانی کی گردش میں خلل ڈالتا ہے۔ یہ حرارت پانی (خون)، سانس اور پسینے کی گردش میں اضافے کا سبب بنتی ہے جس کے نتیجے میں غصہ، جارحیت، مایوسی اور افسردگی جیسے جذبات میں بڑے اتار چڑھاؤ آتے ہیں جس کا نتیجہ عام طور پر زیادہ پاگل پن، مزید جھڑپوں، فسادات اور جنگ کی صورت میں نکلتا ہے۔

۔ درختوں کا احاطہ اور جنگل جیسے کیپلس اور انسانی جسم پر بال زمین کی حرارتی توانائیوں کو (1.B.1) متوازن کرنے کے لیے قدرت کا جواب ہے۔ مزید جھیلیں اور دریا، اس کے معاون اور ذیلی ادارے انسانی جسم میں رگوں اور شریانوں کی طرح ہیں، جو مل کر زمین کی نمی اور درجہ حرارت کو برقرار رکھتی ہیں۔ درختوں کا احاطہ اور آبی ذخائر زمین کے پھپھڑوں اور دل کی مانند ہیں۔

،کیپلس اور بال (بغیر ویکس یا ٹنسر کیے) جسم کو اپنا درجہ حرارت برقرار رکھنے اور دماغ کی ٹھنڈک جلد کی نمی، مناسب پسینہ، جراثیم، فنگس، بیکٹیریا اور وائرس سے تحفظ فراہم کرنے کے علاوہ خوبصورتی کو برقرار رکھنے میں کس طرح مدد کرتے ہیں، اس کی تعریف کوئی بھی مرد و عورت آسانی سے کر سکتا ہے اور پھر ماہر امراض جلد، اگر ایسا نہیں ہے، تو ماہر امراض جلد کے ماہرین اس کی تعریف کر سکتے ہیں۔

اسی طرح کے انداز میں زمین پر جنگل اور درختوں کے ڈھکن زمین کے درجہ حرارت اور اس کے اظہار، کی ٹھنڈک (ماحول)، زمین کی جلد کی نمی کو برقرار رکھتے ہیں، آکسیڈیشن کے عمل کو کم کرتے ہیں اس لیے زمین کی خوبصورتی کو بڑھانے کے ساتھ ساتھ بدبو کو بھی کم کرتے ہیں اور خوشبو کو برقرار رکھتے ہیں، جس کی تعریف ایک نوخیز بھی کر سکتا ہے۔

انسانوں کے طویل مدتی مشاہدے سے یہ پتہ چلا ہے کہ انسانی جسم میں کیپلس اور بالوں سے ڈھکا کل رقبہ (مرد اور عورت دونوں) تقریباً ہے۔ سینتیس فیصد تو زمین کے لیے بھی یہی معیار ہونا چاہیے۔ جب زمین کی سطح کا سینتیس فیصد رقبہ گہرے جنگلات اور بڑے درختوں سے ڈھکا ہو گا تو زمین کی اوپری تہہ نم رہے گی اور چار ماہ کی دو فصلیں (ہر فصل کی کٹائی کے بعد دو ماہ کے درمیانی وقفے کے ساتھ مادر دھرتی کو آرام، دیگر متعلقہ کام اور اگلی فصل کی تیاری) آسانی سے کی جا سکتی ہے، بغیر کسی اضافی آبپاشی کے اور دریا سے پانی کی ضرورت کو کم کیا جا سکتا ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ درختوں کا یہ بڑا احاطہ اور گہرا جنگل برسات کے دوران مٹی کے کٹاؤ کو کم کرے گا جس سے دریاؤں/جھیلوں اور دیگر آبی ذخائر کی سلٹنگ میں کمی آئے گی، جس سے خشک سالی اور سیلاب کے واقعات میں کمی آئے گی۔ مزید یہ کہ اتنے بڑے درختوں کے احاطہ کے ساتھ زیر زمین پانی کی سطح کو کم کرنے اور پانی کی ذخیرہ اندوزی کے نتیجے میں کوئی مسئلہ نہیں ہوگا۔

اور موت کے SMOG ۔ یہ بڑا درخت اور جنگلات کا احاطہ میٹروز اور صنعتی علاقوں میں (1.B.2) پھنسے ہوئے والی آلودگی اور اس کے نتیجے میں صحت کے خطرات کے کسی بھی یا تمام امکانات کو کم کر دے گا۔

توانائی کے محاذ پر، اتنا بڑا درخت اور جنگل کا احاطہ موسم سرما کے دوران زمین کے درجہ حرارت کو بہت کم نہ ہونے اور گرمیوں میں بہت زیادہ نہ جانے کے لیے برقرار رکھے گا، جس سے حرارت اور ٹھنڈک کی وجہ سے بجلی/توانائی کی بچت ہوگی۔ زرخیز زمین پر نصب سولر پینلز کے ذریعے توانائی کی پیداوار درختوں کو اگانے سے حاصل ہونے والی پیداوار سے کم ہے۔ یہ اس وقت آسانی سے ثابت ہو سکتا ہے جب کوئی دس سے پندرہ سال کی مدت کے لیے لاگت کے فوائد کا حساب لگا رہا ہو اور اس کے علاوہ یہ درخت بہت سے دوسرے فوائد بھی فراہم کرتے ہیں جو اب تک سولر پینل کے نہیں ہوتے (یہاں تک کہ کاروباری محاذ پر بھی)۔

تاہم، حقیقت کو ہموار کرنے کے لیے، شاید ہم شہروں اور صنعتوں کے درمیان کچھ مالیاتی لین دین کرنا چاہیں جو کافی حد تک آلودگی کا باعث بنتے ہیں اور دیہات اور جنگلات جو تازہ ہو جاتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ پائیداری کو برقرار رکھنے کے لیے ہم یہ مالی لین دین (تازہ ہوا فراہم کرنے کی وجہ سے) ملک کے مختلف خطوں اور دنیا کے مختلف ممالک کے درمیان کرنا چاہیں گے۔

۔ مندرجہ بالا عمل کے دوران، کوئی سوال کر سکتا ہے کہ اتنے بڑے پیمانے پر جنگلات اور درختوں (1.C) کے احاطہ کی بحالی کے لیے جگہ کی دستیابی؟ لیکن اس کا جواب ہماری عادت میں معمولی ترمیم میں دستیاب ہے، چائے اور کافی کی عادت جو دودھ اور چینی کے ساتھ جاتی ہے۔

ایک موٹے اندازے کے مطابق، اس وقت چائے اور کافی کاشت کی گئی زمین کا تقریباً پندرہ سے بیس فیصد حصہ گائے اور بھینسوں کو دودھ دینے کے لیے گھاس چرانے، چائے، کافی اور چینی کے باغات، ادراک الائچی اور مسالہ چائے وغیرہ میں شامل کرنے کے لیے کچھ جگہ کے علاوہ ۔ اور معاون کردار۔ یہ سرگرمیاں کافی مقدار میں ملازمتیں پیدا کریں گی، جس کا کچھ حساب اس باب میں ہی دیا گیا ہے۔

، سے بارش پانی ، جی ہاں کرے گا۔ پیدا ہوا سے پانی کھانا ، جی ہاں بننا سے کھانا جسم " (1.D)۔

جسم خوراک سے بنتا ہے، کھانا پانی) ہے کرے گا۔ سے عمل یگیا اور ہے ہوتا میں نتیجہ کی یگیا بارش سے، پانی بارش سے، بارش قربانی کا نتیجہ ہے اور قربانی عمل سے ہوتی ہے)۔

فطرت پر فتح یا مصنوعی بارش کا انتظام یا بارش میں خلل ڈالنے جیسی سوچ کی کوئی کامیابی نہیں ہے۔ فطرت ایک ہے اور ایک متحد ہستی ہے۔ یہ اس لیے ہے کہ ہمارا کام اور کام کی سمت بگڑ چکی ہے اس پانی میں (سمندر - توسے بوند بوند مانوس ، سال میں پانی۔ ، پانی " ، لیے اب جو ہو رہا ہے وہ یہ ہے (میں) بارش ہوتی ہے، انسان قطرہ قطرہ کو ترستا ہے۔

یہ بہت اچھی طرح سے نوٹ کیا جاسکتا ہے کہ تازہ ہوا اور خالص پانی کی دستیابی اور معیار غیر منصوبہ بند ترقی اور آبی ذخائر پر ریاستوں/ممالک کی مداخلت کی وجہ سے بگڑ گیا ہے۔

ہوا، پانی اور سورج کی روشنی کا حق ہر جاندار اور اس کے آس پاس کے مردہ وجود کے لیے برابر ہے یہ کوئی فرد یا مقامی یا قومی یا بین الاقوامی موضوع نہیں ہے بلکہ فطرت کا موضوع ہے۔

۔ اگر ہم فطرت کی ہم آہنگی کو سمجھتے ہیں اور زمین کو ماں اور آسمان کو باپ سمجھتے ہیں اور (1.E) فطرت کو فتح کرنے کے بارے میں کبھی نہیں سوچتے ہیں تو یہ ہماری اولین ذمہ داری ہے کہ ہم آہنگ بقائے باہمی کے لیے اپنے ماحول کو درست کریں۔ ہمیں اس بات کی تعریف کرنی چاہیے کہ ہمالیہ سے برف پگھل کر آنے والا سیلاب نہ صرف مالدیپ یا ہندوستان کے کچھ حصے کو غرق کر دے گا بلکہ دوسرے ممالک کے ساحلی علاقوں کے بہت سے حصوں کو بھی غرق کر دے گا۔ دہلی، لندن اور پیرس سے زیادہ کاربن ڈائی آکسائیڈ کا اخراج اس کے پڑوسی علاقوں اور ممالک کو متاثر کرتا ہے۔ موسمیاتی تبدیلی اور پائیداری ساتھ ساتھ چلتی ہے، اس لیے اس پر نہ صرف اقوام متحدہ، پیرس یا ہندوستان کی پارلیمنٹ میں بحث کی جائے بلکہ کمیونٹی کی سطح پر بھی اس پر عمل کیا جائے۔

بڑے پیمانے پر درختوں کی وجہ سے زمین کی مٹی کی اوپری تہ کو ٹکرانے اور کٹنے/کٹنے (1.F) سے پہلے بارش کا سامنا کرنے والی تمام پابندیوں کو کاٹنا پڑتا ہے اور بارش کے پانی کا رخ آبی ذخائر (جیسے دریا) کی طرف بہنے میں کافی حد تک کم ہو جاتا ہے جس کے نتیجے میں پانی کی رفتار زیادہ ہوتی ہے جس کے نتیجے میں تباہ کن سیلاب آتے ہیں۔ تالابوں، جھیلوں، دریاؤں اور آبی ذخائر کے بستروں پر بارش کے پانی سے مٹی کے جمع ہونے کی وجہ سے سیلاب اور خشک سالی زیادہ ہوتی ہے جس کی وجہ سے چوڑائی اور گہرائی میں کمی واقع ہوتی ہے جس کے نتیجے میں ان میں پانی ذخیرہ کرنے کی صلاحیت میں کمی واقع ہوتی ہے۔

۔ کافی درختوں کے بغیر ضرورت سے زیادہ کاشتکاری زرخیز میدانوں کو صحرا میں تبدیل کر (جی 1.) رہی ہے۔ درختوں کو کاٹ کر زمین پر سبزیاں اگانا بے وقوفی ہے جو دو فٹ گہری مٹی پر آسانی سے اگائی جا سکتی ہے (چھت پر، کثیر سطحی عمودی کھیتی میں بیڑے/کشتیوں پر) بڑے اور متنوع درختوں کے لیے زمین چھوڑ کر۔ جنگلات کے کل احاطہ میں کمی کے ساتھ، بہت کم درخت باقی رہ گئے ہیں جو بادلوں کو اپنی طرف متوجہ کر سکتے ہیں۔

ضرورت سے زیادہ زمینی پانی، حیواشم ایندھن اور برقی توانائی کے استعمال نے زمین کی جلد (1.H) کو خشک، بخار میں مبتلا کر دیا ہے، موت سے پہلے اپنی زیادہ سے زیادہ حد تک۔ یہ بہت سے لوگوں کے لیے حیران کن ہو سکتا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ زمینی پانی کا پچاسی فیصد حصہ ماہرین زراعت استعمال کر رہے ہیں اور پچاسی فیصد برقی توانائی ریفریجیشن/ہیٹنگ میں استعمال ہو رہی ہے۔ کیا ایسی کھیتی اور اس طرز زندگی کو جاری رکھنے کی اجازت دی جا سکتی ہے؟ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یا تو حکومتیں توازن برقرار رکھنے میں ناکام ہو چکی ہیں یا پھر خود ہی اس طرح کی بے ضمیر کھیتی اور لوگوں کے غیر معمولی/غیر فطری طرز زندگی کے جرم میں شراکت دار بن رہی ہیں، اس طرح ماحولیاتی نظام کو بگاڑ رہی ہے؟

اسی طرح، کافی گہرے پانی میں آبی حیات کے بغیر ضرورت سے زیادہ ماہی گیری اور غیر منظم مشینی ماہی گیری آبی ذخائر کو زہریلا بنا رہی ہے۔ بڑی مچھلیوں (جیسے وہیل) کو پکڑنا اور تالابوں اور جھیلوں میں چھوٹی مچھلیاں پیدا کرنا بیوقوفانہ بات ہے جو بڑی اور متنوع آبی حیات کے لیے تالابوں، جھیلوں اور سمندری اجسام کو چھوڑ کر چار-پانچ فٹ گہرے پانی پر آسانی سے اگائی جا سکتی ہے۔

ہم نے یہ کہاوت سنی ہے کہ 'مچھلی مچھلی کو کھاتی ہے' اور بڑی مچھلی چھوٹی مچھلیوں کو کھا جاتی ہے، جو کہ بہت زیادہ نشاندہی کرتے ہیں، یا تو اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ انسان انسان کو کھاتا ہے اور انسانیت ماہی گیری کی طرح ہے یا انسان انسان کو نہیں کھاتا، اس لیے انسان مچھلی کے تالاب سے مختلف ہے؟

:- پانی پر دیہی علاقوں میں مشترکہ بحث (2)

ایک افسانوی کہانی، کہ، چاتک (2.A)۔ (چاتک - چکوری: جیکوبن کوکی) پرندہ زمین کے تمام چکوری پانی کو آلودہ/ناپاک سمجھتا ہے اس لیے وہ صرف بادلوں کا پانی پیتا ہے، لیکن انسانیت کے لیے مقدس

گنگا سب سے مقدس اور پاکیزہ پانی پیش کرتی ہے، لیکن افسوس! یہ بھی اتنا آلودہ ہو گیا کہ کوئی بھی اس کی لائن کے ساتھ ساتھ واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹس کا ایک سلسلہ دیکھ سکتا ہے۔

صنعت کاری کے متوقع بڑے پیمانے پر پھلوں کی وجہ سے پیدا ہونے والا اندھا پن دریاؤں کی گندگی کا باعث بنا۔ غیر منصوبہ بند اور بے ہنگم صنعت کاری سے متوقع خوابیدہ پھل نہ آئے اور نہ آئیں گے لیکن آلودگی ضرور آئی جو ہم سب کو متاثر کر رہی ہے۔

ہم جو آبی ذخائر کو مقدس سمجھتے تھے چھوٹے بچوں کو بھی اس میں پیشاب نہیں کرنے دیتے تھے، جب گٹر پہلی بار مقدس ندیوں میں چھوڑا گیا تھا تو کچھ نہیں کر سکے، شاید بادشاہ کے خوف سے یا نوابدیتی حکمرانی کے خوف سے لیکن افسوس! ہم اب بھی کچھ نہیں کر رہے ہیں اور دریاؤں اور سمندر/سمندر میں سیوریج (علاج یا علاج سے زیادہ فرق نہیں پڑتا) پانی کو خارج کرنے کی اجازت دیتے رہتے ہیں۔ کیا کرنا ہے؟ کس کو قصور وار ٹھہرائیں اور کس کو نہ دیں۔

دریا/جھیل کا بیشتر حصہ جو تمام پیاسوں کو صاف اور صحت بخش پانی فراہم کرتا تھا، وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ گاد اور سیوریج، کوڑا کرکٹ اور کچرے سے بھر گیا اور اب ان چیزوں میں سے زیادہ کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے جس نے اجتماعی اور اجتماعی طور پر ان کو پاگل اور بیکار بنا دیا ہے۔ یہ تمام دریا/جھیلیں گندی ہو چکی ہیں، جس سے بدبو آ رہی ہے اور نہ صرف ان جھیلوں/دریاؤں کا پانی استعمال کرنے والوں کو بلکہ اس کے آس پاس رہنے والوں کو بھی بیماریاں لاحق ہو رہی ہیں۔

ایک واقعہ ہے کہ ایک گاؤں میں جو خشک سالی کا مشاہدہ کر رہا تھا اور پانی کے کنویں سمیت (2.B) آبی ذخائر خشک ہو رہے تھے، ایک مندوب نے ہینڈ پمپ اور بور ویل میں سوراخ کر کے حل کی پیشکش کی۔

اس پر دیہاتیوں نے اگٹھے ہو کر مندوبین سے پوچھا کہ یہ تو کوئی حل نظر آتا ہے لیکن یہ تو بتائیے کہ ہم اتنی گہرائی میں پانی کیسے بھریں گے اور قرض کیسے چکا سکیں گے؟ اور مزید اگر خشک سالی جاری رہی تو کیا ہوگا اگر یہ ہینڈ پمپ اور بور ویل بھی ہمارے موجودہ پانی کے کنویں کی طرح خشک ہو جائیں؟

پانی کو ری چارج کرنے، پانی کی ذخیرہ اندوزی اور خشک سالی کے لیے تازہ اور اب بھی گہرے بور ویل کی کھدائی کے لیے مندوب کی فوری تجویز آئی۔ اس پر گاؤں والوں نے کہا کہ واٹر ہاروسٹنگ پانی کو صرف دس میٹر تک ریچارج کرتا ہے جس کے لیے گاؤں میں درختوں کا احاطہ کافی ہے، یہی وجہ ہے کہ روایتی دیہات میں صرف دس پندرہ میٹر (40-50 فٹ) گہرائی کے پانی کے کنویں موجود ہیں۔

لیکن جناب مندوب یہ بتائیں کہ اتنی گہری دولت کا قرض ہم کیسے ادا کریں گے؟ کیا زمین کا یہ مقروض بھی ہماری بنیاد/زمین کو کھوکھلا کرنے کا باعث نہیں بنے گا؟ چوں کہ نمائندے کی اس طرح کی جمع آوری مادر دھرتی کے ساتھ صحت مند تعلقات کے لیے پائیدار نہیں پائی گئی اس لیے دیہاتی (جو مقروض بھی نہیں رہنا چاہتے تھے) نے اپنے گاؤں میں ہینڈ پمپ اور بور ویل لگانے سے انکار کر دیا۔

جیسا ()، کہا جاتا ہے جیسے پانی کی طرح آواز ہو گی۔ (2.C) پانی ویسی وانی پانی کی طرح، اسی طرح - آواز) جس کے نتیجے میں پانی کا معیار ہماری آواز کے معیار کا تعین کرے گا۔ اگر پانی نرم، میٹھا اور سکون بخش ہے تو خوشگوار آواز کی توقع کی جا سکتی ہے، اگر پانی صاف ہے تو عام آوازیں اور اگر پانی پینے والے میں بہت زیادہ کیمیکلز گھل گئے ہوں تو آواز کی جگہ شور پیدا ہو گا۔ لہذا اگر ہم دنیا بھر میں اتنے شور کا مشاہدہ کر رہے ہیں تو یہ یقینی طور پر اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ پانی کا بنیادی معیار خراب ہو کر آلودہ ہو چکا ہے۔

طویل مدتی حل کی کیا بات کریں یہاں تک کہ قلیل مدتی حل بھی پیک شدہ پانی میں نہیں ہوتا ہے۔ گھروں میں بھی پیک شدہ پانی کی کھچڑی یقینی طور پر ناقابل برداشت سطح پر شور بڑھاتی ہے اور یہ ہم سب کے لیے باعث شرم ہے۔ پانی کے معیار کو پیکیجڈ واٹر انڈسٹریز کے موجودہ کاروبار سے کم مقدار میں بہتر بنایا جا سکتا ہے۔ کیا ہم حل کے لیے تیار ہیں؟

آبی ذخائر میں پلاسٹک کی آلودگی کے حوالے سے کافی شور و غوغا ہے کیونکہ استعمال شدہ (2.D) پلاسٹک کی اشیاء کے گندگی کے باعث نالیوں، ندیوں اور سمندروں کا گلا گھونٹنا پڑتا ہے اور اس طرح جانوروں کی جان جاتی ہے۔ اگر ہم ہندوستانی منظر نامے پر نظر ڈالیں تو ہندوستان، فی الحال (سال 2021- تقریباً 14 ملین ٹن پلاسٹک سالانہ استعمال کرتا ہے، پلاسٹک کے کچرے کے انتظام کے لیے ایک 22 منظم نظام کا فقدان ہے، جس کی وجہ سے شہروں اور آبی ذخائر کی گلیوں میں بڑے پیمانے پر کوڑا کرکٹ پھیل جاتا ہے۔ اگر ہم پلاسٹک کے کچرے کو باریک بینی سے دیکھیں گے تو کوئی اس کی تعریف کرے گا کہ اس میں عام طور پر استعمال شدہ پانی کی بوتلیں، تمباکو سے بنی اشیاء کے ریپر، پان کے پتے اور ماؤتھ فریشنر، پلاسٹک کی پلیٹیں اور دیگر اشیاء عام طور پر کھانے پینے اور سگریٹ نوشی کی اشیاء کی پیکنگ اور تقسیم کے لیے بنائی جاتی ہیں۔

پٹرول/ڈیزل اور دیگر پٹرولیم مصنوعات کو پسند کرنا لیکن پلاسٹک سے نفرت/نفرت کرنا چینی/گڑ کھانے کی طرح ہے لیکن پکوڑی سے بچنا ہے۔" جہاں تک موجودہ تہذیب کا تعلق ہے، پٹرول/ڈیزل/مٹی کا تیل اور دیگر پٹرولیم مصنوعات اتنی ہی نئی پائی جانے والی مصنوعات ہیں جتنی کہ اس کی بائی پروڈکٹ پلاسٹک کی ہے۔ پلاسٹک کے بارے میں صرف یہ ہے کہ اس کی آلودگی کو ہدف بنایا گیا ہے اور اس کو نقصان پہنچانے کے لیے کافی حد تک ہدف بنایا گیا ہے۔ دیگر پٹرولیم مصنوعات، جو زیادہ نہیں تو یکساں طور پر آلودگی پھیلا رہی ہیں۔

زندگی سمندر میں شروع ہوئی، اور حمل کے دوران تمام رحم میں سمندری پانی کی طرح سیال (2.E) مرکب ہوتا ہے۔ تمام زمین کے نیچے پانی ہے اور تمام پانی کے نیچے زمین ہے۔ پینے کے پانی کی کوئی کمی نہیں ہے۔ صرف انتظام کرنا ہے۔

اگر پوری زمین گول ہو جائے تو اس پر ہر طرف دو سے تین میٹر تک پانی ہو گا۔ کسی بھی نیچے کی طرف ذخیرہ کرنے کے لیے اتنی ہی مقدار میں اوپر کی جانب زور قریبی علاقے میں آئے گا، اور یہی سمندر کے قریب پہاڑوں/پہاڑوں کی وجہ ہے۔ اس طرح کے بڑے ڈیموں کو بنانے سے گریز کیا جائے جیسا کہ (اس طرح کے ڈیموں پر بڑے پاور ہاؤسز) وہ دلدل کی دلدل میں بڑی کھائی کو تبدیل کرنے کے علاوہ زلزلے اور زلزلے کا باعث بنیں گے۔

سونامی بحیرہ / اوقیانوس کے بستر میں نیوکلیئر اور دیگر ہتھیاروں کی جانچ کی وجہ سے ہوتی ہے (حیرت کی بات یہ ہے کہ لفظ 'سونامی' بذات خود ڈکشنری آکسفورڈ شارٹر کے مطابق انیس سو اٹھاون میں وجود میں آیا، یعنی جوہری بم، ویکيوم بم کی ایجاد کے بعد)۔

ہوا کا احاطہ"، ہماری زندگی کو اسی (احاطہ + ہوا / وت (ہوا = ماحول) ماحول- "واٹاوارن (2.F) طرح ظاہر کرتا ہے جس طرح ہمارا لباس اور وردی ہمیں انفرادی طور پر ظاہر کرتی ہے۔ یہ ہماری فطرت ہے جو فطرت کو تخلیق کرتی ہے، برقرار رکھتی ہے اور برقرار رکھتی ہے اور اس کے برعکس۔ جیسا کہ ہم فطرت کے ساتھ تجربہ کرتے ہیں، ہم بھی فطرت کے ذریعے کسی نہ کسی طریقے سے تجربہ کر رہے ہیں۔

جب کسی بھی علاقے یا سیارے کا ماحول زندگی کے لیے سازگار ہو جاتا ہے تو وہ زندگی پیدا کرتا ہے اور پیدا کرتا ہے اور جب ہم فطرت کو بدلتے ہیں اور کسی بھی نوع کے لیے مشکل بناتے ہیں تو وہ اپنی توانائی کی لہر کو ماحول میں چھوڑ کر طبعی شکل میں بجھ جاتی ہے۔ جب بھی ماحول ایک جیسا ہو جاتا

ہے تو یہ دوبارہ سامنے آتا ہے۔ یہ زمین کے ساتھ ساتھ چاند اور مریخ کے لیے بھی درست ہے۔ اس طرح شیروں کو بچانے اور بھیڑ بکریوں کو مارنے کے لیے کسی اضافی کوشش کی ضرورت نہیں ہے بس ہمیں جنگلات کو بحال کرنا ہے شیر، شیر، چیتے سمیت جنگلی حیات کی دیگر تمام خصوصیات دوبارہ نمودار ہوں گی۔

ماحول کی لمبی عمر، زندہ دلی، عیش و عشرت اور پیار کا انحصار اس بات پر ہے کہ شرکاء کے درمیان تعامل کیسے ہوتا ہے۔ کسی بھی علاقے میں ہلکی سی خلل دوسرے علاقوں میں ہلکی/چھوٹی لہر کا باعث بنتی ہے، اور کسی بھی علاقے میں بڑی مداخلت دوسرے علاقوں میں بڑے خلل کا باعث بنتی ہے اور خشک سالی، سیلاب، طوفان، اور زلزلے، کبھی کبھار کی بنیاد پر سونامی، اور آلودگی اور گلوبل وارمنگ کے طور پر ظاہر ہوتی ہے۔ مویشیوں پر یہ عکاسی کبھی کبھار کی بنیاد پر کسی بیماری اور مسلسل بنیادوں پر تناؤ، تناؤ، تناؤ اور (بلڈ) پریشر کے طور پر ظاہر ہوتی ہے۔

اس طرح کے قریبی نظام میں اگر کوئی ملک اپنے فوری ماحول کے تحفظ کے لیے سوچتا ہے اور عمل کرتا ہے اور اس طرح ہمالیائی خطے سے درخت خریدتا ہے، اپنے تیل کے ذخائر کو برقرار رکھتا ہے اور غیر ضروری طور پر دوسرے علاقوں کا ایندھن جلاتا ہے، اپنی کان محفوظ کرتا ہے اور دوسرے علاقوں سے کچھ دھاتیں خریدتا ہے تو وہ اپنے ماحول کی حفاظت نہیں کر سکتا بلکہ احمقوں کی جنت میں رہ رہا ہے۔ جو لوگ فطرت کی ہم آہنگی کو سمجھتے ہیں اور زمین کو ماں اور آسمان کو باپ سمجھتے ہیں اور فطرت کو فتح کرنے کی صف میں کبھی نہیں سوچتے ہیں، وہ اپنے ماحول کو درست کرنے اور ہم آہنگی کے ساتھ بقائے باہمی کے لیے پوری دنیا کی رہنمائی کرنے کی ذمہ داری محسوس کرنے والے اول کہے جا سکتے ہیں۔

مسئلہ کی مثال: ہم گزشتہ چند سالوں سے ایک منظر دیکھ رہے ہیں کہ چند ممالک کی معیشت کو تباہ (3) کرنے کے لیے کس طرح مارچ-اپریل اور اکتوبر-نومبر (سال 2022-23) کے فصل کی کٹائی کے موسم میں آٹھ دن کے لیے بارش کا انتظام کیا جاتا ہے تاکہ زیادہ تر پکی ہوئی فصل ضائع ہو جائے، اور پھر بارش کے نتیجے میں فصلوں کو اس طرح سے کیسے اگایا جاتا ہے کہ فصلوں میں اس طرح اضافہ ہوتا ہے۔

کیڑے مار ادویات، کیڑے مار ادویات، فنگسائڈز اور کیمیائی طور پر تیار کردہ کھادوں کے ساتھ اینالجیسک کے چھڑکاؤ نے ہمارے کھانے پینے کے ذخیرے، پانی اور ہوا کو خراب کرنا جاری رکھا ہے جو ان جگہوں سے رابطے میں آ رہے ہیں۔

حل کی تمثیل، (4)

:- ہمیں اپنے آبی ذخائر کو دوبارہ زندہ کرنے کی ضرورت ہے، جس کی ضرورت ہے (4.A)

- (i) آبی ذخائر کی بنیادی باتوں کو صاف کرنا اور صفائی کرنا تاکہ آبی ذخائر دائمی کے لیے دوبارہ شروع، (ii) ہو جائیں اور زمین پر تازہ زندگی فراہم کرنے کے لیے دوبارہ شروع ہوں۔
- (ii) پانی کے دائرے میں یا دریا/جھیل کی حدود میں تمام گندگی، غلاظت، گاد، فضلہ اور کوڑا کرکٹ کے (iii) بہاؤ کو روکنا چاہیے یہ سٹاپچ فرد یا عمل یا نظام کی اصلاح کا مطالبہ کرتا ہو۔
- (iii) دریا/جھیل کے بہاؤ کے راستوں کی بحالی۔
- (iv) دریا/جھیل کے ساتھ مناسب تعامل کی اجازت دینے کے لیے پلیٹ فارمز اور معاون خدمات کی بحالی (یا تعمیر نو۔

ان تمام مراکز / اداروں کی بحالی یا تعمیر نو جو دریا/ جھیل کی مستقل بحالی کے لیے ضروری ہیں (v) اور ساتھ ہی ان تمام اداروں کو بند کرنا/ ترک کرنا/ ختم کرنا جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کھڑے ہو گئے اور اب دریاؤں کی مناسب دیکھ بھال میں رکاوٹ بن رہے ہیں، مثال کے طور پر بہت سے بڑے پیمانے پر پانی کے مالکان اور صنعت کاروں کو ان کے پیکجوں میں ڈال دیا گیا ہے۔ آبی ذخائر کو آلودہ کرتے ہوئے پایا گیا۔

دریاؤں کو آپس میں ملانا تباہ کن ہے تاہم نالابوں کو آپس میں جوڑا جا سکتا ہے۔ (vi)

چھوٹے سے درمیانے درجے کے واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹس جو کچن کے فضلے کے پانی کو ٹریٹ کر (vii) سکتے ہیں انہیں گھریلو اور کمیونٹی کی سطح پر کم از کم ٹوائلٹ فلش، باغات کو پانی دینے وغیرہ کے لیے دوبارہ استعمال کرنے کے لیے نصب کرنے کی ضرورت ہے۔

بارش کے پانی کا ذخیرہ شہروں میں اوور فلو کے آس پاس، سڑک کے اس پار، تالاب/جھیل/دریا (viii) کی لائنوں کے پار آسانی سے کیا جا سکتا ہے۔

، کاغذ کی کھپت میں کمی (اخبارات اور اس کے صفحات پر پابندی لگا کر (ix)

کاغذی تھیلوں، گتے اور ہارڈ بورڈ کی جگہ جوٹ یا کپڑے کے تھیلوں کا استعمال، کاغذ اور قلم کی جگہ سلیٹ اور پنسل کا استعمال، لائبریریوں کو فروغ دے کر تعلیمی نظام میں کتابوں کی چھپائی پر پابندی اور انفرادی ہولڈنگز کی جگہ اسکول، کالج اور سوسائٹی میں کتابوں کے مشترکہ تالاب کا نظام)۔

مورتیوں، پھولوں اور یگنا کی باقیات کے مذہبی وسرجن کی اجازت صرف آبی ذخائر میں دی جا سکتی (x) ہے جب ان میں مٹی کا مواد اور قدرتی رنگ شامل ہوں، تاہم متوازی سماجی-مذہبی بحث/پہل کی ضرورت ہے۔

۔ آلودگی مطلوبہ جگہ پر ناپسندیدہ چیزوں کا جمع ہونا یا کسی ایسی چیز کا جمع ہونا ہے جہاں اس کی (4.B) ضرورت نہیں ہے۔ اس طرح کا ذخیرہ خواہ وہ ہوا، پانی یا زمین میں ہو، نہ صرف ہوا، پانی، زمین بلکہ آگ اور خالی جگہ کے قدرتی توازن میں بھی خلل ڈالتا ہے یعنی مجموعی ماحولیاتی نظام اور اس میں بہتری لانے کے لیے، شاید ہمیں اپنے بنیادی طرز زندگی کو از سر نو ترتیب دینے کی ضرورت ہے، جس کی ضرورت ہے

، آٹوموبائل اور الیکٹریکل سیکٹر میں کنزیومرز کی حوصلہ افزائی جیسے قرضوں کی آسان دستیابی (i) فرسودگی کے فوائد اور گاڑیوں کے الاؤنسز کو جلانے اور روکنے میں کارکردگی میں بہتری۔ توانائی کے شعبے میں توانائی کے تحفظ اور لاگت/ٹیرف میں اضافے کی جگہ ضیاع اور استعمال کی اصلاح (کم سے کم) کی حوصلہ افزائی کرنی ہوگی۔

درختوں کی کٹائی کی اجازت دی جائے گی جہاں اس سے ٹریفک میں رکاوٹیں آتی ہیں اور آلودگی (ii) میں اضافہ ہوتا ہے۔ صنعت میں خصوصی اخراج کے لیے خصوصی پودوں/درختوں کو تلاش کرنے کے لیے تحقیق اور ترقی کی حوصلہ افزائی کرنی ہوگی۔ صنعت میں باڑوں اور کھمبوں پر شجرکاری کے تصور کی حوصلہ افزائی کرنا ہوگی۔

آٹوموبائل اور دیگر ہارننگ کی ڈیسبل کی حد کو مینوفیکچرنگ کی سطح پر ہی لاگو کرنا ہوگا۔ ہارن (iii) بجانے / لاؤڈ سپیکر کے ضرورت سے زیادہ استعمال کو محدود کرنے کی ضرورت ہے (مالی جرمانے کے ذریعے)

قدرتی سورج کی روشنی، ہوا کی گردش اور سولر ہیٹنگ کے استعمال کے لیے شہر اور ملک کی (iv) منصوبہ بندی میں آرکیٹیکچر سروس کو بہتر بنانا ہو گا۔

جوہری اور ایسیسیٹوس فضلہ کو کسی تیسری دنیا کے ملک یا سمندر یا خلا میں ٹھکانے لگانے کی (v) ضرورت نہیں ہے جسے گہرائی میں کھودنے اور پھر سیمنٹ کنکریٹ کی تہ بنانے کے بعد نو مین (بیرون) جزیرے میں ذخیرہ کیا جاسکتا ہے۔

یہ حساب لگایا گیا تھا کہ حیدرآباد جیسے شہر کے لیے اضافی دس لاکھ درختوں کا احاطہ موسم (4.C) گرما میں بھی تین ڈگری سینٹی گریڈ درجہ حرارت کو کیسے متوازن رکھے گا۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بڑے درختوں کا ڈھکنا سردیوں کے موسم میں درجہ حرارت کو اونچی سطح پر برقرار رکھتا ہے۔ ایک موٹے حساب کے طور پر ہندوستان میں فی ضلع تقریباً بیس لاکھ (اضافی) درختوں کے درختوں کا احاطہ فطرت کے غضب کے نتیجے میں پیدا ہونے والے ماحولیاتی خلل کے کسی بھی یا تمام منفی اثرات کو کم کرے گا یا ماحول کو متاثر کرنے کے لیے تکنیکی ترقی کی وجہ سے ہوا ہے جیسے بارش، سمندری طوفان، طوفان وغیرہ کی نگرانی اور کنٹرول۔

درختوں کی اس سطح کے ساتھ ہم پرندوں، جانوروں اور انسانوں کے لیے بھی تازہ ہوا اور صاف پانی کے بارے میں یقین کر سکتے ہیں۔ اگر ہم جنگلات کے آپریشنل اور انتظامی پہلو کی طرف دیکھیں تو اگر ایک شخص تقریباً تمام ضروریات کو پورا کر سکتا ہے۔ دو سو درخت تو یہ جنگلات فی ضلع دس ہزار لوگوں کو روزگار/منگنی فراہم کرے گا جو کہ ہندوستان کے کل سات سو تہتر اضلاع میں سے ستر پچاس لاکھ سے زیادہ بنتا ہے۔

اس کام کے لیے ضروری ہے کہ معاشرہ اس کام کو سنبھالے اور محکمہ جنگلات کے کنکرنٹ سیٹ اپ کو بند کرنے کا سوچ سکے۔ ہندوستان کو پائیداری فراہم کرنے اور آنے والی نسلوں کو امید دلانے کا یہی واحد طریقہ ہے۔

ذرا سوچئے کہ اگر لوگ (مرد و عورت، لڑکے اور لڑکیاں) اپنے بیگ/پرس میں خالی گلاس یا (4.D) دھاتی پانی کی بوتل یا تھرمس فلاسک لے جانے لگیں تو کیا معاشرہ انہیں پینے کا پانی مہیا نہیں کر سکتا؟ کیا معاشرہ بازاروں، شاپنگ سینٹرز، آفس کمپلیکس، بس اسٹینڈز، ریلوے اسٹیشنوں اور ہوائی اڈوں میں روایتی برتنوں میں ذخیرہ شدہ پینے کا پانی مناسب فاصلے پر فراہم نہیں کر سکتا؟*

ذرا سوچیں اس کے کتنے فائدے ہوں گے؟ کیا ریلوے مسافر ٹرین کے ہر ڈبے میں بیس لیٹر کے علاوہ پانی کے ڈسپنسر رکھ اور برقرار نہیں رکھ سکتا، اور اس کے پلیٹروں سے ڈسپوزیبل پلاسٹک کی پانی کی بوتلوں کا استعمال/فروخت ترک نہیں کر سکتا۔

ایک حساب: سال 2023 کے لیے ہندوستان میں پیک شدہ پانی کا تخمینہ ٹرن اوور 403.5 بلین روپے ہے، جب کہ عالمی سطح پر یہ سال 2023 کے لیے \$300/بلین تھا۔ یہ اعداد و شمار براہ راست نل اور دستیاب دیگر پانی کے معیار کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ یہ پیک شدہ پانی کی بوتلیں جو بنیادی طور پر آلودہ پانی سے بچنے کے لیے رکھی جاتی ہیں درحقیقت پلاسٹک کے فضلے کے طور پر پانی کی آلودگی میں اضافہ کرتی ہیں۔

میں 15-20 لیٹر، 5 لیٹر جار اور 1-2 لیٹر، 500 ملی لیٹر (SKU) پیکیجڈ واٹر اسٹاک کیپنگ یونٹ ملی لیٹر کی بوتلیں اور 250 ملی لیٹر پاؤچ ہیں، جن میں پلاسٹک کی پانی کی بوتلوں کا کاروبار 200 پچھتر فیصد بنتا ہے، یعنی 2022-23 کے لیے تقریباً 230 ارب روپے، 000 کروڑ

کیا تمام مذہبی مراکز مل کر پورے ملک میں محفوظ اور صحت مند پانی کی تقسیم کی ذمہ داری احسان اور شکر گزاری کے طور پر نہیں اٹھا سکتے اور عوام/قوم کے 30,000 کروڑ روپے، نالے میں جا کر نالے

اور آبی ذخائر کو آلودہ کرنے سے بچا سکتے ہیں۔ یہ سرگرمی معاشرے سے مناسب اور باعزت معاوضے حاصل کرنے کے ساتھ تنہائی کے شکار لوگوں کو باعزت مشغولیت بھی فراہم کرے گی۔

متبادل کے طور پر، 30,000 کروڑ کے کاروبار کو دیکھتے ہوئے، اگر کوئی شخص پیک شدہ پانی کی جگہ محفوظ پانی کی فراہمی کا سالانہ پانچ لاکھ کا کاروبار کرتا ہے تو یہ چھ لاکھ لوگوں کو مشغولیت فراہم کرنے کے مترادف ہے، اگر مارجن اس سے بھی کم رکھا جائے تو پانی کی فروخت سے سالانہ 50,000 روپے کی کم ترین سطح پر رقم حاصل ہوگی۔

تانبے، پیتل، ٹن، سٹینلیس سٹیل اور مٹی کے ڈسپنسر (ایلومینیم کو اس کی سرطان پیدا کرنے والی خصوصیات کی وجہ سے بچا جا سکتا ہے) کو پلاسٹک کے برتنوں کے ساتھ اس کے استعمال کے لیے فروغ دیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح کا حساب افروڈیسیاک اور ماؤتھ فریشنرز کے لیے بھی کیا جا سکتا ہے، جو پانی کی آلودگی کو کم کرے گا اور بڑے لوگوں کو روزگار/منگنی کی پیشکش کرے گا۔ اہم معیار کی یقین دہانی ہے جسے مقامی ادارے آسانی سے پیش کر سکتے ہیں۔

سے۔ سب پانی بن ، رکھنے پانی رہمن :کہا جاتا ہے

رحیم کہتا ہے، پانی رکھو، پانی کے بغیر سب کچھ خالی/بے (چون۔ , مانوش , موتی , **अबरे** ن میں پانی قیمت/بے جان ہے، پانی کے بغیر موتی، آٹا اور آدمی اوپر نہیں آسکتے)۔

شفا دینے والے (پانچ عناصر یعنی خلا، پانی، ہوا، آگ اور زمین) کو شفا دینا ماحولیات اور ماحولیات کو ** برقرار رکھنے کی بنیاد کہا جا سکتا ہے۔

درج ذیل عرض کیا جاتا ہے: معیشت میں صفائی اور حفظان صحت کی بنیادی ضرورت کے حوالے سے عرضی کو چار حصوں میں پیش کیا جا رہا ہے: (1)۔ مسائل اور اس کا وسیع خاکہ، (2)۔ پرانے زمانے کے عقلمندوں میں عام بحث، (3)۔ مسئلہ کی مثال، (4)۔ حل کی مثال

:- مسائل اور اس کا وسیع خاکہ (1)

ایک صاف ستھرے انسان کے دل میں خدا رہتا ہے، خاندان، معاشرہ، ملک سچ ہے لیکن ایک آدھا بیان، دوسری آدھی نیکی، گندے اور غیر صحت مند ماحول کو چھوڑنا، بچنا اور بچنا ہے، چاہے وہ فرد ہو خاندان، ملک اور معاشرہ۔ لہذا، اگر کوئی زندگی کی دولت، آسائشوں، آسائشوں سے غافل ہو جائے تو ذاتی سطح پر صفائی و ستھرائی کو ترک کر کے خاندان اور اس کے گردونواح میں صفائی و ستھرائی کو کم اہمیت کا حامل معاملہ قرار دے سکتا ہے، تو بیماریاں، تکلیفیں اور غربت اور غلامی بھی آزمانے کی ضرورت نہیں بلکہ خود بخود پہنچ جائیں گی۔

اس کے برعکس اگر کوئی فطرت کی قربت میں صحت مند، خوشی اور عیش و عشرت کے ساتھ زندگی گزارنا چاہتا ہے تو اسے منافقت کو ترک کرنا ہوگا (یعنی صفائی اور حفظان صحت کے حوالے سے کسی مقدس کتاب سے طوطے یا وعظ و نصیحت کرتے رہنا) لیکن درحقیقت ذاتی سطح پر خود کو صاف کرنا ہوگا، صفائی ستھرائی اور سہولیات کا احترام کرنا ہوگا۔ خاندان، محلے اور معاشرے میں دوسروں کے ساتھ تعاون کریں تاکہ دوسرے تمام لوگ سوٹ کی پیروی کریں۔

بنیادی اور خصوصی تعلیم کے صفائی اور حفظان صحت کے نظام کو برقرار رکھنے کے لیے، معاشرے کے دیگر کاموں کے ساتھ مساوی تنخواہ اور مراعات کے ساتھ صفائی اور حفظان صحت کا الگ سلسلہ تجاویز اور آراء اور اصلاح، تحقیق اور ترقی میں فنڈنگ، تحقیقی منصوبے کے تشخیصی طریقہ کار کو نظم و نسق کے نظام میں شامل کیا جانا چاہیے۔

کا نظام، جو کہ "ہر چیز، ہر وقت اور ہر وقت اور اس کا ریکارڈ شدہ گجپان کی طرف سے تیار کردہ 5 معیار سازی کے لیے ہر چیز اپنی جگہ اور جگہ پر ہے" کو صرف مادی دنیا تک محدود نہیں رہنا چاہیے بلکہ ہمارے ہر عمل (عمل، تقریر اور سوچ) اور دعاؤں میں بھی۔ فطرت میں عقاب تازہ کھاتا ہے جبکہ گدھ مردہ کھاتا ہے، مسئلہ اس وقت شروع ہوتا ہے جب گدھ ختم ہو جاتے ہیں اور لاشیں گلنے کے لیے کھلی رہتی ہیں۔ ہر شخص اور فطرت میں موجود ہر چیز جب ایک دوسرے کے ساتھ بات چیت کرتے ہیں تو ہمارے کام/اعمال، فکر اور دعا اس بات کے مستحق ہیں کہ پائیداری/لمبی عمر کی طرف لے جائیں، جیسے کہ جب ہم کپڑے کو خشک کر رہے ہوں تو دعا ہو سکتی ہے کہ "دریا کا پانی دریا میں جانے دو، ہمارے کپڑے خشک ہونے دیں۔"

شفا دینے والے کو شفا دینے کے لیے، پانچ عناصر، یعنی خلا، پانی، ہوا، آگ اور زمین کا احترام کرتے ہوئے، ماحولیات اور ماحولیات کے ساتھ ہمارے تعامل کی بنیاد بننا پڑے گا۔

ایشوز اور اس کا وسیع خاکہ درج ذیل ہے

کہا جاتا ہے کہ دل (جو کہ ہر وجود پر ایمان ہے) دماغ اور جسم کے ہر حصے کو خون فراہم کرتا (1.A) ہے (توانائی دیتا ہے)، یہی خون دماغ کو چلاتا ہے جو کہ جسم کے ہر حصے کو حرکت یا حرکت دیتا ہے۔

سائنسی ڈومین میں یہ کہا جاتا ہے کہ: "دماغ معاملہ کو حرکت دیتا ہے"، یعنی یہ ہمارا دماغ ہے جو ہمارے ہاتھ، پاؤں اور پورے جسم کی حرکت/حرکت کرتا ہے (معاملہ) جس کے نتیجے میں (ہمارے جسم کی حرکت) اپنے اردگرد کی دیگر چیزوں کو اپنے، اپنے خاندان، معاشرے اور اردگرد کی دیگر چیزوں کو بدلنے کے لیے حرکت میں لاتی ہے (کسی کے دل کی منصوبہ بندی کرنے والے یا اس کے منافی، دوسرے کے ذہن کو کنٹرول کرنا اور اس کی خلاف ورزی کرنا)۔

نتیجہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کا دماغ ہماری حرکات سے جھلکتا ہے، ہم جو حرکتیں کرتے ہیں، جو ڈرامہ ہم کھیلتے ہیں، یعنی یہ کہنا کہ ہم میں سے ہر ایک کے ذہن (خاص طور پر دل/ایمان) کا اندازہ اس حرکت سے لگایا جا سکتا ہے جو ہم کرتے ہیں اور جسمانی حقیقت جو ہم ظاہر کرتے ہیں۔

اگر ہم ہر طرف گندگی / غلاظت کا مشاہدہ کر رہے ہیں تو ظاہر ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کا دماغ خراب ہو گیا ہے اور ہم میں سے تقریباً سبھی کا ایمان/دل انفرادی اور اجتماعی طور پر (خاندان، معاشرہ، ملک اور اس کا نظام) متزلزل ہو گیا ہے۔

ایمان کھونے کے نتیجے میں، ہم میں سے اکثر زندگی میں امید کھونے لگے ہیں اور ہر نئے وائرس، بیکٹیریا اور بیماریوں کا شکار ہو کر بے بس، ناامید، خودکشی اور شکار ہو رہے ہیں۔ ایسے حالات میں سوائے تنہائی میں رہنے والوں کے باقی سب کو نہ صرف نظام کی گندگی / غلاظت میں مبتلا ہونا چاہیے بلکہ بیماری اور بیماری کو بڑھانے میں بھی اپنا حصہ ڈالنا چاہیے۔

ہمارے اجتماعی مصائب اور اس کے نتیجے میں ہونے والی تنزلی اس وقت اپنی چٹان کی سطح پر پہنچی ہوئی کہی جاسکتی ہے جب ہمارے قائدین، میڈیا اور عوامی فورم مسلسل منظر نامہ دیکھ رہے ہیں، پڑھ رہے ہیں، سن رہے ہیں، لکھ رہے ہیں اور بیماری اور بیماری کے علاوہ کسی کام میں حصہ نہیں لے رہے ہیں بجائے اس کے کہ صحت کی خوشی اور تندرستی میں اضافہ ہو۔ اس طرح کے حالات دنیا کے بیشتر ممالک میں پائے جاتے ہیں۔

کیا یہ اس بات کی طرف اشارہ نہیں کرتا کہ یہ وقت ہے کہ ہم دعا کریں اور اپنے آپ اور فطرت پر اپنے ایمان کو بحال کریں؟

اقوام متحدہ بہتر صفائی کی جتنی بھی بات کرے لیکن مچھروں کو بھگانے والی کریم، مچھروں سے (1.B) بچاؤ کی کریم، مچھروں سے بچاؤ، چہرے کے ماسک اور سینیٹائزر کی فروخت، ہوا اور پانی صاف کرنے والے آلات کی فروخت، ادویات، ڈاکٹروں، لیبارٹریوں اور ہسپتالوں کے بلوں میں بڑھتے ہوئے رجحان کے نتیجے میں دماغی مریضوں کی تعداد میں جو بھی اضافہ ہو رہا ہے، اس کے خلاف کوئی بھی بات نہیں کی جا رہی۔ بہتر صفائی کے حوالے سے۔

درپیش مسائل اور صفائی اور حفظان صحت کے حوالے سے درپیش مسائل کے مناسب ازالے کے لیے ضروری ہے کہ یہ مسئلہ نہ صرف اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی اور ممالک کی پارلیمانوں میں بلکہ تعلیمی مراکز میں طلبہ، اساتذہ اور ریسرچ اسکالرز کے درمیان بھی زیر بحث آئے اور ہر گلی کوچے میں عام لوگوں کے درمیان بھی اس پر بحث کی جائے۔

صفائی اور حفظان صحت کے لیے ضروری ہے کہ ہم نہ صرف گندگی / غلاظت کو صاف کریں بلکہ گندے ذہن اور گندے نظام سے بھی آزادی حاصل کریں اور صفائی اور حفظان صحت کے ساتھ ساتھ زندگی کے دیگر شعبوں میں بھی دائمی قوانین کو زندہ کریں۔

۔ یہ بات سب کے لیے حیران کن ہو سکتی ہے کہ ہندوؤں سے لے کر یہودیوں، بدھ مت سے (سی، 1) جینوں، عیسائیوں سے مسلمانوں، سکھوں سے بہائیوں تک کسی بھی مذہب نے مشترکہ جگہوں کی صفائی کے بارے میں بات نہیں کی اور نہ ہی اس کے بارے میں بات کی ہے، جیسے کہ معاشرے میں صفائی کون کرے گا، اور وہ کیوں کرے گا، وہ کس عمر میں یہ کام سرانجام دے سکے گا اور اس کے ساتھ کیسا سلوک کیا جائے گا اور اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا۔

پھر تقریباً تمام مذاہب اس بات کی وضاحت نہیں کرتے کہ زندگی میں مختلف عمروں میں اس کا حق اور ذمہ داری، حصہ داری اور شراکت کیا ہو گی، معاشرے/حکومت سے کیا توقع رکھی جا سکتی ہے اور معاشرہ اور حکومت اس سے کیا توقع رکھ سکتی ہے، پھر دوسرے جانوروں، پرندوں اور ماہی گیریوں درختوں اور پودوں، ماحولیات اور فطرت کے تنہا اس کا حق اور ذمہ داری کیا ہو گی، کم از کم جب وہ اپنے ماحول کو صاف ستھرا اور حفظان صحت کے حوالے سے اپنے ہاتھ میں لے لیتے ہیں۔ مکمل زندگی کے ساتھ

دلیل ہے کہ ایمان اور افزائش ہر اس ہستی میں فطری ہے جس کی جڑیں گہری ہیں اور انسانوں سمیت ہر جاندار کے لیے مرکزی حیثیت رکھتی ہیں، اس لیے اگر ہم چاروں طرف گندگی/ غلاظت/ غلاظت کا مشاہدہ کر رہے ہیں تو یقین ہے کہ مذہب اور خطہ کے لوگوں کے ایک بہت بڑے طبقے کا ایمان متزلزل ہوا ہوگا۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ تمام مذاہب اپنی توانائی کھو چکے ہیں اور ان کے اثر و رسوخ کا دور ختم ہو چکا ہے، نتیجتاً وہ اپنی مطابقت کھو چکے ہیں اور اپنے پیروکاروں کو قابو کرنے، کنٹرول کرنے اور ان کی رہنمائی کرنے سے قاصر ہیں۔ ایسے میں ہر جگہ ذہنی، جذباتی اور روحانی گندگی کا مشاہدہ بالکل واضح ہے۔

یہ ہم سے ایک بہت ہی بنیادی سوال اٹھانے کے لیے کہتا ہے: کیا یہ تمام مذاہب ہمیں آگے لے جانے کے لیے کافی اہل ہیں یا ہمیں اجتماعی طور پر بنیادی دھرم/مذہب پر دوبارہ نظرثانی کرنی ہوگی جو کمیونٹی کی تمام بنیادی اور مقامی ضروریات بشمول صفائی اور حفظان صحت کو پورا کر سکے۔

۔ اگر ہم اپنے تعلیمی مراکز کی حالت زار دیکھیں جو تمام طلبہ کو صفائی ستھرائی کا سبق سکھا (1.D) رہے ہیں اور ہر شعبہ ہائے زندگی میں اس کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے الما معاملہ میں اسی کی تصویر کشی کر رہے ہیں تو یقین ہے کہ اس وقت ہمیں مایوسی ہی ہو رہی ہو گی۔

درحقیقت، زیادہ تر تعلیمی مراکز میں، صفائی کا کام کم تنخواہ والے ملازم یا کنٹریکٹ پر کام کرنے والے کو سونپا جاتا ہے۔ یہ ملازم یا ورکر فرش صاف کرتے ہیں، فرش صاف کرتے ہیں، بیت الخلا روزانہ ایک بار صاف کرتے ہیں لیکن شاذ و نادر ہی کمروں کی چار دیواری، اس کی چھت اور چھت، دروازے اور کھڑکیاں، چھت کے پنکھے اور اینئر کنڈیشنر، لائٹنگ کے لوازمات، میز کرسیوں کے اندر، کچرے کی بالٹیاں وغیرہ صاف کرتے ہیں اور اس طرح بہت کچھ چھوڑ دیتے ہیں۔

فائلوں اور دیگر ریکارڈوں سے مزید دھول، لائبریری میں موجود کتابوں اور سٹور میں موجود مضامین کو شاذ و نادر ہی صاف کیا جا رہا ہے، اس سے بڑی صفائی کا مظاہرہ کرنے کے لیے ادارے کے باغیچے میں پودوں اور درختوں کے پتوں پر نہانے یا پانی کے چھڑکاؤ کی بات ہی کیا جائے۔

، اگر تعلیمی اداروں کا یہ حال ہے تو پھر عام طور پر صفائی ستھرائی کی توقع کیسے کی جا سکتی ہے خواہ وہ گھروں میں ہو، دفاتروں میں اور عوامی مقامات پر؟ اگر جسمانی صفائی کی حالت نامناسب ہے (جو نظر آتی ہے اور کرنا کسی حد تک آسان ہے) تو پھر ثانوی صفائی اور ثانوی صفائی جو دماغ اور دل کی ہے اس کے بارے میں کیا کہا جا سکتا ہے؟

۔ گھر میں ماں، باپ، بڑے بھائی اور بہن ننھے اور چھوٹے بچوں کی گندگی صاف کرتے ہیں، اور (1.E) بچے کی عزت کماتے ہیں اور اپنی پوری زندگی بچوں کے لیے بند اور احترام میں رہتے ہیں۔ یوں کہا جا سکتا ہے کہ جو نوکر بھی بچے کی گندگی صاف کرتا رہتا ہے، بچے کی دیکھ بھال کرنے والا بھی بچے کے لیے بڑے بھائی بہن، ماں باپ یا چچا آٹھی کے برابر احترام کا درجہ رکھتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جو بھی گھر میں بچے کی گندگی کو صاف کرتا رہتا ہے (بغیر کسی مقصد کے) وہ کسی حد تک بچے کے بڑے بھائی بہن کے برابر احترام کا مستحق ہے۔

کیا ہوگا اگر کوئی نہ صرف ایک چھوٹے اور چھوٹے بچے کی بلکہ پورے خاندان اور معاشرے کی گندگی صاف کر رہا ہو تو وہ شخص کتنی عزت کا مستحق ہے؟ کیا کسی بھی صورت میں گھر میں یا کسی بھی گھر یا عام علاقے میں بچے کی گندگی کو صاف کرنا کم اہمیت کا حامل معاملہ قرار دیا جا سکتا ہے اور اس کے ساتھ توہین آمیز سلوک کیا جا سکتا ہے؟ گندگی اور غسل خانوں کی صفائی نماز کی جگہ پر چراغ جلانے سے کم اہم نہیں ہے اور اگر زیادہ نہیں تو برابر کا مستحق ہے۔ اگر ہم گھر کے منظرناموں پر نظر ڈالتے اور گندگی صاف کرنے والوں اور عام علاقے کے پیشاب کو مارنے والوں کو مساوی حیثیت/احترام دیتے تو معاشرہ ایک زندہ جنت ہوتا

لیکن افسوس! بہت سے جغرافیائی علاقوں میں گندگی کو صاف کرنے اور عام علاقے کے پیشاب کو مارنے کا یہ کام شروع میں غلاموں یا قیدیوں کو سزا کے طور پر مجبور کیا جاتا تھا، پھر اسی انداز میں جاری رہتا تھا، اس لیے ان لوگوں کو نیچا دیکھا جاتا تھا اور خاص طور پر ان جغرافیے میں اچھوت کے طور پر جڑے ہوئے تھے، جہاں ان کا علاقائی مذہب اجتماعی طور پر تقسیم کے کام پر خاموش ہے، جہاں ان کا علاقائی مذہب اجتماعی طور پر تقسیم کرنے کے کام پر گامزن ہے۔ قابلیت اور قابلیت وہ بھی مساوی سطح پر، واضح طور پر منتر تھی۔

موجودہ دور میں معاشرے میں مچھر مار ادویات اور کمرشل میڈیا کی ایجاد اور متعارف ہونے کے (1.F) بعد مجموعی طور پر صفائی کا بگاڑ شدید ہو جاتا ہے۔ مچھروں کو بھگانے والے مینوفیکچررز اور اس کے ریٹیل چین آپریٹر مچھروں کے انماد کو بڑھانے کے لیے غیر صاف، گندے اور بند سیوریج والے علاقوں کو چھوڑنے کے لیے میونسپلٹیوں کو رشوت دینے کے قابل تھے۔ عوام کی سستی اور اختیارات کی عدم دستیابی سے صفائی کا نظام مزید بگڑ گیا ہے

سادہ طرز زندگی اور غیر ضروری فضلہ نہ بنانے کے رجحان کی وجہ سے، دیہات اور اس کے باشندے بیشتر شہروں اور میٹرو اور اس کے لوگوں سے زیادہ صاف نظر آتے ہیں، وہ بھی کچرے کو ٹھکانے لگانے کے مہنگے نظام کے باوجود۔ شہروں اور میٹرو میں کئی بار کچھ حصوں کو صاف کرنے کے لیے باقی تمام حصوں کو گندا کر دیتا ہے۔ اسکرپ کے کاروبار سے ان شہروں اور میٹرو میں کتنا کچرا/فضلہ پیدا ہوتا ہے اس کا اندازہ اسکرپ کے کاروبار سے لگایا جا سکتا ہے، اسکرپ کے خریداروں کی طرف سے شہروں اور میٹرو کے ہر علاقے میں صبح سے شام تک مسلسل شور مچانے سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ بہت سے لوگوں کے لیے یہ بات حیران کن ہو سکتی ہے کہ ہم واقعی اتنا فضلہ پیدا کرتے ہیں کہ اسکرپ ڈیلروں میں سے چند کا شمار اب دنیا کے امیر ترین لوگوں میں ہوتا ہے۔

۔ ہم میں سے بہت سے لوگ جو صفائی اور حفظان صحت کی زیادہ بات کرتے ہیں وہ مصنوعات (جی. 1) عمل اور خدمات کو اپناتے ہوئے پائے جاتے ہیں جس کے نتیجے میں اس سے کہیں زیادہ گندگی اور غیر صحت مند حالات پیدا ہوتے ہیں جو پہلے ہوا کرتے تھے۔ ایسی چار مثالیں درج ذیل ہیں

ایسی ہی ایک مثال جدید کموٹز ہیں جو عام طور پر غصے میں اضافہ کرتے ہیں اس لیے ناپاک پیٹ۔ (a) ناپاک پیٹ کو تمام بیماریوں کی جڑ کہا جاتا ہے، چاہے وہ جسمانی ہو، ذہنی یا جذباتی۔

موجودہ اجتماعی قسم کا شہر کا سیوریج نظام آبی ذخائر (تالابوں، دریا اور سمندری بیڈ) اور زیر زمین پانی میں مزید آلودگی بڑھا رہا ہے۔

حیرت انگیز طور پر واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹس بعد میں آنے والے صارفین کے لیے آلودگی میں اضافہ کر رہے ہیں کیونکہ پانی کی صفائی کے عمل کے دوران ان میں کیمیکل اور کلورین گیس شامل ہو جاتی ہے۔ تمام صفائی ایجنٹ اور ڈیٹریجنٹ جو ہم برتنوں، فرشوں، غسل خانوں اور باورچی خانے کے لیے استعمال کرتے ہیں اور اپنے نہانے کے لیے گیلن پانی آلودہ چھوڑتے ہیں۔

(ب) موٹاپا، صحت کا ایک بڑا مسئلہ جو کہ دماغ اور جسم کے اندر گندگی / غلاظت کے جمع ہونے کے سوا کچھ نہیں ہے اسے پیکڈ فوڈ کا نتیجہ کہا جا سکتا ہے (وہ تمام کھانے جن میں پرزرویٹوز ہوتے ہیں، معدے میں زیادہ دیر تک محفوظ رہتے ہیں، جو کہ آسانی سے ہضم نہیں ہوتے، ہاضمے میں بار بار مسئلہ جو بدہضمی ہے) موٹاپے کی ایک بڑی وجہ موبائل فون ہے، جو کہ موٹاپے کی ایک بڑی وجہ ہے۔ کموڈ اور تنگ باتھ روم

گھروں میں چھت کی اونچائی میں کمی نے بہت زیادہ ضروری ویٹیٹی لیٹر کو ختم کر دیا ہے۔ اس کے (c) نتیجے میں، گھر میں ہوا کے بہاؤ اور درجہ حرارت کو برقرار رکھنے کے لیے رہائشی علاقے میں برقی توانائی کی ضرورت بڑھ گئی ہے۔

ہاؤسنگ سیکٹر میں تعمیراتی ڈیزائن میں مزید تبدیلی نے تمام نئے مکانات کو سردیوں میں ٹھنڈا اور گرمیوں میں گرم کر دیا ہے، جس کے نتیجے میں بجلی کا استعمال بڑھ گیا ہے جس سے بجلی کی طلب میں اضافہ ہوا ہے، جس کے نتیجے میں جب کوئلہ، گیس، تیل، پانی یا یہاں تک کہ ہوا سے پیدا ہونے والی آلودگی پیدا ہوتی ہے اور جوہری ذرائع سے پیدا ہونے پر خوف پیدا ہوتا ہے۔

ہم سب ایک ایسے منظر کا مشاہدہ کر رہے ہیں جہاں باورچی خانے کے کھانے پینے کی اشیاء کو (d) پیسنے جیسے دنیاوی مکینیکل کام بجلی سے چلنے والی مشینوں اور روبوٹائزڈ پلانٹس کے ذریعے کیے جا رہے ہیں اور برائنڈز کے ذریعے فروخت کیے جا رہے ہیں جو کہ انسانی باتھوں سے آسانی سے کیے جا سکتے ہیں اور ترقی یافتہ دنیا کی حکومتوں کو تنہائی اور بے روزگاری کے مسئلے سے نمٹنے میں مدد فراہم کر سکتے ہیں جس سے ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک میں بجلی کی قلت پیدا کرنے میں مدد ملے گی۔ بجلی کی پیداوار

صفائی جسے خاندانی اور معاشرے کی سطح پر آسانی سے حل کیا جا سکتا ہے ایک بین الاقوامی (1.H) مسئلہ بن چکا ہے جس کی تعریف اس حقیقت سے کی جا سکتی ہے کہ اقوام متحدہ نے ماضی قریب میں جو کہ "Take Poo to the Loo" صفائی اور حفظان صحت کے حوالے سے ایک بہت بڑا پروگرام بیت الخلاء تک لے جانا ہے کے عنوان سے شروع کیا تھا، اور بہت سے لوگوں کو فنڈز فراہم کیے تھے اور اس کے ذریعے ملک میں انسانی حقوق کی تعمیر کے لیے کھلے عام فنڈز فراہم کیے گئے تھے۔ اس کے نتیجے میں کروڑوں بیت الخلاء کی تعمیر ہوئی ہے اور کھلے عام رفع حاجت پر تنقید کرنے والے متعدد اشتہارات ہیں۔

اس فلیگ شپ پروگرام کے بعد بھی ہم نے پوری دنیا میں وائرس اور بیکٹیریا کی لہروں کے بعد لہریں دیکھی ہیں جو اس بات کی عکاسی کرتی ہیں کہ یہ پروگرام نہ صرف بری طرح ناکام ہوا ہے بلکہ اس نے دنیا میں مزید گندگی / غلاظت / کوڑا کرکٹ اور غیر صحت مند حالات پیدا کیے ہیں جو وائرس اور بیکٹیریا کے منڈلانے اور پھر وبائی امراض کے بڑھنے کے لیے موزوں ہیں۔

اس اجتماعی ادارے (متحدہ قوم) کی وائرس کے پھیلاؤ پر قابو پانے، کنٹرول کرنے اور اسے ختم کرنے میں ناکامی اور اس کے نتیجے میں پھیلنے والی وبائی بیماری (پچھلے دو تین سالوں میں یکے بعد دیگرے) دنیا کی قیادت کرنے میں اس ادارے اور اس سے وابستہ رہنماؤں کی نااہلی کو ظاہر کرتی ہے۔ یہ صفائی کے مسئلے اور دیگر بنیادی مسائل کو حل کرنے کے لیے ایک عملی راستہ فراہم کرنے کے لیے ایک نئے نقطہ نظر، نئی سوچ اور اجتماعی کوشش کا مطالبہ کرتا ہے۔

وائرس: 'ورچوئل انٹیلی جنس بازیافت انٹر سیج' کا مخفف ہے، جو عام طور پر ناپاک حالات کی وجہ سے بڑھتا، ترقی کرتا، پھیلتا اور پھر بدل جاتا ہے۔ یہ کسی بھی ثالثی سے بالاتر ہوگا کہ بڑے پیمانے پر بیت الخلاء کی تعمیر کے بغیر (جو پائپ کچن گیس کی بلا تعطل فراہمی، مفت ایل پی جی سلنڈر، مفت راشن، اور رقم کے لین دین کی ڈیجیٹلائزیشن سے ثابت ہوا) کے بعد ممالک کا لاک ڈاؤن ممکن نہیں تھا۔ کیا یہ اس بات کی نشاندہی نہیں کرتا کہ صفائی ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر نہ صرف اقوام متحدہ بلکہ ہم سب کو مقامی علاقائی، قومی سطح پر اپنے صحت مند اور خوشگوار مستقبل کے لیے سوچنے اور غور کرنے کی ضرورت ہے؟

اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ اقوام متحدہ کا صفائی کا پروگرام کامیاب ہے تو صورت حال کو تشویشناک (1.K) کہا جا سکتا ہے اور کافی شکوک و شبہات پیدا کر سکتے ہیں کہ ایسی وبا اور وبائی امراض پھیلنے کے نام پر پولیس اور انتظامیہ کے ذریعے لوگوں کو ہینڈائز کرنے، دہشت زدہ کرنے اور کنٹرول کرنے کی منصوبہ بند مشق ہے۔

یہ بات عام فہم ہے کہ جو لوگ ویکسین بنا سکتے ہیں وہ وائرس بھی بنا سکتے ہیں اور وہ چالاک فن کے ماہر جو دوسروں کے مصائب سے کمانا چاہتے ہیں وہ اسے آسانی سے تیز نقل و حمل کے مختلف طریقوں اشتہارات اور ماہرین کے ایک پینل کے ذریعے معاوضہ بحث کے ذریعے پھیلا سکتے ہیں اور لوگوں کو مصنوعی ذہانت کے ذریعے بیمار ہونے پر راضی کر سکتے ہیں۔

یہ عام علم ہے کہ وائرس کا سائز دو نینو میٹر سے لے کر چار سو نینو میٹر تک ہوتا ہے اور بیکٹیریا کا سائز ایک مائیکرو میٹر ہوتا ہے، جسے کسی بھی ماسک کے ذریعے زیادہ عرصے تک منتقل ہونے سے نہیں روکا جا سکتا، لیکن بدقسمتی سے کئی ماہرین بیماریاں روکنے کے لیے ماسک کے بیئرنگ پر رائے دے رہے ہیں۔ ماسک پہننے کے اس طرح کے دلائل کو قدیم زمانے سے سنتوں / راہبوں نے رد کیا تھا جو برہنہ ہوکر چلتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انسانی جسم پورے ارتقاء کا ثمر ہے اور خدا نے اسے تمام دفاعی طریقہ کار اور موافقت کی صلاحیتیں سونپی ہیں اور پھر خدا ہم میں سے ہر ایک کا خیال رکھتا ہے۔

اس کے علاوہ یہ لوگ جو ماسک پہننے کی حمایت کرتے ہیں اس وقت سب سے بڑے جرم کا حصہ بن گئے جب ان کے بہانے پولیس اور انتظامیہ نے 'تنگے سنتوں/بھکشوؤں' کو ماسک پہننے پر مجبور کیا اور ماسک نہ پہننے کی صورت میں جرمانہ وصول کیا، یہ جرم اس جرم کے برابر ہے جو راون کے ٹیکس وصول کرنے والوں نے ناگا سادھوؤں سے خون کی وصولی کے وقت کیا تھا۔ (ناگا سادھو)۔ کیا فطری قوانین کی خلاف ورزی کو کسی فرد، گروہ اور ملک کی طرف سے سراہا جا سکتا ہے یا خواہ وہ متحدہ قوم ہی کیوں نہ ہو؟

یہ بات نوٹ کی جاسکتی ہے کہ پچھلے دو تین سالوں میں کئی ممالک کے سرکردہ رہنما بیماری، ماسک ویکسین وغیرہ کے بارے میں اپنے بار بار بدلتے ہوئے بیانات اور ہر فون کال پر اس کی مسلسل چہچہانے کی اجازت دینے، عوامی اعلانات جو کہ اپنے شہریوں کی فکر کرنے کی بجائے کسی کو خوش کرنے کی

کوشش کے طور پر نظر آتے ہیں، کی وجہ سے اپنا چہرہ اور وقعت کھو چکے ہیں۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ ایسے بہت سے لیڈروں کے چہرے پتھرا گئے (بے تاثر)، آواز کھری/موٹی اور مسکراہٹ پلاسٹک، کیا اس کی تعریف کی جا سکتی ہے؟

پچھلے سو سالوں میں پوری زمین کی صفائی اس حد تک ختم ہو گئی ہے کہ چند اعلیٰ درجے کے (1.N) لوگ اس کے امیروں، شاہی خاندانوں اور مذہبی سربراہوں اور دیگر خونی لوگوں کے ساتھ اپنے خلائی جہاز کے پروگرام کے ذریعے زمین سے دوسرے سیاروں جیسے مریخ/ مشتری پر اپنی بنیاد منتقل کرنے کا سوچ رہے ہیں۔ اس کے برعکس کچھ دوسرے اعلیٰ لوگ سمجھتے ہیں کہ دوسرے سیاروں پر جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں بس اسی نوے فیصد لوگوں کو زمین سے ختم کرنا ہے اور زمین پر چیزوں کو بالکل درست کرنے کے لیے انسانوں کو توازن پر قابو پانا ہے، جسے یہ نام نہاد اعلیٰ درجے کے لوگ محسوس کرتے ہیں کہ عالمی سپروائزری کنٹرول اور ڈیٹا مینجمنٹ کے ساتھ لوگوں کو منظم کر کے آسانی سے کیا جا سکتا ہے۔ گلوبل سپروائزری کنٹرول اور ڈیٹا مینجمنٹ جیسے نظام کے ساتھ کوئی بھی آسانی سے کنٹرول کر سکتا ہے: "لوگوں کی آسانی اور بیماریاں، ان کے مزاج اور موڈ میں تبدیلی، جسم اور اینٹی باڈیز، زندگی اور موت، جو پہلے لوگوں کو ایک یا دوسری بیماریوں سے متاثر کر کے عمل میں لائی جا ریڈیو-RFID) سکتی ہیں، پھر مسلسل دیکھ بھال کے بہانے، لوگوں کو ایک یا زیادہ ویکسین لگا کر فریکوئنسی اور سوسائٹی کی ایک زیادہ فریکوئنسی کا مسئلہ ہے (- اقوام متحدہ کے مقابلے میں اور معاشرے کی طرف سے مناسب وزن دینے کے مستحق ہیں۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ (دنیا کی) زیادہ تر حکومتیں لابیوں کی خواہشات اور خواہشات کے مطابق (پی. 1) منصوبہ بندی کرتی ہیں خواہ وہ خام تیل، بجلی (کوئلہ، تیل، گیس، ہائیڈل، ونڈ، سولر، نیوکلیئر، ہائیڈروجن یا حتیٰ کہ ہائیڈرو گیس وغیرہ سے)، آٹوموبائل، سیمنٹ، اسٹیل اور دیگر دھاتیں، ہسپتال اور ادویات، چینی اور خوردنی تیل کی ضرورت کے طور پر کھانے پینے کی اشیاء کی ضرورت نہیں ہے۔ کیا یہ حیرت کی بات نہیں ہے کہ جمہوری ممالک کی تقریباً تمام حکومتیں عوام سے اقتدار حاصل کرتی ہیں لیکن پرائیویٹ کے سپرد کر دیتی ہیں؟ ایسے میں یہ بالکل واضح ہے کہ ممالک نجی پارٹی کے حکم پر تیار ہونے کا ارادہ کرتے ہیں اور پھر عوام کو کچھ ٹوفی، لالی پاپ اور چاکلیٹ کے ساتھ مجبور کرتے ہیں۔

کم از کم پچھلے پچاس برسوں سے ایسی زیادہ تر حکومتیں اپنی معیشت کا راستہ کھو چکی ہیں۔ ستم ظریفی کو اس حقیقت سے سراہا جا سکتا ہے کہ ایک طرف تو بہت سے ممالک ہمیشہ یہ فکر ظاہر کرتے ہیں کہ ان کے غیر ملکی ذخائر کا زیادہ سے زیادہ حصہ خام تیل خریدنے پر خرچ ہو جائے لیکن دوسری طرف اپنے ملک میں کئی گنا ڈیزل/پیٹرول سے چلنے والی گاڑیوں اور مشینوں کی اجازت دے دیں۔

پہلی مثال میں الیکٹرک گاڑیاں متبادل معلوم ہوتی ہیں لیکن جب کوئی گاڑی کی تیاری اور باقاعدگی سے چارجنگ سائیڈ پر جاتا ہے تو پھر یہ اتنے ہی مہنگے، آلودگی سے بھرے اور غیر ملکی پر منحصر عمل پائیں گے۔ ایسی صورت حال میں، کیا اقتصادی کارروائی کی توقع کی جا سکتی ہے جو ماحولیاتی نظام کا خیال رکھتی ہے؟ ہم (معاشرہ) چیک اینڈ بیلنس رکھنے کے لیے کیا کر سکتے ہیں تاکہ ہمارا ماحول بہتر ہو؟

چند دولت مندوں کے زیر کنٹرول دانشوروں کے سائلوس، سابق۔ رائل، خود ساختہ مذہبی اور سیاسی (1.T) طاقت کے مراکز اپنی بالادستی کو برقرار رکھنے کے لیے دانستہ یا نادانستہ توانائی، پیسے، تازہ ہوا اور پانی کے معمول کے بہاؤ کو محدود کرتے ہیں اور اس طرح پوری دنیا کو ناقابلِ رہائش بنانے میں حصہ دار بن جاتے ہیں۔ اس طرح کے حالات زیادہ تر ممالک میں رائج ہیں بنیادی طور پر اس تصور کی وجہ سے کہ حکومت مکمل طور پر طاقتور ہے اور وہ سب کچھ کرے گی اور عوام اگر خود کچھ کرے گی تو وہ مداخلت ہے اور قابلِ سزا فعل ہے۔

مثال کے طور پر، بہت سے ممالک میں، میونسپل باڈی نے لوگوں کی شرکت کو ختم کر دیا، جب کہ انتظامی خدمات لوگوں کو رعایا کے طور پر حوالہ دیتی رہتی ہے، اور اس جگہ پر کام کرتی ہے جیسے کہ حکمران اور حکمران، مینیجر اور انتظام کیا جا رہا ہے، جب کہ مختلف ریاستی حکومتوں کے وجود نے یہ معاملہ کم و بیش جاری رکھا ہے جیسا کہ اس سے قبل پرنسلی ریاستوں میں بھی رائج تھا اور ان تینوں ریاستوں کو بھی یہ ثابت کیا گیا تھا کہ یہ بنیادی طور پر قائم ہیں۔ صفائی اور حفظان صحت، جسے دوسری صورت میں معاشرہ آسانی سے برقرار رکھ سکتا ہے۔

- "سٹیامیو (a): صفائی کے مختلف پہلوؤں کی مزید تعریف کرنے کے لیے کوئی یہ دیکھنا پسند کر سکتا ہے جیتے سیزن 2 | قسط 3 | اپنا کچرا ضائع نہ کریں | مکمل ایپیسوڈ (انگریزی سب ٹائٹلز)، 16 مارچ 2014
https://youtu.be/ISO_FCBZl_w,

لاک ڈاؤن کے بعد، ہم بہت سے ممالک کے ٹوٹ پھوٹ کا مشاہدہ کر رہے ہیں جو کہ دوسرے ممالک (1.2) اور بین الاقوامی بینکوں سے لیے گئے قرضوں کا سود بھی ادا نہ کر پا رہے ہیں۔ اس نازک مالی حالت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ممالک پٹرولیم مصنوعات، کھانا پکانے والی گیس وغیرہ سمیت ضروری اشیاء کی مستقبل میں درآمد کو روکنے پر مجبور ہوں گے جو کہ ٹرانسپورٹ سیکٹر اور ادویات، خوراک، کھانا پکانے کی گیس اور دیگر ضروری اشیاء سمیت پوری سپلائی چین کی خرابی کا سبب بن سکتے ہیں۔

کیا مندرجہ بالا منظر نامہ اس بات کی نشاندہی نہیں کرتا کہ طرز زندگی میں نہ صرف ذاتی سطح پر بلکہ سماجی، قومی اور عالمی سطح پر بھی مستعدی کا اطلاق کرنے کی وجوہات ہیں، خاص طور پر سری لنکا جیسے ملک میں ایندھن کے تیل، کوکنگ گیس کے حالیہ بحران کے بعد جہاں ایک سال میں پانچ ہزار ملی میٹر بارش ہوتی ہے اور گہرے جنگلات اور آگ کی لکڑی کی کثرت ہوتی ہے۔

کیا یہ منظر نامہ آٹوموبائل کی خریداری اور دیکھ بھال کے لیے پرموشنل سرگرمیوں کو روکنے کا نہیں کہتا، مثلاً آسان قرض، گاڑیوں کے ٹیکس فری مینٹیننس الاؤنس، بیلنس شیٹ میں فرسودگی کے فوائد، کسی فرد، معاشرے اور ملک کے لیے لاگت کے فائدے کے تجزیے کو نظر انداز کرتے ہوئے دس پندرہ سالوں میں آٹوموبائل کا متروک ہونا، آٹوموبائل سیکٹر میں قانون سازی میں نرمی، قانون سازی کے لیے قانون سازی میں ترمیم۔ سڑک، پٹرولیم اور متعلقہ مصنوعات وغیرہ کی خرید و تقسیم میں ٹیکس کی رقم کا بڑا حصہ موڑنا۔

کب تک ہم عوام، ملک کے مالکان خواہشات اور خواہشات کے تابع رہیں گے یا ان منافع خوروں کے ہاتھ میں پیادہ بنے رہیں گے جو بظاہر اندھے ہوچکے ہیں اور اپنے اجتماعی (بشمول اپنے) تاریک اور تاریک مستقبل کی تعریف نہیں کر سکتے؟

جب بنیادی روزی روٹی اور بنیادی بقا کا سوال بھی آتا ہے تو عوام کے لیے اپنے اڈے میں یا غیر فعال رہنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ ہو سکتا ہے کہ ہمیں چولہا/چولہ میں آگ کی لکڑی اور لکڑی کے کوئلے کا استعمال دوبارہ شروع کرنا پڑے۔ چولہا (چولہا) کو فروغ دینے اور آگ کی لکڑی کی فراہمی کے لیے جنگلات لگانے سے بھی مجموعی طور پر جنگلات کی افزائش میں مدد ملے گی، کیونکہ جب مانگ بڑھے گی تو لوگوں کو لکڑی کے لیے درخت لگانا چاہیے۔ ظاہر ہے کہ جب لکڑی کی مانگ بڑھے گی تو یہ زیادہ سے زیادہ درختوں کے ڈھکنے کا مطالبہ کرے گا جس سے روزگار کے مواقع پیدا ہوں گے اور ہریالی میں اضافہ ہوگا۔

مزید یہ کہ اس قسم کے بحران سکوتر اور موٹر سائیکل کی بجائے سائیکلوں اور گھوڑوں کو ترجیح دینے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ معاشرہ نہ صرف پانی بلکہ دیگر تمام بنیادی چیزوں کا انتظام اپنے ہاتھ میں لینا پسند کر سکتا ہے۔

:- پرانے زمانے کے عقلمندوں میں عام بحث(2)

اور اس کے نتائج کا شکار ہوتے رہتے (SMOG (smoke + Fog) دہلی جیسے میٹرو میں لوگ (2.A) ہیں، اور دنیا گلوبل وارمنگ اور سمندر کی سطح میں اضافے کی باتیں کرتی رہتی ہے اور پروٹوکول کے بعد پروٹوکول کو آگے بڑھاتی ہے، چاہے وہ پیرس پروٹوکول ہو یا ڈیووس اعلامیہ، لیکن جب آسٹریلیا یا افریقہ کے جنگلات یا امازون میں کروڑوں جانوروں کی ہلاکتیں ہوتی ہیں تو ہمیں شاید ہی کوئی آواز سنائی دیتی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ بہت سے عالمی رہنما گاندھی جی کے تین بندروں کے اصول کی پیروی کرتے ہیں "جب سنگین ماحولیاتی جرم کا ارتکاب ہوتا ہے تو کوئی آگ نہیں دیکھتا رونے کی آواز نہیں سنتا اور کوئی لفظ نہیں بولتا۔" پچھلے سو سالوں میں یا اس کے بعد یہ دیکھا گیا ہے کہ گرمی یا نادانستہ غلطی کی وجہ سے کئی بار آگ لگ جاتی ہے لیکن اکثر جنگل میں آگ لگ جاتی ہے یا تو لکڑیوں کو کاٹنے کے لئے لکڑیوں کو چھپانے کے لئے شروع کیا جاتا ہے۔ جنگلوں میں آگ بڑے اور ادارہ جاتی جرم کو شروع کرنے کے لیے پیدا کی جاتی ہے تاکہ علاقے کو کان کنی کے لیے صاف کیا جا سکے اور ساتھ ہی کان کنی میں کسی مقامی رکاوٹ سے بچنے کے لیے۔

، صفا ئی اور حفظان صحت کے لیے فکرمندی ظاہر کرنے کے لیے جو کہ ماحولیات کے لیے ہے (2.B) ملک ایک کے بعد ایک کروڑوں پودے لگائیں اور انہیں ختم یا مرنے دیں تاکہ اگلے سال بھی فطرت کے لیے وہی فکر دہرائی جا سکے۔ جیسا کہ چھتیس فیصد درختوں اور جنگلات کے احاطہ کے دستاویزی اور مستند تقاضوں کے برخلاف، مثال کے طور پر ہندوستانی حکومت اس کے بائیس فیصد ہونے کا دعویٰ کرتی ہے، (سال 2022 میں)، تاہم یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ درختوں کی کافی کم کوریج کے اس اعداد و شمار کو غلط قرار دیا گیا ہے اور ملک میں درختوں اور جنگلات کا اصل احاطہ محض چودہ فیصد ہے۔

کچھ بھی ہو، جنگل کا کنٹرول قبائل سے شہر کے باشندوں، شہر کے باشندوں سے بادشاہت/حکومت کے پاس منتقل ہونے کے بعد جنگلات اور درختوں کے ڈھکن کے حالات ابتر ہو گئے ہیں؟ آزاد ہندوستان میں سبز انقلاب کے نام پر جنگلات کا احاطہ اکتیس فیصد سے کم کر کے انیس فیصد کر دیا گیا تاکہ زراعت کے لیے زمین فراہم کی جا سکے، پھر اسے صنعت کے قیام، سڑکوں، ریلوے لائنوں کی تعمیر، کان کنی یا سولر پینل لگا کر گرین انرجی فراہم کرنے کے لیے یا پھر ایک بڑی تعداد میں مزید کم کر دیا گیا، یا پھر حکومت/پی پی کے وزیر کو زمین کے بغیر لیبر کے لیے زمین کی پیشکش کی گئی۔

۔ حقیقت کی تعریف کرنے کے لیے مستند لٹریچر دیکھا جا سکتا ہے کہ کس طرح حملہ آوروں کے (2.C) بعد حملہ آوروں کو طاقتور گنگا اور گنگا کے طاس کے گھنے جنگل نے مگدھ سلطنت (پاٹلی پتر-پٹنہ) کے مرکز سے دور رکھا۔ گنگا کے اس انتہائی زرخیز بیسن میں جہاں گھنے جنگل شیروں اور ازگروں کو قدرتی اہمیت فراہم کرتے تھے اب بکریوں اور اونٹوں کو راستہ بناتے ہوئے صحرا کی طرح دکھائی دیتے ہیں۔ صحیفوں میں جنگلات اور درختوں کے احاطہ میں مختلف حسابات اور ریکارڈ کے مطابق 37 فیصد تقسیم ہونا ضروری ہے جس کی تقسیم انسانی جسم میں بال اور کیپلس کی طرح ہوسکتی ہے۔

پورے ہندوستان کی زیادہ تر زرخیز پٹی بہت تیز رفتاری سے بنتی ہوئی ریگستانی دکھائی دیتی ہے، کیا اسے صحت مند اور خوش کن تجویز کہا جا سکتا ہے؟ اس صورت حال میں کیا کوئی منصوبہ ساز، سیاسی اور مذہبی نظام کے کردار کی تعریف کرسکتا ہے؟ ہوسکتا ہے کہ ہمیں بہت سوچ سمجھ کر معاشرے اور اس کے بنیادی مذہب کو زندہ کرنا پڑے؟

۔ ہم جن کو توانائی، مشینیں اور روٹی فراہم کر کے انسانیت کی مدد کرنا سمجھتے ہیں، وہ ایسا نظر (2.D) نہیں آتے بلکہ مدد کے نام پر یہ نہ صرف انسانیت بلکہ پورے ایکو سسٹم کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔

کسان ایک ایسی کمیونٹی ہے جس پر ہمیں زیادہ سے زیادہ بحث کرنی ہے۔ وہ غریب کیوں ہیں، حالانکہ یہ سننے میں عام ہے کہ کسان بہت محنت کرتے ہیں؟ یہ کسانوں کا پاگل پن، شیطان کی طرح ظلم کا کرما ہے جو کسانوں کو سب سے زیادہ لعنتی کمیونٹی بناتا ہے، نتیجتاً غربت زدہ اور بدحال۔ اگر ہم اس مسئلے کو وجہ اور اثر کے نقطہ نظر سے دیکھیں تو یہ واضح کیا جا سکتا ہے کہ کسانوں کی پریشانیوں میں کوئی غیر معمولی بات نہیں ہے۔

کسان درختوں کو کاٹتا ہے اور بڑے درختوں کو اگنے نہیں دیتا اس لیے زمین کو پیاسا بناتا ہے، وہ بیل ڈالتے ہیں، وہ گائے کو انتہائی بھیانک طریقے سے استعمال کرتے ہیں (مصنوعی حمل، آسانی سے ملچنگ کے لیے ان کو پٹھوں میں نرمی کا ٹیکہ لگانا جو گائے کو زہریلا بنا دیتا ہے جس کی وجہ سے تمام گدھ مارے جاتے ہیں۔ ایک قدرتی صفائی کرنے والا) (اور جب وہ اپنا دودھ پینا بند کر دے تو اسے چھوڑ دیں۔ موت یا قصاب پر ختم۔ ان کسانوں اور دودھ کے پروڈیوسروں کو کسی نہ کسی وجہ سے دودھ میں کاسٹک سوڈا ملانے اور سبزیوں پر درد کش ادویات وغیرہ چھڑکنے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

اگرچہ کسان ناشتہ بنانے میں لوگوں کی مدد کرتے ہیں لیکن انہوں نے تمام سانپوں کو مارنے میں کوئی اعتراض نہیں کیا اس طرح زہر کی جگہ زہر کو سانپوں کے سر میں مرتکز رہنے دیا گیا۔ سانپ کسی کے دشمن نہیں ہوتے۔ وہ ہماری پائیداری کے برابر کے شراکت دار ہیں۔

زمین کو زہر آلود کرنے میں کسانوں کے برابر کے شراکت دار پائے جاتے ہیں جو ریسرچ لیبز میں کیڑے مار ادویات، کیڑے مار ادویات اور جڑی بوٹی مار ادویات بنا رہے ہیں۔ یہ کسانوں اور ایک معاشرے کے طور پر ہم سب کا اندھا پن ہے جو ہمیں درپیش زیادہ تر مسائل کا سبب بن رہا ہے۔ اس کے مختلف پہلوؤں قسط 8 | زہریلا کھانا | S1 کی مزید تعریف کرنے کے لیے آپ "ستیمایو جیتے

۔ یہ ایک معروف حقیقت ہے کہ آزادی اور ہر موقع بہت سی ذمہ داریوں کے ساتھ آتا ہے اور جو (2.E) لوگ اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے میں ناکام رہتے ہیں وہ آزادی سے محروم اور بدحال ہو جاتے ہیں۔ واضح رہے کہ کاشتکاری کے علاوہ کہیں بھی پیداوار ان پٹ سے زیادہ نہیں ملتی، کسان ایک بیج بوتے ہیں اور سینکڑوں پیداوار حاصل کرتے ہیں۔ اس حقیقت نے قیاس کیا ہے کہ کسانوں کو خوش اور سست بنا دیا ہے، جس میں وہ بڑے خاندانوں، دھوم دھام اور تہواروں میں شامل ہیں۔ اسے ہندوستان جیسے ممالک میں بڑی آبادی، غربت، محکومی اور بدحالی کی ایک اہم وجہ بھی سمجھا جا سکتا ہے۔ وہ کسان اور ایجنٹ جو بنیادی اخلاقیات کو نظر انداز کرتے ہوئے ضرورت سے زیادہ کاشتکاری میں ملوث ہوئے سیلاب، خشک سالی، مٹی کے کٹاؤ، زیر زمین پانی کی سطح گرنے، صحرائی اور دیگر تمام متعلقہ مسائل اور اس کے نتیجے میں زرعی ممالک کی تباہ حال معیشت کے مکمل طور پر ذمہ دار ہیں۔

ہو سکتا ہے کہ ہم نے غذائی تحفظ حاصل کر لیا ہو لیکن ہماری پھلوں کی ٹوکری بڑی حد تک خالی (2.F) ہو گئی، ہو سکتا ہے کہ غذائی اجناس کی ضرورت سے زیادہ اہمیت اور پھلوں کے لیے تشویش کم ہو جائے۔

سوال صرف کنٹریکٹ فارمنگ اور آرگینک فارمنگ کا نہیں ہے بلکہ یہ بھی ہے کہ کتنی کاشتکاری، کہاں اور کس قسم کی، سوال یہ بھی ہے کہ زرعی پیداوار، جنگلاتی اشیاء اور دستی خدمات کی فروخت کی لاگت کا حساب کیسے لگایا جائے۔ ایک نظر صنعتی پیداوار اور مشاورتی خدمات جیسے وکیل، ڈاکٹر اور تعلیمی کوچنگ۔ اس کے علاوہ قرضوں، کریڈٹ کارڈز اور بیمہ کی سہولتوں اور اس کے سروس چارجز اور سود کی شرحوں کا سوال بھی باقی ہے جو کسانوں اور زراعت سے جڑے لوگوں کو بے حد تکلیف اور تکلیف کا باعث بن رہا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم نچلی سطح سے لے کر اعلیٰ ترین سطح تک استثنیٰ کے ساتھ نظام کو توڑ رہے ہیں؟

چونکہ کوئی بھی ملک زراعت کے بغیر زیادہ دیر تک زندہ رہنے کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اس لیے معاشرے کو کھیتی باڑی اور جنگلات کے درمیان فطری توازن قائم کرنے کے بارے میں سوچنا ہوگا چاہے وہ ہم سب کے لیے ناخوشگوار اقدامات اور مشکلات کا تقاضا کرے۔ بابا اور زراعت (رشی اور کرشی) اس وقت تک قابل احترام رہ سکتے ہیں جب تک کہ زراعت اپنے آپ کو ثقافت کے طور پر برقرار نہیں رکھتی، لیکن ایک بار جب یہ قدرتی تال کی بنیادی باتوں کو بھول جائے اور بیل کو بیل میں تبدیل کر دے تو یہ تباہ ہو جائے گی۔

۔ ظاہر ہے کہ پکا ہوا مال گائے کے قبیلے کا کھانا ہے اور پکا ہوا مال کتے، مینڈک، بطخ، مرغی (جی. 2) وغیرہ کے قبیلے کا کھانا ہے، اگر بروقت پہنچا دیا جائے، ورنہ اگلے دن ضائع ہو جاتا ہے۔ گھر گھر کوڑا اٹھانے میں میونسپل کی شمولیت کے نتیجے میں ڈمپ یارڈوں میں اس سے کہیں زیادہ کچرا پڑا ہے جس کی صفائی کا دعویٰ کرتا ہے۔ اس طرح ہم سب سے پہلے فضلہ پیدا کرتے ہیں اور معاشرے میں صفائی اور حفظان صحت کے مسائل پیدا کرتے ہیں۔

دیہاتوں میں وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم وقت پر گائے، بھینسوں اور پکے ہوئے کھانے کے فضلے کو کتے اور گائے کو بغیر پکے ہوئے کھانے کا فضلہ (جیسے سبزیوں کی باقیات) دے دیں تو سب سے پہلے بائیو ڈی گریڈ ایبل کچرا جمع نہیں ہوگا۔ مزید برآں اگر ہم پلاسٹک یا تھرموکول کی اشیاء کی جگہ ڈسپوزیبل مٹی کے کپ، طشتی اور درختوں کے پتوں کی پلیٹیں، دوبارہ قابل استعمال تھرموس فلاسک / دھاتی پانی کی بوتل استعمال کرتے ہیں تو سب سے پہلے غیر بائیوڈیگریڈیبل فضلہ / سکریپ کو بھی کم کیا جائے گا۔

لیکن گاؤں میں وہ اپنے آپ کو اس گندگی سے نمٹنے کے قابل نہیں پاتے ہیں جسے یہ اخبارات، میڈیا، اخلاقیات کے مبلغ، لاتعداد انتخابی تقاریر، مذہبی اداروں کے لاؤڈ اسپیکر اور انٹرنیٹ مسلسل نوجوانوں کے ذہنوں کو پھینک کر آلودہ کر رہے ہیں، جس کے نتیجے میں لوگ بیمار ہو رہے ہیں اور عام وقت میں بھی اونچی آواز میں اور غصے میں بات کرتے ہوئے دیکھے جا سکتے ہیں۔ گاؤں والوں کا کہنا ہے کہ یہ ایک ایسا علاقہ ہے جہاں حکومت/سماج کو صفائی پر توجہ دینی چاہیے۔

اگر ہم بہت سے قصبوں، شہروں اور میٹرو کے رہائشی علاقوں کی طبعی حالت کا جائزہ لیں تو یہ (2.H) کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے خود کو سیمنٹ اور کنکریٹ کے جنگل میں تبدیل کر لیا ہے، جن میں سے بہت سی کچی سڑکیں، گلیاں اور بذریعہ سڑکیں ایسی ہیں جو مچھروں، بیکٹیریا اور وائرس کی بڑے پیمانے پر افزائش کے لیے کافی افزائش کی سہولت فراہم کرتی ہیں، اگر غیر مہذب اور خطرناک نہ ہوں۔ بہت سی کالونیوں کو خالی پلاٹوں کے طور پر دیکھا جا سکتا ہے جو کوڑا پڑ جاتا ہے اور مچھروں کی افزائش گاہ کا کام کرتا ہے۔

انتظامیہ کی طرف آتے ہوئے، شاید ہمیں بے بسی کا سانس لینا پڑے کہ بہت سے تھانوں میں عدالتی کارروائی مکمل نہ ہونے کی وجہ سے ضبط کی گئی گاڑیوں کا بہت بڑا ذخیرہ پایا جاتا ہے، جو کہ سرکاری طور پر مچھروں، بیکٹیریا اور وائرسوں کی افزائش گاہ فراہم کرتے ہیں اور خود کو بیماری فراہم کرنے والے کے طور پر آگے بڑھاتے رہتے ہیں۔

یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ زیادہ تر رہائشی علاقے بزرگوں کے چلنے اور بچوں کے کھیلنے کے لیے کافی کھلی جگہ سے محروم ہیں، مناسب ہاتھ رومز کے ساتھ یا اس کے بغیر یا جوان اور بوڑھے ایک جیسے ہیں۔ کوئی یہ بھی نوٹ کر سکتا ہے کہ حکومت کی طرف سے فلاحی اقدامات متعارف کرانے سے درحقیقت صفائی کے سب سے بنیادی کام میں عوام کی شرکت کو خیرباد کہہ دیا گیا ہے۔

منظر نامے پر نظر ڈالتے ہوئے یہ محسوس کیا جا سکتا ہے کہ عدالتی اور انتظامی خدمات ایسے لوگوں کا مجموعہ ثابت ہو رہی ہیں جن کو پرفارمرز اور شائستہ کی جگہ حاصل کرنے والے اور مغرور کہا جا سکتا ہے، جنہوں نے عوام (حقیقی مالک) کو رعایا کہہ کر، یا حکمرانی کرنے والے یا ان سے تعلق رکھنے والے

مختلف حکمرانوں سے تعلق رکھتے ہوئے اپنی بالادستی برقرار رکھنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ ریاستی حکومت کے وجود نے کم و بیش اس معاملے کو جاری رکھا ہے جیسا کہ پہلے رائج تھا، شاہی ریاست میں میونسپل باڈی نے لوگوں کی شرکت کو ختم کر دیا، اور ان تینوں کو ملا کر صفائی اور حفظان صحت کی دیکھ بھال اور متعدی بیماریوں کے پھیلاؤ کو روکنے سمیت بیشتر کاموں میں رکاوٹ ثابت ہوئی ہے۔ منظر نامے کو دیکھتے ہوئے یہ محفوظ طریقے سے کہا جا سکتا ہے کہ انگریزوں کی طرف سے متعارف کرائی گئی یہ تین لاشیں ترک کر دیے جانے کے لائق ہیں۔ اس علاقے کو معاشرے کی بڑی توجہ اور ہمارے شہر اور ملک کو درست کرنے یا دوبارہ زندہ کرنے کے لیے بڑے اخراجات کی ضرورت ہے۔

جیواشم ایندھن اور بجلی کی ایجاد اور ہماری روزمرہ کی زندگی میں اس کے بڑے پیمانے پر مداخلت (2.K) کے بعد لاٹ بدل گیا ہے۔ زیادہ تر آلودگی نہ صرف ہوا، پانی اور زمین کی بلکہ شور اور اب ضرورت سے زیادہ روشنی (راتوں کے دوران) کو بھی ان کی وجہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ جسے کبھی 'کبیر' کا ایک عجیب خواب سمجھا جاتا تھا۔ "ہم نے دریا/بحر کبیر کے اوپر آگ کا عجوبہ دیکھا" - سمندر میں تیل کے رساؤ اور دیگر آبی ذخائر میں چکنا کرنے والے تیل کی نکاسی کی وجہ سے حقیقت بن گیا ہے؟ چونکہ پانی میں آکسیجن کا عمل سست ہے اس لیے ان تمام فوسل فیول نے آبی ذخائر اور آبی حیات کو زمین کی سطح سے زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔ گرم علاقوں (ٹریپیکل ممالک) میں تیز آکسیڈیشن کی وجہ سے پانی کی صفائی کا مسئلہ سرد ممالک (پہاڑوں اور قطبی خطوں) کے مقابلے میں کم ہے، اس لیے عالمی سطح پر صفائی اور حفظان صحت کو برقرار رکھنے کے لیے ہم اجتماعی طور پر ہمالیہ اور دیگر پہاڑوں سائبیریا، انٹارکٹیکا وغیرہ کی بہت سی چوٹیوں پر انسانی آباد کاری کو ترک کرنا چاہیں گے جیسا کہ کسی بھی وقت اٹارپیکل ممالک کو قبول نہیں کیا جاتا۔ آلودگی کا اندازہ کیے بغیر یونٹوں کو آؤٹ سورس کرنا اس سے پیدا ہونے والے مجموعی منافع کے مقابلے میں پیدا ہوتا ہے۔

خالص اور صاف پانی، ہوا اور خوراک کی دستیابی صرف اسی صورت میں یقینی بنائی جا سکتی ہے جب ہم اپنے طرز زندگی کو بہتر بنانے کے لیے پوری تندی سے کام لیں جو کوئلہ، گیس، تیل اور بجلی سے پہلے کے دور میں رائج تھا اور اب فوسل فیول کے دور میں۔ کیا ہم صحت مند اور خوشگوار زندگی گزارنا پسند نہیں کرتے؟ کیا کوئی اس سے انکار کر سکتا ہے؟

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم مسائل سے بچ کر یا فرار ہوئے یا ٹیٹا سینٹرز کے کنٹرول کے بغیر (2.N) خوشی سے کیوں نہیں رہ سکتے؟ عقلمند کہتا ہے کہ یہ وقت ظاہر کرنے اور اس کے نتیجے میں منفی قوتوں کے خاتمے اور حق پرست قوتوں کی بلندی کا ہے۔ اس لیے فکر کرنے کی زیادہ ضرورت نہیں ہے۔

اس طرح کا کہنا ہے کہ، پچھلے سو سالوں میں، "چائے اور کافی، پیٹرولیم مصنوعات اور اس سے منسلک انجن، بجلی اور اس سے منسلک مشینری" کی ایجاد اور متعارف ہونے کے بعد ہماری عادت یکسر بدل گئی ہے اور یہ ایک بنیادی وجہ ہے جو ہماری، "زمین کھوکھلی، جنگل ختم، زمین، ہوا اور پانی آلودہ" بنا رہی ہے، جس کی وجہ سے زمین پر زندگی کی تمام تر صورت حال پر مشتمل ہو سکتی ہے۔ سمجھدار لوگ بہت زیادہ بحث کر رہے ہیں تاکہ حل تلاش کریں اور وسیع تر غور و فکر کرنے کی تجویز کریں اور درج ذیل کو شامل کریں:

۔ کمال پر بہتری کی گنجائش نہیں ہوسکتی) اگر چیزوں کو بہتر کیا جاسکتا ہے تو یہ کامل نہیں ہوگا۔) کہا (a) جاتا ہے کہ ایک بار حاصل ہونے والا کمال ہر زمانہ، خلا اور توانائی میں اسی طرح رہے گا، یعنی یہ کہ کمال کو ختم نہیں کیا جا سکتا) مثال کے طور پر اگر کوئی ایٹم کی سطح پر پہنچ گیا ہو اور اسے پتہ چلا ہے تو یہ حقیقت وہی رہے (H2O) کہ پانی کے مالیکیول میں دو حصے ہائیڈروجن اور ایک حصہ آکسیجن گی اور علم/حکمت اسی طرح رہے گی، زمین یا پہاڑ کے نیچے پانی کے بارے میں اسی طرح حاصل کیا جائے گا۔ زمین کے اوپر، آج، کل اور ہزاروں سال آگے پانی کے اس کمال کو اگر بہتر بنانے کی کوشش

وغیرہ بن جائے، لیکن پینے کے لیے اور روزمرہ کے استعمال H2O3 یا H2O2 کی جائے تو شاید یہ کے لیے موزوں نہیں رہے گا (یعنی پانی کی سالماتی ساخت میں بہتری لانے کے لیے سخت محنت اور اضافی کوشش کے بعد بھی)۔

اگر کوئی یہ کہے کہ کامل چیزوں یا وجود میں بھی بہتری کی گنجائش ہمیشہ باقی رہتی ہے تو یہی لوگ بھولے بھالے یا فانی دنیا میں رہتے ہیں، مزید کہتے ہیں کہ اگر کوئی فرد یا گروہ اپنے آپ کو کمال تک برقرار رکھنے اور برقرار رکھنے کی کوشش نہ کرے تو وہ فرد، گروہ یا ملک اور حتیٰ کہ پوری تہذیب کا ریزہ ریزہ ہونا یقینی ہے۔

روحانی دنیا کے لوگ کہتے ہیں کہ ہندوستان اور دوسرے ممالک میں ایسا ہی ہے۔ ایک بار گرنے یا اوپر سے پھسلنے کے بعد یہ بالکل واضح ہے کہ چوٹی پر واپس آنے کے لیے بہت زیادہ توانائی اور وقت، صبر اور استقامت کی ضرورت ہوگی (کہا جاتا ہے کہ گرنا ہمیشہ اٹھنے سے آسان ہوتا ہے)۔

ممکن ہے کہ گرے ہوئے لوگوں میں سے چند ایک اپنا سب کچھ کھو بیٹھیں اور اپنا اوپر کا سفر شروع سے دوبارہ شروع کر دیں اور ان میں سے بہت کم لوگ پچھلی تہذیب کی کچھ باقیات تلاش کر کے یادداشت کی بنیاد پر اپنا سفر دوبارہ شروع کر پائے ہوں۔ عقلمند کہتا ہے کہ اگرچہ یہ بڑے واقعات ہیں لیکن دنیا اسی طرح چلتی ہے اور سائیکل دہرائی جاتی ہے۔

(ب) کہا جاتا ہے کہ

،"بندی- بندو اور ہندوستان "سنسکرت کے اپبھرنش (کرپٹ ورژن (ہیں- سناتن (دھرم (اور سنسار (بھارت)" جس نے انسانیت کے لیے مزید مسائل پیدا کیے ہیں اور پھر اس نے حل کیا ہے، سنسکرت، سناتن دھرم اور سنسکرت کے اس اپبھرنش (بدعنوان (ورژن کی وجہ سے بخارات کا اخراج ہوا ہے، جس کی ذمہ داری تقریباً ہم سب کی ذمہ داری ہے۔ بے بسی سے اخلاقیات، آداب اور صفائی اور حفظان صحت کی سطح میں مسلسل گراؤ کا مشاہدہ کرنا۔

وہ دھرم جو دنیا کے اتحاد کو ایک خاندان کی طرح سمجھتا ہے اور اس طرح حصہ ڈالتا ہے جیسے خاندان کے ہر فرد نے گھر میں کیا اور اپنی ضرورت کے مطابق حاصل کیا انفرادیت پر تقسیم ہو گیا یعنی آفاقیت کا نمونہ انفرادیت میں شامل ہو گیا۔ یہ ہمارے منافق ہونے کی ایک بنیادی وجہ ہے، نہ صرف گھر میں یا کچرے کے گڑھوں میں بلکہ ہمارے اپنے جسم اور دماغ میں بھی گندگی جمع ہونے کا خطرہ ہے۔ شاید ہم کھڑے ہو کر صفائی شروع کرنا چاہیں گے۔

:- مسئلہ کی مثال (3)

صفائی اور حفظان صحت کے مسئلے کی جڑ کو سمجھنے کے لیے درج ذیل نکات پر غور کیا جا سکتا ہے

،تفتیشی طریقہ کار اور انصاف کے اعلان میں یہ دیکھنے کا طریقہ کار ہے کہ آیا جرم (جسمانی چوٹ چوری اور ڈکیتی، جعلسازی، نقالی، رغبت، قتل یا اس سے زیادہ گھناؤنا جرم) کی اطلاع دی گئی ہے یا میڈیا میں شائع کی گئی ہے لیکن سرکاری طور پر کہیں بھی رپورٹ نہیں کی گئی ہے اسے جرم تصور کیا جا سکتا ہے یا واقعہ کو چھوڑ دیا جا سکتا ہے۔ قیام کے بعد ہی اس ایکٹ کو جرائم کی تفتیش کے زمرے میں ڈالا جا سکتا ہے۔

تمام تحقیقات میں، ایجنسیاں سب سے پہلے یہ دیکھنے کی کوشش کرتی ہیں کہ آیا یہ فعل اپنے دفاع کا نتیجہ تھا، یا محض غصے میں ہوا، یا یہ بدقسمتی سے کسی ذہنی طور پر پریشان اور نفسیاتی مریض کی طرف

سے پیش آیا یا کوئی فعل کسی غمگین شخص کی سرگرمی ہے یا واقعہ ایک منصوبہ بند اور سرد خون کا عمل تھا۔

اگر کوئی ایسی رپورٹس (تفتیشی اور فیصلہ) دیکھ سکتا ہے تو اس بات کی تعریف کرے گا کہ چاہے مجرم جرم کے ارتکاب کے دوران یا جرم کے فوراً بعد یا جاسوسی کے نیٹ ورک کے ذریعے یا دوسرے ذرائع سے پکڑا گیا ہو، فیصلے کی رپورٹ ہمیشہ جرم کے ارتکاب کی تمام ممکنہ وجوہات پر غور کرتی ہے اور ہر ارادے کے امکانات کو رد کرتے ہوئے کسی بھی عمل کو حتمی شکل دے دیتی ہے۔

ہر کوئی اس حقیقت سے اتفاق کرے گا کہ مجرم/مجرم کو تمام امکانات میں تلاش کرنا نسبتاً آسان کام ہے سوائے منصوبہ بند اور سرد خون کے جرم کے۔ منصوبہ بند اور سرد خون کے جرائم میں مسائل پیدا ہوتے ہیں کیونکہ ایسی اکثر کارروائیوں میں تفتیش کار کو کوئی براہ راست ثبوت نہیں ملتا کیونکہ ایسے مجرم جو منصوبہ بند، منظم اور سرد خون کے ہوتے ہیں عام طور پر کوئی ثبوت نہیں چھوڑتے۔

اگر کسی کو تفصیلی تحقیقات کا علم ہو تو اس بات کی تعریف کی جائے گی کہ ایسے تمام معاملات میں سب سے پہلے جرم سے فائدہ اٹھانے والے کا پتہ لگانا اور پیسہ، نام، شہرت، اقتدار کی پوزیشن، قلیل مدتی اور طویل مدتی کے لحاظ سے ان کی آمدن کا پتہ لگانا ہے۔ اسی طرح اس بات کا بھی پتہ لگایا جا رہا ہے کہ دوسرے مریض کون ہیں اور ان کے مصائب کی سطح۔ مزید یہ بھی جاننے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ آیا یہ سرد خونی جرم کئی پرانی دشمنیوں کو طے کرنے کا نتیجہ ہے یا خاندانوں، معاشروں، ملکوں اور پھر یہاں سے مزید تفتیش آگے بڑھ جاتی ہے، جس سے دنیا میں طاقت کے نئے مساوات کو ہوا دینے کا وسیع تر تفصیلات حاصل ہو سکتی ہیں یا نہیں اور بعض اوقات یہ تفتیشی تفصیلات بہت سنجیدہ اور ظاہر کرنے کے لیے بہت خطرناک ہوتی ہیں، اس لیے ایک خفیہ دستاویز بنی رہتی ہے۔

اوپر ایک نکتہ پیش کرنا ہے کہ کیا نامناسب حفظان صحت اور صفائی ستھرائی جس سے بیماریاں، جانی نقصانات، تکلیفیں اور خاندان، معاشرے اور پورے ملک کو معاشی نقصان ہوتا ہے، کو جرم قرار دیا جا سکتا ہے؟ اگر ایسا ہے، یعنی اگر معاشرہ اس کا نوٹس لے تو ایک سوال یہ پیدا ہوگا کہ یہاں پیش کی جانے والی اس پہلی معلوماتی رپورٹ سے نمٹنے کے لیے معاشرے کا طریقہ کار کیا ہو سکتا ہے، کیوں کہ یہاں سماج/ملک کو خود متاثر اور ممکنہ طور پر مجرم بھی قرار دیا گیا ہے۔

جہاں معاشرے/ملک کو اس کے جواب بہت سے ہو سکتے ہیں، لیکن اس طرح کے ایک عام معاملے میں فائدہ اٹھانے تفتیش کار سب سے پہلے، خود متاثرہ اور ممکنہ طور پر ایک مجرم کے طور پر دکھایا گیا ہے والوں کی ایک ممکنہ فہرست تیار کرنا چاہیں گے اور پیسہ، نام، شہرت، اقتدار کی پوزیشن، مختصر مدت کے ساتھ ساتھ معاشرے میں طویل عرصے تک پھیلنے والی بیماریوں کے لحاظ سے بھی۔

اگر اتفاق سے بھی دیکھا جائے تو ڈاکٹر، ہسپتال، دوا ساز کمپنیاں اور منسلک لیبارٹریز، ریسرچ لیبز اور سائنس دان، سینیٹائزر، دستاں، فیس ماسک، مچھروں کو بھگانے والی اقسام، کیڑے مار ادویات، کیڑے مار ادویات، جڑی بوٹی مار ادویات اور ان کی سپلائی کرنے والی مصنوعات کی سپلائی چین اور ان کی سپلائی چین میں ہوتی ہیں۔ صفائی بیماریوں، ہلاکتوں، تکلیفوں کا باعث بنتی ہے۔

نامناسب حفظان صحت اور صفائی کی صورت میں جو کہ بیماریوں کے بڑے پیمانے پر پھیلنے کا باعث بنتے ہیں، اضافی فائدہ اٹھانے والے میونسپلٹی اور اس کا عملہ، پولیس اور انتظامیہ، خیراتی ادارے ہو سکتے ہیں۔ مخیر حضرات، سماجی-سیاسی گروپس اور ان کے لیڈران، میڈیا نیٹ ورک کی تمام شکلیں اور دیگر ڈیجیٹل پلیٹ فارمز، دفاتر اور بینک ٹرانزیکشن وغیرہ کے انتظام میں معاونت کرتے ہیں۔

اگر ہم مندرجہ بالا فہرست کو سنجیدگی سے دیکھیں تو صورتحال خوفناک دکھائی دیتی ہے۔ یہ اس لیے * زیادہ ہے کہ جب کوئی دنیا کی معروف مشاورتی اور سائنسی تنظیموں سے بات کرتا ہے تو پتہ چلتا ہے کہ بیماری کے حالیہ پھیلاؤ کے بعد عالمی لاک ڈاؤن جس کا ہم سنہ دو ہزار انیس سے مشاہدہ کر رہے ہیں اس کے لیے کم از کم بیس سال کی تیاری کا وقت درکار ہے، وہ بھی اس وقت جب کسی کو مختلف بین الاقوامی اداروں کی حمایت حاصل ہو اور فنڈز کا غیر محدود بہاؤ۔

حالات اس وقت خوفناک ہو جاتے ہیں جب یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ اور ان کے ادارے جو دو عالمی جنگوں کا حصہ تھے اب بھی موجود ہیں اور اس مشق کو کسی بھی ہستی، گروہ یا ملک یا یہاں تک کہ مشترکہ طور پر بھی دہرا سکتے ہیں۔ تیاری کی جھلک ہالی وڈ کی چند فلموں، مختلف ویڈیو گیمز، اس ہزار سال کے آغاز پر سامنے آنے والی مختلف خصوصی گفتگووں اور سنہ دو ہزار اٹھارہ میں نشر ہونے والے نیو ورلڈ آرڈر پر چند عالمی رہنماؤں کے انٹرویوز سے دیکھی جا سکتی ہے۔

باباؤں کا کہنا ہے کہ ناپاک اور غیر صحت مند ماحول سے پیدا ہونے والے واقعات کی اوپر کی ہولناک تصویر کشی میں بھی فکر اور خوف کی کوئی بات نہیں ہے کیونکہ فطرت میں چیزیں صرف اسی انداز میں حرکت کرتی ہیں۔ باباؤں کا کہنا ہے کہ عام طور پر یہ منفی قوت ہے جو عمل کا آغاز کرتی ہے اور یہ وہ مثبت قوت ہے جس سے شرکت/اعمال اپنی انتہا کو تلاش کرتے ہیں۔ جیسے

،منفی - متغیر کے ذریعے - (مثبت میں بدل جاتا ہے)"
،لاشعور کے ذریعے لاشعور خود کو باشعور ظاہر کرتا ہے
،متغیرات کے ذریعے خرابی آرڈر میں بدل جاتی ہے"، اور اسی طرح

ہو سکتا ہے کہ ہم، کسی کی مذمت کیے بغیر، کھڑے ہو کر اپنی صفائی شروع کرنا چاہیں اور اس طرح ایک حفظان صحت کے ماحول کو برقرار رکھیں۔

حل کی تمثیل، (4)

ہم اپنی صفائی اور حفظان صحت کو اپ گریڈ کرنے کے لیے درج ذیل کام شروع کرنا چاہیں گے:

دن میں کم از کم دو بار پہلے سے پکائے گئے کھانے کے فضلے اور پکے ہوئے فضلے کو جمع (4.A) کرنے سے کوڑے کا مسئلہ کافی حد تک حل ہو جائے گا، مزید یہ کہ یہ گائے کے قبیلے کے لیے گھاس اور پرندوں، ماہی گیری اور دیگر پالتو جانوروں کے لیے اضافی خوراک کی ضرورت کو کم کر دے گا۔ صبح و شام/ رات کے کھانے کے بعد پہلے سے پکائے اور پکائے گئے کھانے کے فضلے کو جمع کرنے کی یہ سرگرمی درج ذیل موٹے حساب کے مطابق کافی روزگار پیدا کرے گی۔

یہ قصبوں، شہروں اور میٹرو میں لاگو ہوتا ہے، جہاں میونسپلٹیز ہیں۔ ہندوستان میں اس طرح کی آبادی * کا کہنا ہے کہ چالیس فیصد یعنی باون کروڑ ہے، اگر ایک گھر میں چار افراد رہ جائیں تو ان گھرانوں کی کل تعداد جہاں سے کھانے کا فضلہ اکٹھا کرنا ہے = تیرہ کروڑ۔ عام طور پر ایک شخص سو گھروں سے کھانے کا فضلہ اکٹھا کر سکتا ہے جبکہ ہر ایک چار گھنٹے کی دو شفٹوں میں کام کر سکتا ہے، پھر خوراک کے فضلے کو جمع کرنے کے لیے افرادی قوت کی ضرورت: تیرہ لاکھ براہ راست روزگار۔

نئے روزگار کی کل تعداد = تیرہ لاکھ۔ لوگ پہلے سے ہی کھانے کے فضلے کو جمع کرنے میں کام کر رہے ہیں۔

ہر ملازم کا معاوضہ: کچرا جمع کرنے کی موجودہ لاگت، اس کی علیحدگی، ڈمپنگ اور ٹھکانے لگانے کے علاوہ جانوروں کو کھانے کے اخراجات میں بچت؛ ملازمین کی تعداد۔

۔ کسی بھی عوامی جگہوں جیسے کہ مصروف بازار، سٹی سینٹرز، کالجز اور یونیورسٹیز، کمیونٹی (4.B) سینٹرز اور مذہبی مقام، تالاب، جھیل اور ندی، سمندری ساحل اور کالونیوں، ایئر پورٹ، ہوائے اسٹینڈز ہوائے اسٹینڈز، ایئر پورٹ کے کنارے پر کسی بھی عوامی جگہوں پر لڑکوں اور لڑکیوں، نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں اور بزرگ شہریوں کے لیے ایک صاف ستھرا پیشاب خانہ، بیت الخلا اور باتھ روم تلاش کرنا ایک حقیقی مسئلہ ہے۔ کلاک روم، سگریٹ نوشی کا کمرہ، پینے کے لیے تازہ پانی، ہاتھ دھونے کے لیے صابن، سینیٹری نیپکن، تولیہ وغیرہ کی سہولت موجود ہے۔

اس مسئلے کو ان تمام جگہوں پر استعمال اور تنخواہ کے نمونے سے چلنے والے/منظم ملٹی لیول پیشاب خانوں، بیت الخلاء اور باتھ رومز کو کھول کر حل کیا جا سکتا ہے۔
ان جگہوں پر امونیا نکالنے، بائیو گیس اور واٹر ٹریٹمنٹ کے چھوٹے پلانٹس اور بیت الخلاء، پینے کا پانی وغیرہ خریدنے کے لیے دکانیں ہو سکتی ہیں۔ ابتدائی مالی اعانت کا انتظام معاشرہ خود کر سکتا ہے۔ یہ علاقہ کاروبار کے اچھے مواقع فراہم کرتا ہے (یہاں تک کہ بڑے برانڈز کے لیے بھی) اور کافی روزگار پیدا کرے گا۔

- اگر ہم بہت سے قصبوں، شہروں اور میٹرو کے رہائشی علاقوں کی طبعی حالت کا جائزہ لیں تو یہ (4.C) کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے خود کو سیمنٹ اور کنکریٹ کے جنگل میں تبدیل کر لیا ہے، جن میں سے بہت سی کچی سڑکیں، گلیاں اور بذریعہ سڑکیں ایسی ہیں جو مچھروں، بیکٹیریا اور وائرس کی بڑے پیمانے پر افزائش کے لیے کافی افزائش کی سہولت فراہم کرتی ہیں، اگر غیر مہذب اور خطرناک نہ ہوں۔ بہت سی کالونیوں کو خالی پلاٹوں کے طور پر دیکھا جا سکتا ہے جو کوڑا پڑ جاتا ہے اور مچھروں کی افزائش گاہ کا کام کرتا ہے۔

یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ زیادہ تر رہائشی علاقے بزرگوں کے چلنے اور بچوں کے کھیلنے کے لیے کافی کھلی جگہ سے محروم ہیں، مناسب باتھ رومز کے ساتھ یا اس کے بغیر یا جوان اور بوڑھے ایک جیسے ہیں۔ یہ علاقہ ہمارے شہر اور ملک کو درست کرنے یا دوبارہ زندہ کرنے کے لیے معاشرے کی *** بڑی توجہ کا متقاضی ہے۔

10. کی تقسیم Work معیشت کے پائیدار کام کے لیے

"ذیل میں پیش کیا جاتا ہے: ایک پائیدار معاشرے کے لیے "معیشت کے پائیدار کام کے لیے کام کی تقسیم کی بنیادی ضرورت کے حوالے سے عرضداشت کو چار حصوں میں پیش کیا جا رہا ہے (1: مسائل اور حل کا نمونہ - منافع بخش ملازمت (3) دستیاب اختیارات اور آگے کا عملی راستہ اس کا وسیع خاکہ، (2)۔ کام کی تقسیم سے منسلک نظاموں اور لوگوں، اور قابل احترام مصروفیات کے اہم راستے، (4) (ضمیمہ - 1 کے بارے میں نوٹس (کتاب میتا لائف اسٹائل ایجنڈا سے اقتباسات)

. مسائل اور اس کا وسیع تر خاکہ: کیا کسی بھی معاشی ماڈل کی کسی بھی قسم کا کوئی ماہر معاشیات (1) کسی ایک غلام، بھکاری، بے سہارا، فاحشہ کی موجودگی کو جائز قرار دے سکتا ہے کہ غلامی، بھیک مانگنے، معاش کے لیے جبری جسم فروشی کی غیر اخلاقی اجتماعی پیشکش کی کیا بات کی جائے؟

اگر ہم قومی اور بین الاقوامی منظر نامے پر نظر ڈالیں تو شاید ہم مضبوطی سے کہہ سکتے ہیں کہ (1.A) موجودہ صورتحال غیر محفوظ/ سنگین/ نازک ہے۔ ذیل میں زمینی حقیقت (ہندوستان جیسے بڑے جمہوری ملک کی) کے چند اشارے ہوسکتے ہیں جو بلا شبہ اس بات کی عکاسی کرتے ہیں کہ معیشت اچھی حالت میں نہیں ہے اور نظام کی منظم ناکامی کی طرف لے جا رہی ہے

اولیاء/سادھو/فقیر/پجاری، آقا، بوڑھے اور عقلمند اور بڑے پیمانے پر لیڈران کا ان پر اعتماد ختم ہو چکا ہے اور وہ عوام میں کم از کم امید پیدا کرنے کے قابل نہیں پا رہے ہیں اور یوں معاشرے میں عزت ختم ہو گئی ہے جس کے نتیجے میں یہ تمام افراد جن کے نام پر پیسہ اور وسائل چلتے تھے اپنی بقا کے لیے دولت جمع کرنے پر مجبور ہیں۔ دنیا میں اس سے زیادہ سنگین صورتحال نہیں ہو سکتی کہ کم از کم امید نہ ہو۔

(ب) کسی کے گھر سے دور دراز مقامات پر مصیبت کی صورت میں (کھانے اور سفر کے اخراجات کے لیے رقم) کے حصول کے لیے کوئی راستہ نہیں بچا ہے، اسی طرح چھوٹے استحصال کی اطلاع دینے اور فوری تسلی حاصل کرنے کے لیے کوئی راستہ نہیں بچا ہے۔

کہ ہندوستان میں اسی کروڑ (ہندوستان کی ساٹھ فیصد آبادی) لوگ ہیں جو غریب ہیں اور مفت راشن کے (c) <https://www.india.gov.in/spotlight/pradhan-mantri-garib-kalyan-package-pmgkp>، [india.gov.in](https://www.india.gov.in)، ہندوستان کا قومی پورٹل)۔

ہر ایک کراس روڈ اور نمایاں عوامی مقامات پر بھکاریوں کی تعداد (d) ممالک کی کرنسی کی قدر میں مسلسل کمی، رہنماؤں کے موقف میں مسلسل تبدیلی اور انصاف کی (e) فراہمی میں کافی طویل وقت۔ زیادہ پیسہ بیماریوں سے صحت یابی اور عدالتوں سے انصاف حاصل کرنے پر، پھر صحت اور صحت (f) مند عادات، تفریح اور تقریبات پر خرچ ہوتا ہے۔

کالونیوں، بازاروں اور مذہبی (h) شہروں میں جنگل کا احاطہ اور آلودہ آبی ذخائر اور ہوا کا احاطہ۔ (g) مقامات پر بہت زیادہ شور کی سطح۔

بنیادی الفاظ کے معنی کی غلط تشریح جیسے کہ 'خاندان، معاشرہ، یوگا، دھرم نیرکشتہ، سیکولر، اور (i) دنیا ایک بڑا خاندان ہے (واسودھائیو کٹمبکم)۔

ورکنگ اکانومی کو ایک ایسی معیشت کہا جا سکتا ہے جس میں تمام اجزاء ایک پائیدار طریقے (1.B) سے ماحولیات کو برقرار رکھنے کے مشترکہ مقصد کے لیے کام کر رہے ہوں، یعنی نہ صرف ہم سب کو زندگی کو برقرار رکھنے کے وسائل، سہولیات اور زندگی گزارنے کے مواقع ملتے ہیں بلکہ ہماری نوجوان نسل اور آنے والی نسلوں کو بھی پیارے حالات ملتے ہیں۔

فطرت میں۔ ہمارے ماحولیات۔ ایکو سسٹم میں سب سے چھوٹے جراثیم/بیکٹیریا/وائرس سے لے کر سب سے بڑے آبی جانور وہیل سے لے کر سب سے بڑے جانور ہاتھی تک سب سے بڑے درخت برگد تک سب سے بڑے رینگنے والے ازگر سے لے کر سب سے بڑے پرندے عقاب اور گدھ تک انتھک محنت کرتے ہوئے پائے جاتے ہیں) جس طرح دوسرے تخلیقی کاموں کو محدود کرنے کے لئے مخصوص تعداد میں ڈیزائن کیا گیا ہے (انہیں کہا رہے ہیں (عمروں سے۔ ایسا کرنے میں کہا جاتا ہے کہ تمام مخلوقات کو ایک ساتھ رکھا گیا ہے جو ماحول اور اس کی معیشت میں لین دین کو برقرار رکھے ہوئے ہے۔ کہا جاتا ہے کہ معیشت میں سب سے چھوٹے/سب سے چھوٹے (مائیکروبس-بیکٹیریا-وائرس (نہ صرف مہلک ہیں بلکہ ماحولیات کا سب سے اہم جزو ہیں اور پوری تنزل، پیداوار اور تولید اس کے میٹرکس پر منحصر ہے۔

اگر ہم ماحولیاتی انحطاط کا مشاہدہ کر رہے ہیں اس بات کے یقین سے کہ کوئی بھی عنصر یا بہت سی مخلوقات ماحولیاتی/معاشی لین دین میں مؤثر طریقے سے حصہ نہیں ڈال رہی ہیں اور مجموعی منظر نامے کو خطرے میں ڈال رہی ہیں، مثال کے طور پر اگر چوہا اس کے یقینی طور پر سانپوں کے مقابلے میں بڑھ رہے ہیں، مینڈک یقینی طور پر زوال میں ہیں، اگر وائرس کا بڑھنا یقینی ہے۔ اگر پانی مچھلیوں سے آلودہ ہو گیا اور ماہی گیری بے رحمی سے آلودہ ہو گئی، اگر ہوا آلودہ ہو گئی تو یقینی بات ہے کہ انسانوں کی آبادی میں اضافہ ہوا ہے اور درختوں کی تعداد کم ہو گئی ہے، جس نے مل کر کہا کہ ہماری ماحولیاتی معاشیات پر اثر پڑا ہے۔

ان سب میں سے یہ انسان ہے جسے ماحولیات، ماحولیات اور اس کے لین دین میں مداخلت اور اثر انداز ہونے کی مہارت عطا کی گئی ہے، لہذا اگر ہم ہمہ گیر ماحولیاتی انحطاط، ماحولیاتی عدم توازن کا مشاہدہ کر رہے ہیں تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ انسان مربوط طریقے سے کام نہیں کر رہے ہیں یا ایک تنگ نظری اور خود کو شکست دینے والے طریقے سے کام کرنا شروع کر چکے ہیں، یہ کہنا کہ انسان کے پاس کام کرنے کی صلاحیت ہے اور یہ کہنے کی جگہ ہے۔ مکمل خاتمے اور فنا کی طرف کام کرنا۔

۔ انسان ایک سماجی جانور ہے اور کہا جاتا ہے کہ وہ زمین پر پورے ارتقاء کا پھل ہے۔ ایمان اور (1.B.1) افزائش ہر جاندار میں پیدائشی طور پر پائی جاتی ہے جبکہ خوشی ہی بقا کے لیے واحد زندگی کو برقرار رکھنے والی قوت پائی جاتی ہے۔ انسانوں کو اپنے اردگرد کے ماحول میں مداخلت کرنے کی صلاحیتوں سے نوازا گیا ہے تاکہ انسان اپنے اور اپنے اردگرد کے ماحول کو صحت مند اور خوش اسلوبی سے برقرار رکھ سکے، چنانچہ یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ تہذیب کی ساری کوشش خوشی کی اس بنیادی ضرورت کی مسلسل تکمیل کے لیے وقف ہے۔

کہا جاتا ہے کہ "دیکھنے والے اسے سمجھتے ہیں، علم نجوم اس کا اعلان کرتے ہیں، پامسٹری اس کی پیشین گوئی کرتی ہے، ریکی اس تک پہنچتی ہے، ٹیرو اس کے بارے میں بتاتی ہے۔ افراد ان پر یقین رکھتے ہیں، سب کو سنتے ہیں اور اس کے فرض/مقصد کی تکمیل کی طرف ٹریک کرتے ہیں۔ دیکھنے والے جو پوری چیز کو پوری طرح دیکھتے ہیں، دیکھتے ہیں کہ جہاز کی سطح کہاں ہے، افسردگی کہاں ہے، کہاں

ہے اور کس کے بعد گول ہے مقصد، یہ سمجھیں کہ وقت گزرنا کتنا مشکل ہے، اور ایسے پردے ہمارے (آنکھوں کے سامنے رکھے جاتے ہیں تاکہ کھیل چلتا رہے۔

اس لیے اس گزرتے وقت میں جب صبح بیدار ہوں تو اس خالق کو دن کے کام کے آغاز میں یاد کیا جائے پھر وقفے میں، پھر دن کا کام ختم کرنے کے بعد، پھر آرام سے پہلے اور پھر آرام کے بعد اور اسی طرح، "اور بہت کچھ، اور یہ کافی ہے۔ ہمارا سادہ طرز زندگی ہو سکتا ہے۔" دعا کریں، کھیلیں اور پارٹی کریں نجی میں دعا کریں، کھلاڑیوں کے ساتھ کھیلیں (کام کریں اور شراکت داروں کے ساتھ پارٹی کریں۔

- حقیقی معنوں میں معیشت وہ ہے، جو زمینی ماحولیات اور ماحولیات سے نکلتی ہے۔ کہا جاتا ہے (1.C) کہ معیشت "ماحول میں تبدیل ہونے والے مواد (پیسے) کے عمل، منصوبہ اور طریقوں کا مجموعہ ہے: اور، معاشیات پوری زمین کی سائنس ہے، معنی - کمائی، پیسہ اور پیسہ کمانے کے طریقے اور اس کے معنی" جو کسی شے یا خدمت کی قیمت کا تعین کرتا ہے، اسے بیکار یا قیمتی یا انمول بناتا ہے۔"

دنیا کی تخلیق اس کا (اللہ-سب، برہما-برہمنڈے) (برہمانڈ)، خدا (گزرنے کا وقت ہے۔ یہاں ہر حصہ، ہر فرد ایک مقررہ مقصد کے لیے ہے، ہر ایک جنم لیتا ہے، جیتا ہے اور پھر مرتا ہے، اس مقصد کی تکمیل کرتا ہے۔ یہاں ہر حصہ اور فالتو حصہ مقررہ وقت اور جگہ میں استعمال ہوتا ہے، اس تمثیل میں مناسب پہچان کے ساتھ اس گزر اوقات میں اللہ/برہما/خدا قادر مطلق کی دھن میں گانا اور ناچنا بہتر ہے۔

اس تخلیق/پاس ٹائم کا چکر کبھی ادھر اور کبھی وہاں چلتا رہتا ہے اور جو لوگ اپنا کام کرنا زیادہ یاد رکھتے ہیں وہ ڈرامے میں اہم حصہ لیتے ہیں اور جو لوگ مسلسل یاد رکھتے ہیں اور کام کر رہے ہیں وہ سب سے اہم ہو جاتے ہیں، جو لوگ صرف کام کرتے ہیں اور جو صرف یاد رکھتے ہیں انہیں وقتی اہمیت مل جاتی ہے اور جب یہ لوگ ہم آہنگی کھو دیتے ہیں تو وہ سائیڈ لائن ہو جاتے ہیں۔

جب تک کھیل ہموار نہیں ہوتا، سب کچھ معمول پر رہتا ہے، جب لوگ گمراہ ہوتے ہیں تو اس کا کام کرنے والا میسنجر (پیگمبر) ظاہر ہوتا ہے اور جب کھیل میں خلل پڑتا ہے تو اسے بڑی اور بڑی محنت سے درست کیا جاتا ہے۔ اگر ہم ہمہ جہت مسائل کا سامنا کر رہے ہیں، تو یہ یقینی ہے کہ اس کے اصلاحی اقدامات جلد ہونے چاہئیں۔

- مصروف رہنا کاروبار میں رہنا ہے، مصروف رہنا سب درست ہے لیکن ہمیشہ کاروبار میں رہنا (1.D) ایسا نہیں ہے، آرام ضروری ہے۔ ہم ان لوگوں کی تعریف کر سکتے ہیں جو خود کو کاروباری مرد/خواتین کہتے ہیں۔ تناؤ، تناؤ کی تھکاوٹ انہیں گھیر لیتی ہے اور ان کا ساتھی بن جاتی ہے اور پھر ان کے چہرے اور جسم سے جھلکتی ہے۔

پریشان معاشرے میں تجارت سرفہرست ہوگی، خدمت دوسرے نمبر پر، تیسرے نمبر پر کھیتی باڑی اور چوتھا اور آخری حربہ خیرات ہوگا۔ جو معاشرہ نیچے جانے لگتا ہے وہ اسی حالت میں رہتا ہے اور کچھ Alms the best اس طرح۔ لیکن ایسے معاشروں میں جو ترقی کے ابتدائی مرحلے میں ہوتے ہیں، جیسے سروس دوسرے نمبر پر، تجارت (کاروبار) (کم ہے اور کھیتی باڑی آخری حربہ ہے۔

تاہم بوڑھے اور عقلمند کہتے ہیں کہ جسم کو تندرست رکھنے کے لیے کسی بھی کام میں مصروفیت ضروری ہے اور یہ اس وقت سب سے زیادہ فائدہ دیتا ہے جب انسان آزادی میں ہوتا ہے اور فطرت کے قریب ہوتا ہے، اس کی وجہ سے وہ کہتے ہیں کہ: "بہترین ہے کھیتی باڑی، جنگلات اور ماہی گیری، درمیانی تجارت

(کاروبار)، ادنیٰ ہے خدمت (غلامی) اور خیرات کا آخری سہارا لینا۔" ماسٹرز کا کہنا ہے کہ جب ہم یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ ہم کیسے بننا چاہتے ہیں اور اپنا مقصد بنانا چاہتے ہیں تو وسائل کی پیروی کرتے ہیں اور اعدادوشمار نتیجہ دکھانا شروع کر دیتے ہیں۔

۔ گھر میں جب کسی بھی کام میں مصروف ہوتا ہے تو ہر رکن ٹرسٹی کی سطح اور عہدے پر اپنی (1.E) اہلیت اور اہلیت کے مطابق کوئی کام لیتا ہے یا تفویض کرتا ہے، یہی کام معاشرے/سرکاری شعبوں میں کرنے کی ضرورت ہے کہ شرکاء ٹرسٹی ہوتے ہیں نہ کہ محض ملازمین ہوتے ہیں جن کا انتظام یا انتظام دوسرے سینئر ملازمین کرتے ہیں۔ تمام انتظامی طرزوں کو ایک ٹرسٹی اور فیملی (کمپن) قسم کے ماحول میں ڈوبنے کی ضرورت ہے تاکہ ہم اپنی انفرادی اور اجتماعی خوشی کے لیے دوبارہ اٹھ سکیں۔

۔ انفرادی کاروباری شخص کی طاقت کا آئیڈیا ترقی اور ترقی کی کلید ہے، ایسے شخص کو نیک (1.E.1) خواہشات اور مدد فراہم کرنا، سرمایہ دارانہ نظام میں ترقی کی کلید ہے، ملک کی ترقی کے لیے اسے چھیننا کسی اور حکومت کے لیے کلید تھا، مدد فراہم کرنا اور انفرادی آئیڈیا لینا، اسے کمپنی کے نام پر پیٹنٹ کرنا اور نام نہاد اوپن مارکیٹ میں مصنوعات کو فروغ دینا اور آزاد مسابقت جدید ترین معاشی نظام کی کلید تھی لیکن ناکام معاشی طبقے کی ناکامی کی کلید تھی۔

ترقی میں مزید اضافہ تب ہو گا جب انفرادی کاروباری افراد کے خیال، تخیل اور وژن کو معاشرے اور حکومت کی طرف سے حمایت اور قبول کیا جائے تاکہ اس کے بڑے پیمانے پر بنی نوع انسان کے فائدے ہوں۔ یکساں اور ہم آہنگی کی نشوونما اس وقت ہوگی جب پورے جسم کو پورا احترام اور اس کا واجب حصہ ملے گا، اور نہ صرف سر (انٹلیکچوئل پراپرٹی رائٹ اور پیٹنٹ کو مستقبل قریب میں ختم ہونا پڑے گا)۔ ہمیں اسے کھرچنے اور مربوط انداز میں آگے بڑھنا ہے۔

۔ معاشرے/حکومتی شعبے کا مقصد بظاہر یہ ہے کہ، سہولت پیدا کرنا، نوکری پیدا کرنا، اور اپنے (1.E.2) لیڈروں کے ذریعے عوام (ماسٹر) کو رپورٹ کرنا، جس میں معیار، کارکردگی اور تسلسل اور مناسب دیکھ بھال کے ذریعے خدمات کی فراہمی کو شامل کرنا چاہیے، اس کے مقصد میں، ایک بہتر معاشرے کے لیے۔ اگر معاشرہ/حکومت کاروباری رویہ اور طرز عمل رکھتی ہے تو عوام بھکاریوں کی طرح ہو جائیں گے۔ معاشرہ/حکومت کو ایک رہنما، سہولت کار، منتظم، محافظ کی طرح برتاؤ کرنا ہے لیکن کبھی ایک تاجر کے طور پر نہیں۔

۔ چھوٹے انداز میں مقابلہ اور بڑے پیراڈائم میں ماورائی زندہ جنت کو حقیقت بنا دے گا۔ مقدار (1.E.3) معیار، قیمتوں کا تعین اور جگہ، ایک پائیدار طریقے سے سامان اور خیر سگالی میں سب سے زیادہ فائدہ اٹھاتی ہے۔ تنوع میں اتحاد ترقی اور پائیداری کے لیے اچھا ہے، افراد کے لیے چھوٹے شعبے، مشترکہ منصوبوں کے لیے درمیانے اور عوامی شرکت کے لیے بڑے شعبے مستقبل کی ترقی اور شان کے لیے کلید ہوں گے۔

دوسروں کے آنے اور باہر جانے کے لیے دروازے اور کھڑکیاں کھلی ہونی چاہئیں، ہمارا سر اور دل بہترین رہنمائی فراہم کرتا ہے کہ کس کا استقبال کرنا ہے اور کہاں جانا ہے، کس پر دیسی کا استقبال کرنا ہے اور کون سا غیر ملکی سفر کرنا ہے، تجارت اور دیگر معاہدوں کو قبول کرنا ہے یا اس میں اختلاف کرنا ہے اس کا فیصلہ فوری طور پر زین، دھیان کے راستے سے کرنا ہے۔

۔ بنیادی طور پر ہر کوئی ایماندار ہے، بے ایمانی پٹری کو کھو رہی ہے، ایمانداروں کا احترام کرنا (1.E.4) اور اسے ختم کرنا اور پھر بے ایمان کو درست کرنا ترقی کے لیے ایک بڑا صحت مند اور ہم آہنگ ماحول

تیسری دنیا کے ممالک کے سست عدالتی نظام کی غیر ضروری مداخلت نے مسترد شدہ، مایوس اور فاضل قوانین، ضابطوں اور اس سے منسلک افسران/کارکنوں کے جمع ہونے کو جنم دیا ہے، جس کے لیے وسیع تر فیصلے اور عمل کی ضرورت ہے۔ اگرچہ سختی صحیح بنیاد فراہم کرتی ہے لیکن سخت ہونا مردہ سے تعلق رکھتا ہے۔ قاعدے اور ضابطے میں زندہ دلی، متحرک اور تحرک سب سے زیادہ محبت اور خیر سگالی کے اشارے کی مضبوط بنیاد فراہم کرتا ہے۔ اس پر ورکنگ پیٹرن حیرت انگیز کام کرے گا اور اسے معمول کے مطابق ہونا چاہیے۔ اجتماعی ترقی اور خوشی ایک بربان ہو سکتی ہے۔

خوشی کی جڑ مذہب: مذہب کے جڑ معنی: معنی کے جڑ بادشاہی کے بادشاہی کے جڑ اندریاجایا:

خوشی کی تاہم، جذبات کی عکاسی شلوکوں میں ہوتی ہے یعنی H-(1.F.1) جڑ مذہب:۔ مذہب کے جڑ معنی:

معنی کے . جڑ بادشاہی کے: :::::::::::::::::::: دھرم سناتن (دائمی) کے مطابق درست نہیں پایا گیا ہے۔ یہ مقدس متن میں بھی منعکس نہیں پایا جاتا ہے۔

اگر مندرجہ بالا آیات کو تجربے کی نچلی سطح پر یا گہرے غور و فکر میں سچ کہا جا سکتا ہے یا سچ کہا جا سکتا ہے تو ہم ہندوستان اور پچھلے پچیس سو سال کی دنیا (یعنی چانکیہ عظیم کے بعد) کے حالات کا حساب کس طرح کر سکیں گے؟ گزشتہ پچیس سو سالوں کے قومی اور بین الاقوامی معاملات اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ ہمارے پاس بمشکل ہی کوئی ایسا ملک کا سربراہ تھا جس نے اپنے حواس پر قابو پایا ہو۔

• بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ یہ آیت شلوک انفرادی اور معاشرے کی آزادی کو مجروح کرتی ہے (1.F.2) اور معاشرے کی اجتماعی دانش پر سوالیہ نشان لگاتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ ہیں، جو معاشرے کی تشکیل کرتے ہیں اور اس معاشرے میں رہتے ہیں اور یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے پہلے ریاست کی تشکیل کی اور اس کے برعکس نہیں۔ خدا نے بادشاہ ملک، وزیر اعظم صدر کو ملک/ریاست کہلانے والے فارم ہاؤس کے مالک کے طور پر نہیں بنایا اور ان کے کھیل کے لیے عوام کو پیدا کیا۔

۔ تقریباً پچیس سو سال پہلے مہاتما بدھ، مہاویر، چانکیہ، لاؤ زو، کنفیوشس، پائتھاگورس، افلاطون (1.F.3) اور سقراط جیسے آقاؤں کا ایک عظیم اجتماع نظر آیا جن کی رٹ اب تک چل رہی ہے، لیکن ہم مسائل کے بعد مسائل کا مشاہدہ کر رہے ہیں، اس سے کہیں زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ نقصان پہنچانے والی نظامی قوتیں یا سویٹن کی قوتیں ان کی طاقتوں یا نظام کو نقصان پہنچا رہی ہیں۔ معاملات اور دوسری طرف حق پرست قوتیں، یا زندہ/صاحب قوتیں اور ان کا نظام یا تو غیر فعال ہے یا شیطانی قوتوں کے ہاتھوں شکست خوردہ ہے، دو عالمی جنگوں اور حالیہ عالمی لاک ڈاؤن نے زور دے کر اعلان کیا ہے کہ ہمیں ان سب سے آگے دیکھنے کی ضرورت ہے۔ آپشن کیا ہے؟ صحیح اختیارات کو کیسے نافذ کیا جا سکتا ہے اور اس کا کیا فائدہ ہوگا؟

۔ یہ ایک ستم ظریفی ہے کہ پچھلے تین ہزار سالوں کے دوران معاشرے نے زیادہ تر اہم کام (جی. 1) بادشاہی/حکومت کو سونپے ہیں جس کے نتیجے میں یہ کام سرکاری ملازمین/نوکروں کے نام سے کرائے کی افرادی قوت کے سپرد کر دیا گیا ہے اور اس طرح معاشرہ اور اس کے لوگ اپنے اعمال کے قیدی بن گئے ہیں۔ یہ حیرت کی بات ہے کہ سرکاری اہلکاروں/نوکروں (پولیس اہلکاروں اور فوج) کو اسلحہ لے جانے کی اجازت ہے اور فیصلے کی منظوری سمیت شرائط و ضوابط کا حکم دیا گیا ہے لیکن مالک جو کہ عوام ہے اسے ہتھیار اٹھانے اور حتیٰ کہ مشکل کی صورت میں اپنی حفاظت کرنے سے روک دیا گیا اور یوں وہ ایک بے بسی کا شکار ہو گئے۔

وزیر اعظم/صدر/بادشاہ ملکہ (انگلینڈ میں) کے علاوہ تمام سیاست دانوں کے پاس طاقت کی کمی ہے اور اس وقت ایسا لگتا ہے کہ سرکاری ملازمین ملک کے مالک ہیں (تمام تنخواہ، مراعات، پنشن، رشوت اور بہتہ خوری سے لطف اندوز ہو رہے ہیں)۔ ایسا لگتا ہے کہ ملک میں مجموعی بدانتظامی کی وجہ سے اصل مالک 'عوام' مفلس ہو چکا ہے جو اب ملک کے سربراہ (وزیراعظم/صدر/بادشاہ ملکہ) اور ان سرکاری ملازمین کی خدمت کے لیے پیدا ہونے والی کٹھ پتلی کی طرح نظر آتا ہے۔ کیا اس طرح کے منظر نامے کے تسلسل کو سراہا جا سکتا ہے؟

مجموعی طور پر دنیا کی موجودہ صورتحال نازک دکھائی دیتی ہے۔ اگر کسی کو نوجوانوں کی (1.H) طرف سے کبھی کبھار بدترین اور اس کے نتیجے میں عوامی املاک کی تباہی، مذہبی دشمنی، اندھی میکانائزیشن (اس سے جڑی بیماریاں مثلاً نوجوانوں میں بڑے پیمانے پر بے روزگاری اور بزرگوں میں تنہائی، غذائیت اور موٹاپا، نفسیاتی امراض، تنہائی) سے زیادہ گہری نظر آتی ہے، انسانی اسمگلنگ، اس سے منسلک بیماریاں، فحش نگاری اور اس سے منسلک بیماریاں۔ منشیات اور منشیات، سماجی تحفظ کی تقریباً تمام اقسام کی عدم دستیابی، بنیادی اخلاقیات کی سراسر نظر اندازی، اور یہاں تک کہ قائدین اور میڈیا کے عملے کے آداب بھی اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ صورت حال مکمل طور پر تباہی یا قیامت کی طرف لے جا رہی ہے۔

چند اور لوگ کہتے ہیں کہ جو ہم دیکھ رہے ہیں وہ پچھلے تین ہزار سال کے عرصے میں نظام کی منظم ناکامی ہے جس میں جمہوری اور آزاد ممالک میں ایک کے بعد بادشاہت اور حکومت کے بعد حکومت اس کے اصل مالک یعنی شہری تک بنیادی باتیں بھی پہنچانے میں ناکام رہی۔

۔ ہمیں تمام تر مسائل کا سامنا ہے کیونکہ یا تو ہم نے کاموں کی بنیادی تقسیم کو دانستہ طور پر (1.H.1) نظر انداز کر دیا ہے یا پھر نادانستہ گھوم رہے ہیں اور تقسیم کا ایسا نظام تلاش کرنے کی کوشش نہیں کر رہے جو پوری آبادی کو پوری طرح پورا کر سکے۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ ہندوؤں سے لے کر یہودیوں، زرتشت، بدھ، جین، عیسائی، اسلام، سکھ، بھائی تک کسی بھی مذہب نے اپنے پیروکاروں/ماننے والوں/شاگردوں کے لیے صحت مند اور خوشگوار زندگی گزارنے کے لیے بنیادی کام کی تقسیم کو آگے

بڑھانے کی زحمت گوارا نہیں کی، اس لیے ہم ہر خطے اور دنیا کے ہر مذہب میں مصائب کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔

ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک میں بہت سے مسائل زیادہ میکانائزیشن کی وجہ سے ہیں، اس قدر (1.J) کہ پورا ملک بجلی کی فراہمی کے خاتمے پر کھڑا ہے۔ دوسرے لفظوں میں بجلی سے کھیل کر پورے ملک کو تالوان میں ڈالا جا سکتا ہے، یہ مشین کی غلامی کی واضح علامت ہے۔ یہ بہت حیران کن بات ہے کہ جہاں افرادی قوت مہنگی نظر آتی ہے وہاں مشین استعمال کی جاتی ہے مثلاً چائے/کافی وینڈنگ مشینیں اور جہاں مشین مہنگی ہو وہاں افرادی قوت استعمال کی جاتی ہے جیسے کان کنی کی صنعتیں، سکرپ انڈسٹریز، ایسیسٹوس اور ریڈیو ایکٹیو ایریاز، پاور پلانٹس میں ملنگ ایریا سے گرم راکھ اور کوئلہ جلانا وغیرہ۔

مشینری کا آغاز اور ترقی بنی نوع انسان کی کمزوری اور غیر متوقع ہونے کی وجہ سے ہوئی (1.J.1) ہے اور اس لیے ان سے بچنا ہے۔ پہلے تمام میکانائزیشن ایک ہی قسم کی تیز رفتار ضرب کے لیے کی جاتی تھی اور اب مشینی انسانوں کو کم کرنے کے لیے کی جا رہی ہے، یہ مردوں کو فتنہ اور پھر غصے میں ڈال رہی ہے۔ یہ صورت حال نہ تو افراد کے لیے ہے اور نہ ہی ملک کے لیے۔

مشینری (دییسی یا درآمد شدہ) کو دانشمندی کے امتحان میں کامیاب ہونا چاہئے اور اسے آنکھیں بند کر کے بہتر بنانے کی بجائے بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔ ان سب کے ساتھ آپ بڑے شہروں کو برداشت کر سکتے ہیں اور چھوٹے فلیٹوں میں چار دیواری کے اندر مردوں کو آسانی سے سمیٹ سکتے ہیں۔ یہ زندگی کو پیچیدہ بنانے کے طریقے ہیں، جب کہ ٹرینوں، کاروں اور بجلی کے بغیر بھی زندگی سادگی سے زیادہ لطف اندوز ہو سکتی ہے۔ بہت سی ملیں۔ مثلاً الیکٹریکل/پٹرول سے چلنے والی، فلور ملز، فارم اور فارم سپورٹنگ انڈسٹری، اگرچہ اب ضرورت کے دائرے میں آتی ہے لیکن اس کے استعمال کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے خاص طور پر ان ممالک میں جہاں فی کس زرعی اراضی کا انعقاد کم ہو رہا ہے اور لوگ تنہائی کا شکار ہیں اور کام کی کوئی صورت حال نہیں ہے۔ ہم نے صنعت کاری کو کافی دیکھا ہے اور صنعت کاری کی وجہ سے مسائل بھی دیکھے ہیں، کیا ہمیں اس کی اصلاح کے بارے میں نہیں سوچنا چاہیے؟ کہا جاتا ہمارے بحث اور چلم، چوپال، چار پائی، چٹائی، چٹی، چولہہ - چوکا، چرخ، چکی ہے کہ روزگار/مصروفیت، تنہائی اور تنہائی کے بیشتر مسائل کا حل پیش کرتی ہے بلکہ پائیدار معاشرے کے لیے *** اجزاء بھی پیش کرتی ہے۔

اقتصادی سلامتی ایک ایسی حفاظت ہے جو یا تو ماحولیات (ماحولیات) کے نظام میں موجود ہر (1.K) شخص کے پاس ہوگی ورنہ زمین پر کسی کے پاس نہیں ہوگی۔ اس سلسلے میں، کیا یہ نہیں کہا جا سکتا کہ جو معیشت مضبوطی سے کھڑی ہے، اس کی مضبوط زمین یا معیشت ہے جو زمین کی سطح پر صرف (زرعی جنگلات) کی طرح کی سرگرمیوں پر مبنی ہے، جب کہ دیگر تمام سرگرمیاں زیر زمین (تیل اور گیس، پمپنگ اور کان کنی) یا اوور گراؤنڈ (ایرو اسپیس اور سیٹلائٹ کی) سرگرمیوں پر مبنی ہیں اور طویل مدتی زندگی گزارنے کے لیے سرگرمیاں مختصر ہیں؟ لہذا کیا ہمارے لیے یہ سمجھداری نہیں ہوگی کہ ہم معیشت کو مزید تقویت دیں جس کی جڑیں مضبوط ہیں، چاہے وہ توانائی، روزگار یا تفریح یا تعلیم یا انتظامیہ اور انصاف کی ضرورت پوری کر رہی ہو؟

کیا اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ خاندان، معاشرے اور ملک میں کام اور آمدنی کی منطقی اور متوازن تقسیم تمام ضرورت مندوں (نوجوانوں اور دوسری صورت میں) کے لیے پائیدار روزگار کی آسان دستیابی اور تمام بزرگ شہریوں (تنہائی یا کسی اور طرح سے) کے لیے باعزت مشغولیت کے مواقع کی راہ ہموار کر سکتی ہے۔

معاشی گندگی یا مکمل افراتفری صاف نظر آرہی ہے کیونکہ معیشت کی تعریف ہی بگڑ گئی ہے۔ (1.L) دیہی معیشت، شہری معیشت، صنعتی معیشت، زرعی معیشت، جنگلات کی معیشت، منظم معیشت اور غیر منظم معیشت جیسی اصطلاحات کا استعمال معیشت کی تعریف اور تفہیم میں خلل ہے، اس طرح کی غیر ضروری حد بندیوں اور عمل نے پہلے تقسیم کو جنم دیا اور پھر نظام میں بدعنوانی کو جنم دیا اور اس طرح نظام کو بگاڑ دیا۔

عام طور پر معیشت کو بقا کے لیے بنیادی اور مرکزی کہا جاتا ہے، اس لیے اگر کسی شخص (1.L.1) کی معیشت میں خلل پڑتا ہے تو اس سے انسان کی صحت میں خلل پڑتا ہے اور اگر معیشت بے ترتیب ہو جائے تو ظاہر ہے کہ اس شخص کی صحت بے ترتیبی سے کام کرے گی۔ اگر معیشت میں خلفشار اور بے ترتیبی کی یہ کیفیت زیادہ دیر تک برقرار رہی تو یہ بالآخر انسان کے اندرونی توازن اور قوت مدافعت کو بگاڑ دے گی جو ظاہر ہے کہ شوگر لیول (ڈیابیٹس)، ناامیدی (دل کی بیماری)، بے بسی (کینسر) جیسی بیماریوں کا باعث بنتی ہے اور اسے ہر قسم کے نئے اور نامعلوم وائرسز اور بیوٹیریا کا آسان شکار بنا دیتی ہے۔

ہندوستانی اور بین الاقوامی طبی اعداد و شمار اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ بیماریاں انتہائی تشویشناک شرح سے بڑھ رہی ہیں۔ بیماری کا یہ بڑھتا ہوا رجحان اس بات کی نشاندہی بھی کرتا ہے کہ معاشی/مالی اور سرکاری/مذہبی ادارے جن کے بارے میں سمجھا جاتا ہے کہ وہ معاشرے کے لوگوں کو امید فراہم کرتے ہیں کم از کم اس حوالے سے ناکام ہو رہے ہیں۔ کیا معاشرے کے لیے امید کی عدم دستیابی سے بھی بدتر صورتحال ہو سکتی ہے؟ اس منظر کو دیکھ کر کیا کہا جا سکتا ہے کہ ہم کس طرف جا رہے ہیں؟ معاشی جنگ کا قربانی کا بکرا بننا اور عالمی جنگ کی پیروی کرنا؟

معیشت اور مذہب کے تمام مالکان لوگوں کو سہارا دینے کے بجائے خوابوں کی تشہیر، انفرادی (1.N) کامیابیوں کی تکنیک، اپنے ماڈل کی بالادستی کو ظاہر کرنے میں مصروف نظر آتے ہیں، اجتماعی ترقی اور ہم آہنگی سے زیادہ عدم توازن پیدا کر چکے ہیں۔

معیشت کے ادارے کیوں ناکام اور غیر متعلق ہوتے دکھائی دیتے ہیں، کیوں کہ جب کسی کو کوئی مسئلہ درپیش ہوتا ہے اور وہ کسی اقتصادی مرکز میں جاتا ہے، تو اسے صرف واعظ، بعض ماہرین اقتصادیات کی طرف سے یا تو اس کی اپنی تخلیق میں سے وعظ یا بعض نام نہاد مقدس متون کے اقتباسات حاصل ہوتے ہیں اور معاملات وہیں ختم ہوتے ہیں، بغیر کسی حقیقی، ظاہری اور قابل عمل حل اور مدد کے۔ اسے دوبارہ اسی صورت حال کا سامنا کرنے کے لیے خالی ہاتھ آنا پڑتا ہے چاہے وہ بنیادی بھوک، کپڑا یا پناہ گاہ کی ہو یا پر امن ماحول تلاش کرنے کے لیے درکار سہارے کی ہو یا اپنی تخلیقی جستجو کے اظہار کے لیے جگہ کی ہو۔ حقائق یہ ہیں کہ اب تک تیار کیے گئے تمام معاشی ماڈل بری طرح ناکام ہو چکے ہیں لیکن معمولی مسائل کی وجہ سے اور اس وجہ سے بھی کہ ہم متبادل کے ساتھ نہیں آ سکتے۔ کیا ہم اسے خوشگوار اور صحت مند حالت کہہ سکتے ہیں؟

پچھلے دو سو سالوں میں، 'چائے اور کافی'، 'پیٹرولیم مصنوعات اور اس سے منسلک انجن'، 'بجلی (پی. 1) اور اس سے منسلک مشینری' کی ایجاد اور متعارف ہونے کے بعد تقریباً تمام لوگوں کی عادت یکسر بدل گئی ہے اور اس کی سب سے بڑی وجہ یہ کہی جا سکتی ہے کہ ہماری، "زمین کھوکھلی، جنگلات اور پانی کی کمی، زمینی آلودگی۔" کیا وسائل کا یہ بڑے پیمانے پر استحصال خود اقتصادی منصوبہ بندی کی نااہلی اور/یا غیر موثر ہونے کی نشاندہی نہیں کرتا؟ زمین جو اپنے قدرتی بہاؤ کے نظام کے ساتھ اتنی دیر تک

زندہ ہے، کیا اسے سنگین صورتحال نہیں کہا جا سکتا اور یہ ہماری انفرادی اور اجتماعی توجہ اور سمجھے جانے والے اقدامات کا متقاضی ہے؟

ملک میں مسئلہ صرف اچھے ماہرین اقتصادیات کی دستیابی ہی نہیں ہے بلکہ بہت سارے ماہرین اقتصادیات متعدد اور متجاوز اقتصادی مراکز کا بھی ہے جو اجتماعی طور پر ذمہ داری کو سنبھالنے، بدانتظامی، لاگت میں اضافے اور یہاں تک کہ افراطی کا باعث بنتے ہیں۔ اقتصادی اداروں کی تعداد کو معقول بنانے کی فوری ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ شاید ہم بہت سے اداروں کو مکمل طور پر ترک کرنا چاہیں جیسے ریاستوں یا علاقائی سطح پر تمام مالیاتی وزارتیں۔ کیا یہ عوام کا فرض بھی نہیں ہے کہ وہ تشویشناک مسائل پر بات کرے اور ضروری تبدیلیاں لائے؟

ہم اس بات کی تعریف کرنا چاہیں گے کہ "انگلینڈ نے سنہ دو ہزار اٹھارہ میں اپنے شہریوں کو شدید (1.T) تنہائی کی وجہ سے درپیش مسائل کو دیکھنے کے لیے ایک نئی وزارت "تنہائی کی وزارت" کھولی ہے۔ لیکن زیادہ تر بزرگ شہری جن کے پرس میں پیسے ہوتے ہیں اور عام طور پر مکمل بیمہ شدہ ہوتے ہیں ایسے شہریوں کے پاس عملی طور پر کوئی روزگار نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی کام ہوتا ہے جو انہیں مصروف رکھ سکتا ہے اور نہ ہی کوئی ان سے بات کرتا ہے۔

ان لوگوں کی طرف سے تصویر سے پتہ چلتا ہے کہ، یہ لوگ اچھی طرح سے اہل اور کافی، (1.T.1) تجربہ کار ہیں (چھبیری سے وزیر اعظم، چوکیدار سے چیئرمین، طوائف سے پادری، وکیلوں سے نام نہاد، ججوں کے علاوہ، عام گھریلو خاتون اور گھریلو شوہر وغیرہ)، کافی پنشن اور بینک بیلنس کے حامل ہیں لیکن کسی بھی کاروبار میں غیر مناسب ملازمت یا بینک بیلنس حاصل کرنے کے قابل ہیں۔ مذہبی ادارے (یہاں تک کہ بغیر کسی معاوضے کے جو کہ ایک مفت خدمت / چیریٹی کے طور پر ہے)، تاکہ خوشی سے اپنا وقت گزاریں اور عزت کے ساتھ زندگی گزار سکیں۔ یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ تنہائی کی وجہ سے یہ لوگ بیمار ہو رہے ہیں اور ہر طرح کی نفسیاتی اور طرز زندگی کی بیماریوں جیسے ذیابیطس امراض قلب، کینسر اور ہر قسم کے وائرس اور بیکٹیریا سے پیدا ہونے والی نئی قسم کی بیماریوں کا شکار ہو رہے ہیں۔

یہ صورت حال نہ صرف اس بات کی نشاندہی کرتی ہے بلکہ واضح طور پر کسی شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ انگلستان کے تمام معاشی، سماجی، مذہبی اور سیاسی ادارے تنہائی کے شکار ان شہریوں کو کوئی مدد فراہم کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ ان لوگوں کو غیر سرکاری طور پر غیر مہذب شخصیت قرار دیا گیا ہے اس لیے خاندان کے فرد، معاشرے، مذہبی اداروں اور حکومت کی طرف سے یہ ایک بوجھ ہیں۔ یہ مشاہدہ کیا گیا ہے کہ تنہائی کی جڑ میں بادشاہی اور حکومت کی حد سے زیادہ تسلط ہے۔ خاندانی اور سماجی معاملات میں حکومت کی حد سے زیادہ دخل اندازی کے نتیجے میں عام شہریوں میں ذمہ دارانہ رویہ ختم ہو گیا ہے۔ فلاحی حکومت کے تصور نے خاندان، معاشرے اور ملک کے تئیں فرد کی ذمہ داری کو خیرباد کہہ دیا ہے۔

جہاں تک تنہائی کا شکار لوگوں کی تعداد کا تعلق ہے تو ہندوستان میں صورتحال انگلینڈ سے (1.T.2) بہتر نہیں ہے۔ بلکہ ہندوستان میں صورتحال زیادہ نازک ہے کیونکہ ان میں سے زیادہ تر لوگ جو تنہائی کا شکار ہیں ان کے پاس بینک بیلنس بھی نہیں ہے۔ ہندوستان میں تنہا لوگوں کی صورتحال کا اندازہ اس حقیقت سے بآسانی لگایا جا سکتا ہے کہ ملک اپنی ساٹھ فیصد آبادی (اسی کروڑ سے زائد آبادی) مفت راشن حاصل کرنے کے قابل ہے۔ دنیا کے دیگر ممالک میں بھی صورتحال اس سے مختلف نہیں ہے۔ بین الاقوامی سطح پر تمام شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے اکثر دانشوروں نے انگلستان کی حکومت کا مذاق اڑایا اور اس مسئلے پر اپنی رائے دی لیکن بدقسمتی سے صرف اچھی اور خوبصورت لب ولہجہ ہی کرنے سے باز رہے۔

دستیاب اختیارات اور آگے بڑھنے کا عملی طریقہ (2)

لوگ (ماں باپ) صبح کہتے ہیں یاد رکھیں کہ اس دنیا میں کرما اہم ہے اور ہم جو کچھ بھی کرتے ہیں وہی نتیجہ حاصل کرتے ہیں اور کام شروع کرتے ہیں اور رات کو یاد رکھیں کہ جو کچھ بھی کرے گا وہی ہوگا جو رام / بھگوان / / / اللہ چاہے گا اور اس لئے بحث و مباحثے کا کوئی فائدہ نہیں ہے ، گھماؤ / تناؤ اور سکون سے سونا۔ ایک خوش کن معاشرے میں یہ تھا اور یہ معمول ہونا چاہیے۔

امید کی جاتی ہے کہ خواتین و حضرات، لڑکے اور لڑکیاں، بھی ان مسائل پر بات چیت اور غور و (2.A) فکر کرنا چاہیں گے اور معیشت سے متعلق درج ذیل سوالات کے جوابات خود تلاش کرنا چاہیں گے جب بڑے پیمانے پر بے روزگاری، تنہائی، انصاف کی فراہمی میں تاخیر، کام اور آمدنی کی غیر (a) مساوی تقسیم ہو تو اس سے کیسے نمٹا جائے؟ عام لوگوں سے کیا توقع کی جاتی ہے جو اس طرح کے منظر کو دیکھتے ہیں؟

ب (ہم کس طرح صحت مند، خوش طرز زندگی گزار سکتے ہیں اور اسے برقرار رکھ سکتے ہیں؟ ہم سب صحت، تعلیم اور انصاف کیسے بروقت حاصل کر سکتے ہیں، بغیر کسی دلیل کے اور نظام پر اپنا اعتماد بحال کر سکتے ہیں؟

۔ ہم سب کو مفت اور منصفانہ طریقے سے صحیح اور قابل اعتماد معلومات کے ساتھ رہنمائی کی راہیں (c) کیسے مل سکتی ہیں؟

۔ ہم سب کے لیے جسمانی، مالی، جذباتی، نسلی اور روحانی تحفظ کو کیسے یقینی بنا سکتے ہیں؟ (d)

ہماری زندگی میں تجارت کا بہترین طریقہ کیا ہو سکتا ہے؟ ہم یہ کیسے کر سکتے ہیں؟ اور فطرت کا (e) طریقہ اور اس کی فطری معیشت کیا ہے؟ شہر اور ملک کی بہترین منصوبہ بندی کیا ہو سکتی ہے اور اسے ترتیب دیا گیا ہے؟

موجودہ معاشی افراتفری سے بہتر معیشت (تجویز کردہ متبادل معیشت) کی جانب بغیر کسی رکاوٹ کے، (f) ،منتقلی کے لیے کیا اقدامات ہو سکتے ہیں جو فوری طور پر ایسے اقدامات ہیں جو عدم تعاون کی تحریک احتجاج، ہڑتال، پتلے جلانے اور سرکاری املاک کو تباہ کرنے کی جگہ پر امن طریقے سے اٹھائے جاسکتے ہیں؟

کیا نسل، مذہب اور خطوں، یا ذات، عقیدہ اور رنگ سے پیدا ہونے والی جنونیت کو محض ذاتی اور، (iii) ،نجی بنا کر (کسی کے گھر پر، جیسے کہ حالیہ لاک ڈاؤن کے دوران کیا جاتا ہے) کو ختم نہیں کیا جا سکتا کیا اس سے دنیا کی اصلاح کا راستہ نہیں بنے گا؟

کیا (جمہوریتوں میں) نوجوانوں کے لیے ووٹ ڈالنے کے لیے اہل عمر کو بڑھانا اور لوگوں کے لیے، (iv) بالائی عمر کو محدود کرنا، اسی طرح ریاستی حکومتوں، میونسپلٹیوں جیسے متعدد آئینی اداروں کو منسوخ کرنے / ترک کرنے کے ساتھ ساتھ، کسی بھی استعمال کے کام کو خطرے میں ڈالے بغیر پیسے اور دیگر وسائل کے ضیاع کو نہیں روکیں گے، انتظامیہ اور معاشرے کو مضبوط بنا کر؟

کیا دودھ سے بنی چائے اور کافی کو کم کرنے یا ترک کرنے سے اور بیل (نندی) کے کاسٹریشن کو، (v) روکنا گائے کے قبیلے پر ہونے والے مظالم کو کم کر سکتا ہے اور لوگوں کی طاقت، قوت برداشت اور ثقافتی اقدار کو بحال کر سکتا ہے؟

۔ ہمیں (حکومت) کو نارمل اور فطری ماہرین معاشیات کے ساتھ ساتھ مختلف معاشی نظریات کے (2.B) حامیوں کا ایک گروپ بنانا ہوگا تاکہ ہر نظریے کا جائزہ لیا جاسکے اور مستقبل کے لیے تازہ معاشی نظریہ اور عمل وضع کیا جاسکے۔ سٹاپ گیپ کے انتظام سمیت، اس افراتفری کے مرحلے میں، جہاں ہر بڑا ادارہ باقی سب کو لوٹنا چاہتا ہے، اور جہاں چھوٹے اپنے آپ کو بچانے کے لیے دوڑتے پھر رہے ہیں۔

۔ "ہر جائدار کو مادرانہ بہنور کی گہرائی میں گرا دیا گیا ہے"، ہر جائدار میں ایمان اور پیدائشی (2.C) پیدائش اس کے بنیادی مظاہر ہیں۔ اس بنیاد پر دھرم کی تعریف وہ ہے جو ہر وجود کو گھیرے ہوئے ہے جیسے موت ہم میں سے ہر ایک کو گھیرے ہوئے ہے۔ پوری دنیا ایک ہے لیکن ایک بڑا خاندان دھرم کی سب سے بنیادی تفہیم ہے، جس پر اب تک بہت سے مذاہب اس وقت تک متفق ہونے سے ہچکچاتے ہیں جب تک کہ انہوں نے ہر مذہب اور رنگ کے لوگوں کو اپنے مذہب کو قبول کرتے نہ دیکھا۔

اب، بیماری کے پھیلنے اور دنیا بھر میں لاک ڈاؤن نے یہ بات بلاشبہ ثابت کر دی ہے کہ دنیا ایک ہے اگر دنیا ایک نہ ہوتی تو ایک بیماری زمین پر موجود تمام برادریوں کو کیسے متاثر کر سکتی تھی۔ لہذا فطرت کی تمام بنیادی باتوں کو بھلا کر ہر علاقے اور مذہب کی اینٹ سے اینٹ بجانے میں مصروف رہنے کے بجائے مسائل کے حل کے لیے بنیادی باتوں کی طرف لوٹنے کا سوچیں۔ کہا جاتا ہے کہ قبائلی (آبائی باشندے / آبائی) اصل ہیں، اس لیے جب مذہب دنیا ٹوٹتی نظر آتی ہے، تو ضروری ہے کہ اصل-ابورجنل پر نظر ثانی کی جائے اور ان سے اشارے / لیڈ / سمت حاصل کی جائے، اسی طرح قبائل نے اپنے آپ کو سنبھالا ہے، جو انہیں زمانوں سے برقرار رکھنے کے لیے کامل بناتا ہے۔

حل تلاش کرتے ہوئے ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ قبائلی کس طرح اپنے بنیادی تحفظات (جسمانی تحفظ، خوراک کی حفاظت اور پناہ گاہ) کا خیال رکھنے کے قابل ہیں اور اپنے انتظام، انصاف اور اپنے قبیلے کو برقرار رکھنے، بنیادی صحت، تعلیم، تفریح اور ماحول کے تحفظ کا خیال رکھنے کے ساتھ ساتھ ان کی دعائیں بھی کرنے کے قابل ہیں جو انہیں فطرت کا ایک بہترین ساتھی بناتی ہے (نام نہاد مذہب اور مذہبی دنیا کے برعکس)۔

:- کام کی تقسیم (2.D)

بنیادی طور پر دو قسمیں - اندرونی کام، بیرونی کام، یا مردانہ کام، عورت کا کام ہر زمرے میں کام کرنے کے لیے دو پجز ہوتی ہیں۔ اونچی اور کم۔

کہا جاتا ہے کہ انسان کی زندگی عام طور پر بارہ سال کے آٹھ بڑے چکروں پر مشتمل ہوتی ہے۔ اس (a) میں چھ سال کا ایک ذیلی سائیکل ہے، اور ہر ایک تین سال کا ذیلی ذیلی سائیکل ہے۔ کام کی تقسیم میں آسانی کے لیے دو چکروں کو ملا کر چوبیس سال کے ایک زمرے کو ظاہر کیا گیا ہے۔ اس طرح پسندیدگی موزونی / انتخاب کے کام کو چوبیس سال کے چار بڑے زمروں میں تقسیم کیا گیا۔ اس طرح پورے کام کو تقسیم کیا جاسکتا ہے

انسانی-1×2 (مرد-عورت) = 2

(اندرونی-بیرونی) = 2×24

(ہر ایک چوبیس سال کے چار بلاکس) = 16 قسم / آرٹ فارم 4×4

(ہر بلاک دو چکروں پر مشتمل ہے) = 32 تغیرات 16×2

(ہر چکر کے دو مراحل ہوتے ہیں) = 64، زندگی کا پورا کام چونسٹھ زمروں پر مشتمل کہا جاتا ہے 32×2

(ب) مردانہ کام - عورت کا کام

ہر مذہب نے عورت کو زمین سے تشبیہ دی ہے اور اس لیے تمام زمینی معاملات کو عورتیں اچھی طرح سنبھال سکتی ہیں، اور مرد آسمان کی طرح، اسی طرح تمام بیرونی معاملات کو مرد اچھی طرح سنبھال سکتے ہیں۔

:اندرونی کام- بیرونی کام (c)

اندرونی کام: برہمن اور اس کی سدھریسیا (جسے بعد میں سدرا کہا جاتا ہے): تعلیم، منصوبہ بندی اور اس کی معاونت کی خدمات - صفائی اور حفظان صحت، کھانا پکانے کے فن، فن کی شکلیں، موسیقی، گانا، رقص، تفریح اور تمام ملازمتیں جن کے لیے اندرونی یا باطنی طریقوں کی ضرورت ہوتی ہے

بیرونی کام: کھشتریا اور ویسا ہی (جو بعد میں ویش بن گئے) بالکل اسی طرح، اس کی معاونت کی خدمات کاروبار، تجارت اور تجارت، فروخت اور مارکیٹنگ، فوج-پولیس - (صدرسیہ-اس طرح، اپبھرنش سدرا)

۔ معاشرے میں مسائل اس وقت شروع ہوئے جب معاشرے نے اس بنیادی اصول کو نظر انداز کیا یا (2.E) نظر انداز کیا یا چھوڑ دیا کہ عقیدہ بنیاد ہے اور دھرم بنیاد ہے، جس پر معیشت اور راج نیتی گورننس کا اعلیٰ ڈھانچہ کھڑا ہے۔

اس تعریف کو دیکھتے ہوئے کہ دھرم ایک بنیاد ہے، یہ وہ دھرم ہونا چاہیے جو پورے معاشرے کی معیشت کے پورے بنیادی اور مقامی کام کا مکمل طور پر خیال رکھتا ہو، یعنی دھرم پورے طرز زندگی کو ہدایت کرتا ہو اور مجموعی حفاظت اور سلامتی (جسمانی، اقتصادی اور جذباتی) کا خیال رکھتا ہو، روزگار انتظامی اور ماحولیات، صحت اور تعلیم کے ساتھ توانائی، انتظامی اور ماحولیات اور انتظامی امور کا بھی مکمل خیال رکھتا ہو - غیر متوقع حالات کے لیے تیاری

پیراڈائم شفٹ ضروری ہے، یہ وقت ہے کہ معاشرہ اٹھے اور ذمہ داری اپنے ہاتھ میں لے۔ معاشرے کو مقامی سلامتی، ہر قسم کے انصاف (بذریعہ جیوری)، مقامی منصوبہ بندی اور قومی منصوبہ بندی میں شراکت، مذہبی تقاضے، صحت اور تعلیم کے مقامی ذرائع ابلاغ، تفریح، ماحولیات کے علاوہ دیگر مقامی معاشی سرگرمیوں کو اپنے ہاتھ میں لینے کی ضرورت ہے۔ معاشرے کو ٹیکسوں کی وصولی، اپنے آس پاس کی صنعتوں کو چلانے اور مقامی تباہ کن حفاظتی اقدامات میں بھی شامل ہونے کی ضرورت ہے۔ ملک کو قومی حکومت، اس کے برانچ دفاتر اور سوسائٹی سے چلنے والی مقامی حکومت کے ذریعے بہت اچھی طرح سے منظم کیا جا سکتا ہے۔ قومی حکومت کو آئینی عدالت، ریزرو پولیس اور فوج، باہمی رابطے ڈیزاسٹر مینجمنٹ، قومی تہواروں کی تقریبات، تحقیق و ترقی میں شراکت، خارجہ امور اور بین الاقوامی ترقی کے لیے محکموں کا خیال رکھنے کی ضرورت ہے۔

۔ مزید راج نیتی (حکومت) جو ایک اعلیٰ ڈھانچہ ہے، کو اجتماعی سلامتی، ڈیزاسٹر مینجمنٹ، بین (2.E-1) الاقوامی ترقی، سیکورٹی (ریزرو پولیس اور فوج)، انٹر کنیکٹیویٹی، ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ، تجاویز اور آراء کے لیے سہولت، قومی تہواروں کے ساتھ ساتھ ملک کے رہنما اور ضمیر کے رکھوالے کے ساتھ آئینی اور لچکدار عدالتی نظام کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔ یہ تعریف یہ بھی بتاتی ہے کہ ہندوستان میں ریاستی حکومتوں اور اس سے وابستہ دفاتر جیسے کسی ثالثی ڈھانچے کی ضرورت نہیں ہے، اور اسے ختم کیا جا سکتا ہے۔

یہ وقت ہے کہ معاشرہ اٹھے اور ذمہ داری اپنے ہاتھ میں لے۔ ہندوستان مقامی مذہبی اداروں، ضلعی کونسلوں چند زونل دفاتر اور قومی حکومت (پارلیمنٹ کے منتخب اراکین کے ذریعے چلایا جاتا ہے) کے ذریعے خود کو بہت اچھی طرح سے سنبھال سکتا ہے۔

باشندے - جو ابتداء سے ہی یہاں موجود ہیں) اس بات کی آبائی (اگر ہم قبائلیوں کے درمیان دیکھیں (2.F) تعریف کریں گے کہ قبیلے کے ہر فرد کو ان تمام پہلوؤں کا خیال رکھنے کی تربیت دی جا رہی ہے جن کا سامنا مرد اور عورت اپنی پوری زندگی میں کر سکتے ہیں، خواہ وہ حفاظت اور سلامتی ہو، کاروباری لین دین، انتظامیہ، پادری، عدلیہ، یا معاون کام کرنا۔

کہا جاتا ہے کہ قبائلی-آبائی باشندے/آبائیورجنز) اصل ہیں اور مہذب دنیا ایک سپر اسٹرکچر ہے جو اس پر بنایا گیا ہے یا ان اصولوں سے رہنمائی لے کر بنایا گیا ہے۔ لہذا جب سپر اسٹرکچر خستہ حال نظر آتا ہے تو اس کے پاس واحد آپشن رہ جاتا ہے کہ وہ اصل-آبائیورجنز کا دورہ کریں اور ایک بار پھر ان سے سراغ/لیڈ/ہدایت لیں کہ ان (قبائل) نے کس طرح بنیادی تحفظات (جسمانی تحفظ، خوراک کی حفاظت اور پناہ گاہ) کا خیال رکھا ہے اور اپنے نظم و نسق، انصاف اور اپنے قبیلے کو برقرار رکھا ہے، جس سے ان کی نماز، صحت اور تعلیم کے ساتھ ساتھ بنیادی ماحول کی حفاظت کا خیال رکھنا ان کے لیے ضروری ہے۔ عمر سے اپنے آپ کو برقرار رکھنا۔ کیا ہمیں کسی جادو اور معجزے کا انتظار کرنا چاہئے یا آسمان سے کسی نئے خدا کے نازل ہونے اور ہمارے مسئلے کو حل کرنے کا انتظار کرنا چاہئے؟ یا اس موقع پر اٹھ کر قیامت کے لیے کام شروع کر دینا چاہیے؟

تصفیہ تہذیب کے آغاز میں یہ سوچا گیا تھا کہ معاشرے کو ان تمام ملازمتوں کا خیال رکھنا ہوگا، (2.F-1) جو عام طور پر ہر قبائلی کرتا ہے اور نئی ملازمتیں بھی جو آبادکاری/تہذیب کی وجہ سے سامنے آسکتی ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ کافی غور و خوض کے بعد یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ آباد کاری/معاشرے/تہذیب کے پورے کام کو برقرار رکھنے کے لیے جس کا سامنا کسی بھی معاشرے کو کسی بھی وقت کسی بھی وقت ہو سکتا ہے، جگہ/مقام اور توانائی کو بڑے پیمانے پر چار بڑے حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے وہ بھی برابری کی سطح پر: (1) حفاظت اور سلامتی، (2) تعلیم، منصوبہ بندی اور حکمت عملی، نئے علم اور ٹیکنالوجی کا حصول، اس کو اپنانا اور پھیلانا، قواعد و ضوابط بنانا وغیرہ۔ مواد کا مجموعہ، مواد کا ذخیرہ اور معاشرے میں اس کی تقسیم، (4) دیگر تین قسموں کے ساتھ مل کر معاشرے کے لیے دیگر تمام معاون خدمات مثلاً صحت کی خدمات، انجینئرنگ سروس، صفائی اور حفظان صحت کی دیکھ بھال، تفریح کی فراہمی وغیرہ۔

:- مزید، انفرادی سطح پر درج ذیل کام کی تقسیم قابل قبول اور پائیدار پائی گئی (2.F-2)

پیدائش سے لے کر چوبیس سال کی عمر تک: تعلیم، تربیت، ہنر کی ترقی، گھر کے مختلف کاموں اور الما معاملہ میں معاون ہاتھ کے طور پر۔ چوبیس سال کی عمر سے لے کر اڑتالیس سال کی عمر: جسمانی طور پر کھیت، دفتر، کارخانے، شادی، بچوں کی کفالت، والدین، معاشرے اور ملک کی خدمت میں تعاون۔ اڑتالیس سال کی عمر سے لے کر 72 سال کی عمر تک: نفسیاتی جسمانی طور پر فیلڈ، فیکٹریوں، دفتر میں کام کرنا اور معاشرے اور ملک میں جسمانی طور پر کام کرنا۔

اکہتر سال کی عمر سے چھیانوے سال کی عمر: میٹا فزیکل طور پر فیلڈ میں کام کرنا، فیکٹریوں، دفاتروں میں رہنمائی کرنا، اور ایڈمنسٹریٹر/منیجر/سہولت کار میں نفسیاتی-جسمانی تعاون، معاشرے اور ملک میں کام کرنا تعلیم و تربیت دینا، رہنمائی، تجویز اور رائے دینا، انصاف کی فراہمی میں شامل ہونا، اور جسمانی طور پر کام کرنے والے معاشرے کی نگرانی کرنا۔ کہا جاتا ہے کہ چھیانوے سال کی عمر کے بعد مہمان اور دیوتا کی طرح احترام کا مستحق ہے۔ کہا جاتا ہے کہ: مثبت پہلو پر چھ سال کا (ऋतुः) دیو - بنتا ہے فرق رکھا جا سکتا ہے، کہ عمر کو 24، 48، 72 اور 96 سال کی جگہ 25، 50، 75 اور سو تک گول *** کیا جا سکتا ہے۔

11. منافع بخش روزگار اور قابل احترام مصروفیت کے اہم راستے

صنعت کاری کی خاطر صنعت کاری نے بہت سے ملک کو برباد کر دیا اور انسانوں کو ان کی بنیادی سرگرمیوں سے محروم کر کے معاشرے کے نچلے طبقے میں بے روزگار اور تنہا کر دیا، جب کہ بہت ساری مشینوں نے معاشرے کے اعلیٰ آمدنی والے طبقے کے لوگوں کو بیمار، معذور اور قرنطینہ میں ڈال دیا۔

مشینوں کے استعمال کے حوالے سے ملک اور معاشرے کی سطح پر کچھ بنیادی اور پختہ حد بندی کی ضرورت ہے۔ مثال کے طور پر، تمام پیسنے، کاٹنے، سلائسنگ اور اس کی تقسیم کو مشینوں کے لیے محدود کیا جا سکتا ہے۔ برقی اور پٹرول سے چلنے والی مشینری کے استعمال میں انتخابی پابندی کے شعوری اور اجتماعی فیصلے سے ہم نوجوانوں کے لیے بڑی تعداد میں روزگار اور تنہائی کے شکار لوگوں کے لیے باعزت مشغولیت کے راستے پیدا کر سکتے ہیں، روایتی طریقوں کے لیے شعبوں کو دوبارہ کھول کر۔

ایک پرانی کہانی: دیہی علاقوں میں سفر کرنے والے ایک مسافر نے ایک کسان سے ملاقات کی، جو کنویں سے پانی لانے کے لیے اپنے ہاتھوں سے فارسی پہیے کو چلانے کے لیے دو نوجوان لڑکوں کے ساتھ شامل تھا۔ چونکہ یہ عمل سراسر پسماندگی یا مزدوروں کے ساتھ غلامی اور ناروا سلوک کا واضح معاملہ معلوم ہوتا تھا، اس لیے مسافر نے کسان سے اس کی وجہ دریافت کی اور پوچھا؟ کیا آپ کنویں سے پانی لانے کے جدید ذرائع سے واقف نہیں ہیں، آپ خچر/بیل/بھینس کی جگہ ان دو جوان لڑکوں کو یا جدید ذرائع جیسے ہوا یا شمسی توانائی سے چلنے والی موٹر یا عام طور پر استعمال ہونے والا ڈیزل جنریٹر سیٹ وغیرہ کیوں استعمال کر رہے ہیں؟

کسان بولا، یہ دونوں لڑکے میرے اپنے بیٹے ہیں۔ ہم زراعت کے شعبے میں ہونے والی تمام ترقی کے بارے میں جانتے ہیں اور اس کے بہترین طریقوں کے بارے میں بھی سنا ہے، لیکن جیسا کہ میں خود اور میرے دونوں بیٹے اپنی بڑھاپے کی توانائی اور اپنی جوانی کی توانائی کو بروئے کار لانے کے لیے متبادل راستہ تلاش نہیں کر سکے، اس لیے ہم نے شعوری طور پر فیصلہ کیا کہ ہم خود ہی کریں گے اور جب تک ہمیں اپنی توانائیوں کے لیے فائدہ مند متبادل راستے تلاش نہیں کیے جاتے ہیں، اسی طرح جاری رکھنا چاہتے ہیں۔

ہم جانتے ہیں کہ بیکار بیٹھ کر ہم صرف احمق خانوں (ٹیلی ویژن، ویڈیو، موبائل وغیرہ) ہی دیکھیں گے یا بے کار بینرز میں مصروف رہیں گے یا موٹروں میں گھومتے پھریں گے اور کمر کا سائز اور میڈیکل بلز کو بڑا کریں گے، پھر شاید ہم اپنے جسم کو برقرار رکھنے کے لیے ورزش کے لیے جمنازیم جائیں گے۔ ہمیں اس کام میں مشغول ہونا بہتر لگتا ہے جو میدان میں اپنے ہاتھوں اور پیروں سے کام کرنے میں مصروف ہے، اپنے دماغ کو لگا کر اور خود سے لطف اندوز ہونے کے بجائے، موٹے اور سست ہونے والی مشینوں کو استعمال کرنے کے بعد جمنازیم میں ورزش کرنے اور مشینی ٹریڈ ملز استعمال کرنے کے بجائے۔

پرائمری کام فزیکل ہونا چاہیے، سیکنڈری کام کو نیم/جزوی طور پر مشینی ہونا چاہیے، ترقیاتی کام کو تکنیکی طور پر چلایا جانا چاہیے اور دوسرے ایڈوانس مرحلے کو خودکار ہونا چاہیے (مثلاً زراعت اور کپڑوں کے لیے دھاگے کی تیاری فزیکل، خوراک کی پروسیسنگ نیم مکینیکل، پیکنگ تکنیکی طور پر ہونی چاہیے۔ خودکار)

نرا سوچئے کہ اگر ہم بجلی/پٹرول سے چلنے والی اشیائے خوردونوش کی پیسنے اور پالش کرنے (3.A) والی مشینوں جیسے چاول، دالیں اور گندم کے استعمال کو ترک کر دیں یا مکمل طور پر پابندی لگا دیں تو کتنی ملازمتیں پیدا ہو سکتی ہیں اور ساتھ ہی ایسی درآمدی مصنوعات کی فروخت بھی ہو سکتی ہے۔

ایک موٹا حساب (اعداد و شمار کے مطابق، ستمبر 2022) سے پتہ چلتا ہے کہ، اس مشق سے صرف ہندوستان ہی دو کروڑ سے زیادہ لوگوں کو کم از کم سات ہزار روپے ماہانہ معاوضہ کے ساتھ روزگار/منگنی فراہم کر سکے گا، اس کے علاوہ اس مشق سے ملک کی مجموعی صحت میں بھی بہتری آئے گی۔

۔۔ گندم کے آٹے کے لیے ایک سادہ اور موٹا حساب: ڈی اے ٹاز کے مطابق پی ٹی آئی، خبریں (3.A.1) مئی 2022، حکومت کی جانب سے سال 2021-22 کے لیے گندم کی خریداری کی شرح 09 1975 ہے جبکہ 2022-23 کے لیے یہ 2015 فی سو کلوگرام ہوگی۔ خوردہ منڈیوں میں گندم کے آٹے کی اوسط قیمت 32.91 روپے فی کلو گرام تھی اور آٹے کی زیادہ سے زیادہ قیمت 59 روپے فی کلو گرام کو تھی۔ 20121 کے اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ آٹے کی اوسط قیمت 29.14 روپے 09.2022 فی کلو گرام تھی اور 08 مئی 2021 کو آٹے کی زیادہ سے زیادہ قیمت 52 روپے فی کلو گرام تھی بھارت میں گندم کی کل کھپت 2021-22 میں 103.5 ملین میٹرک ٹن تھی، سال 2020 میں 2020- کا حجم 103.5 ملین میٹرک ٹن تھا۔ میٹرک ٹن، 30-مئی-2022 کی رپورٹ کے مطابق۔ 2020

i). گندم کی سرکاری خریداری کی شرح = یوں کہیے، بیس روپے فی کلو۔

ii). گندم کے آٹے کی اوسط سیلنگ قیمت (آٹا) = بتیس روپے فی کلو۔

iii گندم کی اوسط مقدار جو دستی طور پر پیس سکتا ہے = بیس کلوگرام فی دن (چار پانچ گھنٹے کام کرنے میں)۔

iv فی شخص اوسط کمائی/بچت = بیس کلوگرام × (آٹے کی فروخت کی قیمت بتیس روپے فی کلو گرام iv گیہوں کی خرید قیمت بیس روپے فی کلو) = $20 \times (32-20) \Rightarrow 240$ روپے فی دن (دو سو چالیس - فی شخص/دن) $\Rightarrow 240 \times 30$ دن = روپے 7200/ماہ $\Rightarrow 7200 \times 12$ = روپے سالانہ/فی شخص - 86400

v. ہندوستان میں گندم کی کل کھپت = 2021-22 میں ہندوستان میں 103.5 ملین میٹرک ٹن۔

vi اتنی مقدار میں گندم کو پیسنے کے لیے درکار آدمی دنوں کی تعداد، اوسط آدمی بیس کلوگرام روزانہ $\times$ پیس سکتا ہے، $\Rightarrow 103.5$ ملین میٹرک ٹن $\div 20$ کلوگرام $\times 365$ دن $\Rightarrow 10,00000 \times 103.5$ ، دن 141780822 آدمی دن $\div 12 = 11815068 \times 365 \div 20 \div 1000$ مندرجہ بالا حساب سے ظاہر ہوتا ہے کہ 11815068 افراد (ایک کروڑ اٹھارہ لاکھ سے زائد افراد) کے آرڈر کی باقاعدہ ملازمت یا معاوضہ کی مصروفیت جس کی اوسط آمدنی سات ہزار روپے ماہانہ/شخص ہے اس انتظام کے ذریعے آسانی سے ترتیب دی جا سکتی ہے۔

vii روزگار/منگنی فراہم کرنے والوں کے علاوہ، گندم کو برقی/پٹرول سے چلنے والی آٹا ملوں سے دستی rpm کی طرف تبدیل کرنے سے کرنے والے کے ساتھ ساتھ کھانے والے کے لیے بھی صحت کے بہت انقلاب) زیادہ فوائد ہیں۔ چونکہ دستی طور پر چلائی جانے والی گندم کی آٹے کی چکی (چکی) کم برقی طور پر چلنے والی آٹے کی rpm فی منٹ) کولڈ گرائنڈنگ ڈیوائس ہے اس لیے آٹے کی پیداوار زیادہ

چکیوں کے مقابلے میں پیسنے کے عمل میں کسی بھی معدنیات اور وٹامنز کو ضائع نہیں کرے گی۔ کہا جاتا ہے کہ گندم کے آٹے کی چکی کو پیسنے سے لبلبہ متحرک رہتا ہے، اس لیے آٹا چکی کا یہ چلنا ان لوگوں کے لیے موزوں ثابت ہوا جو ذیابیطس کے مرض میں مبتلا ہیں۔

اس بڑی تعداد میں ہاتھ سے چلنے والی چکی کے آپریشن سے چند لاکھ لوگوں کی اس مشین (چکی) **viii** کی تیاری اور اسے برقرار رکھنے کی مانگ پیدا ہوگی۔

یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ یہ لوگ جو گندم اور دیگر آٹے کی فراہمی میں حصہ لیں گے، خام مال کے **ix** ساتھ ساتھ تیار مصنوعات کی بھی کچھ مقدار ذخیرہ کرنا چاہیں گے، جس کے نتیجے میں ایسی مصنوعات کی خرید، ذخیرہ اور فروخت کے حوالے سے قومی حکومت کا بوجھ کم ہوگا۔ یہ ایکٹ لوگوں اور ملک کی خود انحصاری کی طرف لے جائے گا۔

دیگر کھانے پینے کی اشیاء جیسے چنے، جو، مکئی، مکئی، چاول وغیرہ ملٹی گرائن آٹے اور دالوں کے **x** لیے ہاتھ سے پیسنے کے لیے اسی طرح کا حساب ظاہر کرے گا کہ اگر ہم ملک میں بجلی/پٹرول سے چلنے والی فوڈ گرائنڈنگ مشینوں کو بغیر کسی ٹلی ڈلینگ کے، بند کرنے کے قابل ہو جائیں تو **مزید چند ملین ملازمتیں حاصل کی جا سکتی ہیں**۔ مجموعی طور پر، اگر ہم مشین ویز کو استعمال کرنے میں انصاف سے کام لیں۔ ایک نظر ہر شعبے میں جسمانی کام پھر اس کوشش میں کم از کم چھ فیصد آبادی یعنی تقریباً ملازمت/مصروفیت شامل ہو گی۔ آٹھ کروڑ لوگ (سال 2022 میں آبادی کے مطابق ہندوستان میں)۔

اور، جنگ کی اقتصادیات، جنگ اور اقتصادی جنگ کی وجہ سے معیشت "کے باب کے مطابق" **(3.B)** ہندوستان کی ایک سو تیس کروڑ کی معیشت کے پائیدار کام کے لیے کام کی تقسیم "کے باب کے مطابق" آبادی کا ایک چوتھائی حصہ جو کہ تقریباً بتیس پوائنٹ پانچ کروڑ ہے، ان کی عمر کے لحاظ سے مختلف، کلاس روم کی تعلیم یا فیلڈ ٹریننگ حاصل کرنا **(a)** مفادات اور حفاظت کے ساتھ منسلک ہونا ضروری ہے۔ ضروریات **(c)**، فیلڈ ڈیوٹی کرنا یا حفاظت اور سلامتی سے متعلق خصوصی اسائنمنٹس میں شامل ہونا **(b)**۔ **(d)**، کا انتظام اور مناسب انتظام، انٹیلی جنس کی نگرانی اور اس کا تجزیہ اور نظام کا مجموعی انتظام، تعلیم، تربیت اور خصوصی مہارتیں فراہم کرنا، حفاظت اور سلامتی سے متعلق تنازعات میں جیوری بننا تحقیق اور ترقی کا تال میل وغیرہ۔

اگر ہم صحت مند اور خوشگوار ماحول میں انسانوں کی اوسط عمر کو سو سال پر لیں تو پچیس سال سے اوپر کی عمر تک کی حد بندی میں جسمانی طور پر بڑھنے، تعلیم اور تربیت لینے، پھر پچیس سے پچاس تک زمین پر کام کرنے، پھر پچاس سے پچھتر تک مینجمنٹ اور پھر پچھتر سے سو سال کی عمر تک اگر ہم اس تقسیم پر نظر ڈالیں انتظامیہ، انصاف کی تربیت اور تربیت فراہم کرنے میں شامل ہوسکتا ہے۔ تو سیکورٹی کے لیے میدان میں تعینات کیے جانے والے حقیقی اہلکاروں کو آبادی کے سولہ فیصد یعنی (ہندوستان میں سال 2022 میں آبادی کے مطابق) ہونے کی کروڑ آبادی/16=8.125 کروڑ افراد 130 ضرورت ہے۔

کو روزگار دینے کی یہ کوشش نہ صرف حفاظت اور تحفظ فراہم کرے گی آٹھ کروڑ سیکورٹی اہلکاروں بلکہ روزگار کی مانگ کو بھی ختم کر دے گی۔ جیسا کہ جنگ کی معاشیات، جنگ کی وجہ سے معیشت اور معاشی جنگ کے باب میں رکھا گیا ہے، یہ مالی طور پر قابل عمل اور اخلاقی طور پر شاندار ہے۔

: کے ذریعہ میڈیا کی معیشت اور معیشت کے انتظام کے باب کے مطابق **(5.A)** میڈیا پوائنٹ نمبر **(3.C)** صحیح معلومات کی فراہمی اور علم کے اشتراک کے لیے فی سو میں کم از کم ایک مرد اور ایک عورت کی ضرورت ہوگی یعنی دو فیصد لوگوں کو چوبیس گھنٹے موثر درست اور معیاری معلومات اور مخلصانہ

مشورے کے ساتھ ساتھ پوری سوسائٹی کے لیے ممکنہ مدد فراہم کرنے کے لیے کام کرنے کی ضرورت ہوگی۔ اس طرح صحیح معلومات کی فراہمی اور علم کا اشتراک تقریباً لوگوں کو براہ راست روزگار/منگنی فراہم کرے گا۔ دو کروڑ پچاس لاکھ لوگ (سال 2022 میں آبادی کے مطابق ہندوستان میں)۔

کے مطابق: تفریحی تحفظ کی فراہمی کم از کم آبادی کے چھ فیصد کو (5.B) مزید پوائنٹ نمبر روزگار/منگنی فراہم کرے گی جیسے کہ ہندوستان میں تفریح تقریباً براہ راست مشغولیت/روزگار فراہم کرنے کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ آٹھ کروڑ لوگ (سال 2022 میں آبادی کے مطابق ہندوستان میں)۔

کہا جاتا ہے کہ "شام میں تفریح اگلی صبح میں اچھی آوازیں لائے گی لہذا تفریحی تحفظ سب سے اہم ہے جو ایک معاشرہ اور قوم اپنے شہریوں کو فراہم کر سکتا ہے اور فراہم کر سکتا ہے۔ تفریح کے موجودہ منظر نامے کو دیکھتے ہوئے ہم ہندوستان اور دیگر جگہوں پر ضروری بات چیت اور اصلاحی کارروائی کرنا چاہیں گے۔

حل کا نقطہ نمبر 4 پیراڈائم - "شجرکاری کے ، - "پانی کی حفاظت اور معیشت" کے باب کے مطابق (3.D) اگر ایک شخص تقریباً تمام ضروریات کو پورا کر سکتا ہے۔ دو سو درخت پھر ، "آپریشنل اور انتظامی پہلو یہ جنگلات فی ضلع دس ہزار لوگوں کو روزگار/منگنی فراہم کرے گا جو کہ ہندوستان میں کل سات سو تہتر اضلاع میں سے ستر پچاس لاکھ سے زیادہ (سال 2022 میں آبادی کے لحاظ سے ہندوستان میں) ہے۔ اس کام کے لیے ضروری ہے کہ معاشرہ اس کام کو سنبھالے اور محکمہ جنگلات کے کنکرنٹ سیٹ اپ کو بند کرنے کا سوچ سکے۔ ہندوستان کو پائیداری فراہم کرنے اور آنے والی نسلوں کو امید دلانے کا یہی واحد طریقہ ہے۔

نمبر - "صاف اور حفظان صحت کی معیشت اور صفائی اور حفظان صحت کی معاشیات" کے باب (3.E) حل کی مثال ، (4)

دن میں کم از کم دو بار پہلے سے پکائے گئے کھانے کے فضلے اور پکے ہوئے کچرے کو جمع کرنے (i) سے کچرے کا مسئلہ کافی حد تک حل ہو جائے گا، مزید یہ کہ اس سے گائے کے قبیلے کے لیے گھاس اور پرندوں، ماہی گیری اور دیگر پالتو جانوروں کے لیے اضافی خوراک کی ضرورت میں کمی آئے گی۔ یہ سرگرمی تقریباً پیدا کرے گی۔ ملک میں دس لاکھ ملازمتیں (اس حساب سے کہ ایک شخص تقریباً ایک ہزار کی آبادی کو پورا کر سکے گا تو دس لاکھ لوگوں کی ضرورت ہو گی اگر ہم پہلے سے پکایا ہوا اور شام کو / رات کے کھانے کے بعد بھی کھانے کا فضلہ جمع کرنا شروع کر دیں)۔

خواتین کے لیے مناسب پیشاب کی تلاش میں ایک حقیقی مسئلہ ہے جسے عوامی مقامات جیسے کہ (ii) مصروف بازار، شہر کے مراکز، کالجوں اور یونیورسٹیوں، مذہبی مقامات، تالاب پر نہانے کے گھاٹ، اور ندی، بس اسٹینڈ، ریلوے اسٹیشن اور ایئر پورٹ کے ٹرمینلز، جن میں لڑکوں کے لیے الگ الگ سہولیات لاؤ روم، لاؤنج اور کمروں کی سہولت ہو سکتی ہے۔ بوڑھوں اور لوگوں کے لیے۔ ان جگہوں پر امونیا نکالنے کے چھوٹے پلانٹس، بائیو گیس اور واٹر ٹریٹمنٹ اور بیت الخلا، پینے کا پانی وغیرہ خریدنے کے *** لیے دکانیں ہو سکتی ہیں۔ یہ علاقہ کافی روزگار اور کاروبار کے مواقع پیدا کرے گا۔

12. ایک یائیدار معیشت کے لیے گورننس، انتظامیہ اور اس کی اصلاح

ذیل میں پیش کیا جاتا ہے: "گورننس، انتظامیہ اور پائیدار معیشت کے لیے اس کی اصلاح" کے حوالے سے عرضداشت تین حصوں میں پیش کی جا رہی ہے: (1)۔ مسائل اور اس کا وسیع خاکہ، (2)۔ پرانے زمانے (: پر بندھ) کے عقلمندوں میں عام بحث۔ (3) گورننس-ایڈمنسٹریشن-مینجمنٹ پر وسیع نظریہ

∴ مسائل اور اس کا وسیع خاکہ (1)

اس باب یعنی "گورننس، انتظامیہ اور پائیدار معیشت کے لیے اس کی اصلاح" سے گزرتے ہوئے، یہاں کے مواد کی تعریف کرنے کے لیے مندرجہ ذیل ابواب کا حوالہ دینا مناسب ہوگا: باب-1۔ سماجی تحفظ کی معیشت اور معیشت کی سماجی تحفظ، باب 7، صاف اور صحت مند معیشت اور صفائی اور حفظان صحت کی اقتصادیات، باب - 8، معیشت میں کام کرنے والی معیشت اور کام کی تقسیم، باب - 10۔ اقتصادی سرگرمیوں کی مذہبی بنیاد، باب - 11۔ فی آمدنی کی معیشت کے لیے بہترین تقسیم

ہم مندرجہ ذیل کی تعریف کر سکتے ہیں کہ ہم میں سے اکثریت (لوگ) یعنی ساٹھ فیصد سے زیادہ (1.A) آبادی غریب ہونے کی بنیادی وجوہات ہیں۔

[illegible][illegible]

0000 0000 0000 0000 0000 00 00 0000 0000 000000 00
 000 00000 000000 0000 0000 00 0000 0000 00 000000 000000
 0000 00 0000
 000 000000 00000 00000 000 0000 000 000000 000000
 0000 00 000 000 00 0000 0000 000000 00 000 000 00 00000
 00 0000 00 0000 000 000000 000 00 000000 00 00 00000 00 00000
 00000

[illegible][illegible]

ہوسکتا ہے کہ ہم بہت سے اصولوں کو تبدیل کرنا چاہیں یا حتیٰ کہ قاعدے کی کتابوں کو دوبارہ لکھنا چاہیں اپنی مجموعی انفرادی اور اجتماعی بھلائی کے لیے۔ -

عوام کی غربت خدا کی طرف سے ایک پروویڈنس نہیں ہے لیکن یہ ریاستوں کی سراسر طاقت کے، (1.B) ذریعے چند لوگوں کی طرف سے منصوبہ بندی، متعارف اور برقرار رکھا جاتا ہے۔ غربت کو چالاکی سے تیار کردہ تھیمز کے تحت فروغ دیا گیا تھا کہ، "چونکہ لوگوں کی اکثریت غریب ہے اور یہ ریاست کا فرض ہے کہ وہ ان کی دیکھ بھال کرے اور ایک لازمی پیشگی ریاست کے طور پر اس بات کو یقینی بنائے کہ اور خدمات سب (FMCG-تیز رفتار سے چلنے والی اشیائے خوردونوش) روزمرہ کے استعمال کی اشیاء کے لیے سستی ہوں اس لیے کم قیمت/سستی ہونی چاہیے اور اسے سب کے لیے آسانی کے لیے رکھا جانا چاہیے۔

اگر ہم اپنے اردگرد نظر دوڑائیں تو ہر کوئی اس بات کی تعریف کرے گا کہ ہمیں ستر سے اسی فیصد وقت میں ایسی اشیاء اور خدمات کی ضرورت ہوتی ہے جو بنیادی اور باقاعدہ نوعیت کی ہوں اور ستر سے اسی فیصد لوگ ایسے ہیں جو یا تو ان اشیاء کی تیاری یا ان خدمات کی فراہمی میں ملوث ہیں۔ یہ ایک بنیادی سوال ہے کہ اگر ستر سے اسی فیصد لوگوں کی محنت کی آخری قیمت/لاگت جو یہ بنیادی اشیاء تیار کرتے ہیں اور یہ بنیادی خدمات مہیا کرتے ہیں، کم/سستی رکھی جاتی ہے تو یہ لوگ غربت سے کیسے بچیں گے؟ یہ ستر سے اسی فیصد لوگ جو ان پروڈکشنز یا خدمات سے وابستہ ہیں انہیں غریب ہونا چاہیے اور ایسا ہی رہنا چاہیے۔

یہ مزید منصوبہ بندی کی گئی ہے کہ باقی بیس سے تیس فیصد اشیاء اور خدمات جو کبھی کبھار استعمال ہوتی ہیں ان کو اعلیٰ سطح پر رکھا جا سکتا ہے اور ریاست کو ان اشیاء اور خدمات کی قیمتوں کی نگرانی یا کنٹرول کرنے کی زیادہ ضرورت نہیں ہے۔ تاہم، ریاست کو ان کی دستیابی اور معیار کو یقینی بنانا چاہیے اور ایسا طریقہ کار رکھنا چاہیے جس کے ذریعے ریاست ضرورت پڑنے پر مداخلت کر سکے۔ اس منصوبہ بندی اور اس کے نفاذ کی وجہ سے کوئی بھی ان بیس تیس فیصد لوگوں کی دولت کا مشاہدہ کر سکتا ہے۔

اگر ہم اوپر (چالاکی) منصوبہ بندی کی مشق کو برقرار رکھیں گے تو یہ غیر ضروری ہے کہ وزیر اعظم معروف ماہر معاشیات کو وزیر خزانہ مقرر کریں یا اعلیٰ تعلیم یافتہ ماہر معاشیات خود وزیر اعظم کے عہدے پر بیٹھیں، ستر سے اسی فیصد آبادی کو غریب ہی رہنا پڑے گا۔ اس مفروضے کو محض وزیر اور وزیر اعظم کی جگہ بدلنے کی ضرورت باقی ہے۔

بعض کہتے ہیں، "اگر ایک بالٹی بہہ جائے تو دوسری خشک رہے گی"۔ (1.C)

کہا جاتا ہے کہ "قحط خراب پر بندھن (انتظام) یا انتظامات کا نتیجہ ہے"، اسی طرح 'غربت' کے بارے میں بھی کہا جا سکتا ہے، ورنہ قدرت نے اس سے کہیں زیادہ دیا ہے جو اسے برقرار رکھنے کے لیے درکار ہے۔

یہ بڑے پیمانے پر غربت اور امیر اور عام آدمی کے درمیان بہت بڑا فرق ہے، جو کسی بھی معاشرے کو محکوم بناتا ہے، اور اس کے بڑے پیمانے پر غربت میں مزید اضافہ کرتا ہے۔ یہ عام عقیدہ کے خلاف ہے کہ معاشرے کی غلامی پہلی جگہ غربت کا باعث بنتی ہے۔

آزادی کو بڑے پیمانے پر برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ غربت اور افلاس پیدا کرنے والے رجحان کو کم یا ختم کیا جائے، خواہ وہ مذہبی ہو (جیسے پچھلے جنم میں برائی کا نتیجہ ہو، یا خدا کے دروازے غریبوں کے لیے ہیں، یا خیرات دینا یا خیرات لینا بادشاہی ہے، جیسا کہ بادشاہ گوتم بدھ، اور بادشاہ

،مہاویر نے لیا ہے)۔ خیرات لینے والے بھکاری شاذ و نادر ہی دولت کو پہنچے تھے۔ جو لوگ خیرات عطیات اور سبسڈی پر انحصار کرتے ہیں وہ مشکل سے ہی معقول زندگی گزارتے ہیں۔

دیکھنے میں آیا ہے کہ متوسط طبقہ، امیر حتیٰ کہ ارب پتی بھی ان سبسڈیوں، عطیات کا جوڑ توڑ سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور اپنی خوش قسمتی میں مزید اضافہ کرتے ہیں، جس سے غریب غریب تر ہو جاتا ہے۔

ہمیں اس تصور کو مٹانے کے لیے بحث کرنے کی ضرورت ہے کہ غربت کسی کا پیدائشی حق اور موت i مقدر نہیں ہے۔ ہمیں یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ کسی بھی شعبے (سرکاری یا نجی) میں اوپر اور نیچے کے کارکنوں کی آمدنی میں فرق پندرہ گنا سے زیادہ نہ بڑھ جائے۔ اس فرق کو یا تو نچلے کو بڑھا کر یا کم کر کے یا دونوں سے کم کرنا ہوگا اور یہ سیکٹر سے دوسرے شعبے میں مختلف ہو سکتا ہے۔ مزید یہ کہ غریبوں یا غریبوں کے استحصال سے بچنے کے لیے ہمیں مقامی محتسب کے لیے انتظامات کرنے کی ضرورت ہے۔

ہمیں ہم آہنگ معاشرے کے لیے ایکٹ آف لیونگ اور آرٹ آف لیونگ کو فروغ دینا ہوگا جیسا کہ کہا گیا ہے کہ: غربت جیسا کوئی غم نہیں اور سنتوں کے ساتھ رہنے جیسی کوئی خوشی نہیں ہے۔

۔ ہم اس بات کی تعریف کر سکتے ہیں کہ چانکیا (مگدھ سلطنت کے بانی اور تیسری صدی قبل مسیح (1.D) میں آرتھ شاستر کے بانی) کی مندرجہ ذیل بیانیہ ایک اہم وجہ ہے جس کی وجہ سے بادشاہ/ملکہ/صدر/وزیراعظم ان حقائق کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنی خواہشات اور خواہشات پر عمل کرتے رہتے ہیں کہ لوگوں کی اکثریت (کسی بھی ملک کے حقیقی مالک) کی حیثیت سے دنیا کی آبادی کے چھ فیصد سے زیادہ بنیادی ضرورتیں ہیں۔ مریخ/ مشتری میں موبائل، موٹر سائیکل/ کار اور کالونی سے زیادہ سیکورٹی۔

یہ آچاریہ چانکیہ عظیم نے کہا ہے
خوشی کی جڑ مذہب: مذہب کے جڑ مفہوم: معنی کا جڑ بادشاہی کے بادشاہی کے جڑ اندریاجایا:
یعنی:

مطلب ، جی ہاں اصل کی مذہب مذہب۔ ، ہاں اصل کی خوشی
فتح لیکن حواس ، جی ہاں اصل کی state.state ، جی ہاں اصل کی مطلب
حقیقی خوشنودی کی بنیاد دھرم (مذہب) ہے، تمام دھرم کی بنیاد ارتھ اسباب/پیسہ/دولت ہے۔ تمام ارتھ کی بنیاد راجیہ/ریاست ہے۔ ریاست کے استحکام کی بنیاد اندریا/احساس فیکلٹی کے کنٹرول میں ہے۔

مذہب تاہم جذبات کی عکاسی شلوکوں میں ہوتی ہے یعنی (a) اصولوں معنی:معنی - اصولوں راجس - ریاست اصولوں انڈریجی: دھرم سناتن (دائمی) کے مطابق درست نہیں پایا۔ یہ مقدس متن میں بھی منعکس نہیں پایا جاتا ہے۔ مندرجہ بالا شلوک-آیت کے ساتھ کیا ہوا کہ راجیہ (ریاست اور ملک) نے یہ احساس اکٹھا کیا ہے کہ وہ تمام معیشت اور دھرم (مذہب) کے مرکز میں ہیں اور اس کے مرکز میں ایک بادشاہ/وزیر اعظم ہے جو اپنے حواس پر غالب آ سکتا ہے یا نہیں؟

اگرچہ یہ جانچنے کا کوئی طریقہ کار نہیں ہے کہ آیا بادشاہ/وزیراعظم نے اپنے حواس پر قابو پایا ہے لیکن اس آیت شلوک نے یقینی طور پر اس بات کو مقدم رکھا ہے کہ ریاست/ملک میں ہونے والی تمام

108

□□□□□□ □□□ □□□□ □□□□ □□□ □□□ □□□ □□□□ □□ □□
 □□ □□□□ □□□□□□
 □□□□□□□ □□□□ □□ □□□□□ □□□ □□□□□ □□□□□ □□□□□ □□□□□
 □□□ □□□□ □□□□□□ □□ □□□ □□□ □□□□□ □□ □□□□□□ □□□□□

(منجانب: ڈاکٹر کلپنا سینگر کی کتاب دھرتے ایتی دھرم)

مجموعی طور پر دنیا کی موجودہ صورتحال نازک دکھائی دیتی ہے۔ اگر کسی کو نوجوانوں کی طرف سے کبھی کبھار بدترین اور اس کے نتیجے میں عوامی املاک کی تباہی، مذہبی دشمنی، اندھی میکانائزیشن (اس سے جڑی بیماریاں مثلاً نوجوانوں میں بڑے پیمانے پر بے روزگاری اور بزرگوں میں تنہائی، غذائیت اور، موٹاپا، نفسیاتی امراض، تنہائی) سے زیادہ گہری نظر آتی ہے، انسانی اسمگلنگ، اس سے منسلک بیماریاں فحش نگاری اور اس سے منسلک بیماریاں۔ منشیات اور منشیات)، سماجی تحفظ کی تقریباً تمام اقسام کی عدم دستیابی، بنیادی اخلاقیات کی سراسر نظر اندازی، اور یہاں تک کہ قائدین اور میڈیا کے عملے کے آداب بھی اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ صورت حال مکمل طور پر تباہی یا قیامت کی طرف لے جا رہی ہے۔

چند اور لوگ کہتے ہیں کہ جو ہم دیکھ رہے ہیں وہ پچھلے تین ہزار سال کے عرصے میں نظام کی منظم ناکامی ہے جس میں جمہوری اور آزاد ممالک میں ایک کے بعد بادشاہت اور حکومت کے بعد حکومت اس کے اصل مالک یعنی شہری تک بنیادی باتیں بھی پہنچانے میں ناکام رہی۔

اگر ہم مسائل کا سامنا کر رہے ہیں اور اجتماعی طور پر مسائل کو حل کرنا مشکل ہو رہا ہے تو یہ یقینی ہے کہ وقت آ گیا ہے کہ ان صحیفوں، قاعدوں کی کتابوں اور آئین کو دیکھا جائے جو قیاس کے مطابق سماجی شعبوں، انتظامیہ، معاشیات، مذہبی اداروں اور عدلیہ میں لوگوں کی رہنمائی کر رہے ہیں اور انہیں معاشرے اور اس کے ماحولیاتی نظام کو صحت مند، خوش و خرم اور ہولناک طریقے سے برقرار رکھنے کی طاقت فراہم کر رہے ہیں۔

یہ ایک ستم ظریفی ہے کہ پچھلے تین ہزار سالوں کے دوران معاشرے نے زیادہ تر اہم کام (1.F) بادشاہی/حکومت کو سونپے ہیں جس کے نتیجے میں یہ کام سرکاری ملازمین/نوکروں کے نام سے کرائے کی افرادی قوت کے سپرد کر دیا گیا ہے اور اس طرح معاشرہ اور اس کے لوگ اپنے اعمال کے قیدی بن گئے ہیں۔ یہ حیرت کی بات ہے کہ سرکاری اہلکاروں/نوکروں (پولیس اہلکاروں اور فوج) کو اسلحہ لے جانے کی اجازت ہے اور فیصلے کی منظوری سمیت شرائط و ضوابط کا حکم دیا گیا ہے لیکن مالک جو کہ عوام ہے اسے ہتھیار اٹھانے اور حتیٰ کہ مشکل کی صورت میں اپنی حفاظت کرنے سے روک دیا گیا اور یوں وہ ایک بے بسی کا شکار ہو گئے۔

وزیر اعظم/صدر/بادشاہ ملک کے علاوہ تمام سیاست دانوں کے پاس طاقت کی کمی ہے اور اس وقت ایسا لگتا ہے کہ سرکاری ملازم ملک کے مالک ہیں (تمام تنخواہ، مراعات، پنشن، رشوت اور بہتہ خوری سے 'لطف اندوز ہو رہے ہیں)۔ ایسا لگتا ہے کہ ملک میں مجموعی بدانتظامی کی وجہ سے اصل مالک 'عوام مفلس ہو چکا ہے جو اب ملک کے سربراہ (وزیراعظم/صدر/بادشاہ ملک) اور ان سرکاری ملازمین کی خدمت کے لیے پیدا ہونے والی کٹھ پتلی کی طرح نظر آتا ہے۔ کیا ایسے منظر نامے اور ایسے نظام کے تسلسل کو سراہا جا سکتا ہے؟

ہم اس بات کی تعریف کرنا چاہیں گے کہ "انگلینڈ نے سنہ دو ہزار اٹھارہ میں اپنے شہریوں کو (جی. 1) شدید تنہائی کی وجہ سے درپیش مسائل کو دیکھنے کے لیے ایک نئی وزارت "تنہائی کی وزارت" کھولی

پریترایا سادھونم وناشایا چا دسکرتہ۔
(8-4 - دھرم سنستھاپنارتایا، سمبھامی یوگے یوگے

اے بھارت (ارجن، عقلمند، روشن خیال، پوری دنیا)، جب بھی دھرم (فطری مذہب) کی دنیا میں کوئی بگاڑ (جرم / بیہوشی / اداسی / پچھتاوا / پچھتاوا) ہوتا ہے، میں اپنے آپ کو دھرم کی بحالی کے لئے دوبارہ بناتا ہوں، سادھوؤں کے تحفظ کے لئے، اور شریف آدمیوں کے لئے کام کرتا ہوں۔ دھرم کے اداروں کا قیام/قیامت عمروں میں ممکن ہے۔

:- پرانے زمانے کے عقلمندوں میں عام بحث(2)

کہا جاتا ہے کہ سورج، زندہ اور سب سے زیادہ دکھائی دینے والا دیوتا (تثلیث کا خالق، برقرار رکھنے والا اور ساتھ ہی تباہ کرنے والا) تمام یوگا (زندگی کے میٹرکس کی حقیقت) کا جاننے والا ہے، کیا یہ ہمارے لیے عقلمندی نہیں ہوگی کہ سورج کو سجدہ کریں، ہمیں بتانے کے لیے، ہمیں بہتر معیشت کے راستے کی طرف رہنمائی کریں۔

مزید قبائلی اصل ہیں، مقامی ہیں۔ یہ کہا جاتا ہے کہ اگر کسی کو روزمرہ کے لین دین میں پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو یہ ہمیشہ بہتر ہے کہ اصل کو دیکھیں یا اصل کو دوبارہ دیکھیں، یہ دیکھنے کے لئے کہ وہ کس طرح عقیدے/دھرم کی پیروی کرتے ہیں، اسے عملی جامہ پہناتے ہیں اور سکون حاصل کرتے ہیں۔

اگر ہندوستان کو بہت سے مسائل درپیش ہیں جن کا ہر مرحلے میں لیڈروں کو سدباب کرنا مشکل (2.A) ہوتا ہے تو یہ بات یقینی ہے کہ اب وقت آگیا ہے کہ اس صحیفے کو دیکھا جائے جس کے نام پر یہ لیڈر اپنی طاقت حاصل کر رہے ہیں۔ اگر ہم (نیز ہمارے حقیقی رہنما) قواعد و ضوابط کی وجہ سے بے چین ہو رہے ہیں تو اب وقت آگیا ہے کہ ہم بنیادی آئین (ہماری اصول کی کتاب) پر نظر ثانی کریں۔

اس میں ہر شے کو بہترین ملا کر تیار کردہ پکوان کچرے کے لیے بہترین موزوں ہو سکتے ہیں یا (a) بہترین طور پر کھجڑی تیار کر سکتے ہیں جو کہ میت کے لیے کھانا ہے۔ پوری دنیا سے بہترین چیزوں کو اکٹھا کر کے تیار کردہ کوئی بھی چیز انسائیکلوپیڈیا اور عجائب گھروں کے لیے بہترین موزوں ہو سکتی ہے، جو طالب علم اور عام آدمی کی مدد نہیں کر پاتے سوائے گیم شو جیسے کونز 'کون بنے گا کروڑ پتی' کے۔ دنیا کے بیشتر آئین میں انہی جذبات کی بازگشت ہے۔

(ب) کوئی بھی آئین، جس کی وضاحت عدالت کے ذریعے کی جا سکتی ہے اور وہ پارلیمنٹ اور سپریم کورٹ میں ذمہ داریوں اور اختیارات کی واضح تفویض پر اختلافات پیدا کر سکتا ہے، اسے کثیر معنی بیانات والا آئین سمجھا جا سکتا ہے۔ ایسا کثیر المعنی آئین نہ تو اس کے اجزاء کی مدد کر سکتا ہے اور نہ ہی فطرت کے ساتھ گونج سکتا ہے اور تازہ رہ سکتا ہے۔

انڈین پینل کوڈ، ٹیکسیشن، ایڈمنسٹریشن، قانون سازی جیسے بہت سے قوانین اب بھی بہت سے ممالک (c) میں غلامی کے سخت جذبات کی بازگشت کرتے ہیں لیکن آئین خود کو خودمختار اور خود مختار قوم کی آزادی کا نگہبان قرار دیتا ہے (جیسا کہ ہندوستان)، یہ ترمیم کا نہیں بلکہ اظہار خیال کرتا ہے۔

نام نہاد مقدس لیکن مسلسل ترمیم شدہ، واضح لیکن باقاعدگی سے نئے سرے سے متعین، اچھی طرح (d) سے تقسیم شدہ لیکن شاذ و نادر ہی حوالہ دیا گیا آئین، چاہتا ہے کہ لوگ اس کا احترام کریں لیکن اسے کبھی بھی ان کا براہ راست مینڈیٹ نہیں ملا، ہمیں ایک صحت مندانہ نظریہ اپنانا ہوگا۔ اور اگر ممکن ہو تو ہمیں

ایک نئے آئین کی تیاری کے لیے مختلف فری لانسنگ گروپس کو اکٹھا کرنا ہوگا۔ بدلتے ہوئے منظرنامے، تجویز کرتے ہیں کہ ہمیں ایک مختصر اور سادہ، مضبوطی سے قائم لیکن لچکدار نظام تیار کرنا چاہیے جو عالمی لیکن اطلاق میں مقامی ہو، اچھا اور رہنما آئین ہو، جس میں ریفرنڈم کے ذریعے شہریوں کا کھلا مینڈیٹ ہو۔

۔ گورننس، انتظامیہ اور اس کی اصلاح (ہندوستان کی مثال) : تصوراتی طور پر یہ ایک غلط مفروضہ (2.B) اور قیاس ہے کہ ہندوستان ایک وفاقی جمہوریہ یا ریاست کا اتحاد ہے۔ قدیم زمانے سے روایتی طور پر یہ جغرافیائی علاقہ جس کی پشت پر طاقتور ہمالیہ ہے اور اس کے ایک سرے پر دریائے سندھو (انڈو-ہندو) اور برہمپترا ہیں، جس کے ایک سرے پر بحر اور دوسری طرف بحر ہندوستان یا ہندوستان اور اس کی اولاد کو ہندو اور برہم پتر کے نام سے جانا جاتا ہے۔ مزید برآں، اس علاقے سے تعلق رکھنے والے زیادہ تر لوگوں کی بنی نوع انسان کے لیے مشعل راہ بننے کی بڑی کوشش کی وجہ سے، اس نے بھارت کا خطاب بھی حاصل کیا اور پھر اس کے باشندے بھارتی، بھارتی کے نام سے مشہور ہوئے۔

(جموں) کے طور پر دیا) - قدیم ترین ادب میں اس علاقے کا نام "جموں ڈوائپ" بھارت-کھنڈے (2.B.1) اور اسے بھارت کا سب سے قدیم استعمال کہا جاتا ہے اور بھگوت گیتا " (ے खड्ड - بھارت جزیرہ گیا ہے۔ میں بھی اسی کا حوالہ دیا گیا ہے، یہ مفہوم اب بھی اس جگہ کو مخاطب کرنے کے لیے خصوصی دعا میں پڑھا جاتا ہے۔

یہ بنیادی تفہیم تعریف کرنے میں کچھ رکاوٹ کا باعث بن رہی ہے، کیونکہ ہندوستان کے پاس اس کے پلیٹر میں موجود وسیع مینو، یعنی میٹھے سے لے کر زرخیز طاس، وادیوں سے لے کر عظیم پہاڑوں تک، مختلف خطوں اور کھانے کی وسیع اقسام، مختلف قسم کے کھانے۔ فنون و ادب، رقص و موسیقی، سائنس اور مخفی سائنس، زبان و اظہار، دعا اور عبادت کے طریقے، لیکن جب اس سرزمین کا کوئی شہری دنیا کے دوسرے کونے میں جاتا ہے، تو اسے صرف ہندوستان اور ہندوستانی/ہندوستانی یا ہندوستان سے اور ہندوستانی کے طور پر جانا جاتا ہے لیکن دوسری صورت میں نہیں۔

بھارت جو سمجھتا ہے کہ دنیا ایک بڑا خاندان ہے، اس سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ اس کے (a) بنیادی جغرافیائی علاقے میں افہام و تفہیم کے مختلف سلسلے ہوں گے کہ بھارت ہستی نہیں ہے بلکہ کئی اداروں/ریاستوں کا اتحاد ہے، اس طرح معقولیت بھارت-بھارت ایک ہے۔ یہ کہنا کہ بھارت ایک وفاقی جمہوریہ ہے، ایسا لگتا ہے کہ یہ چند ایسے ہی ہنر مندوں کا ڈیزائن ہے جو دانستہ یا نادانستہ اس علاقے کو زیادہ سے زیادہ بہانوں سے تقسیم کرنے کی پالیسی کے ساتھ کام کر رہے ہیں، تاکہ ان کی بالواسطہ یا بالواسطہ بالادستی قائم رہے اور وہ اپنے شاگردوں کے ساتھ مل کر اس علاقے سے فائدہ اٹھاتے رہیں۔

Chapter , Divincracy (Divine Democracy) - ہم کتاب کا حوالہ دینا پسند کر سکتے ہیں (ب) جس میں یہ "9, "The Condition of India: Railways and other Communication" بات بالکل واضح ہے کہ ہندوستان ایک خیال کے طور پر ایک تھا نہ کہ ریاستوں کا کنفیڈریشن یا یونین آف اسٹیٹ۔ ہم ہندوستان کی تقسیم کے زخم کو کئی ممالک میں اور ہر ایک ملک کو کئی ریاستوں میں بھرنا چاہتے ہیں۔

آزادی سے پہلے کے دنوں میں جو کہ پندرہ اگست انیس سو سینتالیس سے پہلے کی بات ہے، ملک (c) میں پانچ سو پچاس سے زیادہ شاہی ریاستیں تھیں جو تقریباً سبھی نے انتخاب کے ذریعے ضم کر کے موجودہ ہندوستان کی تشکیل کی تھی۔ آزادی سے پہلے کے ایام میں اگر کوئی یہ کہتا کہ ہندوستان ریاستوں کا اتحاد ہے تو اس کی تعریف کی جا سکتی ہے، لیکن ان ریاستوں کی آزادی اور انضمام کے بعد بھی اگر چند لوگ یہ نعرہ لگاتے رہیں کہ ہندوستان ریاستوں کا اتحاد ہے تو اسے ایک سنگین غلط فہمی ہی کہا جا سکتا ہے۔

آزاد ہندوستان نے انتظامیہ میں آسانی کے لیے یہ اٹھائیس ریاستیں اور مرکز کے زیر انتظام علاقے بنائے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ ”ان اٹھائیس ریاستوں کی اتفاق رائے سے ہندوستان وجود میں آیا اور ہندوستان کو وفاقی جمہوریہ بنانے کا اعلان کیا“ تو ایسے کو کیا کہا جائے؟

زبانوں کی بنیاد پر ریاست کی تقسیم اسی قسم کی غلطی ہے [یا اچھی بات (اگر یہ ہے) تو مذہب کی (d بنیاد پر تقسیم کی گئی تھی (جس کا مشاہدہ ہندوستان نے تقسیم کے بعد آزادی کے دوران کیا تھا)۔ خطہ اور مذہب، ذات پات، رنگ و نسل، پڑھنے، لکھنے اور بولنے کی عادت وغیرہ کی بنیاد پر کوئی بھی تقسیم انہی لوگوں کی ترقی اور ترقی کے لیے نابینا ہے جن کے خیال میں اس تقسیم کو آگے بڑھایا جا رہا ہے۔

مذہب کی بنیاد پر الگ ہونے والے پاکستان کے حالات پر نظر ڈالی جا سکتی ہے۔ ایک نظر موجودہ ہندوستان جس نے دھرم نیرکشتہ (مذہبی آزادی) کو برقرار رکھا ہے۔ لہذا عقلمندوں کا کہنا ہے کہ کوئی بھی تقسیم منفی نتائج لانے کی پابند ہے سوائے اس کے کہ جو کنیکٹیویٹی اور آپریبلٹی کی آسانی کے لیے کی گئی ہو۔

اس کے پیش نظر ان ریاستی حکومتوں کا وجود ہی اس ریاست اور ملک کے عوام کی طویل مدتی ترقی کے لیے نقصان دہ ہے اور اس لیے ان کو ختم کیا جانا چاہیے۔ ایک عام رویے کے طور پر لوگ اپنی زیادہ سے زیادہ توجہ مقامی اداروں اور پھر قومی اداروں پر دیتے ہیں۔ لوگ تمام درمیانی اداروں سے بچنا پسند کرتے ہیں، اس لیے عوام کے معمول کے رویے کے مطابق بھی ریاستی حکومت کا قیام اور وجود منطقی نہیں لگتا۔

۔ ہندوستان کا قومی منظرنامہ پھٹی ہوئی پتلون اور قمیض جیسا بن گیا ہے، بغیر برگد کے، بغیر (2.B.2) کٹے ہوئے بال، چہرے کی بہت سی کریم اور یقیناً سونے اور ببرے کے زیورات، اس واحد عنصر کی وجہ سے ایسی بے میلی ہوئی ہے کہ ہندوستان ایک وفاقی جمہوریہ ہے۔ مختلف ظاہری اور خفیہ وجوہات کی بنا پر ریاستوں کو منتخب مرکزی فنڈنگ کی وجہ سے غیر مساوی ترقی میں مزید اضافہ ہوا ہے۔ ہیلی کاپٹر کے ذریعے یا سیٹلائٹ تصویروں کے ذریعے بھی ناہموار ترقی کے نمونوں کی تعریف کی جا سکتی ہے۔

تقریباً تمام ریاستوں کے حالات اتنے سنگین ہو چکے ہیں کہ وزیر اعظم کو صفائی، بیت الخلا، مفت (a) راشن کے علاوہ عام آدمیوں کے لیے پچھلے پچھتر سالوں میں سینکڑوں اسکیموں کا آغاز کرنے کی بات کرنی پڑ رہی ہے، جن کی دیکھ بھال وہ ریاستی حکومت کرے گی جس میں وہ رہتے ہیں۔ مفت راشن کے لئے کافی قابل رحم۔

سیکورٹی کے حوالے سے، چونکہ پولیس ریاستی حکومت کے ماتحت ہے، اس لیے مرکزی وزراء کی (c) گرفتاری کے وقت بھی مرکز خوف کے ساتھ اس منظر کو دیکھ سکتا ہے۔

۔ ایک بار کسی وزیر اعظم نے اپنی سادگی اور شائستگی میں کہا تھا کہ جب ہم (مرکزی حکومت) (2.B.3) عوام کو ایک روپیہ دیتے ہیں تو ان تک صرف دس پیسے پہنچتے ہیں تو سب نے اس پر تبصرے کیے کچھ حیران ہوئے اور کچھ نے اس کا مذاق اڑایا اور کسی نے ان کی حکومت کو مکمل طور پر کرپٹ حکومت قرار دیا، لیکن کسی ادارے اور کسی ادارے نے اس کی پرواہ نہیں کی کہ اس میں سنجیدگی کا مظاہرہ کیا جائے یا نہیں، اس کے بارے میں سنجیدگی سے سوچنے کی ضرورت ہے۔

اگر ہاں تو یہ کیسے ممکن ہے؟ کون ہیں جو اس نوے پیسے (نانوے فیصد پیسے) کو بیچ میں کھاتے ہیں؟ کون ہے جو یہ نوے پیسے (مرکز کی رقم کا نوے فیصد) لین دین میں باقاعدگی سے کھاتے ہیں، جس کے لیے وزیر اعظم بھی کچھ نہیں کر سکتے؟

سادہ مشاہدہ پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب وزیر اعظم (مرکزی حکومت) نے عوام کو نقد سبسڈی کے طور پر یا کچھ اسکیموں کی شکل میں پیسہ دینا ضروری محسوس کیا تو وہ رقم ان وزرائے اعلیٰ (ریاستی حکومت) کو دے دیتے ہیں جو (ریاستی حکومت کا نظام) عوام تک پہنچانے کے عمل میں نوے فیصد رقم

کہا جاتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وزیر اعظم بھی اس حقیقت سے واقف ہیں لیکن انہیں نااہل/نااہل پاتے ہیں اور اس بربادی/لوٹ کو روکنے کے لیے کچھ کرنے سے اپنی بے بسی کا اظہار کرتے ہیں۔

اس سے ایک بنیادی سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر ریاستی حکومت اور اس کا نظام مجرم ہے تو پھر ہمیں اس ریاستی حکومت سے کیوں چھٹکارا حاصل کرنا چاہیے جو کھا جاتی ہے یا جسے سادہ لین دین کے لیے خزانے کے نوے فیصد پیسے (بنیادی طور پر عوام کے پیسے) کی ضرورت ہوتی ہے؟

یہ ریاستی حکومتیں پہلے وہاں کیوں تھیں؟ ان ریاستی حکومتوں کے وجود کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے۔ اگر کوئی ملک چاہتا ہے کہ یہ نوے پیسے (نانوے فیصد پیسے) لین دین میں کھونا جاری نہ رکھے تو ملک (ہندوستان) کو ان تمام ریاستی حکومتوں سے دور ہونا پڑے گا اور اگر پارلیمنٹ اپنے آپ کو ایسا کرنے کے قابل سمجھتی ہے، تو یہ ضروری ہے کہ ملک ریفرنڈم کرے۔

۔ ملک میں مسئلہ صرف اچھے لیڈروں کی دستیابی ہی نہیں ہے بلکہ بہت زیادہ لیڈروں، متعدد اور (2.B.4) اور اور لیننگ پاور سینٹرز کا بھی ہے جو اجتماعی طور پر ذمہ داریوں کو سکرٹنے اور قیمتوں میں اضافے کا سبب بنتا ہے۔ یہ ایک کھلا راز ہے کہ قانون ساز اسمبلی کے ہر انتخاب کی لاگت 'دس کروڑ' (سال سے زیادہ نکلتی ہے جبکہ ایک رکن پارلیمنٹ (ایم پی) کے ہر انتخاب کی لاگت ملک میں (2022-23) پچاس کروڑ (سال 2019) سے زیادہ ہے۔

۔ ہندوستان میں صورتحال تشویشناک ہے جس کی تعریف اس حقیقت سے کی جا سکتی ہے کہ ملک (2.B.5) کی اعلیٰ قیادت جس نے یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ ملک میں تمام انتخابات (ریاستوں اور مرکز کے) ایک ساتھ ہونے چاہئیں تاکہ ترقی کے مسائل پر تمام جماعتوں کے سیاسی لیڈران کافی وقت صرف کر سکیں لیکن اٹھ سال گزر جانے کے بعد بھی ایسا ممکن نہیں ہو سکا۔

۔ ایسا لگتا ہے کہ آئینی اداروں کی تعداد کو معقول بنانے کی فوری ضرورت ہے - ہوسکتا ہے کہ (2.C) بہت سے اداروں کو مکمل طور پر ترک کرنا چاہیے جیسے تمام ریاستی حکومتیں اور قانون ساز کونسل میونسپل کارپوریشن، پنچایت اور حکومت کے زیر کنٹرول کوآپریٹیو۔ واضح رہے کہ آئینی اداروں، عہدوں اور وزیر اعظم، ہندوستان کے صدر کے اختیارات اور ان کی تقرری اور برطرفی کا یہ کام پارلیمنٹ یا عدلیہ یا مشترکہ طور پر ممکن نہیں ہے بلکہ ہندوستان کے شہری رائے شماری کے ذریعے کر سکتے ہیں۔

۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ آزادی کے بعد ہندوستان میں غیر ملکیوں کی جگہ ہندوستانی حکمرانوں کا (2.C.1) ظلم ہے، یہ اس لیے زیادہ ہے کہ طرز حکمرانی (پولیس اور انتظامیہ، قواعد و ضوابط، عدلیہ کا نظام، تعلیم صحت کا نظام اور مڈل مین) وہی رہا۔

ہندوستان میں موجودہ سیاسی سیٹ اپ آزادی سے پہلے کے دور کے نظام کا تسلسل ہے جس میں ایک جیسی یا اسی طرح کی سیاسی جماعتوں کے ساتھ کام کرنے کا کم و بیش اسی طرح کا دماغ ہے جیسا کہ انگریزوں (جیسے سیاہ برٹش کالے انگریز) کے ساتھ کم و بیش اسی طرح کے مطلق العنان طریقے سے کام کرنے کے پہلے چہرے پر حکمران اور حکمران۔ ان جماعتوں کے قائدین اب بھی احساس کمتری کا شکار ہیں اور ایسا لگتا ہے کہ وہ دوبارہ زندہ ہونے کی قوت، ہمت اور ہمت کھو چکے ہیں۔

۔ پیراڈائم شفٹ ضروری ہے، ایسا لگتا ہے کہ اب وقت آگیا ہے کہ معاشرہ اٹھے اور ذمہ داری اپنے (2.D)

ہاتھ میں لے۔ معاشرے کو مقامی سلامتی، ہر قسم کے انصاف (جیوری کے نظام کے مطابق)، روزگار

قومی منصوبہ بندی میں مقامی منصوبہ بندی اور شراکت داری، مذہبی ضرورت، صحت اور تعلیم، میڈیا اور تفریح، ماحولیات اور مقامی اقتصادی سرگرمیاں، ٹیکسوں کی وصولی، اس کے آس پاس کی صنعتوں کو چلانے میں شراکت داری اور دیگر مقامی مسائل۔ ایک طرف قومی حکومت خود کو آئینی عدالت، ریزرو

پولیس اور فوج، قومی اور بین الاقوامی رابطے (ایک طرف سڑک، ریل، پانی اور فضائی اور دوسری طرف، آڈیو، ویڈیو اور ڈیٹا)، ڈیزاسٹر مینجمنٹ اور ریلیف آپریشن، قومی تہوار اور جشن، تحقیق و ترقی میں تعاون امور خارجہ اور بین الاقوامی ترقی کے لیے محکمے وغیرہ تک محدود رکھے گی (ملک کے منتخب ممبران پارلیمنٹ کے ذریعے بہت اچھے طریقے سے ملک کے چند ممبران پارلیمنٹ کے ذریعے منتخب کر سکتے ہیں۔ زونل/برانچ دفاتر اور سوسائٹی سے جانے والے ضلعی مراکز (مقامی سہولت کے ساتھ وسائل کے مراکز پر مشتمل)۔

نے کوئی اوپن اینڈ نیٹ ورک اور سسٹم فراہم نہیں کیا ہے، فطرت میں تمام nature مزید یہ کہ چونکہ سسٹم کم و بیش بند لوپ ہوتے ہیں، کچھ چھوٹے لوپس کی پیروی کرتے ہیں جب کہ دیگر لمبے لوپس کی پیروی کرتے ہیں جیسے کہ واٹر سائیکل اور لائف سائیکل، اس لیے یہ ہمارے لیے سمجھداری کی بات ہوگی کہ ہم چیک اینڈ بیلنس، فیڈ بیک اور زندگی کو ہموار کرنے کے لیے اصلاحی میکانزم کی اندرونی سہولیات کا حامل ہوں۔

کہا جاتا ہے کہ آزادی کے ساتھ ذمہ داری بھی آتی ہے۔ یہ اس کے برعکس ہے، جب کوئی ذمہ دار ہو، تب ہی آزادی کا متحمل ہو سکتا ہے۔ آئیے ہم ایک فرد، ایک خاندان کے فرد، ایک عام شہری، ماہر معاشیات جج، استاد، سیاست دان وغیرہ کی حیثیت سے اپنے ہر فعل (غلط کام یا کام) کے ذمہ دار بنیں اور ذمہ دار رہیں تب ہی ہم آزادی کے متحمل ہو سکتے ہیں اور آزادی کو برقرار رکھ سکتے ہیں اور صحت مند اور خوش رہ سکتے ہیں۔

(پربند)۔ گورننس-ایڈمنسٹریشن-مینجمنٹ پر وسیع نظریہ(3)

اگر کوئی اپنا کام خود کر سکتا ہے تو ایسا کچھ نہیں ہے۔ بڑے کام کے لیے، بڑی مقدار میں، اور (3.A) مختلف حالات میں، وسائل رکھنے والے افراد (جسمانی، ذہنی اور معاشی طور پر)، معاشرہ اور حکومت دوسروں کا تعاون/خدمات لیتے ہیں۔ عام طور پر، دوسروں کی شراکت/خدمات درج ذیل طریقوں میں سے ایک (یا مجموعہ میں) لی جاتی ہیں:

- دوسروں کی حوصلہ افزائی کرنا اور ان کی رہنمائی کرنا، یا (i)
- مردوں، مشینوں اور مواد کو مطلوبہ ترتیب میں سہولت فراہم کر کے، یا (ii)
- انسان کی مشین، پیسہ، مواد اور مارکیٹ کا انتظام کر کے، یا (iii)
- انسان، مشین، پیسہ، مواد اور مارکیٹنگ کا انتظام کر کے، مطلوبہ نتیجہ حاصل کرنا (iv)

اگر ہم مندرجہ بالا چار کیٹیگریز کو باریک بینی سے دیکھیں تو ہم اس بات کی تعریف کر سکتے ہیں کہ کیٹیگری نمبر ون ایک حقیقی لیڈر کا ہے جس کا دل اور مقصد کی بلندی ہے، جو نتیجہ کے لیے اجتماعی کوشش کرنا چاہتا ہے۔

زمرہ دو اس شخص سے تعلق رکھتا ہے جو افراد اور اشیاء کو نتیجہ کے لیے ترتیب دیتا ہے اور اسے ترتیب دینے والا یا سہولت کار یا پربندھک کہا جاتا ہے۔

زمرہ نمبر تین مینیجر کا ہے، جو صرف چیزوں، اشیاء اور شخص کا انتظام کرتا ہے۔ چونکہ ان مینیجرز کو دوبارہ منظم کیا جا رہا ہے، لہذا، مینیجر کی واقفیت کسی بھی طرح یا کسی بھی طرح کام کو ختم کرنا ہے۔

زمرہ نمبر چار کا تعلق منتظم کا ہے، جو انتظامیہ کے ذریعے کام کروانے کا انتظام کرتا ہے۔ چونکہ ان طبقات کو بھی حکم ملتا ہے، خود غلامی اور اس کی ترویج اسی زمرے سے ہوتی ہے۔

ہم، عوام کی طرف سے حکومت اور عوام کے لیے اس وقت اعتماد حاصل ہوتا ہے جب چیزیں معاشرے کی ہوں یا حکومت کی نہ کہ کسی نجی کی، شکوک اس وقت پیدا ہوتے ہیں جب چیزیں غیر ملکی ہوں اور جب چیزیں کثیر القومی اور متنازع ہوں۔

جب کہ گھبراہٹ اس وقت شروع ہوتی ہے جب حکومتی قوانین ایک سکشن پمپ کی طرح کام کرتے ہیں جو عام لوگوں سے پیسے لے کر جیٹ کی طرح دولت مندوں تک پہنچاتا ہے یعنی دولت مندوں کی حکومت اور دولت مندوں کی حکومت، یا سرکاری ملازم کی حکومت سرکاری ملازم اور سرکاری ملازم کے لیے۔

انفرادی طور پر؛ ہم چاہتے ہیں کہ گھر کے خزانے بھرے ہوں اور اجتماعی طور پر ہم چاہتے ہیں کہ معاشرے اور حکومت کے خزانے بھرے ہوں۔ گھر میں موجود خزانے افراد کو تحفظ اور اعتماد فراہم کرتے ہیں اور معاشرے اور حکومت کے خزانے عوام اور معاشرے کو تحفظ اور اعتماد فراہم کرتے ہیں۔ ہم گھر پر خاندان کو نتیجہ خیز کام سے منسلک کرنے اور اس کی تکمیل کے لیے وقت اور پیسہ لگانے کی ترغیب دیتے ہیں۔ اجتماعی طور پر معاشرہ اور حکومت یہ کام کرتے ہیں اور سمجھا جاتا ہے کہ وہ پائیدار سماجی اہداف کے حصول کے لیے وقت، پیسہ اور توانائی خرچ کر رہے ہیں۔

ہم گھر میں جب کسی کام میں مصروف ہوتے ہیں تو ہر ایک اپنی قابلیت اور استطاعت کے مطابق کام لیتا ہے یا تفویض کرتا ہے اور خاندان کے ٹرسٹی کی سطح پر واپسی حاصل کرتا ہے، یہی کام معاشرے (بڑے خاندان) میں کرنے کی ضرورت ہے، وہ حصہ لینے والے ٹرسٹی ہوتے ہیں نہ کہ محض ملازم ہوتے ہیں جن کا انتظام یا انتظام دوسرے سینئر ملازم کرتے ہیں۔

پربندہ کا انداز خاندان کا ہو سکتا ہے جیسا کہ وابستگی باہمی اعتماد اور احترام میں ڈوب جانا انفرادی اور اجتماعی خوشی کے لیے بہترین ہو سکتا ہے۔

:- انتظامیہ کے انتظام کے بارے میں متنازعہ مسئلہ اور متفرق آراء (3.B)

اگرچہ سختی صحیح بنیاد فراہم کرتی ہے لیکن سخت ہونا مردہ سے تعلق رکھتا ہے، اصول و ضوابط (a) میں زندہ دلی، متحرک اور متحرک سب سے زیادہ محبت اور جذبہ خیر سگالی کی مضبوط بنیادوں پر فراہم کرتا ہے۔

حکومت کی پہلی نظر کہ ہر کوئی چور ہے (اتنا سخت نظام) اس کی جگہ ہر کوئی ایماندار ہے (لہذا لائٹ سسٹم) نے ایماندار ہونے کا کافی درد اور فطری اصولوں کی خلاف ورزی کرنے والوں کو کافی موقع فراہم کیا ہے۔ پہلے نظام کی خلاف ورزی کرنے والے کو انعام دیا جاتا ہے، جب کہ دوسرے نظام کی خلاف ورزی کرنے والے کو سزا ملتی ہے، تاہم افراتفری کے حالات میں ایماندار کو سزا دی جاتی ہے اور چور اور جوڑ توڑ کرنے والے انعام اور انعام حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

سرکاری شعبوں میں سو فیصد جاب سیکیورٹی کی فراہمی، نچلے کیڈر میں عملے کی عدم منتقلی، اور چھوٹے بینکی پنکی کے لیے کوئی سزا نہ ہونے کی وجہ سے ان کی خدمات حاصل کرنے والوں کو بہت تکلیف ہوئی ہے۔ مزید محنتی نظام الاوقات اور ٹھیکیداروں کے ذریعہ کنٹریکٹ لیبر کا مسلسل استحصال صحیح مینیجرز/ایڈمنسٹریٹر کو غیر ضروری دباؤ دینا اور ساتھ ہی حکومت کو نوآبادیاتی شکل دینا۔ جیسا کہ معیار، کارکردگی اور خدمات کی فراہمی کا تسلسل مقصد نہیں تھا۔ اس لیے زیادہ تر سرکاری ادارے ناکام ہو جاتے ہیں اور ناکام ہو رہے ہیں۔

بھارتیہ پرندھ سنسنتھان (انڈین انسٹی ٹیوٹ آف مینجمنٹ کا انگریزی اور ہندی - بھارتیہ پرندھ ادارہ (ب) مطلب ہے انتظام یا سہولت۔ مزید یہ تمام ادارے صرف کاروبار پر پرندھ کا ،میں ایک ہی معنی نہیں ہے توجہ مرکوز کر رہے ہیں اور بی بی اے-ایم بی اے (بیچلر یا بزنس ایڈمنسٹریشن میں ماسٹرز) جیسی ڈگری جاری کر رہے ہیں، باقی تمام انتظامات کو چھوڑ کر معاشرے یا کسی ملک میں ترقی کے پیرامیٹرز کی ضرورت ہے۔ موجودہ جیب کی ترقی کی

یہ کہا جاتا ہے کہ، "انفرادی کاروباری خیالات کی طاقت ترقی اور ترقی کی کلید ہے۔" ایسے شخص کو (c) نیک خواہشات اور تعاون فراہم کرنا ، سرمایہ دارانہ نظام میں ترقی کی کلید ہے، ملک کی ترقی کے لیے اسے چھیننا کسی اور حکومت کی کلید ہے، انفرادی خیال کو لے کر مدد فراہم کرنا، کمپنی کے نام پر پیٹنٹ کرنا اور نام نہاد اوپن مارکیٹ میں مصنوعات کو فروغ دینا اور آزاد مسابقت نئے کلاسیکی معاشی نظریہ کی تازہ ترین لیکن ناکام حکومت کی کلید تھی۔

ترقی میں مزید اضافہ تب ہو گا جب ایک انفرادی کاروباری شخص کے خیال، تخیل اور وژن کو معاشرے اور حکومت کی طرف سے حمایت اور قبول کیا جائے گا تاکہ اس کے فائدہ پوری انسانیت کے لیے ہو۔ یکساں اور ہم آہنگی کی نشوونما اس وقت ہوگی جب صرف سر کو نہیں بلکہ پورے جسم کو مکمل احترام اور اس کا واجب حصہ ملے گا۔ اس طرح انٹلیکچوئل پراپرٹی رائٹس اور پیٹنٹ کو ایک مربوط انداز میں آگے بڑھنے کے لیے ہمارے لیے دور ہونا پڑے گا۔

ہم معاشرے میں جو کچھ دیکھ رہے ہیں وہ تقریباً سبھی کی طرف سے تفریق اور انحراف کی تبلیغ ہے (d) خواہ وہ سماجی محرکات ہوں، مذہبی حق پرست ہوں یا سیاسی پروپیگنڈہ۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ دو اہم ترین ادارے یعنی خاندان اور معاشرہ منظم طریقے سے گھر کے پچھاڑے میں چلا گیا ہے۔ خاندان اور معاشرے کو الگ کرنے کا عمل تقریباً تین ہزار سال قبل انفرادیت اور افراد کی کامیابی کی مسلسل اور مسلسل بیان بازی سے شروع کیا گیا تھا، خواہ وہ روحانی میدان میں ہو یا مادی/معاشی میدان میں "اپنے آقا بنو، اپنا نور بنو" جیسے خطبات سے۔ اس نفسیاتی تبدیلی نے خاندانوں اور معاشروں کی بنیادی طاقت کو توڑ دیا ہے جس کے نتیجے میں ہم چاروں طرف افراتفری کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔ اس کے لیے بڑے منتہن کا مطالبہ کیا گیا ہے اور ہمیں اپنے ماند سے کھڑے ہونے اور نظام میں مطلوبہ تبدیلیاں لانے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

اگر آپ کسی آدمی یا برادری کو توڑنا چاہتے ہیں تو ان کے ایمان کو توڑ دیں، اور ایسا کرنے کا بہترین (e) طریقہ یہ ہے کہ ان کے ایمانی مراکز کو توڑا جائے یا انہیں ناکارہ/غیر فعال کر دیا جائے۔ اور اگر ہم کسی انسان یا برادری کو متحد کرنا چاہتے ہیں تو ان کے مذہبی مراکز کو فعال اور فعال بنائیں یعنی ان کے مذہبی مرکز کی تشکیل نو کریں۔

معاشرے کے مذہبی مرکز کی حالت اس کے افراد، خاندان، معاشرے اور مجموعی طور پر ملک کی حالت کی نشاندہی کرتی ہے۔ اگر عبادت گاہ کی حالت گندی اور خستہ ہو تو اس معاشرے کا بھی یہی حال ہو گا۔ اگر دینی مرکز کی حالت ہم آہنگی، تال میل، ہم آہنگی اور توانا ہو تو صاف ستھرا ہونے کے ساتھ ساتھ (بنیادی ضرورت کے طور پر) اس کے آنے والوں کی حالت بھی اچھی ہو گی اور اسی طرح ان کو اچھا راستہ دکھاتا ہے۔

یہ دونوں ایک دوسرے پر منحصر اور براہ راست متناسب ہیں یعنی اگر برادری کی حالت بہتر ہو جائے یا ہم سے کہتا Wiseman عبادت گاہ کی حالت بہتر ہو جائے تو دوسرے کی حالت بھی بہتر ہو جائے گی۔ ہے کہ چھوٹے قدم اٹھائیں یعنی عبادت گاہ کی حالت بہتر کریں، ملک اور معاشرے کی حالت خود بخود سدھر جائے گی۔

تاہم جن کے لیے ان کا کرما (کام) عبادت ہے، ان کے کام کی جگہ مندر ہے، سنتوں اور سادھوؤں کے لیے ہر جگہ مندر ہے اور خوشی کے لیے وہ خود ہی مندر بن جاتے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ: نماز ذاتی ہے اور ذاتی طور پر ذاتی جگہ پر ادا کی جانی چاہئے، کام واضح ہے اور (f) اسے مخصوص کام کی جگہ پر اس طریقے سے ادا کیا جانا چاہئے جس طرح ہم گھر میں دوسرے خاندان کے افراد کے ساتھ کام کرتے ہیں (جہاں ہر کوئی اپنی صلاحیت اور صلاحیت کے مطابق حصہ ڈالتا ہے اور اپنی ضرورت اور ضرورت کے مطابق حصہ لیتا ہے) جبکہ پارٹی/تقریبات اختیاری ہیں لیکن عوامی جگہ پر اور دوستوں کے ساتھ ہونا ضروری ہے۔

کاش! جو کچھ ہم دیکھ رہے ہیں وہ اس کے بالکل برعکس ہے، عوامی مقامات پر یونیفارم میں نماز ادا کی جا رہی ہے، غلام کی طرح یا مشین کی طرح بے حسی کے ماحول میں کام ہو رہا ہے اور جشن منانے کا کوئی وجود نہیں یا اپنے آپ کو لاڈ کرنے والے کی طرح یا زیادہ سے زیادہ کسی قریبی گروہ کے ساتھ کیا جا رہا ہے۔ اس سے چیزیں اوپر نیچے ہو رہی ہیں اور معاشرے میں افراتفری پھیل رہی ہے جس سے ہمیں ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔

انتخاب/انتخاب کا عمل: موجودہ تعلیمی نظام میں طلباء عام مضامین کے امتحان میں پینتیس فیصد (3.C) نمبروں سے پاس ہوتے ہیں جبکہ طلباء میڈیکل کی تعلیم کے امتحانات میں پچاس فیصد نمبروں سے پاس ہوتے ہیں (میڈیکل ایک ایسا شعبہ ہے جہاں غلطیاں کسی کی زندگی کو داؤ پر لگا سکتی ہیں) اور پہلی کوشش میں کسی بھی ناکامی کے لیے ضمنی امتحانات معمول ہیں۔ حیرت کی بات ہے کہ جمہوریت کے انتخابات میں امیدواروں کو اس بات کی پرواہ کیے بغیر فاتح قرار دیا جاتا ہے کہ اسے کتنے فیصد ووٹ ملے؟ یہ ایک زیادہ سنجیدہ علاقہ ہے اور میڈیکل کالج کا امتحان پاس کرنے سے زیادہ سخت طریقہ کار کا مستحق ہے۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ ایک مخصوص سطح پر امیدوار/نمائندے کا انتخاب بہترین نتیجہ دیتا ہے لیکن بالائی سطح پر انتخاب اور انتخاب کے عمل کو یکجا کرنا پڑتا ہے، یعنی پہلے ان میں سے کسی ایک کے انتخاب سے چند کا انتخاب کرنا۔

عام ووٹنگ کے ساتھ ساتھ (فی الحال مروجہ) انٹرنیٹ کے ذریعے بینک اکاؤنٹ کے تصدیق شدہ پاس ورڈ کے ذریعے ووٹنگ پر مستقبل کے لیے غور کیا جا سکتا ہے۔ انٹرنیٹ سے چلنے والی ووٹنگ میں شامل کرنے کے لیے کوئی چارہ نہیں اور مکمل طور پر مختلف انتخاب۔ جب انٹرنیٹ ووٹنگ شروع کی جاتی ہے تو ووٹ نہ دینے والوں سے کچھ جرممانہ کاٹا جانا ضروری ہے۔

جیتنے والوں کا موجودہ نظام سب کو لے لیتا ہے اور ہارنے والا ہارتا ہے سب کو تبدیل کرنے کی (i) ضرورت ہے۔ نظام، جیسا کہ کھیل میں، یہ بتاتا ہے کہ پہلی پوزیشن حاصل کرنے والے کو گولڈ، دوسرا سلور اور تیسرا کانسی کا تمغہ زندگی کے دیگر شعبوں بشمول راجنٹک/سیاسی میدان میں ہر ایک کے لیے مختلف سطح کی ذمہ داری کے ساتھ لاگو کیا جا سکتا ہے۔

ہمارے جمہوریت کے نظام میں اچھے لیڈروں کا مسئلہ اتنا نہیں ہے جتنا کہ بہت سارے لیڈروں کا ہے (ii) جس سے مسائل پیدا ہو رہے ہیں جیسے کہ ”بہت زیادہ پکانے سے نہ صرف کھانا خراب ہو جاتا ہے بلکہ کھانا پکانے سے پہلے ختم ہو جاتا ہے، بھوکوں کو کھانا کھلانے کی کیا بات کریں“، جس کا ازالہ ضروری ہے۔

یہ فطرت میں بدعنوانی ہے، جو ارتقاء اور انقلاب، ترقی اور زوال کا ذمہ دار ہے۔ تمام زندہ، انفرادی (iii) اور اجتماعی طور پر؛ کھانے اور تہواروں میں بدعنوانی کی وجہ سے بڑھتا ہے۔

جوں جوں فرد، معاشرہ اور ملک بدعنوانی بڑھتا ہے، خالص جسمانی سے ذہنی طور پر بدل جاتا ہے۔ ابتدائی اور جسمانی سطح پر، پسماندہ ممالک سب سے زیادہ بدعنوان ہیں، ترقی پذیر کم بدعنوان، اور ترقی یافتہ ملک پھر بھی کم کرپٹ ہیں۔ جبکہ اعلیٰ درجے کے ترقی یافتہ ممالک عام طور پر ذہنی طور پر پسماندہ اور ترقی پذیر ممالک سے زیادہ کرپٹ ہوتے ہیں۔

اس بات کو سراہا جا سکتا ہے کہ زیادہ تر وقت ذہنی خرابی دوسری بدعنوانی کا سبب بنتی ہے۔ عام طور پر، کسی ملک میں اگر کوئی سربراہ/وزیراعظم بدعنوان ہے تو وہ اپنے ٹرسٹی/وزیر کو بدعنوان اور ماتحتوں کو ایماندار رکھنے کا پابند ہوگا۔ اس سے مزید ایسی صورتحال پیدا ہو جائے گی کہ وزیر بھی اپنے ٹرسٹی کو کریٹ سمجھتا ہے اور اپنے ماتحت کو ایماندار رکھنا پسند کرتا ہے اور یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہتا ہے۔ اسی طرح، اگر سربراہ/وزیراعظم نااہل ہے تو وہ وزراء کا انتخاب کرے گا ناکارہ وزیر اپنے سیکرٹریوں میں سے نا اہل کو منتخب کرے گا اور ناکارہ سیکرٹریز ناکارہ چیئرمین، ڈائریکٹر، ضلعی منتظم وغیرہ کا انتخاب کریں گے۔

مندرجہ بالا دونوں طریقوں سے چاہے اعلیٰ لیڈر کریٹ ہو یا ناکارہ نظام گر جائے۔ اس قسم کے حالات اس وقت بڑھتے ہیں جب نیک لوگ پیچھے ہٹتے ہیں اور ناتجربہ کار اور الجھے ہوئے لوگوں کو قیادت کرنے دیتے ہیں۔ راستبازی سے دستبردار ہونے سے بدعنوانی (یعنی کھانے میں نمک) کا باریک توازن بگڑ جاتا ہے اور انتشار کی صورت حال پیدا ہو جاتی ہے۔

یہ اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ ہمیں آزادانہ اور منصفانہ انتخابات/انتخابات کے لیے اپنے انتخاب/انتخاب کے عمل کو مضبوط بنانا ہو گا تاکہ یہ معاشرے اور ملک کو بہترین رہنما فراہم کرے۔ ایک بہتر مستقبل کے لیے ہمیں ایک ایسا عمل کرنے کی ضرورت ہے جس میں بابا (روشن خیال لوگوں کا گروپ) منتخب ممبران میں سے ہو یا اگر ضرورت ہو تو غیر منتخب افراد میں سے ہو۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہمیں جمہوریت کے ایک بہتر ورژن کی طرف بڑھنے کی ضرورت ہے جو ہمیں مقامی، قومی اور عالمی سطح پر حکمرانی اور انتظامیہ کے مسائل سے نجات دلا سکے۔

:- انتخاب/انتخابی عمل کی طرف خرچ (3.D)

ہر کوئی جانتا ہے اور ہر کوئی سمجھتا ہے کہ کسی بھی تنظیم اور تنظیمی سرگرمی کے لیے افرادی قوت اور رقم کی ضرورت ہوتی ہے، اور اگر سرگرمی بڑی ہو جائے تو ضرورت تیزی سے بڑھ جاتی ہے، ذمہ داریاں زیادہ ہوتی ہیں اور افرادی قوت زیادہ ہوتی ہے۔

فنڈنگ کے موجودہ بالواسطہ طریقے میں، سیاسی جماعتیں بھی بڑے عطیہ دہندگان کے لیے اپنی ذمہ داری محسوس کرتی ہیں اور جیتنے کے بعد ایسا محسوس کرتی ہیں یا اسے ادا کرنے پر مجبور ہوتی ہیں، حکومتی خریداریوں، معاہدوں، لیز اور الاٹمنٹ، ٹیکسوں میں تبدیلی، خاص مواقع پر انعامات اور ایوارڈ دینے کی صورت میں۔ یہ سب کچھ کرنے اور ظاہر کرنے کے لیے معصوم اور دیانتدار سیاسی جماعتیں تقسیم کے طریقے استعمال کرنے اور شفافیت کو پچھلے دروازے پر ڈالنے پر مجبور ہیں۔ فنڈنگ کا یہ بالواسطہ طریقہ ٹیکس دہندگان اور کسی بھی ملک کے شہریوں کے لیے بہت مہنگا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ مجموعی گھریلو پیداوار کے ایک فیصد کے برابر اخراجات انتخابات اور تمام راجنٹک/سیاسی جماعتوں کی تمام حقیقی سرگرمیوں کو آسانی سے منظم کر سکتے ہیں جسے کوئی بھی ملک آسانی سے برداشت کر سکتا ہے۔ سیاسی جماعتوں کی ضروریات، براہ راست فنڈنگ کا فائدہ، چیک اور براہ راست فنڈنگ کے توازن کا مسلسل جائزہ لیا جانا چاہیے۔

ایڈر شپ ڈیولپمنٹ - ایل (3.E)

قومیں پارلیمنٹ اور اسمبلیوں میں نہیں بلکہ گھروں اور سکولوں سے بنتی ہیں۔ جیسا کہ قوم چھوٹوں کے قدموں پر چلتی ہے، اس لیے ہمیں نچلی سطح پر صحیح قسم کی تعلیم اور تربیت کے ساتھ صحیح قسم کے تجربہ کار اساتذہ (جس میں ریٹائرڈ بادشاہ-ملکہ، وزیر اعظم-صدر، وزیر، چیئرمین-سائنسدان-آرمی

جرنیل وغیرہ شامل ہو سکتے ہیں، جیسے مسٹر صدر ہند ڈاکٹر اے پی جے کلام ایک یونیورسٹی سے وابستہ ہوئے اور مختلف لیکچرز دیے گئے) کے ساتھ شروع کرنا ہوگا۔

یہ اساتذہ جنہوں نے ستر سال سے زیادہ عمر کے گروپ کو پہنچ کر تمام حالات میں زندگی کا کافی حصہ دیکھا ہے، ان سے توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ اپنے طلباء اور زیر تربیت افراد کو بغیر کسی توقع کے پڑھائیں اور تربیت دیں گے۔ ایسے استاد کا ایک مشہور اقتباس یہاں نقل کیا جاتا ہے: ”پچھلے پچیس سال پڑھانے کے بعد بھی میرا ایک بھی پیروکار نہیں ہے، ایسا نہیں ہے کہ یہاں لوگ پڑھنے نہیں آئے، وہ عام سے شہزادے/شہزادی تک موجود ہیں لیکن چونکہ میں آزادی کا سبق پڑھاتا ہوں اور پھر پیروکار ہونا اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ میں نے سبق اچھی طرح نہیں پڑھایا“۔

- بہت کم لوگ کہتے ہیں کہ کسی بھی ملک کی بالادستی اس کی یونیورسٹی پر منحصر ہے اور یورپ (2) اور امریکہ کی آکسفورڈ، کیمبرج اور ہارورڈ جیسی یونیورسٹیوں کی مثالیں دیں۔ یہ لوگ چانکیہ کا حوالہ دیتے ہیں جس نے کہا تھا کہ یونیورسٹی سے سلطنت بنانا آسان ہے۔ تاہم، یہ دیکھا گیا ہے کہ کسی ملک اور اس کی یونیورسٹیوں کی حیثیت ساتھ ساتھ چلتی ہے، ایک دوسرے کو طاقت دیتا ہے۔ ان لوگوں کا کہنا ہے کہ اگر کوئی ملک کامیاب ہونا چاہتا ہے تو اسے ایک اچھی یونیورسٹی بنانی چاہیے، ایسی یونیورسٹی جو دنیا بھر سے اچھے اساتذہ اور متوقع اچھے طلبہ کو راغب کر سکے۔ سنسکرت میں یونیورسٹی کو وشوا ودیالیہ کہا جاتا ہے (جس کا الٹا مطلب عالمی اسکول ہے) - اور اس کی تعریف ایک ایسے ادارے کے طور پر کی جاتی ہے جو عالمگیریت کی تعلیم دیتا ہے، کہ دنیا ایک واحد ہستی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ انفرادیت نفرت کو جنم دیتی ہے اور شیطانی ہے۔ علاقائیت ہمدردی کو جنم دیتی ہے جبکہ عالمگیریت خیر خواہی کو جنم دیتی ہے۔

- بہت کم کہتے ہیں؛ ”یہاں پیدا ہونے والے رہنما ہیں اور پھر وہ لوگ ہیں جو خط و کتابت کا کورس (3) / کرتے ہیں۔“ کچھ دوسرے کہتے ہیں؛ ”کہ وہاں قدرتی بیرے نظر آتے ہیں اور پھر وہ ہیں جو لیبارٹری صنعت میں بنائے جاتے ہیں۔“ پھر وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ بیرے کی قدر کو اس کی تطہیر سے بڑھایا جا سکتا ہے جسے لوگ اس کے کٹ، دستکاری، کیرٹ، رنگ کے مطابق پسند کر سکتے ہیں۔ عقلمند کہتے ہیں کہ اسی طرح پیدا ہونے والے لیڈروں کو صحیح تعلیم، تربیت، نمائش اور امتحان سے عظیم لیڈر بنایا جا سکتا ہے۔

لیکن ”پنچتنتر کی کہانی“ میں بڑا انکشاف یہ ہے کہ ایک عام پڑھا لکھا شہزادہ بھی بادشاہ ملکہ، صدر وزیر اعظم وغیرہ کے بڑے چیلنج کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو سکتا ہے۔

- بہت کم کہتے ہیں؛ ”یہاں پیدا ہونے والے رہنما ہیں اور پھر وہ لوگ ہیں جو خط و کتابت کا کورس (3) / کرتے ہیں۔“ چند دوسرے کہتے ہیں؛ ”کہ وہاں قدرتی بیرے نظر آتے ہیں اور پھر وہ ہیں جو لیبارٹری صنعت میں بنائے جاتے ہیں۔“ پھر وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ بیرے کی قدر کو اس کی تطہیر سے بڑھایا جا سکتا ہے جسے لوگ اس کے کٹ، دستکاری، کیرٹ، رنگ کے مطابق پسند کر سکتے ہیں۔ عقلمند کہتے ہیں کہ اسی طرح پیدا ہونے والے لیڈروں کو صحیح تعلیم، تربیت، نمائش اور امتحان سے عظیم رہنما بنایا جا سکتا ہے۔

لیکن ”پنچتنتر کی کہانی“ میں ایک بڑا انکشاف یہ ہے کہ ایک عام پڑھا لکھا شہزادہ بھی بادشاہ-رانی، صدر- وزیر اعظم وغیرہ کے بڑے چیلنج کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو سکتا ہے۔

- ہمارے پاس ایک عجیب صورتحال ہے، کیونکہ ہمارے پاس حل موجود ہیں لیکن پھر بھی مسائل کا (4) شکار ہیں۔ مثال کے طور پر: سیاسی حلقے میں، ہر سیاسی جماعت ایک ناتجربہ کار نوجوان اور بوڑھوں

کے ایک بڑے حصے کے مسئلے سے دوچار ہے جو صرف ایک معقول ایگزٹ پلان کی عدم دستیابی کی وجہ سے اپنی نشستوں پر جمے ہوئے ہیں۔

اسی طرح ممالک کو بھی توانا اور اچھے لیڈروں کا مسئلہ درپیش ہے جو وزراء کا چارج سنبھال سکتے ہیں جو اقتدار میں آنے والی سیاسی جماعتوں کو سیکرٹریوں کی مدد لینے اور انہیں وزیر بنانے پر مجبور کرتی ہے۔ اس طرح کے مسئلے کو لیڈر شپ ٹریننگ پروگرام کھول کر آسانی سے حل کیا جا سکتا ہے جس میں تمام معزز سینئر وزراء کو نئے اور ناتجربہ کار لوگوں کو ایک مہذب اور قابل احترام ایگزٹ پلان کے طور پر سکھانے کی پیشکش کی جا سکتی ہے۔

اسی طرح کی کوششیں موجودہ کالجوں کے ساتھ مجموعی طور پر بنیادی باتیں کلاس روم کی تعلیم اور، سینئر سیاست دانوں کے ذریعہ ابھرتے ہوئے لیڈروں کو تربیت فراہم کرنے کے لئے کی جا سکتی ہیں کاروباری رہنما نہ صرف دونوں طرف سے مسائل حل کریں گے بلکہ ملک اور معاشرے کو بہت سے کام کی تقسیم سے پتہ چلتا ہے کہ چوبیس سال کی عمر تک کسی کو دوسرے فوائد میں اضافہ کریں گے۔ تعلیم اور بنیادی تربیت کے حصول میں شامل ہونے کی ضرورت ہے اور پھر 72 سال کی عمر کے ساتھ ساتھ ایک کو اپنی زندگی کے تجربے کو بانٹنے میں شامل ہونے کی ضرورت ہے اور مطلوبہ اور مستحق افراد کو ضرورت پر مبنی تربیت کی پیشکش کرنا ہوگی۔

- جو لیڈر ضلع یا ملک کی مرکزی کمان سنبھالنے جا رہا ہے اسے احساس کی سطح پر بھی تربیت دینے (5) کی ضرورت ہے، یعنی عوام کے احساس کی قدر کرنا جب کوئی اونچی آواز میں یا عام آواز میں یا درد و کرب میں کچھ کہتا ہے اور پھر بے آواز آواز میں جو بالکل خاموشی یا دبئی ہوئی آواز میں ہوتا ہے۔ انہیں اس بات کی تربیت بھی دی جانی چاہئے کہ جب کسی نے کوئی جرم یا غلطی نہیں کی ہے تو اسے سزا دینا کیسا محسوس ہوتا ہے۔

کاش! اب سیاستدانوں کو کوئی تربیت نہیں دی جا رہی۔ اب سیاستدانوں کو بزرگوں کو دیکھ کر یا اپنی کامیابیوں اور غلطیوں سے سیکھنا باقی رہ گیا ہے۔ زیرو ٹریننگ کی وجہ سے جمہوری طور پر منتخب سیٹ اپ میں گورننس کو سرکاری ملازمین کے رحم و کرم پر چلایا جا رہا ہے، ایسے ملازمین جو جمود کو برقرار رکھنے کے لیے تربیت یافتہ ہیں۔ ایسے میں کہا جاتا ہے کہ سیاستدانوں کی طرف سے کوئی بھی اچھی چیز حادثے سے نکلتی ہے یا فیصلہ لیا جاتا ہے جب اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں بچا تھا۔ پچھلے دو ہزار پانچ سو کے ہندوستان کے بگاڑ کو مختلف یونیورسٹیوں کے زوال (لوٹ مار، بلڈوز یا جلانے یا فنڈ کی کمی کی وجہ سے بند ہونا) اور اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں اساتذہ/تعلیم کی سطح میں گراؤ کے ساتھ بہت اچھی طرح سے منسلک کیا جاسکتا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ انہیں تعلیمی ادارے اور یونیورسٹیاں کہنا بھی مناسب نہیں ہے جو صرف ایک علاقے یا ایک شہر یا زیادہ سے زیادہ ایک علاقے کی خدمت کر رہے ہیں اور عالمگیریت کی جگہ انفرادیت، علاقائیت اور قوم پرستی کی تبلیغ کر رہے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ کوئی بھی تعلیم اور تربیت اس وقت بہترین طریقے سے فراہم کر سکتی ہے جب وہ کنٹرول سے آزاد ہو (کسی بھی مملکت یا ملک کی حکومت اور کسی خاص خطے اور مذہب کی) دنیا کا دائمی نظریہ رکھتی ہو اور کمیونٹی اور سابقہ طلباء (بطور فضل اور شکرگزار) کی مالی معاونت کرتی ہو۔

*** یہ ہماری تہذیب کی شان کو بحال کر سکتا ہے۔

13. سیاحت کی معیشت اور معیشت کی سیاحت

ذیل میں پیش کیا جاتا ہے: صحت مند، خوش اور پائیدار معاشرے کے لیے "سیاحت کی معیشت اور معیشت کی سیاحت" کے حوالے سے عرضداشت کو چار حصوں میں پیش کیا جا رہا ہے (1:- مسائل اور اس کا وسیع خاکہ، (2:- پرانے زمانے کے عقلمندوں کے درمیان بحث

:- مسائل اور اس کا وسیع خاکہ (1)

سیاحت بنیادی طور پر وقت گزرنے کی سرگرمی ہے جس میں اپنے گھر کے علاوہ کسی بہتر جگہ (1.A) پر پناہ حاصل کرنے کی خواہش ہوتی ہے جو گھر سے دور گھر ہے، کم از کم مختصر مدت کے لیے تاکہ معمول کی سرگرمیوں سے بچ سکیں اور/یا جوان ہو سکیں۔ عام طور پر، سیاحت سے کسی کے مجموعی تجربے کو تقویت ملتی ہے جب کہ کسی کو نئے جغرافیہ، نئے مقامات، نئی ثقافت اور روایات، لوگوں اور ان کے طرز زندگی سے واقفیت حاصل ہوتی ہے۔

سیاحت کو تعلیم و تربیت، آباؤ اجداد کی تعظیم اور مخصوص جگہوں پر دعاؤں کے علاوہ مخصوص مقامات اور ہسپتال میں علاج کی توسیع بھی کہا جا رہا ہے، جسے اب تک سیاحت نہیں کہا جا سکتا۔ طبی سیاحت ایک بیمار ذہنیت ہے جو لوگوں کو دوسروں کی بیماری/بیماری/مصیبت سے کمانے پر اکساتی ہے اور بنیادی مذہب کے خلاف ہے۔ تاہم ہر قسم کی بیماری کے علاج کے لیے دروازے ہمیشہ کھلے رہنے چاہئیں۔

عام طور پر یاتری سنتوں، سادھوؤں، فقیروں، سنیاسیوں، متلاشیوں، گرووں کی رہائش گاہ اور زیارت (a) گاہ ہوتے ہیں نہ کہ خود ساختہ برہم یا زبردستی (اور ایسے امن کے لیے علاقے میں سکون مستقل اہمیت کا حامل ہوتا ہے بجائے اس کے کہ زیادہ سے زیادہ سیاحوں کو راغب کیا جائے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ کسی بھی جگہ کو عالمی مذہبی سیاحتی مقام بنانے کی مشق علاقے کے مجموعی امن اور ہم آہنگی کے لیے نقصان دہ ہو سکتی ہے۔

(ب) معاشرے اور حکومت کو ہر طرح کی انفراسٹرکچرل سپورٹ فراہم کرنا ہو گی یعنی سرسبز و شاداب ماحول، اور بھکاریوں سے پاک ماحول، اور دھوکہ دہی سے پاک ہوٹل، جگہ کی صفائی کو برقرار رکھنا ہو گا اور اچھی طرح سے منسلک اور آرام دہ ٹرانسپورٹ کا انتظام کرنا ہو گا۔ سیاحت کو فروغ دینے کے لیے ہمیں کارپوریٹ اور صنعت کاری سے زیادہ جنگلات اور جنگلات کی ضرورت ہے۔

پرانے زمانے کے عقلمندوں کے درمیان بحث (2):

سیاحوں سے حاصل ہونے والی آمدنی پر انحصار کرنا گرجا گھروں، مساجد، مندروں کے پادریوں (2.A) اور ان اداروں کے باہر بیٹھے بھکاریوں کے لیے ایک اچھی تجویز ہو سکتی ہے لیکن معاشرے اور ملک کے لیے نہیں۔ دوسروں کے مصائب، جہالت اور بیماریوں سے سبق سیکھنا تکلیف دہ ہے، کیونکہ یہی لوگ ٹور پر جاتے ہیں۔

غیر ملکی ساحل، تازگی والی شراب، دیہی علاقوں میں بھنگ اور تازہ مچھلیاں اچھی لگتی ہیں لیکن بہت سے ممالک کو اس قسم کی سیاحت کا بہت برا تجربہ ہے۔ مذہب، تعلیم، صحت/طب پر مبنی کوئی بھی سیاحتی ترقی ایک منافقانہ معاشرہ اور ملک بنانے کا پابند ہے اور مقامی لوگوں میں کمپلیکس (کمتری یا برتری) پیدا کرنے کا پابند ہے اور بھیک مانگنے اور فلیش ٹریڈ کو ترقی یا راغب کرسکتا ہے۔

سیاحت پر کی جانے والی معیشت پر مبنی بجٹ ایک برا خیال ہے اور غلطی کا یقینی طریقہ ہے چاہے وہ سری نگر ہو یا سری لنکا یا سوئٹزرلینڈ جلد یا بدیر اور اسے ملکی سطح پر مسترد کر دیا جانا چاہیے۔ سیاحت پر مبنی معیشت ہمیشہ دوسروں پر منحصر رہے گی، یہ کبھی بھی خود کفیل/انحصار نہیں بن سکتی۔

کام اور تفریح سے متعلق سہولیات کی فراہمی جیسے ہوٹلوں، پارکس تھیٹروں، کھیلوں کے اسٹیڈیموں کی تعمیر مختلف چیزیں ہیں اور انہیں بجٹ کے لیے ایک شے کے طور پر نہیں رکھا جا سکتا۔ ہم دھماکے اغوا، بد سلوکی، اور بیماریوں کا پھیلاؤ اور وہاں سیاحت کی کم ہوتی آمدنی ایک معمولی مسئلہ ہے، بنیادی مسئلہ ذہن سازی کا ہے جو تقدیر کو تشکیل دیتا ہے۔ یہ تمام ممالک سے سیاحت کے حوالے سے اپنی منصوبہ بندی پر نظرثانی کرنے کو کہتا ہے۔

سیاحت اور ترسیلات زر پر مبنی معیشت جلد از جلد تباہ ہونے والی ہے۔ بوڑھوں میں سے سمجھدار کہتے ہیں کہ یہ سوچنا عجیب ہے کہ بجٹ اس امید پر بنایا گیا ہے کہ ہمارے بچے دوسرے ملک جائیں گے اور ہمیں رقم بھیجیں گے اور پھر دوسرے ممالک کے بچے ہمارے ملک میں سیاح بن کر آئیں گے اور ہمیں پیسے دیں گے۔ بہت سے ممالک کی معاشی خرابی اس سوچ کے عمل کا نتیجہ ہے نہ کہ صرف افریقا پروری، سامراج اور بدانتظامی کا۔

:- مذہبی سیاحت (2.B)

: کہا جاتا ہے (a)

، چور۔ دماغ ٹمٹماہٹ دماغ ، لوگ doi منتقل تیرتھ

ڈیم اسے لاؤ نیا دس ، نہیں بازیافت کریں۔ گناہ ایک

حج کے لیے بنیادی طور پر دو قسم کے لوگ جاتے ہیں، ایک وہ جن کی توجہ ڈگمگاتی ہے اور دوسرے وہ جن کے دماغ میں چور ہے، ایسے لوگ جب زیارت کرتے ہیں تو اپنا ایک گناہ دھو نہیں پاتے بلکہ دس نئے لے آتے ہیں۔ حجاج کو کسی بڑے تنازع یا جنگ کے وقت کسی کا ساتھ دینے سے گریز کیا جاتا ہے لیکن یہ شاذ و نادر ہی ہوتے ہیں۔

ان کا کہنا ہے کہ زیارتیں زیادہ تر اوپر والے لوگ کرتے ہیں، اس لیے ایسے لوگوں کے لیے منصوبہ بندی کرنا اور ان سے کمائی کے لیے منصوبہ بندی کرنا یا شہر یا ملک کا پورا بزنس ماڈل تیار کرنا قابل تعریف نہیں ہے کیونکہ اس قسم کی کمائی کو عموماً گدھ کے برابر سمجھا جاتا ہے جو ہمیشہ دوسروں کی موت کا سوچتا ہے، تاکہ اسے کھا سکے۔ مذہبی اور طبی سیاحت کا فروغ معاشرتی انحطاط کا اشارہ ہے اور اس طرح کسی بھی شہر ملک کے لیے اچھی تجویز نہیں سمجھی جا سکتی۔

(ب) دریائے گنگا کے ساتھ بات چیت دکھائی دیتی ہے ، (دریائے گنگا جسے ماں یا ما گنگا کہا جاتا ہے)۔

عقیدت مند : ما گنگا، کہا جاتا ہے کہ آپ کی عظیم ذات لوگوں کے گناہوں کو دھو دیتی ہے۔ کیا تم واقعی لوگوں کے گناہوں کو دھوتے ہو؟

ماں گنگا : ہاں۔

عقیدت مند: - اوہ! واقعی، تو ماں آپ نے بہت سارے گناہ جمع کیے ہوں گے، ماں آپ ان تمام گناہوں کا کیا کریں گے جو نسل در نسل جمع ہوتے ہیں؟

ما گنگا : لوگوں کو کوئی بھی چیز چھوڑنے میں بڑی دقت ہوتی ہے اور لینے میں بہت آسانی ہوتی ہے اس لیے لوگ اپنے گناہوں کو صاف کرنے کے لیے یہاں آتے ہیں لیکن ان میں سے زیادہ تر اضافی گناہ لے کر لوٹتے ہیں، ان میں سے بہت سے ایسے ہنر مندوں سے نت نئے کرتب بھی سیکھتے ہیں جو انہیں دھوکہ دیتے ہیں، انہیں لوٹتے ہیں اور یہاں تک کہ میرے نام پر ہر قسم کی وردی پہن کر ان کے ساتھ برا سلوک کرتے ہیں، لیکن میں ان تمام سرگرمیوں سے آزاد ہوں۔

میرے مقام پر ایسے حقیقی عقیدت مند بہت کم ہوتے ہیں جن کے گناہ میرے پانی میں دھل جاتے ہیں، لیکن پھر میں مسلسل بہہ کر ان کے تمام گناہ سمندر میں بہاتا ہوں، جو بدلے میں اسے بادل کی طرف بھیجتا ہے اور پھر بادل اسے برسا کر ان کو دے دیتا ہے جو گناہ کرنا چاہتے ہیں یا جو نیا گناہ کرنا چاہتے ہیں اور اس طرح میں خود بھی گناہ سے پاک رہتا ہوں۔

پاک کے لیے سب) ، گنگا میں کٹوتی تو چنگا من :تاہم حقیقی عقیدت مند میرے اس قول پر قائم رہتا ہے کچھ پاک ہے) اور کم ہی میرے پاس آتے ہیں اور ایک طرح سے میری صفائی میں حصہ ڈالتے ہیں، جیسا کہ سب جانتے ہیں کہ تمام زندہ مجھ سے پانی پیتے ہیں، یہ لوگ اپنے مقام پر رہتے ہیں اور حجاج کی طرح اپنی جگہ بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ ہمیں مقدس مقامات پر وزٹ/ٹریول/پکنک پر پابندی لگانی پڑے۔

پرانے اور ذہین لوگوں کے درمیان رابطہ (c)

ذہین: یہ سب کیا ہے؟ ذہین پوچھتے ہیں کہ اگر کوئی خاندان میں لڑتا ہے، یا محلے میں کوئی نیا داخل ہوتا ہے تو مندر میں جا کر نماز، سجدہ، طواف، مقدس پانی اور پرساد لے کر یا وہاں اللہ تعالیٰ سے بھیک مانگنے اور پھر گھر والوں اور اسی گرد و نواح میں واپس آ کر ہمارے مسائل اور دیگر مسائل کیسے حل ہو جائیں گے۔

ساگر کی یاترا صدیوں سے ہوتی گنگا یہ یاترا، وہ یاترا، لوگ چار دھاموں کی یاترا پر جاتے ہیں یہ سب کیا ہے اور کیوں ہے پھر لیکن زمین پر کوئی فرق نظر نہیں آتا، اور سنائی دے رہی ہے؟ (لوگ کرتے اور سنتے آئے ہیں کہ چار گھر کی یاترا، یہ یاترا، وہ یاترا، گنگا ساگر کی یاترا صدیوں سے (لیکن زمین پر کوئی فرق نظر نہیں آتا، پھر یہ سب کیا اور کیوں؟

عقلمند: ابھی آپ جو کہہ رہے ہیں بظاہر ٹھیک ہے، لیکن ایک بوو اس بات کی طرف اشارہ کر رہا تھا، کہ مذہبی ادارے میں وہ تمام بنیادی سہولتیں ہونی چاہئیں جن کی انسان کو اپنی زندگی میں اور اس کے بعد بھی ضرورت ہے۔

، بھی بعد کے زندگی بھی ساتھ کے زندگی

، بھی بغیر کے خاندان ، بھی ساتھ کے خاندان

کہا جاتا ہے: دھرم بنیاد ہے اور راج نیتی (سیاست) اس بنیاد پر بنایا گیا ایک اعلیٰ ڈھانچہ ہے، اس یا مناسب بنیاد کے بغیر/دھرم رجنیتی ہے بنیاد، ناامید اور بے بس ہو جاتا ہے اور راجنیتی کے بغیر دھرم حرکت نہیں کرتا یعنی محکوم رہتا ہے۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ تمام بنیادی سہولتوں کا خیال دھرم سنستھان-مذہبی ** ادارے اور وسیع تر مسائل کا راج نیتی (سیاسی اسٹیبلشمنٹ) کے ذریعے کرنا چاہیے

حال ہی میں گزرے ہوئے سال دو ہزار بیس (2020) (نئے خدا اور دیویوں، خدا کے بیٹے یا خدا کے (d) رسول یا یہاں تک کہ ہندوستان میں گیا (جیسی جگہ پر وائرس اور بیکٹیریا کی بالادستی قائم کرنے کی کوشش کی ہے، اس حقیقت نے واضح طور پر ثابت کیا ہے کہ سیاحت، اس کی معاون صنعت اور خدمات کو کسی بھی وقت پیسنے سے روکا جا سکتا ہے اور اس پر منحصر لوگوں کی زندگی کو کسی بھی وقت درہم برہم کیا جا سکتا ہے۔ بنیادی ڈھانچہ اس طرح بنایا گیا ہے۔ اگرچہ کشمیر یا کیرالہ، سکم یا سوٹزلینڈ میں سیاحت مختلف ہے اور تفریح اور فطرت کی تعریف کرنے کے لئے کی جاتی ہے لیکن سال دو ہزار بیس میں ان کی بندش بھی دیکھی گئی ہے۔ جو کسی بھی نئی تجویز کے بارے میں سوچتے ہوئے اضافی احتیاط برتنے کی نشاندہی کرتا ہے۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ ان خطرناک اور واضح اشاروں کے ساتھ، اگر کوئی ترقیاتی اتھارٹی ایسے لوگوں سے خطے کی معیشت کی حوصلہ افزائی کرنے کی ہمت کر رہی ہے جو زیادہ تر خدا سے بھیک مانگنے آتے ہیں، یعنی ایسی معیشت بھیک، عطیہ، چندہ یا ان اخراجات میں سے حصہ پر مبنی ہے جو خود ایسے

بھکاریوں کے ذریعے پورا کیا جاتا ہے - بنیادی طور پر بھکاریوں کی معیشت، صحت مند لوگوں کے لیے اور مضبوط معیشت کی ترقی کے لیے تمام تر ترقی یافتہ ممالک کے لیے۔

جیسا کہ متوجہ ہوتا ہے، بھیک مانگنے سے بھیک مانگتی ہے اور بھکاری جیسی ذہنیت رکھنے والے لوگ اس حقیقت کو دنیا کے تمام مذاہب کے تقریباً تمام مذہبی مقامات پر سراہا جا سکتا ہے، پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب خدا نے اتنا کچھ دیا ہے تو بھیک مانگنے کو کیوں فروغ دیا جائے؟ کسی بھی جگہ کو عالمی *** سیاحتی مرکز بنانے اور فروغ دینے کے عمل کو روکنے کے لیے اوپر کافی وجہ ہے۔

14. زرعی ثقافت یا ثقافتی معیشت کی اقتصادیات - Agronomy

ہندوستان جیسے ملک میں معیشت کے عروج یا پھولنے کا انحصار زرعی پیداوار پر ہے، قطع نظر اس کے کہ سافٹ ویئر اور ہارڈ ویئر سے جو بھی آمدنی ہوئی ہے۔
ذیل میں پیش کیا جاتا ہے: زرعی علم کے حوالے سے عرضی - زرعی ثقافت یا ثقافتی معیشت کی اقتصادیات کو تین حصوں میں پیش کیا جا رہا ہے: 1) مسائل اور اس کا وسیع خاکہ، 2) پرانے زمانے کے عقلمندوں، میں عام بحث، 3) حل کی مثال

زرعی علم - زرعی ثقافت کی معاشیات یا ثقافتی معیشت "کے اس باب کو دیکھتے ہوئے، یہاں کے مواد" * کی تعریف کرنے کے لیے مندرجہ ذیل ابواب کا حوالہ دینا مناسب ہوگا: سماجی تحفظ کی معیشت اور معیشت کی سماجی تحفظ، صاف اور صحت مند معیشت اور صفائی اور حفظان صحت کی معاشیات، ورکنگ اکانومی - پانی، زمین اور (Economics) میں کام کی تقسیم (Economics) اور ورکنگ سسٹم، ہوائی اکانومی کی معیشت، منافع بخش روزگار castrated Ox خلاء، "گائے کے گوشت کی تیز معیشت اور گائے اور کے مواقع اور باعزت مشغولیت اور "خاندان، معاشرے اور حکومت کے ارکان کے درمیان آمدنی کی تقسیم *-"

خالص ہوا، جنگل لیکن خالص پانی، زمین، پانی: بات کریں کامی "ریفرل کے لیے: کام کی بات* تضادات اور انتظام لیکن وسات کھلا کاغذات کی مجموعہ، اور صاف زمین کی مسائل -

:- مسائل اور اس کا وسیع خاکہ(1)

ہندوستان کی) اور یہاں تک کہ دنیا کے بیشتر حصے (کی ثقافت کو زراعت کہا جا سکتا ہے۔ جب (1.A) تک زراعت ایک ثقافت نہیں رہی، یہ معاشرے اور ریاست/ملک کی معیشت میں اہم شراکت دار تھی۔ ہمارے تمام تہوار زراعت کے اوقات کے مطابق ہیں۔ زراعت کو اس طرح ڈیزائن کیا گیا ہے کہ ہر ایک فصل کے یہاں زیادہ تر دیہاتی اپنا کھانا خود بنا کر اور بعد دو ماہ کے آرام کے ساتھ چار مہینے کی دو فصلیں ہوں۔ تیار کر کے خوشی حاصل کرتے ہیں۔ یہ کہنے کے مترادف ہے، "کیک بھی ہے اور اسے بھی کھاؤ۔"

اگرچہ کلچر کے ساتھ لگاؤ تقریباً پچیس سو سال پہلے کم ہونا شروع ہوا، جب کسانوں نے کھیت میں سانپوں کو مارنے اور بیل اور بھ کو کاسٹ کرنے کا کام شروع کیا لیکن یہ ثقافت (زرعی ثقافت) کے ساتھ چپکی ہوئی صنعتی انقلاب کے بعد اس قدر ٹوٹ جاتی ہے کہ گائے، بیل، بھ، کھیت، کروموڈ کی ذاتی نوعیت کی جگہ بن گئی۔ یہ سب

یہ آسان ہے اگر ہمارے پاس بیل ہے، ہمارے پاس دوسروں کو دھمکانے کی طاقت ہے (کرنا یا نہ کرنا الگ بات ہے)، بیل گاڑی وغیرہ کا استعمال کریں اگر نہیں تو دوسروں کی طرف سے غنڈہ گردی کے امکانات ہمیشہ کھلے رہتے ہیں۔ اگر ہم نے بیلوں، بھینسوں کو اپنی مرضی اور مرضی کے مطابق استعمال کرنے کے لیے کاسٹر کیا تھا، تو یہ بات ہمارے ذہن میں بالکل واضح ہونی چاہیے کہ ہم نے بیل اور بھس کے ساتھ رہنے کی طاقت، قوت برداشت اور نیک نیتی کا اشارہ کھو دیا ہے۔ معاشرے کے عقلمندوں پر یہ بات بالکل واضح ہے کہ پیدائشی ٹرانس جینڈر اور کاسٹریشن کے عمل سے ٹرانس جینڈر بننے والے (مرد یا عورت) میں بہت فرق ہے۔ حیرت انگیز طور پر مورخین، ماہر بشریات اور سماجیات کے ماہرین اس بات کی نشاندہی

کرتے ہیں کہ جب بنی نوع انسان نے بیل، بفس، بکری وغیرہ کو کاسٹر کرنا شروع کیا تو معاشرے میں خواجہ سراؤں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔

مزید یہ کہ جب ہمارے کھیت/کھیت میں سانپ ہوتے ہیں، تو ہمارے پاس یہ طاقت ہوتی ہے کہ ہم اپنے کھیت کو کیڑوں، کیڑوں وغیرہ سے پاک کر سکتے ہیں، اگر نہیں تو ہماری فصلوں/پھلوں کو کیڑوں اور کیڑوں سے کھا جانے/تباہ ہونے کے امکانات ہمیشہ کھلے رہتے ہیں۔ یہ سادہ سی بات ہے کہ اگر ہمارے کھیت میں سانپ ہوں تو زہر مرتکز رہتا ہے اور اگر نہ ہو تو وہ بکھر جاتا ہے جس سے انسانوں کے ذہنوں سمیت ہر چیز زہر آلود ہو جاتی ہے۔

جب بنی نوع انسان کا ذہن زہر آلود ہو جاتا ہے تو خلل سے لے کر بیماریوں تک، انتشار سے لے کر عدم توازن تک اور یہاں تک کہ تباہی سے سست موت تک ہر چیز کے منفی نکلنے کی توقع کی جا سکتی ہے افراد، خاندانوں اور معاشروں کی ایک بے ترتیب اور ہم آہنگ تصویر کی مجموعی تصویر کشی کی جا سکتی ہے۔

یہ سب کچھ صرف اس لیے ہوتا ہے کہ جب ہمارا دماغ بگڑ جاتا ہے یا زہر آلود ہو جاتا ہے تو ہم سے ذمہ دارانہ رویہ ختم ہونے لگتا ہے کہ ہم غیر ذمہ دار ہو جاتے ہیں۔ کوئی بھی غیر ذمہ دار، خواہ وہ فرد ہو خاندان، معاشرہ اور ملک آزادی کو برقرار نہیں رکھ سکتا اور وہ خانہ بدوش یا غلام بننے کا پابند ہے، اس آزادی کو چھیننے والے ہر قانون کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے ہیں، چاہے اصول سنکی اور فرضی ہی کیوں نہ ہوں۔ (ایک اجنبی حکمران کے سنسنی خیز حکم کی ایسی ہی ایک مثال انڈگو کا پودا لگانا تھا، جو اس قدر شدید تھا کہ کسانوں نے کھیتی چھوڑنا شروع کر دی اور مرنے کو ترجیح دی۔ یہ چمپارن میں مسٹر ایم کے گاندھی کے بارے میں کہا جاتا ہے جنہوں نے کسانوں اور انگریزوں کے درمیان کچھ معاہدہ کرنے کے لئے ایک بخار پیدا کیا کہ کسانوں نے اس کاشتکاری کو ترک نہیں کیا، لیکن مسٹر گاندھی نے اسے قومی کاشتکار بنا دیا تھا۔ اگرچہ ابتدائی دور میں کچھ کم تھا جسے مکمل نسائی کی سطح تک بڑھا دیا گیا تھا جس نے بہار اور بنگال کے ہندوستان میں سب سے زیادہ وسائل سے بھری زمین میں کسانوں سمیت کروڑوں افراد کو ہلاک کیا تھا)۔

مزید برآں، کسی کو کاسٹریشن کرنا کوئی چھوٹا عمل نہیں ہے۔ اس کی سزا ضرور ملتی ہے، خفیہ طور پر لیکن سخت، اسی طرح ان پالتو جانوروں کا جھاڑو کھانے پر جن کا دودھ پیا ہے، انہیں بھی یقیناً، خفیہ طور پر، سخت اور طویل مدت تک سزا دی جاتی ہے۔ اگرچہ ہم میں سے ہر کوئی اس جرم میں فریق ہے لیکن ان خطوں اور مذہبی برادریوں میں ان لوگوں کو زیادہ ہولناک سزا دی جاتی ہے جو کھیتی باڑی اور پالتو جانوروں کو ایک شے سمجھتے ہیں اور گائے کا گوشت کھاتے ہیں جس کا اندازہ مردوں کے گھومنے پھرنے کی تعداد سے کیا جا سکتا ہے اور عورتیں اپنے علاقے اور مذہب کے کوٹھوں میں عدم مساوات کا شکار ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ جو ہاتھی، شیر، شیر اور چیتا جنگلوں کے لیے ہیں، بفس، بیل، گھوڑا اور لنگور میدانی علاقوں کے لیے ہیں۔ شیروں اور شیروں کے قتل نے جنگلات کو کیا نقصان پہنچایا ہے، بیلوں، بفسوں اور گھوڑوں کے قتل نے میدانی علاقوں کو کیا نقصان پہنچایا ہے۔ ہاتھیوں، شیروں، شیروں اور چیتے کے قتل نے جنگلات کو تباہ کر دیا ہے جبکہ میدانی علاقوں میں قتل و غارت گری نے کاشتکاری نہیں بلکہ پوری زرعی ثقافت کو تباہ کر دیا ہے۔ ان کارروائیوں نے بنیادی طور پر تمام چیزوں کو مکمل طور پر تباہ کر دیا، جس کی تعریف بھیڑوں اور اونٹوں کے آزادانہ طور پر چلتے پھرتے اور آسانی سے رہنے کو دیکھ کر کی جا سکتی ہے، انواع ریگستانوں سے تعلق رکھتی ہیں یہاں تک کہ گنگا، کرشنا، کاویری اور دیگر دریائی طاس کی زیادہ زرخیز زمین (جیسے پنجاب، بہار، بنگال، زیادہ تر پاکستان، اور لاطینی امریکہ، افریقہ وغیرہ کے دیگر ممالک)۔

اس کے بعد بھی جب ہم نے کھیتوں میں پٹرول سے چلنے والی یا بجلی سے چلنے والی مشینوں کا استعمال شروع کیا تو کھیت اور دیگر جانداروں سے ہمارا تمام ذاتی رابطہ ختم ہو گیا اور ایک طرح سے ہم نے خود

اپنی زرعی ثقافت کو کھو دیا اور تاجروں اور ریاستوں/حکومت کے ملازمین کو فارم اور کسانوں جیسی اصطلاحات کے ساتھ ہمارے اور ہماری بنیادی سرگرمی کو استعمال کرنے یا زیادتی کا راستہ دے دیا۔ (ایک مثال ہندوستان کے پنجاب جیسے علاقے میں زمینی پانی کی آبپاشی کے ذریعے سال میں چاول کی دو سے تین فصلیں لینے کی دی جا سکتی ہے)۔

یہ بحث ہو سکتی ہے کہ کیا ہوا یا سازش کی گئی لیکن حقیقت یہ ہے کہ اب تک فارم سیکٹر کو مدد فراہم کرنے کے بعد بھی نہ صرف نوآبادیاتی راج اور غلامی میں بلکہ ہندوستان جیسے آزاد اور خودمختار ملک میں بھی کسانوں کی حالت سال بہ سال ابتر ہوتی جا رہی ہے۔ کوئی بھی دیکھ سکتا ہے کہ اگست 1947 (یوم آزادی) سے لے کر مارچ 2023 تک سال بہ سال کی بنیاد پر گندم/چاول/دالیں/چینی کی فروخت کی قیمتوں کی تعریف کرنے سے سماجی اور معاشی حد بندی میں اضافہ ہوا ہے، جس میں عام معاون، انتظامی انچارج اور ممبر پارلیمنٹ کی تنخواہیں شامل ہیں، جو سب حکومت اور بھارت کے کنٹرول میں ہیں۔ اس حد بندی میں اس بات کی بھی تعریف کی جائے گی کہ 1991 کے بعد جب ملک نے اپنی معیشت کو کھولا تو سرکاری ملازمین اور ارکان پارلیمنٹ کی تنخواہوں میں فرق کافی بڑھ گیا ہے۔

ہندوستان کیا دیکھ رہا ہے کہ ہر سیاسی پارٹی چاہے اقتدار میں ہو یا اپوزیشن میں اور ہر آنے والی حکومتوں نے کسانوں کے ساتھ مکمل تشویش کا اظہار کیا (سوائے ان چند لوگوں کے جنہوں نے کسانوں کی مدد کے نام پر ٹریکٹر اور دیگر نئے متعارف کرائے گئے زرعی آلات کی خریداری پر چھوٹ دی) لیکن حقائق یہ ہیں کہ کسانوں نے خودکشی تک کا سہارا لیا یہاں تک کہ حکومت نے پورے ملک میں کسانوں کے قرضے معاف کرنے کے لیے ریاست میں مختلف ریاستوں کے قرضے معاف کرنے کے بعد بھی کسانوں نے خودکشی کی۔ چند لاکھ کروڑ بھارتی روپے سے تجاوز کر گیا۔ ہندوستان جیسے زرعی ملک کا موجودہ منظر نامہ یہ ہے کہ اس کی ساٹھ فیصد آبادی غریب ہے اور تقریباً مفت راشن وصول کرنے کے لائق سمجھی جاتی ہے۔ ہزار روپے ماہانہ اور تقریباً چار کروڑ کسان اتنے غریب ہیں کہ سالانہ چھ ہزار کا اعزاز حاصل کر سکتے ہیں۔ کوئی اس طرح کی صورتحال کی طاقت یا ہمدرد یا قابل رحم کی تشریح کیسے کرتا ہے؟

اگر کوئی نام نہاد ترقی یافتہ ممالک اور ہندوستان کی مختلف سیاسی پارٹیوں کے منشور پر نظر ڈالے اور پھر بین الاقوامی سطح پر اقوام متحدہ اور ہندوستان میں نیتی آبیگ کی رپورٹس کو بھی دیکھیں تو شاید ہی سوائے مایوسی کے کچھ حاصل ہو کیونکہ شاید ہی کوئی ایسی چیز ہو جو دور دراز سے کسانوں اور غریبوں کے چہروں کی بدحالی سے نجات دلانے کا اشارہ دیتی ہو۔

ہندوستان جیسے ملک میں مسئلہ زیادہ واضح ہے کیونکہ ایک سرے پر حکومت کہتی ہے کہ کاروبار کرنے کے لیے حکومت کا کوئی کام نہیں ہے اور دوسرے سرے پر ہندوستان کی حکومت ملکی اور بین الاقوامی سطح پر تمام غذائی اجناس، دالوں اور خوردنی تیل کی سب سے بڑی خریدار، درآمد کنندہ اور بیچنے والی ہے لیکن سب سے بڑی پکڑ حکومت اپنے طے کردہ نرخوں پر خریدتی ہے اس بنیادی کھات کو بھول جاتے ہیں کہ اگر حکومت بننا چاہتی ہے تو عوام کی طرح کاروبار کرنا ہے۔

زیادہ تر جمہوریتوں میں لوگ غریب ہیں کیونکہ عوام کی اکثریت کو ان کی مصنوعات اور خدمات کے لیے کم معاوضہ دیا جاتا ہے، اس جادوئی نعرے کے تحت کہ بنیادی ضرورت کی اشیاء اور خدمات کو سستا ہونا ضروری ہے۔ اسی سوچ نے ان لوگوں کو غریب بنا دیا ہے جو ان اشیاء کی تیاری اور خدمات فراہم کرنے میں ملوث ہیں۔ بدقسمتی سے ہندوستان اور دیگر جگہوں پر ستر فیصد آبادی اس قسم کے کام سے وابستہ ہے اس لیے ہماری آبادی کا ستر فیصد غریب ہے۔

ملک سارا قصور کس پر ڈال سکتا ہے؟ ہو سکتا ہے کہ حکومت جو اس کا پورا نظام عدلیہ اور انتظامیہ ہے، اسے آزادی سے پہلے کے بینگ اور سے باہر آنے کی ضرورت ہے اور اپنے آپ کو اعتماد کے ایک ادا شدہ ٹرسٹی کے طور پر صف بندی کرنا ہے جو کہ عوام اور ان کا ملک ہے۔

:- پرانے زمانے کے عقلمندوں میں عام بحث(2)

کسان کو فارم اور منسلک سرگرمیوں سے آمدنی کے متعدد ذرائع کے لیے بھی فروغ دینے کی ضرورت (a) ہے تاکہ وہ مشکلات کی صورت میں بے بسی سے بچ سکیں اور انہیں انتہائی قدم اٹھانے سے روکا جا سکے (مثلاً بھاگنا یا اس غلط فہمی کے تحت خودکشی کرنا کہ 'موت تمام قرض ادا کرتی ہے اور تمام ذمہ داریوں سے آزاد ہو جاتی ہے')۔

اس کے علاوہ ان کسانوں اور غیر منظم شعبے کے دیگر افراد کو اکثر چھوٹے چھوٹے استحصال کا نشانہ بنایا جاتا ہے جس کے لیے پولیس، انتظامیہ، عدلیہ کے ساتھ ساتھ منتخب اراکین کی ایک بڑی تعداد کا ہم آہنگ نظام غیر موثر پایا جاتا ہے، جس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

سابوکار اور مختلف کریڈٹ کارڈز کے ذریعہ فراہم کردہ رقم پر سود کی شرح کو معقول بنانا اور ان کے واجبات جمع کرنے کا طریقہ ضروری ہے (چاہے اس میں ذہانت اور دھوکہ دہی والے صارف کی شمولیت کا مطالبہ کیا جائے) کیونکہ یہ کسانوں اور کم آمدنی والے طبقے کے لوگوں کو ہراساں کرنے کی بنیادی وجہ نکلی ہے جو انہیں خودکشی تک لے جاتی ہے۔ ہمیں ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے کیونکہ کسانوں اور کم آمدنی والے طبقے کے لوگوں کی خودکشی جو ایشیائی ممالک میں شروع ہوئی تھی وہ متعدی ہے اور پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے سکتی ہے۔

ایسا ہی معاملہ متوسط گھرانے کے طلباء کا ہے جہاں تعلیم میں ناکامی کو روزی کمانے میں ناکامی سمجھا جاتا ہے اور والدین کے نام نہاد جھوٹے غرور میں کمی (بارہویں جماعت کے امتحان میں ناکامی اور خودکشی سے کوئی آزاد نہیں ہوتا، صرف یہ ہے کہ اگلے جنم میں پہلی جماعت سے دوبارہ پڑھنا پڑتا ہے ایک طرح سے ناکامی کا سامنا کرنے اور دوبارہ کوشش کرنے سے زیادہ مشکل کام)۔

(ب)، فوڈ کارپوریشن آف انڈیا جیسے اداروں کے بڑے آپریشنل اخراجات کے علاوہ خوراک کی بدعنوانی اور خوراک کے ضیاع کو کم کرنے کے لیے، ہم فصل کی کٹائی کے وقت (پوسٹ آفس یا مذہبی مراکز کے ذریعے) اناج خریدنے کے لیے بہت کم آمدنی والے لوگوں کو چھوٹے قرضے فراہم کرنے کے بارے میں سوچ سکتے ہیں۔ اس سے متعدد طریقوں سے مدد ملے گی جیسے فی کس ہولڈنگ میں اضافہ، الگ الگ عوامی تقسیم کے نظام کو ختم کرنے میں مدد کرے گا، تباہ کن انتظام میں آسانی وغیرہ۔ PDS ذخیرہ جو

کوئی بھی ملک سو سال سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتا جب تک اس کی بنیاد زراعت نہ ہو۔ صنعتی انقلاب (c) چمکتا ہے، اچھی مانسون کے بغیر چمکتا ہے (صنعت کاری چند سالوں میں اپنے عروج پر پہنچ جائے گی)۔ ہمیں اس طریقے سے کام کرنا چاہیے کہ کسان دوبارہ اس مقام تک پہنچ جائے جہاں وہ راحت محسوس کریں اور محسوس کریں کہ وہ قومی ٹیکس میں حصہ ڈالتے ہیں۔

تمام مدد جو بیساکھی کا کام کرتی ہے ہٹا دی جانی چاہیے۔ کسانوں کی مدد کے لیے ٹریکٹروں پر سبسڈی ایک مذاق ہے۔ اس وقت ٹریکٹروں کی تعداد اتنی ہے کہ اگر کوئی ٹریکٹر اکیلے ہندوستان میں ہی نہیں بلکہ اگلے دس سالوں تک کاشتکاری کے شعبے میں زیادہ تر حصہ متعارف نہیں کرایا جاتا ہے تو یہ مشکل ہی سے کوئی رکاوٹ پیدا کرے گا۔ اب ٹریکٹروں کی فروخت زبردستی، ہیرا پھیری اور غیر ضروری ہے۔

سبز انقلاب کے دوران درختوں کی کٹائی سے زمین میں اضافہ ہوا اور جنگلات نے منفی اثرات مرتب کرنا شروع کر دیے۔ صحرا کے رقبے میں اضافہ ہونا شروع ہو گیا، مٹی کا کٹاؤ بڑھ گیا اور دریا کی تہ (چوڑائی اور گہرائی میں) کم ہو گئی جس کے نتیجے میں بار بار قحط، سیلاب، زیر زمین پانی کی سطح کم ہو گئی۔ جنگلات کے رقبہ اور پانی کے لیے رقبہ کا تناسب کاشتکاری اور انسانی آباد کاری کے رقبے سے تین گنا زیادہ ہونا چاہیے۔

سنٹرلائزڈ پبلک ڈسٹری بیوشن سسٹم کو بند کرنا ہو گا۔ زرعی اجناس کو ہنگامی صورت حال میں (d) علاقائی سطح اور قومی سطح تک ای-مارکیٹنگ، پٹرول پمپس، کسان چوپال وغیرہ کے ذریعے آزادانہ طور پر فروخت کے قابل ہونا پڑے گا۔ مقامی عوامی تقسیم کو مذہبی اداروں کے ذریعے متعارف کرانا ہو گا۔ کھانے کی اشیاء کے بڑے پیمانے پر جوئے کو کسی فروغ کی ضرورت نہیں ہے۔ ڈاکخانہ، پٹرول پمپس، بینکوں اور مذہبی اداروں وغیرہ کے قریب سستے داموں ذخیرہ کرنے کی سہولت فراہم کرنا ہو گی۔ چھوٹے چیک ڈیم بنانے کے لیے کسانوں کو تعاون یا تعاون فراہم کرنا ہو گا۔ زراعت پر مکمل نقطہ نظر صرف معاشی ہونے کی بجائے ثقافتی ہونے کی ضرورت ہے، اور ہم سب سمجھتے ہیں کہ ثقافت اور زمین ہماری بقا اور ہماری شناخت کے لیے بنیادی ہے۔ صرف زراعت ہی ملک کو بہتری کی طرف لے جائے گی اور اپنا کھویا ہوا فخر دوبارہ حاصل کرے گی۔

چند ممالک جہاں زمین وافر ہے، مشینی کاشتکاری کے بعد اور زمین کے ساتھ کم لگاؤ رکھنے والے (e) سستے کھانے کے سامان کے متحمل ہو سکتے ہیں۔ اس کی مثال کے طور پر چند ماہرین اقتصادیات نے یہ کہنا شروع کیا کہ اشیائے خوردونوش سستی ہونی چاہئیں، اور چونکہ ان ممالک میں افرادی قوت کم تھی اس لیے یہاں کے کسان شروع میں روزی روٹی برداشت کر سکتے تھے، بعد میں ان ممالک نے براہ راست نقد سپسڈی کا سہارا لیا۔

گھریلو حقائق کا تجزیہ کیے بغیر، بہت سے ممالک اور بہت سے ڈرائنگ روم کے ماہرین اقتصادیات نے یہ جذبات گونجنے شروع کر دیے کہ بنیادی غذائی اشیاء سستی ہونی چاہئیں۔ چونکہ یہ نام نہاد عظیم ماہر معاشیات اچھی یونیورسٹیوں سے اچھے نمبروں کے ساتھ پاس آؤٹ ہوئے ہیں، ان کی آواز میں جوڑ توڑ کا اثر ہے۔ اس سارے واقعہ کا نتیجہ یہ ہے کہ جو لوگ زراعت سے بالواسطہ یا بالواسطہ جڑے ہوئے ہیں وہ غریب ہو گئے اور باقی رہ گئے ہیں یعنی ملک کی ساٹھ ستر فیصد آبادی صرف اس گنتی کی وجہ سے غریب ہے (شرم کی بات ہے کہ ایسے ماہرین اقتصادیات موجودہ حقیقت کو سستے آلو اور بیس گنا مہنگے چپس/ویفر کو جواز بنا رہے ہیں جبکہ یہ دو سے تین گنا قیمت پر آسانی سے فروخت ہو سکتے ہیں۔

ان طبقات کی آواز کو دبائے اور خود کو تسلی دینے کے لیے ان ماہرین اقتصادیات نے مختلف مصلحین کے ساتھ مل کر بالواسطہ مدد فراہم کرنے کا تصور شروع کیا۔ ان نام نہاد عظیم معاشی ماہرین نے بیساکھیوں کی 'بیسائی' کی باتیں شروع کیں اور بعض اوقات بیساکھیں بھی فراہم کیں، لیکن ان معاشی ماہرین نے کبھی اپنی ماند سے باہر نکل کر حقیقت کو دیکھنے اور اصل بات سامنے لانے کا درد نہیں اٹھایا۔

دوسرے لوگ، جو فکر مند ہیں، بدقسمتی سے ان نام نہاد عظیم ماہرین اقتصادیات کے وزن اور ان کی ڈگریوں اور محکموں کے بوجھ سے دبے ہوئے محسوس ہوئے، انہوں نے شاید ہی کوئی مستقل آواز اٹھائی ہو لیکن سپسڈی کے نظام کو کسی نہ کسی طریقے سے قبول کیا۔ بالواسطہ طور پر دی جانے والی سپسڈیز نے حقیقی ضرورت مندوں سے بچنے کے بہت سے بالواسطہ راستے تلاش کیے ہیں، اور اس طرح چھوٹے اور متوسط طبقے، کاشتکار اور دیگر خدمت گزار طبقے پر مزید بوجھ پڑ گیا ہے۔ اس کے نظریہ اور تشویشناک غریب کے الٹا نتیجہ تلاش کرتے ہوئے، ماہرین اقتصادیات (نام نہاد) نے خاص طور پر غریب اور غریب ترین غریبوں کے لیے عوامی تقسیم کا نظام تجویز کیا، جس نے نچلے طبقے کی ترقی کو مزید کم کر دیا۔

ہو سکتا ہے کہ ہم نے غذائی تحفظ حاصل کر لیا ہو لیکن ہماری پھلوں کی ٹوکری بڑی حد تک خالی (f) ہو گئی، کیونکہ غذائی اجناس کی ضرورت سے زیادہ اہمیت اور آزادی سے پہلے کے جنگلات کے نامید قوانین۔

سوال صرف کنٹریکٹ فارمنگ اور آرگینک فارمنگ کا ہی نہیں ہے بلکہ کتنی کاشتکاری، کہاں اور کس قسم کی ہے، سوال یہ بھی ہے کہ زرعی پیداوار، جنگلاتی اشیاء اور دستی خدمات کی فروخت کی لاگت کا حساب کیسے لگایا جائے۔ ایک نظر صنعتی پیداوار اور مشاورتی خدمات جیسے وکیل، ڈاکٹر اور تعلیمی کوچنگ۔ اس کے علاوہ سوال قرضوں، کریڈٹ کارڈز اور انشورنس کی سہولیات اور اس کے سروس چارجز اور سود کی شرحوں کا بھی رہ جاتا ہے جو کسانوں اور کم آمدنی والے طبقے کے لوگوں کے لیے بہت زیادہ تکلیف اور تکلیف کا باعث بن رہے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ نظام کو ہر سطح سے استثنیٰ کے ساتھ توڑا گیا؟

تمام ثقافتیں خواہ وہ لیبارٹری میں خون اور پیشاب کی ہوں یا کسی بھی میدان یا علاقے یا مذہب میں (g) سماجی، معاشی، مذہبی اور سیاسی ہوں تب ہی ترقی پا سکتی ہیں جب مناسب حالات (جیسے درجہ حرارت ہوا، نمی جو کہ موسم اور جغرافیہ ہے) اور کافی تنہائی فراہم کی جائے۔ ہندوستان میں زراعت (کرشی) کو ابتدائی طور پر بیل کی مدد سے رشیوں (سیٹھوں اور باباؤں) نے متعارف کرایا تھا۔

رشی اور کرشی۔) اس وقت تک قابل احترام رہ سکتے ہیں جب تک - कृषि اور ऋषि (بابا اور زراعت کہ زراعت اپنے آپ کو ثقافت کے طور پر برقرار نہیں رکھتی، لیکن ایک بار جب یہ قدرتی تال کی بنیادی باتوں کو بھول جائے اور بیل کو بیل میں تبدیل کر دے تو یہ تباہ ہو جائے گا۔ چونکہ کوئی بھی ملک زراعت کے بغیر زیادہ دیر تک زندہ رہنے کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اس لیے معاشرے کو کھیتی باڑی اور جنگلات کے درمیان فطری توازن قائم کرنے کے بارے میں سوچنا ہوگا چاہے وہ ہم سب کے لیے ناخوشگوار اقدامات اور مشکلات کا تقاضا کرے۔

3. حل کا نمونہ :

زرعی ثقافت کا تعارف، ہر ایک کی صحت مند، خوش و خرم اور مقدس رہنے کی دعا اور یہ احساس (a) ،دلانا کہ دنیا ایک ہے جہاں ہر شخص (انسان، پرندے، جانور، مچھلیاں اور درخت) سب کا رشتہ دار ہے پوری تحقیق کا نتیجہ تھا اور ہمارے اسلاف اولیاء کرام کا یہ خیالی یا سنسنی خیز خیال نہیں تھا۔ یہ صرف یہ بتانے کے لیے ہے کہ اگر قیامت آنے والی ہے تو ہم سب برباد ہونے والے ہیں، اس لیے یہ ہماری انفرادی اور اجتماعی ذمہ داری ہے نہ کہ اکیلے کسانوں اور ان کے خاندانوں کی ذمہ داری ہے کہ یو ٹرن لیں۔ نیچے کی سمت سے اوپر کی طرف مڑیں اور غیر ضروری اذیتوں سے نجات حاصل کریں۔

اگر ہم اپنی سماجی، اقتصادی، مذہبی اور سیاسی سرگرمیوں کے آمدنی/وسائل کی تقسیم اور انتظامی حصے پر نظر ڈالیں تو ہم اس بات کی تعریف کریں گے کہ زرعی ثقافت کا انتظام قومی حکومت یا بین الاقوامی مالیاتی فنڈ یا اقوام متحدہ کی ایجنسیوں سے زیادہ مقامی معاشرے/باڈی کا کام اور ذمہ داری ہے، اس لیے یہ مقامی ادارے یا معاشرے کی تمام مذہبی سرگرمیوں اور مذہبی سرگرمیوں کو دیکھنے کے لیے مقامی ادارے یا معاشرے کا فرض بھی ہے۔ دوسرے خود کو بڑی مدد اور آفات سے نمٹنے کے لیے محدود رکھیں۔

(ب) ہندوستان جیسے ممالک میں اگر ہم کسانوں کے مسائل کا جائزہ لیں تو ہم اس بات کی تعریف کریں گے کہ کسان نجی قرض دہندگان کے دباؤ، کریڈٹ کارڈز کی اونچی شرح سود، زمین کی فی کس ہولڈنگ اور اس کی زرخیزی میں کمی، نام نہاد مجاز منڈی (مارکیٹ پلیس) پر پوری پیداوار فروخت کرنے کی مجبوریوں کے علاوہ کسانوں کو مناسب لیبارٹریوں کی عدم دستیابی، مناسب لیبارٹریوں کی عدم دستیابی کا بھی سامنا

ہے۔ کیڑے مار ادویات، کھاد اور دیگر متعلقہ علم/معلومات اور پھر مناسب مقامی سپورٹ سسٹم سے پیداوار کی فروخت، بیج اور فارم کا سامان وغیرہ خریدنا۔

جب ہم خاندان اور معاشرے میں کام اور آمدنی کی مناسب تقسیم پر نظر ڈالتے ہیں تو یہ بات بالکل (c) واضح ہے کہ یہ سماج کا فرض ہے کہ وہ کسانوں کو مذکورہ بالا تمام خدمات فراہم کرے جس میں کسانوں، ان کے خاندان اور ان کی فصلوں کے لیے مفت انشورنس جیسی سہولیات، نرم قرض کی فراہمی، رہنمائی مشورہ، لیبارٹری کی سہولیات، خرید و فروخت میں مدد، کسانوں، ان کے خاندان کے افراد کے درمیان کوآپریٹو کی تشکیل وغیرہ شامل ہیں۔

جیسا کہ اوپر بتایا جا چکا ہے کہ زرعی زمین اور درختوں کے ڈھکن کے درمیان توازن کافی حد تک (d) کم ہو گیا ہے جس کی وجہ سے زمینی پانی کی قدرتی بھرپائی، مٹی کی نمی، الکلائنٹی/تیزابیت، زرخیزی پھر پرندوں، جرثوموں کی پناہ گاہ، پھر مٹی کے کٹاؤ میں کمی واقع ہوئی ہے جس سے معاشرے میں سیلاب کے خلاف مزاحمت کی رفتار بڑھے گی اور مختلف قسم کے ریڑھ کی ہڈیوں کے خلاف مزاحمت پیدا ہو گی۔ درخت لگائے جائیں، محفوظ رہیں اور بڑھنے اور برقرار رہنے دیں۔

قومی حکومت کو اپنے حصوں پر اپنی زراعت، عوامی تقسیم اور جنگلات کی وزارتوں کے کردار اور (e) ذمہ داریوں کو محدود اور نئے سرے سے متعین کرنا ہوگا۔ قومی حکومت اپنے آبی وسائل، ماحولیات کی وزارتوں پر نظرثانی کرنا چاہے گی اور زراعت اور زراعت کے حوالے سے دیگر باہم منسلک وزارتوں کے کردار اور ذمہ داریوں کا از سر نو تعین کر سکتی ہے۔

جیسا کہ اوپر سے اوپر کی نوکری سے نیچے تک کسانوں کی گرتی ہوئی کمی، معاشرے اور ملک میں (f) سب سے زیادہ کمانے والے اور ٹیکس ادا کرنے والوں سے لے کر قرضوں، قرضوں اور دیگر بیساکھیوں پر زندگی گزارنے والے تک، یعنی کسان ایک لعنتی زندگی گزار رہے ہیں جو کہ بیلوں، بھینسوں اور سانپوں پر کیے جانے والے مظالم کا نتیجہ ہے اور اس نے قبائلیوں اور آدھے کسانوں کے ساتھ مشکوک سلوک کیا ہے۔ یہ معاشرے کی ذمہ داری ہے کہ وہ دیکھے کہ بیلوں، بھینسوں، پرندوں، آبی ذخائر، درختوں کے ڈھکن اور جنگل کے قبیلوں کے ساتھ سلوک قابل احترام بن جائے خواہ اس سے دودھ اور دودھ کی مصنوعات میں کمی کا سبب بنتا ہے، نتیجتاً دودھ اور چینی والی چائے اور کافی۔

بہت سے ممالک نے اس بنیاد کے ساتھ مختلف ایسک/معدنیات کی فروخت روک دی ہے کہ پروسیس (g) شدہ ایسک یا دھات کو فروخت کرنا بہتر ہے، اسی طرح معاشرہ گندم/چنا/چاول کے اٹے کو سادہ اناج کے بجائے فروخت کرنے کے بارے میں سوچ سکتا ہے۔ مزید معاشرہ مختلف شکلوں اور شکلوں میں فروخت کے بارے میں بھی سوچ سکتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ پرائمری میں بہتری لانا نماز ہے، جیسا کہ ہماری اجتماعی بہتری تب ہی آسکتی ہے (h) جب ہمارا کھانا بہتر ہو جائے (جیسا کہ کھانے کا مزاج بھی ہے)، پانی نرم ہو جائے (جیسے پانی کی آواز بھی ہو) اور ہوا تازہ اور غیر آلودہ ہو جائے (جیسا کہ ہوا ہماری منصفانہ/سمت ہے اور سب سے اہم یہ ہے - نشا ویسی دشا) اور اہم بات یہ ہے کہ یہ (جائے کہ ہماری افروڈیسیاک تازہ، صاف، اور غیر بوسیدہ ہو سب زراعت سے آتے ہیں، لہذا سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہماری زرعی ثقافت کو بحال کیا جائے۔

اگر ہم میں سے کوئی ہماری زندگی کے کسی بھی موڑ / لمحے میں کمزور، بے سہارا اور لاچار، بے سہارا یا ویران ہو جائے تو اس وقت معاشرے اور حکومت سے ہماری کیا امیدیں ہوں گی؟ جو معاشرہ اور حکومت اس وقت ہماری توقعات (بنیادی خوراک، پانی، کپڑا، رہائش، علاج معالجہ، تحفظ رہنمائی اور انصاف کی) پوری کرنے کے قابل ہو، اسے ایک اچھا معاشرہ اور حکومت کہا جا سکتا ہے۔

درج ذیل عرض ہے: "صحت، تعلیم اور انصاف کی معاشیات" کے حوالے سے عرضداشت تین حصوں میں پیش کی جا رہی ہے: (1)۔ مسائل اور اس کا وسیع خاکہ، (2)۔ پرانے زمانے کے عقلمندوں میں عام بحث۔ صحت، تعلیم اور انصاف کے بارے میں متفرق نظریہ۔ (3)

مزید برآں، اس باب یعنی "صحت، تعلیم اور انصاف کی معاشیات" کو دیکھتے ہوئے، مندرجہ ذیل ابواب * کا حوالہ دینا مناسب ہو گا تاکہ یہاں کے مواد کو اچھی طرح سے سمجھا جا سکے: باب-17، دائمی معیشت میں آمدنی کی زیادہ سے زیادہ تقسیم، باب-18، مذہبی اداروں سے معاشیات کا انتظام *۔

باب-11، ہندوستان کی حالت، "Divinecracy (Divine Democracy)"، حوالہ کے لیے: کتاب **، قانونی نظام، باب-12 ہندوستان کی حالت: صحت کا نظام، باب-18 تعلیم

:- مسائل اور اس کا وسیع خاکہ (1)

ہر شخص کو اپنی زندگی میں عام طور پر ایسی صورت حال کا سامنا کرنا پڑتا ہے جہاں اسے " (1.A) یقینی طور پر انصاف، صحت اور رہنمائی کے ساتھ تعلیم کی صحیح خدمات کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر یہ درست ہے تو بہترین معیار کی ان خدمات کو اگر مکمل طور پر مفت اور آسانی سے قابل رسائی نہ رکھا جائے تو اس بات کے امکانات کو رد نہیں کیا جا سکتا کہ ضرورت مند اور مستحق امیدوار ان بنیادی خدمات سے محروم ہو جائیں۔

ایسے افراد، ان کے خاندانوں اور گروہ/معاشرے کی حالت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے جنہیں کسی نہ کسی وجہ سے انصاف، صحت اور رہنمائی/تعلیم کی بنیادی خدمات حاصل کرنے سے روک دیا گیا جس میں ان کے اختیار میں رقم/وسائل کی عدم دستیابی بھی شامل ہے۔ یہ بات طے ہے کہ اس صورتحال کو ایک صحت مند اور خوش حال ملک اور معاشرے کی علامت نہیں سمجھا جا سکتا۔ اس لیے یہ مشورہ دیا جاتا ہے کہ ان خدمات کو مفت رکھا جانا چاہیے اور یہ کہ مہمان اور مہمان سمیت ہر ایک کے لیے اعلیٰ ترین معیار کی ہو۔ صحت کے شعبے میں حال ہی میں دنیا بھر میں پھیلنے والی وبائی بیماری اور اس کے نتیجے میں ہونے والے لاک ڈاؤن نے ہر عام آدمی کے ذہن میں ایک بات بالکل واضح کر دی ہے کہ کس طرح ایک ہی مریض پورے خاندان، کالونی، شہر، ملک اور شاید پوری دنیا میں اس بیماری کو پھیلانے کے لیے کافی ہے، اس لیے یہ انتہائی ضروری ہے کہ کسی بھی نسل، نسل یا نسل سے قطع نظر معیاری علاج سب کے لیے دستیاب ہو۔ غیر بیمہ شدہ اور پیسے والے یا غربت کا شکار۔

اس تفہیم کو ایمان کے بنیادی اصولوں کے ساتھ جوڑ دیا گیا ہے کہ "جو کبھی بھی دیتا ہے اسے ملتا ہے (جو دیتا ہے، پیدا کرتا ہے)" لہذا انصاف، صحت اور تعلیم کی یہ تین بنیادی خدمات معاشرے کی طرف سے عطیہ کیے گئے فنڈز اور استفادہ کنندہ کی طرف سے دی گئی تشکر کے اشارے کے طور پر ادائیگی کے بعد جاری رہتی ہیں۔ ماضی بعید میں یہ تینوں (انصاف، صحت اور تعلیم) خدمات اسی طرح رکھی جاتی تھیں اور معاشرے کا معمول تھیں۔

مندرجہ بالا رویہ کی خدمات کے عمل نے افراد، خاندان اور معاشرے کو دنیا کو اپنا بہترین دینے والا اور دوسروں پر اعتماد اور بھروسہ رکھنے والا بنا دیا اور اس کے بدلے میں بہترین رہنے کے لیے بہترین اور برکتیں حاصل کیں۔

دنیا میں ایک اور نسل ہے جو یہ سمجھتی ہے کہ یہ صرف تین خدمات ہیں جن کی ہر ایک کو (1.A.1) اپنی زندگی میں ضرور ضرورت ہوگی اور جب کسی کو ضرورت ہوتی ہے تو صرف اس سے بھی زیادہ ادائیگی کرنے میں کوئی اعتراض نہیں ہوتا (دیگر خدمات کے مقابلے)، اس لیے اگر کوئی یا کوئی گروہ/معاشرہ زیادہ کمانا چاہتا ہے تو ان شعبوں کو بہترین تنخواہ دینے والا اور منافع کمانے والا کہا جا سکتا ہے۔

اس تفہیم سے ہر ایک کے ذہن میں بنیادی شک پیدا ہوتا ہے کہ کوئی بھی ادا کرنے کے لیے واپس نہیں آتا اس لیے ان تینوں خدمات کو بنیادی طور پر کمرشلائز کر دیا گیا، جو بعض اوقات غیر اخلاقی، فراڈ، لوٹ مار، دھوکہ دہی اور یہاں تک کہ دن دیہاڑے ڈکیتی بھی نظر آتی ہیں۔ مندرجہ بالا رویوں کے طرز عمل نے افراد، خاندان اور معاشرے کو ایسی سوچ کا حامل بنا دیا ہے، جو دنیا سے بہترین چیز لینا چاہتا ہے اور دوسروں پر شک کرنے والا اور بداعتمادی کرنے والا۔

دنیا میں اب بھی ایک نسل ایسی ہے جو کہ ضرورت مندوں اور غریبوں کو صحت کی خدمات (1.A.2) مفت فراہم کرنے کا دعویٰ کرتی ہے اور نجی پیشہ ور افراد کو حکومتی تعاون یا انشورنس کے ذریعے پیسے والے لوگوں کی خدمت کرنے کی اجازت دیتی ہے لیکن انصاف کے لیے انشورنس بھی نہیں ہے۔ یہ تمام ممالک جہاں مفت مکھی کا متوازی نظام سمجھا جاتا ہے اور صحت، تعلیم اور انصاف میں ہیں، وہاں کے لوگ دکھی نظر آتے ہیں اور ان کے شہری اور سیاسی رہنما دکھی اور بے بس نظر آتے ہیں۔

میں درج (1.A.) - لوگ اپنے بنیادی عقیدے کی وجہ سے اس طرح بننا چاہتے ہیں جیسا کہ اوپر (1.A.3) میں مذکور کی (1.A.2) میں بیان کردہ رجحان کی پیروی کرنے اور (1.A.1) کیا گیا ہے، لیکن فی الحال طرح زندگی گزارنے کے پابند ہیں۔ کیا صحیح ہے یا نہیں یہ انفرادی فیصلے کا موضوع ہوگا، لیکن پورے معاشرے اور ملک کے لیے انتخاب کرنا ہے اور اس کے بعد ہمیں شعوری اور اجتماعی فیصلے کرنے ہوں گے (یا تو ہمارے عقیدے کے مطابق یا موجودہ مارکیٹ کے رجحانات کے مطابق) جو کہ پارلیمنٹ اور کورٹ روم میں نہیں بلکہ صرف ملک گیر ریفرنڈم کے ذریعے لیا جاسکتا ہے۔

کیا کسی بھی شخص کو انصاف، صحت اور رہنمائی اور تعلیم کی صحیح خدمات حاصل کرنے سے (1.B) روکنا ایک صحت مند اور خوش حال معاشرے کی علامت سمجھا جا سکتا ہے؟ کیا کسی بھی شہری، مہمان یا یہاں تک کہ آنے والے کے ساتھ مالیات کی دستیابی یا عدم دستیابی کی وجہ سے ان تینوں خدمات کے پروویڈنٹس میں معیار، مقدار اور وقت میں کوئی حد بندی جائز ہو سکتی ہے؟ کیا اس طرح کی حد بندی ایک غیر صحت مند اور ناخوش معاشرے کی تشکیل کا باعث نہیں بنے گی؟

بدقسمتی سے اس وقت تقریباً تمام مذاہب، تمام خطوں اور تمام معاشی نظام انصاف، صحت اور رہنمائی اور تعلیم کی صحیح خدمات کی فراہمی سے یا تو لاتعلق پائے جاتے ہیں یا پھر ان تینوں انتہائی ضروری خدمات سے منافع کے خیال پر سر تسلیم خم کرتے ہوئے پائے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ چند مذاہب اور چند نام نہاد معروف معیشتیں ان خدمات کو اپنی اہمیت پھیلانے کے لیے استعمال کرتی ہوئی پائی گئیں اور خود کو اس میں باضابطہ طور پر شامل کر لیا، جب کہ نام نہاد پسماندہ اور ترقی پذیر ممالک ابھی تک اس فکر میں ہیں کہ کیا کیا جائے اور اس مسئلے کو کیسے حل کیا جائے۔

معاشرے میں مسائل اس وقت شروع ہوئے جب معاشرے نے بنیادی بنیادوں کو نظر انداز کیا یا نظر (1.C) انداز کیا یا چھوڑ دیا کہ عقیدہ/دھرم وہ بنیاد ہے جس پر راج نیتی - حکمرانی کی بنیاد رکھی گئی ہے۔

اس تعریف کو دیکھتے ہوئے کہ دھرم ایک بنیاد ہے، یہ وہ دھرم ہونا چاہیے جس میں پورے معاشرے کے بنیادی اور مقامی کاموں کا مکمل طور پر خیال رکھنا ہو، یعنی دھرم پورے طرز زندگی کو ہدایت کرتا ہو اور مجموعی حفاظت و سلامتی (جسمانی، اقتصادی اور جذباتی) کا خیال رکھتا ہو، ملازمت اور مشغولیت کے تمام پہلوؤں کا خیال رکھتا ہو، تعلیم کے ساتھ ساتھ انتظامی اور توانائی کے ساتھ ساتھ ماحولیات، صحت اور صحت کے لیے ماحولیات اور توانائی کی تیاری بھی۔ غیر متوقع حالات

مزید راج نیتی (حکومت) جو ایک اعلیٰ ڈھانچہ ہے، کو اجتماعی سلامتی، ڈیزاسٹر مینجمنٹ، بین الاقوامی ترقی، سیکورٹی (ریزرو پولیس اور فوج)، انٹر کنیکٹیویٹی، ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ، تجاویز اور آراء کے لیے سہولت، قومی تہواروں کو منانے کے ساتھ ساتھ ایک رہنما اور ضمیر کے رکھوالے کے ساتھ ملک کے آئینی اور آئینی طور پر قائم کردہ عدالتی نظام (فقی) کا خیال رکھنا چاہیے۔ یہ تعریف یہ بھی بتاتی ہے کہ ہندوستان میں ریاستی حکومتوں اور ایسوسی ایٹس کے دفاتر جیسے کسی ثالثی ڈھانچے کی ضرورت نہیں ہے، اور اسے ختم کیا جا سکتا ہے۔

یہ وقت ہے کہ معاشرہ اٹھے اور ذمہ داری اپنے ہاتھ میں لے۔ ہندوستان مقامی مذہبی اداروں، ضلعی کونسلوں چند زونل دفاتر اور قومی حکومت (پارلیمنٹ کے منتخب اراکین کے ذریعے چلایا جاتا ہے) کے ذریعے خود کو بہت اچھی طرح سے سنبھال سکتا ہے۔

:- پرانے زمانے کے عقلمندوں میں عام بحث(2)

یہ بہت حیران کن، عجیب اور متضاد ہے کہ ”ڈاکٹر، وکلاء اور جج، اساتذہ اور مبلغین“ کو کئی (2.A) بار خدا کے برابر قرار دیا جاتا ہے، جیسا کہ سمجھا جاتا تھا کہ وہ انسان کو دوسری زندگی فراہم کر رہے ہیں اور ایک طرح سے پورے معاشرے کی بھلائی کر رہے ہیں لیکن کمرشلائزیشن کے بعد ڈاکٹر، وکلاء یا اساتذہ کس طرح ایک پیشہ بن گئے ہیں اور پھر خدمات کے ساتھ کس طرح فروخت ہو گئے ہیں۔ خدمات کے خریدار / وصول کنندہ کا؟ مزید یہ کہ یہ ڈاکٹر، وکلاء اور اساتذہ (پیشہ ور) اپنی رازداری میں الٹا دعا کرتے ہوئے پائے گئے، یعنی ڈاکٹرز اور فارماسیوٹیکل کمپنیاں زیادہ مریضوں کے لیے (جو کہ معاشرے میں زیادہ بیماریوں کے لیے ہیں)، وکیل اور جج زیادہ گاہکوں کے لیے (جو کہ معاشرے میں زیادہ جرم اور ناانصافی ہے) اور اساتذہ اور مبلغین (معاشرے میں ان طلبہ/طالبات کے لیے مزید تعلیم حاصل کرنے کے لیے) کیا پیشوں کو قابل احترام سمجھا جائے؟

اوپر کی طرح کی صورت حال صرف اس وقت ہو سکتی ہے جب دھرم کی بنیادی باتوں کو بیک برنر یا بیک فٹ پر ڈال دیا گیا ہو اور معاشرہ خود کو منظم نہ کر سکے اور ان بنیادی خدمات کو تجارتی ہونے کی پچھلے چند ہزار سالوں سے جو اوپر چل رہا ہے اسے دیکھ کر یہ بھی اندازہ لگایا جا اجازت نہ دے سکے۔ سکتا ہے کہ دھرم کی بنیادی سمجھ کے ساتھ ساتھ کیا کھانا، پینا اور تمباکو نوشی کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا چاہیے اس کی سمجھ بھی خراب ہو گئی ہے، ورنہ لوگ بیمار/بیماری میں مبتلا نہ ہوتے، غیر ضروری جرائم میں ملوث ہونے کے حواس نہ کھوتے، جس کے لیے پہلے وکلاء کی خدمات درکار ہوتی ہیں اور ججز اور اساتذہ اور مبلغین۔

یہ ثابت شدہ حقیقت ہے کہ جس طرح کھانا ہے ویسا ہی مزاج بھی ہے، جس طرح پانی کی آواز ہے اور)* جیسے دھواں اسی طرح انسان کے حواس بھی ہوں گے، اس لیے دھرم احتیاط برتنے کی نصیحت کرتا ہے جیسے کیمیاوی علاج شدہ افروڈیزیاک تمباکو نوشی سے پرہیز، سڑے ہوئے پھلوں اور اناجوں کے مشروبات سے پرہیز کریں اور انسانوں کے گوشت سے پرہیز کریں جو ان میں سے بڑے ہیں۔ (جانوروں اور ماہی

پروری (میں ہائیڈرو کاربن کی زیادہ بڑی مالیکیولر چین ہوتی ہے) (جینیاتی خرابی کا باعث بنتی ہے، اور گدھ) گدھ (اور سور کا گوشت کھانے سے پرہیز کرتی ہے کیونکہ یہ گندگی کھاتے ہیں، پھر کتے کا) کیونکہ کتے کو انسان کا دوست سمجھا جاتا ہے، پھر ان جانوروں میں سے جن کا دودھ انسان پیتا ہے یا گائے کا دودھ پیتا ہے۔ ماں سے (وغیرہ۔ ان بستیوں کے ساتھ کوئی کس طرح تعامل کرتا ہے نہ صرف اس کی شخصیت کی عکاسی کرتا ہے بلکہ ان لوگوں، ان کے خاندان اور مجموعی طور پر ان کے معاشرے کے مستقبل کی بھی پیش گوئی کرتا ہے۔

مشروبات، خوراک اور افروڈیزاک میں تبدیلیوں سے خاندانوں اور معاشروں میں الٹا یا اس کے برعکس کیا تبدیلیاں آتی ہیں۔ عام بات ہے کہ یہ چیزیں (مشروبات، خوراک اور افروڈیزاک) معاشرے میں نیکی سے * (برائی، برائی سے بدتر، بادشاہی سے غلامی اور اس کے برعکس تبدیلی لانے کے لیے کافی ہیں۔

۔ چونکہ بنیادی دھرم کو فراموش کر دیا گیا ہے اور اس کے علاقائی فرق نے اپنی موجودگی ظاہر (2.B) کر دی ہے کیونکہ کہا جا سکتا ہے کہ مذہب کے مسائل سامنے آنا شروع ہو گئے ہیں۔ یہ جان کر حیرت ہوگی کہ ہر مذہب کے تمام مذہبی پیشوا اپنے قبیلے کو یہ بنیادی خدمات (صحت، انصاف اور تعلیم) فراہم کرنے کے بجائے اپنے پیروکاروں اور حامیوں کو موت کے بعد کی زندگی کے خوابوں کی تشہیر کرنے اپنے پیروکاروں میں خوف و ہراس پھیلانے، اپنے مذہب کی بالادستی اور دوسروں سے کمتری دکھانے میں مصروف رہے اور معاشرے میں امن سے زیادہ نفرت اور دشمنی کو جنم دیا ہے۔ ان تمام مذہبی آقاؤں نے مل کر اپنے تقریباً تمام انفرادی پیروکاروں کے ساتھ ساتھ اجتماعی طور پر پورے معاشرے کے ایمان کو متزلزل کر دیا ہے۔

/چونکہ عقیدہ/دھرم ہر جاندار کے لیے فطری اور مرکزی (دل) (ہوتا ہے، اس لیے جب ایمان ہل جاتا ہے ٹوٹ جاتا ہے / ٹکڑوں میں بٹ جاتا ہے تو ظاہر ہے کہ مرکز (دل) (بے ترتیب طور پر کام کرے گا۔ اگر یہ کیفیت زیادہ دیر تک برقرار رہے تو بالآخر انسان کے اندرونی توازن اور قوت مدافعت میں خلل ڈالتا ہے جو ظاہر ہے کہ شوگر لیول (ذیابیطس)، نامیدی (دل کی بیماری)، بے بسی (کینسر) کا باعث بنتا ہے اور اسے ہر طرح کی دیگر بیماریوں کا آسان شکار بنا دیتا ہے۔

طبی اعداد و شمار اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ بیماریاں انتہائی خطرناک حد تک بڑھ رہی ہیں جو واضح طور پر اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ معاشرے میں یہ خدمات فراہم کرنے والے ادارے (مذہبی ادارے) (بری طرح ناکام ہو رہے ہیں۔ معاشرے کے لیے اس سے زیادہ بدتر صورت حال نہیں ہو سکتی کہ کم از کم مذہبی شخص اور ان کے منتخب مذہب/خدا کی جگہ سے یہ خدمات حاصل کرنے کی امید نہ ہو۔

۔ فزیالوجی بطور سائنس اور کلینری ایک آرٹ کے طور پر دو اہم اور بنیادی مضامین ہیں جنہیں (2.C) معاشرے کے تمام لوگوں کے ساتھ بانٹنا/پکھایا/سمجھایا جانا ہے اور اگر اچھی طرح سے کیا جائے تو معاشرے میں صحت کے مسائل زیادہ نہیں ہوں گے۔ لیکن معاشرے کے مسائل اس بات کی عکاسی کرتے ہیں کہ اس بنیادی تفہیم کو ان لوگوں نے چھوڑ دیا/نظر انداز کیا جو معاملات کی قیادت میں تھے، چاہے یہ مذہب کا میدان ہو یا راج نیتی (سیاست)۔

یہ دیکھا گیا ہے کہ دو اہم ترین اداروں یعنی خاندان اور معاشرہ کو منظم طریقے سے انفرادیت اور (2.D) کامیابی کی مسلسل اور مسلسل بیان بازی کے ذریعے گھر کے پچھواڑے میں ڈال دیا گیا ہے، چاہے وہ

روحانی میدان میں ہو یا مادی/اقتصادی میدان میں "اپنے آقا بنو، اپنی روشنی بنو" جیسے خطبات نے اب تک خاندانوں میں اجتماعیت اور اجتماعیت کو اس قدر بگاڑ دیا ہے۔

خوشی کو زندگی کو برقرار رکھنے والی واحد قوت کہا جا سکتا ہے۔ ایک فرد، خاندان، معاشرہ اور (2.E) ملک خوش ہے یا نہیں اس کی پیمائش صرف اخراجات کے مخصوص انداز سے ہی کی جا سکتی ہے اور اسے مجموعی خوشی کے تناسب سے ظاہر کیا جا سکتا ہے۔

کی تعریف ایک تناسب کے طور پر کی جا سکتی ہے (GHR) مجموعی خوشی کے تناسب اس طرح کے بنیادی ڈھانچے پر حکومت اور عوام کے کل اخراجات، مضبوطی کی تعمیر: A/B ، جس میں A/B = جیسے اور دیکھ بھال، خوراک اور تندرستی، خوراک اور ڈیزائن، فیشن اور تفریح، ریزرو اور تحقیق، ترقی اور حکومت اور صحت عامہ کے کل اخراجات، حکومت اور عوامی صحت: B سجاوٹ، خیر خواہی وغیرہ اور پر کل خرچ۔ تبلیغ، بحران کا انتظام اور مردہ خانہ کا کاروبار مجموعی خوشی کا بڑھتا ہوا تناسب ہم سب کو زندگی کو برقرار رکھنے کی ایک بڑی مقدار فراہم کرے گا۔

جب رجحان نیچے کی طرف ہوتا ہے تو صحت، قانونی چارہ جوئی اور تبلیغ اور مردہ خانے کے کاروبار، میں ترقی ہوتی ہے، جب کہ جب رجحان اوپر کی طرف ہوتا ہے تو ترقی انفراسٹرکچر، خوراک اور تندرستی خوراک اور ڈیزائن، فیشن اور تفریح، ریزرو اور تحقیق، ترقی اور سجاوٹ وغیرہ میں ہوتی ہے۔

کسی بھی معاشرے کو آسانی سے چلانے کے لیے انصاف کی فراہمی انتہائی اہمیت کی حامل ہوتی (2.F) ہے اس لیے یہ معاشرے کی ذمہ داری کے ساتھ ساتھ اپنے اعلیٰ ترین عدالتی نظام کو برقرار رکھنے کی ذمہ داری بھی ہے۔ انصاف کو قیامت کے لیے چھوڑ دینا پورے معاشرے کو تباہ کر دیتا ہے جس کی تعریف نہیں کی جا سکتی۔ مزید یہ کہ حالیہ ملک گیر لاک ڈاؤن کے دوران، تمام عدالتوں کے ساتھ ساتھ تمام مذہبی اداروں کی بندش کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے، اس لیے یہ کہا جا سکتا ہے کہ عام لوگوں اور ملک میں آنے والوں کو سکون اور انصاف فراہم کرنے کے لیے اس کی مطابقت ختم ہو گئی ہے۔

انصاف ایک معاشرے کی ذمہ داری ہے اور اسے ایک محتسب کے ساتھ بزرگ شہریوں کے (ایف. 1. 2) ایک گروپ (ہر کیس کے لیے کم از کم پانچ ارکان) کے ذریعے برقرار رکھنا ہے، جو ان بنیادی وجوہات پر بھی غور کر سکتا ہے کیوں کہ کوئی ادارہ پہلے چور یا ڈاکو کیوں بن جاتا ہے اور پھر اس کے تدارک کے لیے اقدامات تجویز کر سکتا ہے۔ وہ معاشرے جو صحت مند اور خوش رہنا چاہتے ہیں وہ نہ صرف جرم کی سزا کے حصے پر بلکہ معافی اور بحالی کے معاملات پر بھی نظر رکھتے ہیں۔

انصاف کی فراہمی ان معزز افراد کا موضوع ہے جو کافی عمر اور تجربہ حاصل کر چکے ہیں، خاندانی ذمہ داریوں سے آزاد ہو گئے ہیں، تمام آزادیوں سے لطف اندوز ہو رہے ہیں تاکہ وہ/وہ معاشرے کے تمام افراد کی طرف مقامی اور قومی سطح پر بغیر کسی تعصب اور تعصب کے یکساں نظروں سے دیکھ سکیں۔

کرائے کے وکیلوں کے دلائل پر سرکاری ملازمین کی طرف سے انصاف کی فراہمی ایک (2.F.2) /مضحکہ خیز ذخیرہ ہے اور اسے صرف ایک غلام ملک یا اس ملک کے لیے سراہا جا سکتا ہے جو غلام محکوم یا نو آباد رہنا چاہتا ہے۔ کاغذ کی بنیاد پر انصاف کا کاروبار اور انصاف کی فراہمی کسی بھی تہذیب کے بگاڑ کی انتہا کہی جا سکتی ہے۔ اس وقت حکومت ہند کے پارلیمنٹ میں جواب کے مطابق - جون تقریباً ہندوستان کی مختلف عدالتوں میں چار کروڑ مقدمات زیر التوا ہیں اور ہندوستان کی اعلیٰ، 2022 ترین عدالت (سپریم کورٹ) میں نوے ہزار سے زائد مقدمات زیر التوا ہیں۔ بدقسمتی سے عدالتی مقدمات کے اتنے بڑے التوا میں کسی کے پاس کوئی سراغ نہیں لگتا کہ کیا کیا جائے اور کیا نہ کیا جائے۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ ہندوستان کے قبائلیوں کو اپنی برادری کے اندر اور دیگر قبائلی برادریوں (2.F.3) کے ساتھ اپنے معاملات میں انصاف کے حوالے سے کوئی تنازعہ نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے کہ قبائلیوں کی

مذمت کرنے کی جگہ ہم ان سے انصاف کا سبق سیکھنا پسند کریں۔ ہندوستان میں (یہاں تک کہ دنیا میں) یہ لوگ ہیں، جنہیں حکمرانی میں سب سے زیادہ اختیار سمجھا جاتا ہے، لہذا اگر ایک عام چیراسی سے لے کر وزیر اعظم تک اور ایک بیوقوف (ایک عام شہری اب اس لقب سے جانا جاتا ہے) سے لے کر پہلے شہری تک ہر کوئی اس کی عزت نفس سے واقف ہے تو پھر یہ عوام کے عدالتی نظام کی ذمہ داری ہے۔ درست کیا

• ہم انسانوں کی آخری رسومات ادا کرنے کے لیے قبرستان میں گنبدوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ (جی۔ 2) ہندوؤں میں گنبد بننا کوئی کاروباری تجویز نہیں ہے، جب بھی کوئی آخری رسومات ادا کرنی ہوتی ہیں تو گنبد آجاتا ہے اور پھر وہ معاشرے میں عام کام کرتے تھے مثلاً زراعت یا معاون ملازمت۔

اگر کل شمشان گھاٹ کی تشہیر اور تسبیح کی جائے کہ "اس قبرستان اور اس گنبد پر تدفین کرنے سے کوئی سیدھا جنت میں جائے گا یا اس طرح یہ شمشان آپ کی آخری رسومات ادا کرے گا، تو کوئی کیا کہے گا؟ البتہ یہ دیکھ کر حیرانی ہوگی کہ چند مذہبی مقامات/مقامی قبرستانوں میں جگہ خریدنا بھی لوگوں کے لیے ایک جگہ خریدنا شروع کر دیا گیا ہے۔ ان کے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی تحفہ دینا۔

ڈاکٹروں کی ضرورت ہے جیسے گنبد کی ضرورت ہے، لیکن ڈاکٹروں کی پیشہ ورانہ ترقی اور تسبیح معاشرے میں ڈومز کی ترویج کی طرح ہے۔ ڈاکٹروں اور طبی کاروبار کا فروغ بیمار ذہنیت ہے اور میڈیکل ٹورازم اور ہسپتالوں اور ڈاکٹروں کی تشہیر اس کا عروج ہے۔

جدید ترین ہسپتال میں جو ہو رہا ہے وہ یہ ہے کہ ہسپتال کا انتظام انتظامیہ کے پیشہ ور افراد چلا رہے ہیں اور یہ نام نہاد پروفیشنل مریضوں کو کلائنٹ کہتے ہیں اور مریضوں کے ساتھ ایسا برتاؤ کرنا شروع کر دیتے ہیں جیسا کہ کوئی مؤکل کے ساتھ کرتا ہے۔

دنیا کے بہت کم ممالک اس قدر تنزلی کا شکار ہیں کہ اپنی اعلیٰ سرمایہ کاری کی تحقیقات، تشخیص اور ڈاکٹروں کی ٹیم کو زندہ رکھنے کے لیے انہیں نئے سے نئے وائرس، بیکٹیریا، بیماریاں اور سنڈروم بنانے کی ضرورت ہے اور بین الاقوامی صحت کی تنظیموں سمیت ماہرین کی خدمات کا استعمال کرتے ہوئے میڈیا میں خبروں اور آراء، پینل ڈسکشن کے ذریعے اپنی تباہی کی تشہیر کرنے کی ضرورت ہے۔

دیکھا گیا ہے کہ ڈاکٹر اور اس کے قریبی خاندان اور دوست معاشرے کے کسی بھی عام آدمی سے زیادہ دوائی کھاتے ہیں۔ ڈاکٹروں کے خاندانوں کے افراد عام طور پر آئی سی یو، آئی سی سی یو، ریسپائرٹری کی تنہائی میں مر جاتے ہیں، جب کہ عام خاندانوں کے افراد قریبی اور عزیز گیتا، قرآن وغیرہ سننے اور گنگا/مقدس پانی پینے کی وجہ سے مر جاتے ہیں۔

صحت، تعلیم اور انصاف کے بارے میں متفرق نظریہ (3)

جسٹس: ہم کہاوت جانتے ہیں کہ جب "بلی روٹی کے لیے لڑتی ہے اور اپنے جھگڑے نمٹانے کے (3.A) لیے بندر کے پاس جاتی ہے"، عام طور پر بندر ساری روٹی چھین لیتا ہے، مزید برآں بندر کے پاس جا کر بلیوں نے بلی پر بندر کے اختیار کی تصدیق کر دی ہے، اسی طرح کی قانونی عدالتوں کا معاملہ انگریزوں نے طے کیا اور کئی ممالک میں ان کا تسلسل جاری ہے۔ انگریزی عدالتی خدمات اور قوانین بہت سے ممالک کی غلامی کو طول دینے میں کامیاب رہے۔ آزاد ممالک میں اس سامراجی عدالتی نظام کا تسلسل اپنے ہی لوگوں کی ذہنی غلامی کا سبب بن رہا ہے۔ ستم ظریفی کہی جا سکتی ہے کہ مسٹر گاندھی کے قتل کے مقدمات اور ہندوستان کے چند وزرائے اعظم کے مقدمات کی سماعت برسوں تک چلی، کیا کوئی عام آدمی ایسے حالات میں انصاف کے بارے میں سوچ سکتا ہے؟

ہندوستان کی آزادی کی تحریک میں بہت سے وکلاء سب سے آگے تھے اور اب آزادی کے بعد بہت سے وکلاء ہم وقت کی معروف سیاسی جماعتوں کے ترجمان ہیں، ہندوستان نے ان کی خدمت سے جو حاصل کیا ہے وہ یہ ہے کہ پہلے ہندوستان کئی ریاستوں میں ہر ملک سے زیادہ ممالک میں تقسیم ہوا۔

یہ متضاد ہے کہ وکلاء اور ڈاکٹر جو انصاف میں مدد اور صحت فراہم کرتے ہوئے لوگوں کی خدمت کرتے نظر آتے ہیں وہ بنیادی طور پر چاہتے ہیں (ایک دکاندار کی طرح) کہ معاشرہ ناانصافی اور غیر صحت مندانہ ہو، تاکہ ان کا کاروبار پھل پھول سکے۔ وکیل اور ڈاکٹر بھی انسان ہیں اس لیے جو کچھ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے اچھا کام کیا ہے وہ ان کی پیدائشی انسانیت کی وجہ سے ہے نہ کہ ان کے پیشے کی وجہ سے۔

:- نیا ویواستہ (عدالتی نظام) (3.A.1)

یہ بدقسمتی ہے کہ اکیسویں صدی میں بھی انصاف پر عمل کیا جاتا ہے کہ "اندھیرے کو غالب آنے دو، قاتل بادشاہ اور زہر عظیم ہے، روشنی کو مٹنے دو، اندھیروں کی بادشاہت کو غالب کرنے دو، اور افسوس! یہ سب امن و امان کے نام پر ہے۔

(a) انصاف صرف برف (برف کی طرح) بن گیا ہے یا شاید اسے اس طرح ڈیزائن اور متعارف کرایا گیا ہے، جب کہ انصاف کے لیے سنسکرت کے لفظ "نیا ویواستہ" کی بنیادی آواز نئے پن کی آواز دیتی ہے اور اس طرح عمل کرنے کی تجویز پیش کرتی ہے۔ خاندان، معاشرے اور حکومتوں کے ہم آہنگی سے کام کرنے کے لیے نیا فراہم کرنا ہماری بنیادی ذمہ داری ہو سکتی ہے۔

(ب) اس بات کو سراہا جا سکتا ہے کہ معاشرے اور حکومت کی تشکیل لوگوں کی اجتماعی حکمت ہے کہ اپنی پسند اور قابلیت کے مطابق کام بانٹ کر ایک صحت مند اور خوشگوار زندگی گزاریں۔ اس لیے یہ منصفانہ طور پر کہا جا سکتا ہے کہ انصاف کی فراہمی سماجی نظم کو برقرار رکھنے کے لیے ہے نہ کہ اس کے برعکس۔" یہ نیا (انصاف) اور اس سے وابستہ لوگوں سے وقت، جگہ اور توانائی کے ساتھ رفتار برقرار رکھنے کے لیے کہتا ہے، یعنی نیا (انصاف) کو جامد رہنے کی ضرورت نہیں ہے اور اسے مناسب (وقت، مقام/جغرافیہ/توانائی/عمر/جنسی دائرہ کار) پر منحصر ہونا چاہیے۔

(c) نیا (انصاف) سے وابستہ لوگوں کی تشویش کو برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ ان لوگوں کا (انتخاب ایک طریقہ کار کے ذریعے کیا جائے اور پھر انہیں متفقہ طور پر مقررہ پانچ سے دس سال کی مدت کے لیے معاشرے کے بزرگ شہری منتخب کریں۔ مزید برآں، عوامی نمائندے کے اعلیٰ ترین حکم کو ماہانہ بنیادوں پر عدالتی جائزہ لینا چاہیے، جو ہندوستان جیسے ملک کے لیے صدر ہو سکتا ہے (حالات کی سنگینی کے مطابق پارلیمنٹ کی سفارش کے ساتھ یا اس کے بغیر)۔

(d) نوآبادیاتی حکمرانی میں نیا، جان بوجھ کر اور جان بوجھ کر کالونی کو برقرار رکھنے کے لیے صرف (برف میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ جب صرف (برف (برفیلی ہو جاتی ہے تو تاخیر اور اندھیرا (ڈیر بھی اندھیر بھی (اس کا فطری نتیجہ ہوتا ہے۔ اس وقت سیاست دان عدالتی نظام کے خلاف منہ کھولنے سے ڈرتے ہیں لیکن ملک کو سمجھنا چاہیے کہ موجودہ جز حکومت کے تنخواہ دار ملازم ہیں، جو محض سرکاری ملازم ہیں، اور اصلاحی اقدام کرنے سے گھبرانا نہیں چاہیے۔ اگر پارلیمنٹ اصلاحی اقدام نہیں کرے گی تو ممکن ہے کہ لوگ انصاف کے لیے مقامی غنڈوں کا احترام کرنے لگیں۔

(e) پہلا قدم نیا کی دیوی سے بلینڈر کالا ربن کھولنا ہے۔ ہمیں ججوں اور وکلاء کی وردی سے سیاہ (تاریکی کی علامت (کو ہٹانا ہوگا۔ سپریم کورٹ کو سنسکرت، ہندی اور کچھ علاقائی زبانوں کو شامل کرنے کے لیے صرف انگریزی زبان سے ہٹنا ہوگا۔

ہر قسم کی جیل کے اندر اور ہر قسم کے قیدیوں کے لیے علاج انسانی ہونا چاہیے اور یہ کہ خود کی (f) اصلاح کو فروغ دیا جائے۔

اور جاسوس (خفیہ Nyay Vyavastha کاغذات اور دستاویزات پر مبنی انصاف کو دیکھنے اور فعال (g) کی طرف منتقل کرنے کی ترغیب دی جائے گی۔ Vyavastha انتیلی جنس (نیا

انصاف/نیا حکومت کی ذمہ داری ہے اور اس لیے اس کی تحقیقات پر مکمل انحصار کرنا جرم کا پتہ (h) لگانے کا صحیح طریقہ ہے، مجرم کی بات سننا صرف اس بات کا تعین کرنا ہے کہ کتنی سزا دی جا سکتی ہے، ایسے حالات میں پریشان اور وکلاء کی ضرورت نہیں ہے۔

حکومت کی تشکیل نوع انسانی کی بیرونی سرگرمیوں اور حفاظت و سلامتی کے لیے ایک بیرونی (i) سرگرمی ہے۔ نہ بنی نوع انسان چاہتی ہے اور نہ ہی یہ حکومت کا استحقاق ہے۔ بنی نوع انسان کے ذاتی معاملات میں مداخلت کرنا۔ حکومت گھر کے اندر اور اندر داخل ہونے کے لیے اپنے بنیادی اور جائز حق کی سرحد پار نہیں کرنی چاہیے۔ اگر ایسا کر رہی ہے تو یہ درست حکومت نہیں ہے۔ اور دوسرا یہ کہ وہ شہریوں کو اپنی ہی حکومت کا غلام بنا رہا ہے۔ اس کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت ذاتی معاملات میں دخل اندازی نہیں کرنی چاہیے جن میں بنی نوع انسان کے خاندانی رشتہ دار اور بزرگ مختلف وقت اور جگہ پر زندگی کے مختلف معاملات میں مناسب فیصلے کرنے کے ذمہ دار اور طاقتور ہوتے ہیں۔ اس طرح خاندانی مسائل جیسے شادی، طلاق، عورت، بیوی، بیٹی، بہن، ماں، مرد، بیٹا، بھائی، شوہر، باپ وغیرہ حکومت کے دائرہ کار سے باہر ہونے چاہئیں۔ حکومت کی طرف سے کوئی بھی مداخلت حکومت اور اس کی عدلیہ/نیا ویاستھا کے بنیادی حق کی خلاف ورزی ہے۔ [اگر شادی عدالت کے ذریعہ طے کی گئی ہے تو صرف عدالت ہی مستقبل کے کسی بھی فرق یا طلاق کے مسئلے کو حل کرنے کی حقدار ہے۔ اگر شادی معاشرے کی طرف سے کی جاتی ہے تو معاشرہ خود کسی بھی اختلافی مسئلے کو حل کرنے کا ذمہ دار ہے اور اگر عدالت اس کے دائرے میں آتی ہے تو عدالت تباہ کن کردار ادا کر رہی ہے جو کہ اس بنیادی اصول کے خلاف ہے جس کے لیے عدالتیں قائم کی گئی ہیں اور حکومتیں ہیں۔ جو ایسی عدالت کو برقرار رکھے اسے نوآبادیاتی، اجنبی یا عوام دشمن کہا جا سکتا ہے۔ اسے خاندانی مسائل سے آزاد کر کے معاشرے پر چھوڑنے سے یکساں سول کوڈ کی بات یا نام نہاد بات خود ہی پوری ہو جائے گی۔

میں ایمانداری اور سادگی کے اعلیٰ ترین ترتیب کو برقرار رکھنے کے لیے، نیادھیش کو Vyavastha نیا، مسلسل نظر رکھنا پڑے گا یا ان میں بدعنوانی سے بچنے کے لیے ان پر چھاپہ مارا جا سکتا ہے۔ جسٹس وکیل کی تسبیح نیا کے الٹا متناسب ہے۔

آئیے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ ہمارا نیا ویاستھا زمین پر ایک زندہ جنت بنانے میں خود کو شامل کرے۔

:- صحت (3.B)

کہا جاتا ہے کہ "اگر ہمارا دماغ تندرست، خوش اور پاکیزہ رہے گا تو دنیا میں ایک بھی پریشانی کی علامت نہیں رہے گی اور دنیا خوشیوں سے بھری ہوگی۔

ایک شخص صحت مند کھلا سکتا ہے اگر کوئی آرام دہ ہو اور ہاتھ روم میں اپنے جسم کی تعریف کر سکتا ہو یعنی مکمل برہنہ ہو۔ اگر کوئی ہاتھ روم، ڈریسنگ روم اور ڈائننگ روم میں اپنے جسم کی تعریف نہیں کر سکتا تو یقیناً کسی کو علاج کی ضرورت ہے اور علاج کے مختلف طریقے درج ذیل ہیں

صحت کا تائثرک طریقہ: "دماغ کی حرکات اہم ہیں۔" یہ دماغ ہے جو جسم کو برقرار رکھتا ہے اور اگر دماغی صحت ٹھیک ہے تو جسمانی جسم کو ٹھیک ہونا پڑے گا۔ تنتر دماغ، مادے اور اس کی حرکت سے متعلق ہے، اور ایسے ایک سو بارہ طریقے ہیں جو بھگوان شیو نے ماں پاروتی کو بتائے ہیں جو پوری انسانیت کی ضرورت کو پورا کرتے ہیں یعنی ماضی، حال اور مستقبل۔ مہک تھراپی کے ذریعے دماغ کی

صفائی، 'یگنا' کے ذریعے ماحول کی صفائی اور جنسی سرگرمیوں پر قابو پا کر جسم کی صفائی 'تنتر' کے نتائج ہیں۔

علاج کے مختلف طریقے : کہا جاتا ہے کہ "اگر تمام اجزاء/پرزے ٹھیک ہیں تو مشین/باڈی ٹھیک ہے زیادہ تر طبی سائنس اس رجحان پر کام کرتی ہے، وہ انفرادی طور پر آئیٹمانزڈ ڈسکشن/خرابی کو درست کرتی ہے اور ایلوپیتھی، آیورید، یونانی وغیرہ اس کی مثالیں ہیں۔

آیورید، یعنی آیو کا وید (زندگی کا وید) اور پانچواں وید سمجھا جاتا ہے، علاج فراہم کرنے کے لیے نجومی کی مدد بھی لیتا ہے۔ ایکوپریشر، ایکوپینکچر، کلر تھراپی، میگنیٹک تھراپی اور مساج بھی علاج کے امتیازی طریقے ہیں۔

علاج کا مربوط طریقہ: بیمار شخص کے علاج کا ایک اور طریقہ انضمام پر زور دیتا ہے۔ یہ کہتا ہے، "آپ حصوں کو ایک طرف چھوڑ دیں، اور اپنے پورے جسم اور دماغ کو درست کریں تو حصے خود بخود درست ہو جائیں گے۔" اس طرح تمام افعال مربوط ہو جاتے ہیں۔ یوگا، مراقبہ، ایمان کی شفا یابی اور کسی حد تک، نیچروپیتھی اور ہینائٹزم اس اصول پر کام کرتے ہیں۔ یہ کہتا ہے، "اگر مشین ٹھیک ہے تو تمام پرزے درست ہونے چاہئیں۔"

ہم آہنگی کا طریقہ: عام فہم کے لیے، یوگا صحت کا آخری مرحلہ ہوا کرتا تھا جس میں ان پٹ اور آؤٹ پٹس کو ہم آہنگ کیا جاتا ہے۔ ان لوگوں کے لیے جو اندر اور باہر ہیں ہم آہنگی میں نہیں ہیں، یوگا واحد متبادل ہے۔ لیکن مطابقت پذیر شخص، 'یوگی کیا کرے گا؟' یوگی کا رقص، کامل یوگی شاید ہی یوگی ورزش کا سہارا لے۔ یوگی یوگا میں رہتا ہے اور وہ رقص کرتے ہیں۔ صوفی رقص، شیو رقص اور کرشنا رقص۔

رجنیش (اوشو) کی سمجھ نے ہمارے لیے اس میں نئی جہتوں کا اضافہ کیا ہے۔ اوشو سمجھ گئے - یوگی ڈانس، اس کا نتیجہ - اگر کوئی رقص کرسکتا ہے تو وہ یوگی اور کامل صحت میں ہوگا، اور خوش اور مقدس بھی ہوگا۔ رجنیش نے یہ احساس ہم سب کے لیے تیار کیا ہے اور ناچنے اور گانے کے مختلف طریقے تجویز کیے ہیں۔ مریض کی دوا کے لیے، غیر متوازن شخصیت اور ذہنی طور پر ٹوٹے ہوئے، یوگا، اور صحت مند لوگوں کے لیے، رقص (گانا، بجانا اور ناچنا) کے اصول ہیں۔

معاشرے کو رقص کے مراکز کی حوصلہ افزائی کرنا ہو گی، اور یہ صوفیوں اور اوشو کی موسیقی کے مطابق ہو سکتا ہے۔ اس کی اجازت تعلیمی مراکز میں بطور مضمون اور دفاتر میں مشقوں کی ہوگی۔ روزانہ رقص ڈاکٹروں کو دور رکھ سکتا ہے۔

:- معاشرہ اور حکومت مندرجہ ذیل کو نوٹ کرنا اور ان پر عمل کرنا پسند کر سکتے ہیں (3.B.1)

دیکھا گیا ہے کہ تمام سرکاری ڈاکٹر کم اور پرائیویٹ ڈاکٹر زیادہ پریکٹس کرتے ہیں۔ پرائیویٹ ڈاکٹر (a) دعا کرتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ مریض ان کے پاس آئیں اور ایک طرح سے مزید بیماریوں کے لیے دعا کریں، یہاں تو دعا ہی اصلاح کی ضرورت ہے۔

(ب) معاشرے اور حکومت کو ڈاکٹروں (وکلاء، نجی اساتذہ / مبلغین) اور ہسپتالوں کی طرف سے وصول کی جانے والی زیادہ سے زیادہ فیسوں کو محدود کرنا ہوگا اور یہ دیکھنا ہوگا کہ میڈیا ان پیشوں (ڈاکٹر، وکلاء، اساتذہ / مبلغین) کی تعریف اور تشہیر نہ کرے۔

طبی اخراجات کی مد میں انشورنس سمیت مفت کو معقول بنانا ہو گا اور سرکاری/نجی ہسپتالوں (c) کیمسٹوں، تشخیصی لیبز کے درمیان گٹھ جوڑ کو ختم کرنے کا حق ہے۔

علاج کے تمام مختلف طریقے صاف پیٹ پر زیادہ زور دیتے ہیں، جسمانی لحاظ سے یہ طریقے کہتے (d) ہیں کہ مسئلہ معدہ سے شروع ہوتا ہے، اور معدے کے ذریعے ٹھیک ہو جاتا ہے۔ سائیکو فزیالوجیکل لیول میں کہا جاتا ہے کہ معدے میں مسائل اس وقت شروع ہوتے ہیں جب انسان کسی بھی احساس، جذبات، بیان یا صورتحال کو ہضم نہیں کر پاتا اور اس طرح یہ تفریق کے طریقے مسائل کو زیادہ جسمانی اور کم ذہنی سے کم جسمانی اور زیادہ ذہنی کی طرف منتقل کرتے ہیں۔

علاج کے امتیازی طریقوں کے نتائج اجتماعی صحت مند، خوشگوار اور مقدس ماحول کی ضرورت کی نشاندہی کرتے ہیں۔ یہ طریقہ بتاتا ہے کہ بیماریاں اور صحت اور خوشی متعدی ہیں اور اس طرح یہ انفرادی نقطہ نظر کی جگہ اجتماعی نقطہ نظر کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

حکومت اور مذہبی مراکز کو یہ پیغام پھیلانا ہو گا کہ اگر کھانا ٹھیک ہے تو جسم ٹھیک کام کرے گا۔ (e) یہاں خوراک وہ ہے جو انسان آنکھ، کان، ناک، منہ اور جنسی اعضاء سے کھاتا ہے اور اس طرح جو منہ سے کھاتا ہے وہ صرف پانچ فیصد ہے۔ بہت سے لوگ خوراک کو دوا کے طور پر کھاتے ہیں اور بہت سے لوگ دوا کے طور پر کھاتے ہیں۔ کھانے کی پاکیزگی سچائی کو بڑھاتی ہے۔

طبی سیاحت غیر ملکی زرمبادلہ کمانے کا ایک اچھا موقع فراہم کرتی ہے، لیکن دوسروں کی بیماری (f) سے کمانا ایک بیمار ذہنیت ہے اور اس لیے صحت مند سنسکرت اور ثقافت سے ترقی نہیں ہو سکتی۔ تاہم باہر کے مریضوں کے علاج کے لیے ہمارے دروازے کھلے ہونے کی ضرورت ہے۔

جوں جوں انسانی زندگی اپنے پھانے پھولنے کی طرف بڑھ رہی ہے، کلوننگ، جینوم اور اسٹیم سیل کی (g) مداخلت کے ساتھ خوبصورتی اور صحت کے لیے پلاسٹک سرجری یقینی طور پر بڑھے گی، جب کہ ایمبریو اور ہارٹ ٹرانسپلانٹیشن، دماغ کے مصنوعی محرک کی تکنیکیں دستیاب ہوں گی اور فروغ حاصل کرنا چاہیں گی لیکن معاشرے کے اجتماعی ذہن اور اجتماعی بہتری کے لیے اس کی پیشرفت سے فلٹر ہو جائیں گے۔

بنیادی باتوں کے لیے یہ کہا جا سکتا ہے کہ 'صحت مند خوش اور مقدس جسم رکھنے کے لیے - اسے سنیں، یہ تمام انتباہات اور اشارے دیتا ہے۔

،، **تعلیم:** موجودہ تمثیل میں تعلیم کا بنیادی کام بات چیت میں یکسانیت اور افہام و تفہیم میں یکسانیت (3.C) اور سیکھنے کے لیے ایک مشترکہ پلیٹ فارم مہیا کرنا ہے۔ اس وقت تعلیم کو سیکھنے اور پھر سیکھنے سے کمانے کے پلیٹ فارم کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے اور اعلیٰ تعلیم کو اس عمل کو پیچیدہ بنانے کا ایک ذریعہ سمجھا جا سکتا ہے تاکہ جدید ترین طریقوں سے گاہکوں کو بے وقوف بنانے یا دھوکہ دینے کی قیمت پر بھی اضافی رقم کمائی جا سکے۔

استعمال کو بہتر بنانے اور بدسلوکی کو کم کرنے کے لیے ماحولیات کے نظریے کو سمجھنے کے (a) سا۔ یونیورسٹی یا مفتے HT عمل کو تعلیم کا بنیادی مقصد کہا جا سکتا ہے۔ سنسکرت میں کہا جاتا ہے، ودیا یا بُمکتے -تعلیم وہ ہے جو آزاد کرتی ہے، اور استاد وہ ہے جو اپنے طلباء کو غیر ضروری پریشانیوں، کٹر پن وغیرہ سے نجات دلانے میں دائمی کی طرح کام کرتا ہے۔ لیکن اب کیا ہو رہا ہے، افراد کو آزاد کرنے کی جگہ، تعلیم لوگوں کو مزید بندھن بنا رہی ہے، افراد کو معاشرے میں زیادہ فتنہ کی طرف بڑھا رہی ہے۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ موجودہ نظام تعلیم ہمیں انسان نہیں بنا رہا، یہ ہمیں اپنا فرض، اپنا کرما اور اپنے فطری دھرم کی پیروی کرنے کی ترغیب نہیں دے رہا، بلکہ یہ چوبے دوڑ اور بلی کی لڑائی کو فروغ دے رہا ہے۔

(ب) تعلیم سے جس چیز کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ لوگوں کو اس کے اظہار کے لیے تجربہ اور جگہ حاصل ہو، اور پھر اس میں بہتری لانے کے لیے رائے اور تنقید کو قبول کرنے کی صلاحیت اور عاجزی پیدا کی جائے، یعنی ہمیں تجربے، اظہار اور تاثرات کے اس مسلسل عمل کے لیے کام/ وقف کرنا چاہیے۔ جہاں تک ایک اچھے نظام تعلیم کا تعلق ہے تو صرف وہی نظام جو معاشرے میں تجربے کے اظہار کے

لیے ایک باوقار پلیٹ فارم مہیا کرتا ہو اور بغیر تجربے کے تجربہ حاصل کرنے کے لیے فضل و شکر کے علاوہ کسی بھی طرف سے کسی ذمہ داری کے بغیر اسے ہی اچھا نظام تعلیم قرار دیا جا سکتا ہے۔ انگریزی سنسکرت، عربی، تامل وغیرہ زبانیں برقرار رہ سکتی ہیں اگر یہ دل کے چکھنے اور سر کے امتحان میں کامیاب ہوجائیں۔

انسان انسان بن کر پیدا ہوتے ہیں اور انسان بن کر ہی مرے گئے، اب بننے کو کچھ نہیں ہے اور نہ ہی " (c) کہیں جانا ہے، انسان چاہے چاند پر جائے یا مریخ پر، انسان ہی رہے گا، زندگی یہیں اور ابھی ہے، انسان بھٹک گیا ہے، اسے محسوس ہونے لگا ہے کہ زندگی کی خوشیاں تب اور وہیں ہوں گی، انہیں واپس لانے کے لیے نقشے درکار ہیں کیونکہ ساری حکمتیں اور زندگی کی خوشیاں یہیں اور اب ہیں۔

یہ ماسٹر یا گرو ہے جو بہتر فیصلہ کر سکتا ہے کہ وہ کس قسم کے طالب علم کو آزاد کر سکتا ہے (d) اور طالب علموں کا انتخاب کر سکتا ہے، پھر یہ طالب علم ہے جو ماسٹر کا انتخاب کرتا ہے۔ جیسا کہ کوئی بھی تالاب میں داخل ہو کر تیراکی شروع نہیں کر سکتا اور نہ ہی کھیل کے میدان میں داخل ہو کر فٹ بال کھیلنا شروع کر سکتا ہے، اس لیے پہلے استاد مان ہے جو اسے محبت اور خدمت کا باب سکھاتی ہے، پھر باپ اور استاد اسے فرض اور ذمہ داری کا دوسرا باب سکھاتے ہیں، پھر تیسرا استاد دوست اور ساتھی ہیں جو اس کو سکھاتے ہیں اور مقابلہ بازی کا باب کم سکھاتے ہیں۔ تجربے کا اظہار کرنا اور پھر چھوٹے کو سادھو کی طرح زندگی گزارنے کا سبق دینا۔ حقیقی گرو زندگی کے کرما اور اس کے کرنے کا فن سکھاتا ہے اور ماورائی سائنس کا احساس کرتا ہے۔

چونکہ تعلیم کا بنیادی مقصد افراد کی آزادی ہے، اس لیے ضروری ہے کہ یہ حکومتی کنٹرول سے (e) آزاد ہو، لیکن حکومت اس کے لیے بالواسطہ طور پر مالی امداد کر سکتی ہے۔ چونکہ تعلیم اور مذہب کا مقصد کچھ مماثلت رکھتا ہے، اس لیے بہتر ہو گا کہ تعلیم دینے کا فریضہ بارہ سال کی عمر تک بغیر کسی تعصب اور تعصب کے مذہبی مراکز سے لیا جائے، جہاں کھیل کود کی کافی گنجائش ہو۔

تین ایج سے ہموار تعلیم اور اٹھارہ سالہ ایڈوانس ایجوکیشن دینے کی ضرورت ہے جس کے لیے تعلیمی، میلے (ٹیسٹ/امتحان نہیں) کا اہتمام ہونا چاہیے جس میں پیش کیے جانے والے کورسز شامل ہوں یونیورسٹیوں اور اساتذہ کو بارہ سال اور اٹھارہ سال کی عمر میں ان کی پسند، قابلیت اور اہلیت کے مطابق کورسز کا انتخاب کیا جائے جس میں ماسٹرز طلبہ کو کورس کے انتخاب کے لیے رہنمائی اور مشورہ دے سکیں۔ رہنما/اساتذہ۔

لڑکے اور لڑکیاں زندگی میں اپنے کردار کے لیے مختلف طریقے سے سیکھتے ہیں اور بلوغت کے (f) آغاز کے بعد ان کے درمیان اتحاد پیدا کرنے کے لیے الگ الگ سیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے، یعنی خواتین کی تعلیم - خواتین پر مبنی، مردوں کی تعلیم - مردوں پر مبنی۔ چونکہ اندرونی کام خواتین کے ذریعے اور بیرونی کام مردوں کے ذریعے زیادہ موثر طریقے سے چل رہے ہیں، اس لیے ضروری ہے کہ اندرونی حفاظت کا انتظام خواتین اور بیرونی کام مردوں کے زیر انتظام ہوں اور اس کے لیے عورتوں کو مارشل آرٹ جیسے جوڈو کراٹے، اور مردوں کو بھی تمام آسٹرا اور شاستر (مثلاً تلوار، لاٹھی، اسٹین گن وغیرہ) کی تربیت دی جائے۔ خاندانی زندگی کے لیے جنسی تعلیم اور تعلیم شادی سے ایک سال پہلے دینا ضروری ہے۔ ہموار تعلیم کے لیے ہاسٹل/گرو کل ہونا ضروری ہے، جب کہ اعلیٰ تعلیم کے لیے ہاسٹل لازمی ہونا چاہیے۔

بارہ سال کی عمر کے بعد تعلیم کو کسی پر مجبور کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور کوئی بھی اپنے (g) والدین کی روایتی کاروباری تعلیم میں گھر بیٹھے ہی شامل ہو سکتا ہے۔ تاہم، سیکھنا کسی بھی عمر تک محدود نہیں ہوگا، بالغ اور بوڑھے کسی بھی وقت اسکول/کالج میں شامل ہوسکتے ہیں۔

اساتذہ کو وہ ہونا چاہیے جنہوں نے اپنی زندگی میں محسوس کیا ہو نہ کہ صرف ایک معلوماتی مرکز (h) اور اس لیے استاد کے لیے بہتر عمر اڑتالیس سال سے اوپر کی ہو سکتی ہے اور اسکول انچارج وہ ہوں

گے جو سنیاس آشرم میں ہوں اور جسمانی اور جسمانی طور پر تندرست ہوں۔ افسوسناک اور غلامانہ ذہنیت کے تدریسی عملے سے بچنے کے لیے باقاعدگی سے، متواتر، طرز عمل، رویہ اور جسمانی تندرستی کی جانچ کی ضرورت ہے کیونکہ ایسا مستقبل کے اچھے شہری بننے کے لیے تعلیم میں آزادی، بہادری، کا سبق نہیں دے سکتا۔ نالندہ، تکشیلہ، روم، آکسفورڈ، ہارورڈ، کیا تجویز کرتے ہیں کہ ادارے اور ملک کی *** ترقی ساتھ ساتھ چلتی ہے، تو یہ ہم سب کو طے کرنا ہے کہ ہم کیسا بننا چاہتے ہیں؟

مندرجہ ذیل پیش کیا جاتا ہے: ایک پائیدار معاشرے کے لیے "دھرم سنستھان (مذہبی اداروں) سے معاشیات کا نظم و نسق" کے حوالے سے عرضی چھ حصوں میں پیش کی جا رہی ہے: (1)۔ بہترین حکمرانی کا نظام کیا ہو سکتا ہے، (2)۔ کوئی کیسے کہہ سکتا ہے کہ موجودہ صورتحال کمزور / سنگین / نازک ہے اور تبدیلی کی ضرورت ہے، (3)۔ کیا دھرم کوئی حل پیش کرتا ہے، (4)، تعریفیں: دھرم (مذہب)، دھرم سنستھان (مذہبی ادارے)، راج نیتی (سیاست)، (5)۔ ہم آہنگی مذاہب میں تنازعات، (6) پرانے زمانے کے عقلمندوں کے ساتھ حل پر مبنی بحث، (7)۔ دھرم سنستھان سے معاشرے کے انتظام پر متفرق نظریہ، (8)۔ دھرم، سنستھان (مذہبی ادارے) کا انتظامی حصہ

۔ بہترین گورننگ سسٹم کیا ہو سکتا ہے: "بہترین گورننگ (سماجی-اقتصادی-مذہبی-سیاسی) نظام کیا (1) ہو سکتا ہے؟" کے موضوع پر ایک بین الاقوامی کانفرنس میں جس میں مختلف وزرائے خارجہ اور دیگر نامور سماجی سیاسی مفکرین نے شرکت کی، ایک مقرر نے کہا: "اگر ہم میں سے کوئی ہماری زندگی کے کسی بھی لمحے کمزور اور لاچار، بے سہارا یا ویران ہو جائے تو اس وقت ہماری حکومت سے کیا امیدیں ہوں گی؟ جو حکومت اس وقت ہماری توقعات پر پورا اترنے کے قابل ہو اسے اچھی حکومت کہا جا سکتا ہے۔"

دیکھا گیا ہے کہ لوگ شدید مایوسی اور بے بسی کے عالم میں خدائی طاقت کو یاد کرتے ہیں اور اگر اس وقت وہاں کی حکومت ایسے لوگوں کی ضرورت پوری کرنے میں کامیاب ہو جائے تو بہترین حکومت کہی جا سکتی ہے اور حالات اور لوگوں سے نمٹنے میں الہی اطمینان بھی حاصل کر سکتی ہے۔ ایسی حکومت کی خواہش عوام میں بآسانی دیکھی جا سکتی ہے اور اس کا اثر طبقات میں بھی محسوس کیا جا سکتا ہے۔ دنیا بھر کے بہت سے لیڈروں کے درمیان یہ بات عام ہے کہ قدرتی قوانین پر مبنی ایک حکومت ہو جس کے شہریوں کے ساتھ معاملات میں الوہیت ہو نہ کہ محض چرنی اور انتظامی یا حکمران اور حکمران کی حکومت ہو۔

۔ کوئی کیسے کہہ سکتا ہے کہ موجودہ صورتحال کمزور / سنگین / نازک ہے اور اسے تبدیلی کی (2) ضرورت ہے: (مثال کے طور پر ہندوستان)؟

مندرجہ ذیل چند پیرامیٹرز ہیں جن سے کوئی بھی عام آدمی یہ معلوم کر سکتا ہے کہ ہندوستان کی (2.A) زمینی حقیقت اچھی حالت میں نہیں ہے

وزیر اعظم کے دفتر نے خود قبول کیا کہ ہندوستان میں اسٹی کروڑ (ہندوستان کی ساٹھ فیصد آبادی) (a) لوگ ہیں جو غریب ہیں اور مفت راشن کے مستحق ہیں، (بطور

<https://www.india.gov.in/spotlight/pradhan-mantri-garib-kalyan-package-pm-gkp> ، india.gov.in، (قومی پورٹل)۔

مزید یہ کہ حکومت ہند صرف تقریباً پیشکش کرتی ہے۔ چار کروڑ کسانوں کو چار اقساط میں آٹھ ہزار روپے جو ایک ایسے ملک میں اعزازیہ کے طور پر غریب سمجھے جاتے ہیں جو اسے زرعی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔

(ب) ایسا لگتا ہے کہ کوئی سماجی تحفظ نہیں ہے۔ بھارت کے دارالحکومت دہلی سمیت کسی بھی میٹرو میں ان گنت بھکاریوں کا سامنا ہو سکتا ہے۔

انصاف کی فراہمی میں لیڈ ٹائم، (بھارت کی مختلف عدالتوں میں چار کروڑ سے زائد کیسز زیر التوا ہیں (c) جن میں سے نوے ہزار سے زائد سپریم کورٹ آف انڈیا میں زیر التوا ہیں)؟ مزید برآں استحصال کی شکایت کرنے اور تسلی حاصل کرنے کی کوئی راہ باقی نہیں ہے (یا تو افرادی قوت کے ذریعہ یا مالک کے ذریعہ اور یہاں تک کہ تعلقات میں بھی)۔

پیسہ تعلیم، بیماریوں سے نجات اور عدالتوں سے انصاف کے حصول پر خرچ کیا جاتا ہے۔ ایک نظر (d) صحت اور صحت مند عادات، تفریح اور تقریبات پر خرچ کیا پیسہ؟

جنگلات اور آبی ذخائر کی حالت، تازہ ہوا اور پانی کا معیار؟ (e)

کالونیوں، بازاروں اور مذہبی مقامات پر شور کی سطح؟ (f)

سنتوں/سادھو/فقیروں، آقاؤں اور پجاریوں، بزرگوں اور لیڈروں کا ان پر اعتماد ختم ہو گیا، نتیجتاً (g) معاشرے میں عزت ختم ہو گئی، اس لیے یہ اپنی ذاتی بقا کے لیے دولت جمع کرنے پر مجبور ہیں؟

کسی کے گھر سے دور دراز مقامات پر مصیبت کی صورت میں چھوٹے احسان (سفر کے اخراجات (h) کے لیے رقم کہہ لیں) کے حصول کے لیے کوئی راستہ نہیں بچا ہے، اسی طرح چھوٹے استحصال کی اطلاع دینے اور فوری تسلی حاصل کرنے کے لیے کوئی راستے باقی نہیں ہیں۔

ہندوستانی کرنسی کی قدر ایک نظر دنیا کی دیگر کرنسیوں؟ (i)
(جے) لیڈروں کے موقف کو مسلسل تبدیل کرنا؟

(کے)۔ بنیادی الفاظ جیسے 'خاندان، معاشرہ، یوگا، دھرم نیرپختہ، سیکولر، اور دنیا ایک بڑا خاندان ہے (واسودھائیو کٹمبکم) کے معنی غلط ہیں؟

،(ایل) ایسا لگتا ہے کہ کوئی رہنمائی دستیاب نہیں ہے۔ مقامی سطح پر جس چیز پر، ہم جو کھانا کھاتے ہیں مائع جو ہم پیتے ہیں، جو چیزیں ہم تمباکو نوشی کرتے ہیں اور جو مواد ہم پڑھتے اور دیکھتے ہیں، جو بنیادی طور پر شہریوں، ان کے معاشرے اور ملک کی تشکیل کرتے ہیں۔

حفظان صحت اور صفائی ستھرائی، تفریح و تفریح اور اخلاقیات و آداب وغیرہ کی تعلیم کے شعبے میں (n) ان کی کاروباری سرگرمیوں میں کمی نظر آتی ہے۔

۔ کیا دھرم کوئی حل پیش کرتا ہے؟(3)

جی ہاں دھرم ہی واحد آپشن ہے۔ کوئی بھی دھرم سنستھان سے ہر طرح کے حل اور تسلی حاصل کرسکتا ہے۔ دھرم اور دھرم سنستھان کی صورت حال ابتر ہو چکی ہے لیکن اب بھی ایسی باقیات مل سکتی ہیں جو اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ بنی نوع انسان کے پاس یہ واحد آپشن دستیاب ہے اور اسے فعال بنانے کے لیے ہمیں دھرم اور دھرم سنستھان کو دوبارہ زندہ کرنا ہوگا۔ اس بیان کی صداقت کا اندازہ درج ذیل سے لگایا جا سکتا ہے

जीव प्रतेक्य जीव ” ہر جاندار کو مادرانہ بھنور کی گہرائی میں گرا دیا گیا ہے۔ (3.A) جو ہر ایک میں ایک فطری عقیدہ/دھرم اور ”مमतामयी भंवर के गहरे गर्त में गिराया गया है“ پیدا کرنے کی خواہش کے طور پر جھلکتا ہے۔ دھرم کہتا ہے کہ یہ سفر اس سے پہلے شروع ہوتا ہے کہ بچے کو ماں کے پیٹ میں چھوڑا جائے اور معاشرے کے محفوظ اور محفوظ ماحول میں اس کی پرورش حاصل کی جائے اور اس کا خاتمہ بھی اس وقت نہیں ہوتا جب پرانی فطرت میں محفوظ اور محفوظ قطرہ پایا جاتا ہے۔ خدا کا ماحول کہتا ہے کہ ہر پیدا کرنے والا جوڑا اپنی اولاد میں سے ہر ایک کو اپنے گھر (والدین کے گھر) پر ہر حق کا احساس کرتا ہے اور اپنے گھر کی طرف ہر بچے کے حقوق اور ذمہ داریوں کا احساس ان کے خون میں ہوتا ہے۔ یہ احساس کہ گھر میں سب کچھ والدین کا ہے اور خاندان کے ہر فرد کا اس میں حصہ ہے۔

والدین کے گھر کی خوبصورتی یہ ہے کہ یہاں ہر بچہ محسوس کرتا ہے کہ یہ اس کا ہے، یہاں ہر بچہ آزادی اور ذمہ داری محسوس کرتا ہے، آرام دہ/عام محسوس کرتا ہے اور خود کو پر سکون محسوس کرتا ہے۔ گھر میں کھانا، پانی اور رہائش کی یقین دہانی کرائی جاتی ہے اور اگر گھر میں اسے کوئی چیز پیش کی جائے تو خاندان میں کوئی بھی سوال نہیں اٹھاتا، نہ دینے والے کی دیانت پر شک کرتا ہے اور نہ ہی اس کے مستقبل کے نتائج کے بارے میں۔ خاندان میں اس طرح کا لین دین صدیوں سے چلتا رہا اور اب بھی ان معاشروں میں دیکھا جا سکتا ہے جہاں مشترکہ خاندانوں کا رواج ہے۔

مزید یہ حقیقت قبائلیوں میں آسانی سے دیکھی جا سکتی ہے جن کو قبائلیوں اور ایبوریجنز کہا جاتا ہے جہاں قبائلیوں کا ہر ہیلمٹ بڑی تعداد میں لوگوں کے لیے ایک گھر ہے چاہے ان کی عمر کچھ بھی ہو مساوی حقوق اور ذمہ داریوں کے ساتھ ایک ہی سر خدا باپ یا خدا ماں جیسا ہو۔

یہ کہا جاتا ہے کہ چھوٹی سطح پر والدین اور والدین کے گھر کی طرح، دھرم اور دھرم سنستھان (3.A.1) (مذہب اور مذہبی ادارے) کو خدا/قدرت یا اس کی ہدایت پر بنی نوع انسان کی طرف سے آپ کی ذات اور اس کے ہرمٹ/ہیلمٹ کے مظہر کے طور پر بنایا جا سکتا ہے۔

جیسا کہ والدین اور گھر کو ایک احساس/ایمان کہا جا سکتا ہے نہ کہ محض چار دیواری جہاں بالغ مرد و خواتین اور چند بچے رہتے ہیں، اسی طرح کا دھرم ایک احساس/ایمان ہے جو زمین کا ایک جوہر ہے، جو جو سمیٹے ہوئے ہے وہ (دھرم دھرم مذہب ہے) "ہر کسی میں فطری ہے اور ہر ایک کے پاس ہے۔ دھرم / مذہب ہے، زمین کا قلب/جوہر دھرم/مذہب ہے"، اور دھرم ادارہ کوئی ڈھانچہ نہیں ہے جس میں کوئی نماز پڑھی جائے، کوئی خطبہ پڑھا جائے، بھیک مانگی جا رہی ہو، ہر کسی کے لیے مفت کھانا کھلایا جا رہا ہے، لیکن اس کے مرکز میں ہر کسی کے لیے مفت کھانا فراہم کیا جا رہا ہے۔ اس پاس اور اس کے مہمانوں کے لیے بھیک مانگی اور مہنگی چیز کسی نامعلوم یا کسی جاننے والے کو پیش کرتے ہیں تو یہ بالکل واضح ہے کہ کوئی ایک سے زیادہ سوالات اٹھائے گا اور پیشکش کو قبول کرنے سے انکار کر سکتا ہے کہ پیشکش میں کتنی منافع بخش چیز ہو سکتی ہے اور کتنا مہربان عطیہ دہندہ ہو سکتا ہے، لیکن ایک چیز عجیب ہوتی ہے کہ کم از کم ہندوستان میں ایسا ہوتا ہے کہ کم از کم ایک پرساد کہتا ہے۔ پیشکش پیش کی جا چکی ہے اور اب زیر بحث مضمون آپ پر بطور پرساد ان کی مہربانی کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے) کوئی بھی معلوم یا نامعلوم اس میں کوئی شک

و شبہ نہیں کرتا اور اسے نظر انداز نہیں کرتا، لیکن کم از کم پرساد کے ایک چھوٹے سے حصے کو ایک بابرکت خوراک، پیشکش کے طور پر قبول کرتا ہے۔ اسی طرح، آج بھی کوئی سوال نہیں اٹھاتا کہ اگر کوئی مذہبی اداروں (چرچ/مندر/مسجد وغیرہ) کو چندہ دیتا/دیتا ہے۔

پرساد کے ساتھ بہت سے احساسات جڑے ہوئے ہیں، مثلاً پرساد کا مالک بھگوان ہے، اس لیے یہ سب کا ہے، اور پرساد کا تقسیم کرنے والا، وہ سمجھا جاتا ہے جو دیوتا کے لیے کام کر رہا ہے، چاہے وہ شخص دیوتا کو پیش کرنے سے پہلے مضامین کا مالک ہی کیوں نہ ہو۔

پرساد کے طور پر مذہبی اداروں میں تقسیم کا مضمون جو بھی ہو؛ یہ ہمیشہ لوگوں کی طرف سے صرف تشکر کے ساتھ تقسیم اور قبول کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ تمام خدمات جن کی معاشرے میں لوگوں کو ضرورت ہوتی ہے ایک دینی ادارے میں رکھ کر لوگوں کو خدا کی نعمت کے طور پر پیش کیا جاتا تھا جس میں کوئی تار بھی نہ تھا۔ جیسا کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ نظام بگڑتا چلا جاتا ہے، اس لیے ان خدمات کی جھلک چند دینی اداروں میں ہی نظر آتی ہے، لیکن یہ چیزیں لوگوں کی یادوں میں موجود ہیں۔

اس میں بہتری لانے کے لیے نظام کو دوبارہ زندہ کرنے کی ضرورت ہے، اور اس طرح ہر قسم کی حفاظت (جسمانی، خوراک، پانی، ہوا، صحت، کپڑا اور رہائش، ماحولیاتی، توانائی تفریح) مذہبی اداروں کا موضوع بن گیا۔ مزید یہ کہ ان سیکورٹیز کو پائیدار طریقے سے برقرار رکھنے کے لیے انصاف، تعلیم، شہر اور ملک، صنعتیں، بینک، بازار بھی معاشرے کے مذہبی اداروں کا موضوع بن جاتے ہیں۔

:- کہا جاتا ہے (3.B)

بھارت گلونی رہتی۔ مذہب ہی یادا یدا "

7- 4- میں تخلیق کر رہا ہوں۔ وہ نفس ہے۔ بے دینیت کا عروج

برے اعمال f تباہی کے لیے سنتوں کی نجات کی خاطر

" 8- 4- یوگے یوگے میں ممکن ہوں۔ دین کے قیام کے لیے

□ بے ہوشی (جرم کی مذہب جب جب (ہندوستان ، روشن خیال ، دانشمند ، ارجن) بھرت ہائے

□ کمزوری □ افسردگی

پچھتاوا □ ندامت □ شکست □ غنودگی □ تھکاوٹ □ تھکاوٹ □ مایوسی □ سستی □ اداسی □ الجھن

حضرات (حکیموں کا ہوں کرتا ہے تخلیق کی آپ ہماری میں کے لیے کی بحالی کی مذہب ، ہاں ہوتا (□

، کے لیے کی تباہی کی کے لیے بدکاروں کی حفاظت (

، ہوں یہ ہو جاتا ہے ممکن میں دور دور کو اسٹیلشمنٹ کی ادارے مذہب

، یدا یادا ہی دھرمسیہ گلانی رہاوتی بھارت"

7-4 - اہیوتھنم دھرمسیا تدامنم سریمائ

پرینترانیا سادھونم وناشایا چا دسکرت۔

8-4 - دھرم سمتھاپنارتھایا، سمبھاومی یوگے یوگے

ہوتا ہے، میں دھرم کی گمان اے بھرت (ارجن، عقلمند، روشن خیال، پوری دنیا)، جب بھی دھرم کا کوئی بحالی، سادھوؤں (حضرات) کے تحفظ کے لیے اپنے آپ کو دوبارہ بناتا ہوں، تاکہ بدکاروں کی تباہی ممکن ہو اور شریروں میں مذہبی ادارے قائم ہوں۔ لفظ بھارت کا حوالہ ارجن، دانشمند، روشن خیال اور عظیم بھارت زمین کی اولاد کے لیے دیا گیا ہے۔ یہاں (گیتا میں) اس زمین کے ٹکڑے کے لیے بھارت کا لفظ استعمال نہیں کیا گیا ہے جسے اب ہندوستان-ہندوستان بھی کہا جاتا ہے۔

کسی بھی شخص کے ذہن میں ذرہ برابر بھی شک نہیں ہونا چاہیے، جو بھی اوپر پیش کیے گئے بیانات کی صداقت کے حوالے سے ہے۔ اگر ہم بڑے پیمانے پر بگاڑ کا مشاہدہ کر رہے ہیں (خود، دوسروں کے ساتھ اور فطرت کے ساتھ ہمارے روزمرہ کے برتاؤ میں) تو یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ بڑے پیمانے پر منتہنی/تبدیلیاں آنے والی ہیں۔

• آئیے ذرا ایک ایسی صورت حال پر غور کریں کہ جس میں کوئی بھی شخص، جو بھی ہو، اگر (3.C) کسی پریشانی میں ہو، مرکز عقیدہ پہنچتا ہے، کھانے اور پانی کے ساتھ باعزت سلوک کرتا ہے اور جب تک چاہے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے وہاں رہ سکتا ہے، کیا ایسی خدمت حاصل کرنے والوں کو سکون اور خوشی نہیں ہوگی؟

مزید برآں، اگر اس شخص کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس مخصوص ایمانی مرکز میں مفت صحت، کھیل اور ورزش، موسیقی اور تفریح، ماہرین اور بزرگوں کی سربراہی میں معلومات کے ساتھ علمی مرکز رہنمائی کی سہولت موجود ہے، جو کسی کا مسئلہ سنتا ہے اور اگر ضرورت ہو تو دوسری مدد کے ساتھ مناسب مشورہ بھی پیش کرتا ہے (بشمول مالی)، وہ ایمان میں اس طرح کے انتظامات پر کیا ردعمل ظاہر کرے گا؟

کیا یہ جگہ اس شخص کے لیے خدا کی بادشاہی/اللہ-آسمان/رام-راجیہ وغیرہ کی طرح نہیں لگے گی؟ اگر ایسی خدمات حاصل کرنے والا ہے سہارا، طوائف، یا تنہائی کا شکار ہو یا تنہائی اور تنہائی میں وقت گزارنے والا ہو یا وہ جو اپنے قریبی عزیزوں سے ٹھکرا ہوا، اداس اور سرپلس قرار دیا گیا ہو اور وہ بھی جس نے کافی خاندانی زندگی دیکھی ہو اور اپنی باقی زندگی گھر سے دور رہتے ہوئے سکون سے گزارنا چاہتا ہو۔ ایمانی مرکز؟

کیا ہوگا اگر یہ مرکز کسی کے لیے اپنے منتخب کردہ طریقے سے اپنی رازداری میں عبادت یا نماز ادا کرنے کے لیے جگہ فراہم کرتا ہے؟ کیا ایسی جگہ کسی خاص برادری اور نسل کے لیے ناپسندیدہ ہوگی، یا کسی شخص کو اس کی ذات، طبقے، رنگ یا مسلک سے قطع نظر اسے پسند نہیں کیا جائے گا؟ کیا یہاں جمع ہونے والے افراد اپنی دلچسپی اور مہارت کے مطابق اپنی صلاحیت اور استعداد کے مطابق اپنی خدمات پیش کرنا پسند نہیں کریں گے یا یہ تمام لوگ اپنی تخلیقی توانائی کے اخراج کی راہیں تلاش کیے بغیر وہاں رہنا پسند کریں گے؟

• واضح رہے کہ بنی نوع انسان کو جن مسائل کا سامنا ہے ان میں سے زیادہ تر مسائل کا حل صرف (3.D) دھرم اور دھرم سنستھان ہی پیش کر سکتے ہیں جو کہ یہاں اس کتاب میں ایک واضح انداز میں پیش کیا گیا ہے:-

(i) کہ خاندان، معاشرے اور ملک میں کام اور آمدنی کی منطقی اور متوازن تقسیم تمام ضرورت مند نوجوانوں کے لیے پائیدار روزگار کی آسان دستیابی اور تمام بزرگ شہریوں کے لیے مشغولیت کے مواقع کی راہ ہموار کر سکتی ہے۔

یہ کہا جاتا ہے کہ دھرم / عقیدہ بہت ہی بنیاد ہے - تمام چیزوں کا جوہر، جو ہر وجود میں قید ہے، لہذا یہ ایک فرد اور اس کے معاشرے کا اختیار ہے کہ وہ تمام بنیادی سرگرمیوں کی دیکھ بھال کرے اور منتخب کام ریاست / ملک پر چھوڑے۔ شہریوں کو ملازمت/روزگار فراہم کرنا حکومت (ریاست/ملک) کا کام ہرگز نہیں ہے، بلکہ یہ مقامی معاشرے کا استحقاق اور فرض ہے کہ وہ ایسے تمام راستوں کی دیکھ بھال کرے جہاں معاشرے کے ہر فرد کو کام کیا جا سکے اور اسے معاوضہ پر روزگار دیا جا سکے۔ آخر یہ وہ معاشرہ ہے جس نے سب سے پہلے حکومت کا تصور پیدا کیا، اسے بنایا اور اس کے برعکس نہیں۔

کہ کس طرح مفت تعلیم، صحت اور انصاف جیسی خدمات معاشرہ (حکومت نہیں) خود اپنے وسائل سے (ii) اور مستحقین سے احسان اور شکر گزاری کے طور پر موصول ہونے والے فنڈ سے کیسے مہیا کر سکتا ہے۔

اس طرح غربت، آبادی، آلودگی، جسم فروشی اور فحش نگاری کی مسلسل نگرانی کی جا سکتی ہے (iii) اور اسے اخلاقی اور اخلاقی طور پر ممکنہ حد تک کم سطح پر رکھا جا سکتا ہے۔

کہ کس طرح نسل، مذہب اور خطوں، یا ذات، عقیدہ اور رنگ سے پیدا ہونے والی جنونیت کو محض (iv) ذاتی طور پر اور صرف اپنے گھر پر نماز بنا کر روکا جا سکتا ہے (جیسا کہ حالیہ لاک ڈاؤن کے دوران کیا گیا تھا)، اور یہ کس طرح نہ صرف ہندوستان بلکہ ہمارے پڑوسیوں سمیت دنیا کے بہت سے دوسرے ممالک کی اصلاح کا راستہ بنا سکتا ہے۔

اس طرح ووٹنگ کے لیے اہل عمر میں اضافہ، الیکشن لڑنے اور ریاستی حکومت، میونسپلٹی جیسے (v) مختلف آئینی اداروں کو منسوخ کرنا پیسے کے ضیاع کو روک سکتا ہے اور ملک میں نظم و نسق کو ہموار کر سکتا ہے اور معاشرے کو مضبوط بنا سکتا ہے۔

دودھ سے بنی چائے اور کافی کو کس طرح کم کرنا یا ترک کرنا اور بیل (نندی) کے کاسٹریشن کو (vi) روکنے سے ہم ہندوستانیوں کی طاقت، قوت برداشت اور ثقافتی اخلاق کو کیسے بحال کیا جا سکتا ہے (ضمیمہ-6، مذاہب-گائے اور بیل)۔

یہ کہ کس طرح مشینری کے استعمال میں اصلاح جیسے بجلی سے چلنے والی فوڈ گرائنڈنگ کو ترک (vii) کرنا لاکھوں لوگوں کو روزگار / مصروفیت فراہم کر سکتا ہے اور دوسروں کی صحت کو بہتر بنا سکتا ہے۔

اس طرح دھرم سنستھان (مذہبی مراکز) میں وزٹم کم ریسورس سینٹر کھولنے سے خوراک کی (viii) حفاظت، صحیح معلومات اور مشورہ، مقامی حکومت اور ساتھ ہی تباہ کن انتظام میں مدد مل سکتی ہے۔

۔ دھرم (مذہب)، دھرم سنستھان (مذہبی ادارے) اور راج نیٹی (سیاست) کیا ہے؟ (4)

دھرم یہ ہے - دھرم (مذہب) - جو گھیرے ہوئے ہے وہ دھرم ہے، یا دھرم پوری زمین کا ایک جوہر ہے (a) سنسکرت میں کہتے ہیں، سنسار کے لیے یہ سناتن دھرم ہے، جب کہ مذہب، (،) ہے مذہب مارم کا دھارا۔: دھرم کا علاقائی مظہر ہے، 'جیسے' ہندوستان کے لیے یہ ہندو ہے، یہوداہ کے لیے یہ یہودیت ہے (یہودیوں کے لیے یروشلم)۔ بدھ مت کے ماننے والے، جین اور سکھ ہندوؤں کی اصل اونچ نیچ ہیں جب کہ عیسائی (کا علاقہ مذہب اور کا پکڑو مکمل کی مرکزی آف بیٹ ہیں۔ (مذہب) مسلمان اور بھائی یہودیوں

دھرم آزادی کی خوبی اور محبت کی خوبی کے ساتھ کھڑا ہے اپنی تمام عظمت کے ساتھ یہ پیش کرتا ہے نہ کہ بھوتوں اور جہنم کے خوف کی وجہ سے یا عوام میں کھلے عام غنڈہ گردی اور جیل میں سزا کی وجہ سے جو کہ بہت سے مذاہب کر رہے ہیں۔ دھرم صحت مند ہے اور زندگی کی پیش کردہ تمام لین دین کے لیے جامع نقطہ نظر فراہم کرتا ہے، یہ نہ تو خود کو کاروبار میں شامل کرتا ہے اور نہ ہی کاروباری اداروں کی حمایت / حمایت کرنے کے ساتھ ساتھ یہ سیاسی یا حکمران یا توسیع پسندوں کی مرغی، پروپیگنڈہ کرنے والوں یا سامنے والی تنظیم نہیں بنتا ہے۔ دھرم کبھی بھی کسی سے یہ یونیفارم پہننے یا اس کے بال کٹوانے کے لیے نہیں کہتا، 'یہ پڑھ کر دیکھو'، 'ورزش (یوگک یا ایروبک) کرتے ہوئے واعظوں کا طوطا سننا' دھرم بنیادی طور پر زندگی کو ایک پائیدار طریقے سے صحت مند اور مقدس بنانے میں مصروف ہے۔

دھرم کبھی بھی خدا کو خوش کرنے کے لیے انسانوں یا اس کے متبادل جیسے ناریل یا بکری، بھینس، بھیڑ اونٹ وغیرہ کی قربانی دینے کو نہیں کہتا۔ دھرم کبھی بھی کسی سے بیل اور بھینس کو نسل کشی کرنے یا کسی نہ کسی وجہ سے لڑکی کے ختنہ کرنے یا لڑکی کے جنسی اعضاء کو مسخ کرنے کے لیے نہیں کہتا ہے جس میں انہیں برہمی رہنے پر مجبور کرنا، یا انہیں (لڑکے اور لڑکیوں) کو ایک ایسی ہستی بنا کر اور قرار دے کر مکمل قربانی سے بچانا ہے جو پہلے ہی علامتی طور پر اللہ تعالیٰ کے لیے قربان ہو چکی ہے۔

دھرم یہ بھی نہیں کہتا کہ کسی کی بھی نشوونما کو روکے چاہے وہ انسان ہو یا درخت اور انہیں بونا اور بونسائی بنادے۔ دھرم صرف ہمیں زندگی کا جشن منانے اور دوسروں کو جشن منانے اور کھانے کی اجازت دیتا ہے جو آپ کے مزاج کو برقرار رکھتا ہے اور وہ پیتا ہے جو آواز کی نرمی کو برقرار رکھتا ہے۔ دھرم کبھی بھی کسی سے پوجا کرنے کے لیے نہیں کہتا اور نہ ہی دھرم کسی کو کسی بھی طرح یا کسی بھی شکل (بت) یا بے شکل کی پوجا کرنے یا یہاں تک کہ اپنی پوجا کرنے پر پابندی نہیں لگاتا، دھرم صرف فطری ایمان/شعور کے حکم پر عمل کرنے اور اپنے کام کرنا جاری رکھنے کے لیے کہتا ہے (کوئی یہ کے لیے کوئی صحیح لفظ Dharma مذہب ہے اور کام عبادت ہے)۔ انگریزی میں کام بھی کہہ سکتا ہے؛ نہیں ہے۔ اس لیے لفظ دھرم استعمال ہوتا ہے۔

پوری دنیا ایک ہے لیکن ایک بڑا خاندان دھرم کی سب سے بنیادی تفہیم ہے، جس پر اب تک بہت سے مذاہب پہلی جگہ متفق ہونے میں ہچکچاتے ہوئے پائے گئے جب تک کہ انہوں نے ہر مذہب اور رنگ کے لوگوں کو اپنے مذہب کو قبول کرتے نہ دیکھا۔ اب، بیماری کے پھیلنے اور دنیا بھر میں لاک ڈاؤن نے یہ بات بلا شبہ ثابت کر دی ہے کہ دنیا ایک ہے، اگر دنیا ایک نہ ہوتی تو ایک بیماری زمین پر موجود تمام برادریوں کو کیسے متاثر کر سکتی تھی۔

(ب) دھرم سنستھان (مذہبی ادارے): دھرم سنستھان ایک ایسا ادارہ ہے جو بغیر کسی تعصب اور تعصب کے خود پائیدار طریقے سے پورے معاشرے کی ضروریات کو پورا کرتا ہے۔ اس طرح کے خود پائیدار دھرم سنستھان (مذہبی ادارے) کو زمانوں سے مسلسل (باہمی) کام کرتے رہے ہیں۔ درحقیقت اس نظام کے دائمی کام کرنے کی وجہ سے اس نظام کو خود سناتن کا نام دیا گیا ہے۔ مزید، چونکہ ان سنستھان کے کام کو پوری دھرمکتا (مکمل مذہبیت کے ساتھ) انجام دیا جاتا ہے، اس لیے اسے سناتن دھرم کا نام دیا گیا ہے۔ تاہم، چند لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ اس کے برعکس ہے کہ دائمی کی بنیادی سمجھ کی وجہ سے یہ سنستھان مستقل طور پر کارکردگی کا مظاہرہ کر سکتے ہیں۔

دھرم سنستھان کو ایک ایسا ادارہ کہا جا سکتا ہے جو بھوکوں کو کھانا، پیاسوں کو پانی، بے سہاراوں کو پناہ، بیماروں کو علاج، ضرورت مندوں کو مشورہ اور انصاف، بے سہاراوں کو مدد، نوجوانوں کو روزگار اور اکیلے اور بزرگوں کو باعزت مصروفیت فراہم کرنے کے علاوہ اپنے آس پاس کے تمام افراد کو جسمانی، مالی، جذباتی تحفظ فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے آس پاس کے تمام افراد کو جسمانی، مالی جذباتی تحفظ فراہم کرے گا کہ کوئی بھی جبری استحصال اور جبری استحصال کے ماحول میں موجود نہ ہو۔ جسم فروشی

واضح خوش فہمی جو عموماً اداروں کے طویل المدت کامیاب آپریشن کے بعد ظاہر ہوتی ہے اور یہاں تک کہ کمال پر بہتری لانے کی احمقانہ خواہش کی وجہ سے معاشرے کے اپنے ایسے اداروں میں شراکتیں دھیرے دھیرے کم ہوتی گئیں، ایسے ادارے پچھلے تین ہزار سالوں میں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ یہ تمام مذاہب - ہندو، زرتشت، یہودیت، بدھ مت، جین مت، عیسائی، اسلام، سکھ مت، بھائی، ہر ایک اس کو کتنے ہی جامع ہونے کا دعویٰ کرتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے کوئی بھی مذہب اپنے پیروکاروں کو ایک پائیدار طریقے سے مساوی پلیٹ فارم پر صحت مند اور خوش گوار طرز زندگی فراہم کرنے میں

کامیاب نہیں ہوسکا، اس لیے سنہراسر کا اختیار صرف یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ اختیار کیا جا سکتا ہے۔ زمین پر زندگی اپنے آپ کو ایک بار پھر جوان پا سکتی ہے۔

راج نیتی-سیاست: راج نیتی گورننس کی ایک اخلاقیات ہے اور حکومت بھی اخلاقیات کی بنیاد پر کام (c)

(بے آتی سے **نियामक** - کرتی ہے، جبکہ اخلاقیات وہ ہے جو زمین اور اس کے ماحول سے نکلتی ہے جیسا کہ وقت گزرنے کے ساتھ ماحول بدلتا رہتا ہے لہذا ماحول ایک متحرک ہستی کو کہہ سکتا ہے۔ ماحول کے مقابلے میں زمین کو ایک جامد ہستی کہا جا سکتا ہے۔ چونکہ رجنیتی زمین کے ساتھ مضبوطی سے جڑی ہوئی ہے اس لیے رجنیتی کو جامد کہا جا سکتا ہے لیکن چونکہ رجنیتی ماحول کے ساتھ بھی گونجتی ہے اس لیے رجنیتی بھی متحرک ہو جاتی ہے۔

اس مرکب کو دیکھتے ہوئے، راج نیتی کو ایک تجربہ اور اس کا اظہار کہا جاتا ہے جو مضبوطی سے چلنے کے باوجود کافی لچکدار ہے۔ اس تعریف کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ راج نیتی کوئی کام/پیشہ نہیں ہے بلکہ سماج اور اس کے آس پاس کے ماحول کی اجتماعی بھلائی کے لیے سماج کی طرف ایک مصروفیت ہے۔ اس طرح کی رجنیتی ان افراد کے ذریعہ انجام دی جاسکتی ہے جن کی بنیادی خاندانی ضروریات کو اس کے وقت اور پیسے کی ضرورت نہیں ہوتی ہے، یعنی اس وقت جب اس کے بچوں کی شادی ہوئی تھی، اور اس طرح کی رجنیتی میں شامل ہونا اس وقت تک جاری رکھا جاسکتا ہے جب تک کہ اس کے بچے اس کی جگہ لینے کے لیے دستیاب نہ ہوجائیں۔ اس کا مطلب ہے کہ ایک فعال راج نیتی (ووٹ ڈالنے کے ساتھ ساتھ الیکشن لڑنے) کی عمر تقریباً پچاس سال سے لے کر پچھتر سال تک ہو سکتی ہے۔ پچھتر سال کی عمر کے بعد ایسی معزز شخصیات عموماً نئے آنے والوں کی تعلیم و تربیت میں حصہ لینا پسند کرتی ہیں۔

سیاست ایک پیشہ ہے اور سیاستدان پیشہ ور ہیں جو یقینی طور پر مساوی سلوک کے مستحق ہیں۔ ایک نظر دوسرے پیشے جو اب تک ملک اور معاشرے کے ہموار کام کے لیے درکار تھے۔ سیاست بنیادی طور پر مذہب اور/یا ملک کے آئین کے صحیفوں میں وضع کردہ مقررہ اصولوں اور ضابطوں پر پولیسنگ ہے۔ چونکہ ملک کا آئین جامد ہے (منظر اور وقت کی تبدیلی کے باوجود کم و بیش ایک ہی رہتا ہے) اس لیے عام طور پر آئین مختلف اوقات میں پیش آنے والے مسائل سے نمٹنے میں نااہل پایا جاتا ہے۔ **انگریزی میں کے لیے کوئی درست لفظ نہیں ہے۔ اس لیے لفظ راج نیتی استعمال ہوتا ہے۔ Rajniti**

:- ہم آہنگی مذاہب میں متنازعہ (دھرم کی علاقائی آزادی)(5)

مذاہب کیوں ناکام ہو چکے ہیں اور غیر متعلق ہوتے جا رہے ہیں؟ کیونکہ جب کسی کو کوئی مسئلہ (5.A) درپیش ہوتا ہے اور وہ کسی مذہبی مقام پر جاتا ہے تو اسے صرف واعظ، پادریوں کی طرف سے یا تو اس کی اپنی تخلیق میں سے وعظ یا بعض مقدس متون کے اقتباسات حاصل ہوتے ہیں اور معاملات وہیں ختم ہوتے ہیں، بغیر کسی حقیقی اور ظاہری تائید کے۔

اسے دوبارہ اسی صورت حال کا سامنا کرنے کے لیے خالی ہاتھ آنا پڑتا ہے چاہے وہ بنیادی بھوک، کپڑا یا پناہ گاہ کی ہو یا اپنے گھر/گھر، یا پڑوسیوں سے دور پر امن ماحول تلاش کرنے کے لیے درکار سہارے کی ہو یا اپنی تخلیقی جستجو کے اظہار کے لیے جگہ ہو۔

مزید اس صورت حال کے بارے میں سوچیں جس میں خاندان میں معمولی جھگڑا یا لڑائی ہو جائے اور ایک شخص رات کے لیے یا کچھ دنوں کے لیے باہر جانا چاہتا ہے تاکہ معاملہ ٹھنڈا ہو جائے اور اپنی مرضی سے طے پا جائے۔ لیکن بدقسمتی سے اس وقت مرد کے پاس رہنے کے لیے کوئی قابل احترام جگہ نہیں ہے اگر اس کے پاس پیسے نہ ہوں، یہ مسئلہ خواتین کے لیے اور بھی زیادہ ہے، چاہے وہ ہندوستان ہو یا

کہیں اور۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم سب ایک ایسی دنیا میں رہ رہے ہیں جہاں ہر انسان کے ذہن میں خوراک، کپڑا اور رہائش کا عدم تحفظ نظام کو تحفظ فراہم کر رہا ہے۔

کیا ہم اسے خوشگوار اور صحت مند حالت کہہ سکتے ہیں؟ کیا کوئی مذہب اپنے پیروکاروں اور غیر پیروکاروں کے لیے ایسی غیر محفوظ، غیر صحت مند، ناخوشگوار حالت کا جواز پیش کر سکتا ہے؟ مسئلہ کو مزید سراہا جا سکتا ہے کہ ہر مذہب اپنے ماننے والوں/ پیروکاروں سے تعاون کرنے کو کہتا ہے لیکن حقیقی زندگی کے مسائل کا کوئی حل پیش نہیں کرتا۔

یہی حال تقریباً ہر مذہب کا ہے چاہے وہ ہندو ہو، بدھ، جین، عیسائی، مسلمان، سکھ یا بھائی۔ اگرچہ چند مذہبی مقامات مفت اجتماعی کھانا اور چند دنوں کے لیے مفت قیام کی پیشکش کرتے ہیں لیکن اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ ایسی صورت حال میں نام نہاد عقیدے کے مراکز پر کوئی کیسے اپنا ایمان برقرار رکھ سکتا ہے؟

مذہب کی قیامت (دھرم) اور مذہبی اداروں (دھرم سنستھان) کو موجودہ وقت میں سب سے اہم کام (5.B) کہا جا سکتا ہے کیونکہ مذہب کی بنیادی باتیں بھی ایک متنازعہ مسئلہ بن چکی ہے جو ہماری صحت کو متاثر کر رہی ہے اور ہماری زندگی کو دکھی بنا رہی ہے۔ ہر مذہب کے تمام مذہبی آقا دھرم کی بنیادی باتوں کو نظر انداز کرتے نظر آتے ہیں، کہ عقیدہ بنیاد ہے اور دھرم (مذہب) وہ بنیاد ہے جس پر راج نیتی (سیاست) کا سپر اسٹرکچر بنایا گیا ہے اور اسی طرح خوراک، پانی، کپڑے، رہائش، صحت، مقامی انتظامیہ اور انصاف کی تمام بنیادی ضروریات کو پورا کرنا دھرم (مذہب) کی بنیادی ذمہ داری ہے۔

ہر مذہب کے تمام مذہبی آقا اپنے قبیلے کو یہ خدمات فراہم کرنے کے بجائے اپنے پیروکاروں اور حامیوں، نے موت کے بعد کی زندگی کے خوابوں کی تشہیر کرنے، اپنے پیروکاروں میں خوف و ہراس پھیلانے اپنے مذہب کی بالادستی اور دوسروں کی کمتری دکھانے میں مصروف رہے اور معاشرے میں امن اور ہم آہنگی سے زیادہ نفرت اور دشمنی کو جنم دیا۔ ان تمام مذہبی آقاؤں نے مل کر اپنے تقریباً تمام انفرادی پیروکاروں کے ساتھ اجتماعی طور پر پورے معاشرے کے ایمان کو متزلزل کر دیا ہے۔

چونکہ ایمان ہر جاندار کے لیے پیدائشی اور مرکزی (دل) ہے، اس لیے جب ایمان متزلزل ہو جائے گا تو ظاہر ہے کہ دل بے ترتیبی سے کام کرے گا۔ اگر یہ کیفیت زیادہ دیر تک برقرار رہے تو بالآخر انسان کے اندرونی توازن اور قوت مدافعت میں خلل ڈالتا ہے جو ظاہر ہے کہ شوگر لیول (ڈیابیطس)، ناامیدی (دل کی بیماری)، بے بسی (کینسر) کا باعث بنتا ہے اور اسے ہر طرح کی دیگر بیماریوں کا آسان شکار بنا دیتا ہے۔

طبی اعداد و شمار اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ بیماریاں انتہائی تشویشناک شرح سے بڑھ رہی ہیں جو واضح طور پر اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ جن ایجنسیوں (مذہبی ادارے) کو معاشرے میں امید پیدا کرنی تھی وہ اپنے پیروکاروں میں امید پیدا کرنے میں بری طرح ناکام ہو رہے ہیں۔ کیا معاشرے کے لیے کم از کم امید کی عدم دستیابی سے بھی بدتر صورتحال ہو سکتی ہے؟ ہو سکتا ہے کہ حالات کی اس سنگینی کی وجہ سے مختلف مذاہب کے بانیوں نے یہ تصور کیا ہو کہ موجودہ وقت (بیسویں صدی) یا تو قیامت کا وقت ہے، یا نئے مسیحا کا اوتار، یا مہاتما بدھ کا دوبارہ جنم لینا یا خدا کے نئے پیغمبر کا آنا یا یہ صرف نئے دور کی طرف منتقلی کا وقت ہے۔

ایسا لگتا ہے کہ تمام مذاہب اپنی مطابقت کھو چکے ہیں، جس کا ایک طبیعی دنیا میں واضح طور (5.C) پر کورونا-کووڈ نے مظاہرہ کیا ہے، اور یہ کہ بنیادی مذہب دوبارہ زندہ ہونے کا انتظار کر رہا ہے۔ یہ دیکھ کر حیرانی ہو گی کہ اب جین اور بدھسٹ ہتھیار اور جارحیت کی بات کر رہے ہیں، جب کہ مسلمان امن و آشتی کی بات کر رہے ہیں، ہندو کہہ رہے ہیں کہ یہ تبدیلی کا وقت ہے، یہودی کہتے ہیں کہ یہ آخری نسل ہے (توریت کی مذہبی کتاب کے مطابق)۔ مہاتما بدھ کے مطابق اس کا مذہب پچیس سو سال تک رہے گا جتنا

وہ میٹرے کے طور پر دوبارہ جنم لے گا، عیسائی قیامت کے بارے میں بہت بحث کرتے ہیں، پیگمبر شہاب نے اگرچہ اپنے آپ کو آخری رسول کہا لیکن مزید کہا کہ چودہ سو سال کے بعد دو ایسے لوگ آئیں گے جو دنیا میں امن قائم کریں گے، جین مت اور سکھ مذہب کو ہندوؤں سے نکلنے والا طبقہ کہا جا سکتا ہے اور باقی رہے گا۔ جو بھی موجودہ صورتحال غیر یقینی نظر آتی ہے اور معاشرے میں براہ راست، سیدھی اور سر پر بات کرنے کا مطالبہ کرتی ہے۔

• مذہبی تنازعات کی شدت کو عالمی سطح پر نہ صرف دوسری جنگ عظیم میں مذہبی نسل کشی کے (5.D) ذریعے نوٹ کیا جا سکتا ہے بلکہ علاقائی سطح پر مذہبی منافرت کے بہت سے واقعات اور برصغیر پاک و ہند میں بھی بڑے پیمانے پر قتل و غارت گری کے واقعات سے صورتحال کی سنگینی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ ہندوستان کی علیحدگی، تھائی لینڈ، سری لنکا، میانمار، پاکستان اور بنگلہ دیش میں جھڑپیں اور نسلی صفائی اور افغانستان میں تازہ ترین واقعات برصغیر پاک و ہند میں ریڑھ کی ہڈی کو ٹھنڈا کرنے والے چند واقعات ہیں۔ یہ تمام نسلی قتل و غارت گری کوئی گمراہ کن واقعات نہیں ہیں بلکہ مذہبی منافرت کا نتیجہ ہیں جو خود پادریوں کی طرف سے نہ صرف کسی دوسرے مذہب کے خلاف بلکہ ان کے اپنے ہی مذہب کے مختلف فرقوں کے درمیان بھی ہیں - بطور نسلی اور چہرے، ذات پات، طبقاتی اور رنگ کی تفریق۔

وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ مذہب تعلیم یا تبلیغ نہیں کرتا ہے یا موجودہ عالمی منظرنامے کو دیکھنے کے بعد بھی دشمنی کی افزائش میں ملوث ہیں جہاں بہت سے مذہبی مبلغین اور پادری نہ صرف خوف اور نفرت پھیلانے میں ملوث پائے جاتے ہیں بلکہ درحقیقت کسی ایک مذہب یا دوسرے مذہب کے خلاف جرائم کو فروغ دینے میں ملوث پائے جاتے ہیں، وہ ایک شتر مرغ کی زندگی گزار رہے ہیں۔

حیرت کی بات ہے کہ ہر مذہب کا ہر مبلغ اور پجاری یہ کہتا ہے کہ ان کا خدا قادر مطلق ہے، ہمہ گیر ہے ہمہ گیر ہے اور وہ سب سے بڑا اور اٹوٹ ہے، پھر بھی ایسے مولوی/پادری فرض کرتے اور سمجھتے ہیں کہ نام نہاد خدا اس کے پڑوسی کو برکت نہیں دے گا جو اس خدا کو دوسرے نام اور مختلف انداز سے پکارتے ہیں۔ مزید اس طرح کے ہر مذہب کے مولوی/پادری بے بنیاد اعتماد کے ساتھ کہتے ہیں کہ ان کا اومنی خدا یقیناً ان کے پڑوسیوں تک نہیں پہنچ سکے گا جو ان کے خدا کے تصور کا احترام، سمجھ اور اطاعت نہیں کرتے اور یقیناً اس شخص تک نہیں پہنچیں گے اور اس کو برکت نہیں دیں گے جو ان کے خدا کے تصور سے بے خبر ہے۔ کیا اس کا کوئی مطلب ہے؟

کیا کوئی پادری/مولوی اس بات پر رہ سکتا ہے کہ ان کا اومنی خدا اتنا چھوٹا کیسے ہے کہ وہ اپنے پڑوسی کو گھسنے کے قابل نہیں ہے، جو ایک جیسے جذبات کی بازگشت نہیں کرتا اور ایسے پڑوسی کو ملحد یا غیر مذہبی یا شیطان بھی قرار دیا جا سکتا ہے اور وہ عبرتناک سزا کا مستحق ہے؟

افراتفری کو دیکھ کر یہ آسانی سے تصور کیا جا سکتا ہے کہ دھرم کی آفاقیت آہستہ آہستہ لیکن مسلسل بگڑ گئی ہے پہلے آفاقیت سے انسانیت تک، انسانیت سے مذہبیت تک، مذہبیت سے علاقائی مذہبیت پھر مقامیت سے آخر میں انفرادیت تک، جو اس بات کی عکاسی کرتی ہے کہ نہ صرف خاندان کے تانے بانے بلکہ اس منظر معاشرے کا ماحول بھی غائب ہو گیا ہے۔ اس نے ہماری بقاء پر بھی سوال کھڑے کر دیے ہیں۔ کو دیکھ کر کیا کہا جا سکتا ہے کہ ہم کس طرف جا رہے ہیں؟

نسل کشی کے ساتھ ایک اور عالمی جنگ؟ a)

ب) قیامت کی طرف (مثال کے طور پر - ایک طاقتور ہلاک کہتا تھا کہ 21 دسمبر 2012، قیامت ہونے والا ہے)۔

ج) ایسی صورت حال کا قربانی کا بکرا بننے کی طرف جو کسی کی طرف سے قیامت کا بندوبست کرنے اور اپنے آپ کو مسیحا قرار دینے کا منصوبہ بنایا گیا ہو۔

د) کیا یہ زمین چھوڑ کر مریخ پر آباد ہونے کا وقت ہے؟

کیا یہ برائی کے خاتمے اور راستبازی کے جی اٹھنے کا وقت ہے؟ e)

۔ ایسا لگتا ہے کہ تقریباً تمام مذاہب جدید دور کی بیماریوں کے حملے کا شکار ہو چکے ہیں اور نتیجتاً (5.E) تقریباً تمام عبادت گاہیں اور ان کے پجاریوں نے بیماری کے حکم کے سامنے ہتھیار ڈال دیے ہیں اور اپنے پیروکاروں کو موت کے رقص کا سامنا کرنے کے لیے چھوڑ دیا ہے۔ صورتحال اس وقت تشویشناک ہو گئی جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ نماز کے بہت سے اہم مقامات کو بھی لاک ڈاؤن میں رکھا جا سکتا ہے اور یہ بھی کسی ہنگامی اور ہنگامی صورتحال کے دوران تسلی اور سکون فراہم نہیں کر سکتے۔ جب ویٹیکن، مکہ مدینہ، یروشلم جیسے مراکز کے ساتھ تقریباً تمام عبادت گاہیں تالے اور چابی کے نیچے پائی جائیں گی تو ایک عام آدمی کا ایمان کیسے برقرار رہے گا؟

یہ تمام مندر، مساجد، خانقاہیں اور گرجا گھر جنہوں نے بند ہونے کا مشاہدہ کیا اور تالے اور چابی کے نیچے رکھ کر بنیادی طور پر یہ پیغام دیا کہ ان عبادت گاہوں اور اس کے مبلغ پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا، غیر متعلقہ ہو گئے ہیں اور اس نے نہ صرف ان تمام مراکز کی حرمت اور تسلسل پر سنگین سوالیہ نشان لگا دیا ہے بلکہ ان مراکز کے استعمال کے تسلسل پر بھی سنگین سوالیہ نشان لگا دیا ہے۔ انجام دیں ایسی صورت حال میں کیا ہم سب کے لیے یہ سمجھداری نہیں ہوگی کہ ہم کھلے ذہن اور بڑے دل کے ساتھ اس مسئلے پر اظہار خیال کریں اور یہ فیصلہ کریں کہ آیا ایسے مراکز کو ترک یا مستقل طور پر بند یا باعزت طور پر ختم کر دیا جائے یا تاریخ اور سیاحت کے عجائب گھروں سمیت دیگر مقاصد کے لیے چھوڑ دیا جائے۔

ایسے حالات میں جہاں ہر مذہب اپنی موجودہ شکل میں حالیہ حالات سے نمٹنے کے لیے کافی نااہل ثابت ہوا ہے، اب کوئی بھی اپنے آپ کو اس کا ٹھیکیدار کہے اور اس کا مذہب سب سے بہتر کہے اور اپنی جان کو خطرے میں ڈالے یا اس کے نام پر دوسروں کی جان لے۔ جیسا کہ فطرت خلا سے نفرت کرتی ہے، لہذا اگر لاک ڈاؤن کے بعد مذہب کا کاروبار معمول کے مطابق دوبارہ شروع ہو گیا ہے، تب بھی لوگوں کو پتہ چلا ہے کہ نماز ذاتی ہے اور اجتماعی نماز کے سابقہ طریقوں کی جگہ ذاتی طور پر یا خاندان کے ساتھ یا آن لائن گروپ کے ساتھ ادا کی جا سکتی ہے۔ ہمیں اس مسئلے پر ہر کونے اور کونے میں بحث کرنے کی ضرورت ہے کہ مستقبل میں لوگ کس طرح اپنے ایمان کو برقرار رکھ سکتے ہیں اور عام دنوں کے ساتھ ساتھ عجلت اور ہنگامی حالات میں بھی سکون حاصل کر سکتے ہیں۔

ہر مذہب ایک ساتھ چل رہا ہے، خواہ وہ اپنے لیے کتنا ہی بڑا، دلیر، خوبصورت، بہتر یا بہترین (5.F) ہونے کا دعویٰ کرے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ مذاہب غلامی، جبری بھیک مانگنے اور عصمت فروشی (جسے کسی بھی تہذیب پر دھبہ کہا جا سکتا ہے) کا کوئی حل پیش نہیں کرتے، بلکہ ان میں سے زیادہ تر مذہب یا تو خاموشی اختیار کرتے ہوئے پائے جاتے ہیں یا اس کی حمایت کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ، یہ تمام مذاہب کم از کم بدھ مت سے لے کر اب تک بھول گئے ہیں یا ان بنیادی مسائل پر توجہ مرکوز کرنے کی زحمت نہیں کی ہے جو زندگی کی پیشکش اور توجہ کا تقاضا کرتے ہیں، جیسے کہ معیشت، روزگار، تفریح توانائی، ماحولیات، اخلاقیات، آداب، آلودگی، آبادی، غربت، عصمت فروشی، صفائی، صحت اور حفظان صحت۔

ان تمام مذاہب میں اس قسم کی کوتاہی سے ایسا کیا ہوا کہ اس کے ارکان بازار کے عفریتوں اور مکار فن کے ماہروں کا آسان شکار بن گئے۔ ان تمام مذاہب کی اس بنیادی خامی کی وجہ سے، اس کے ارکان کو بازاری قوتوں، منافقین (اندر سے خوفزدہ لیکن بے باک ہونے کی پیش کش کرتے ہیں) اور وضاحت کی کمی کے ذریعہ آسانی سے قابل استعمال یا جوڑ توڑ پایا جاتا ہے۔ اگرچہ ان تمام مذاہب نے امن کا دعویٰ کیا ہے لیکن بالآخر انسانیت کو اس سے زیادہ ٹکڑوں میں تقسیم کرنے کے جرم میں شراکت دار بن گئے۔ ایسے میں کیا ہمیں کسی جادو کے ہونے کا انتظار کرنا چاہیے یا آسمان سے کسی نئے خدا کے نازل ہونے کا؟ یا ہمیں کچھ عمل کی منصوبہ بندی کرنی چاہئے اور آگے آکر بنیادی دھرم (مذہب) اور دھرم سنستھان (مذہبی اداروں) کو زندہ کرنا چاہئے؟ اگر ہم ایسا کریں گے تو اللہ ہمیں ضرور برکت دے گا۔

- پرانے زمانے کے دانشمندیوں کے ساتھ حل پر مبنی بحث (اسی طرح کے سوال پر کتاب سناتی ویسوک (6)
(ویاستھا کے اقتباسات:

سوال: ہم نے انفرادی، خاندان، معاشرہ اور ہمارا ملک آپ کی بھلائی کے سامنے بہت سے مسائل رکھے ہیں، اور آپ نے کہا، ہاں، جیسے مسائل موجود ہیں، حل بھی موجود ہیں، اور معاشرے اور ملک کی سطح پر حل کو نافذ کرنے سے پہلے وسیع تر بات چیت اور وسیع مکالمے کا ہونا ضروری ہے، لیکن ہمیں تشویش ہے کہ اس عمل میں بہت زیادہ وقت لگتا ہے اور معاملات میں بہت زیادہ وقت لگتا ہے۔ ایسے میں کیا اس کے علاوہ کوئی اور راستہ نہیں ہو سکتا جس میں بات چیت کا عمل جاری رہے اور لوگوں کو کچھ ریلیف ملنا شروع ہو؟

جواب: حل ہوا میں ہیں، بنیادی حل تین چیزوں میں مضمر ہیں جو کہ "دعا کریں، کھیلیں اور پارٹی کریں۔ تنہا نماز کریں؛ کھلاڑیوں کے ساتھ کھیلیں اور شراکت داروں کے ساتھ پارٹی کریں" اور ہر کسی کے لیے دستیاب ہے، وہ بھی بغیر کسی شور و غوغا کے، لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے نماز ادا کیے بغیر اور دوسروں کو پریشان کیے بغیر۔ ہمارے اکثر مسائل کا حل اجتماعی جشن/لطف اندوزی میں مضمر ہے۔ بس زندگی کا جشن منائیں اور اگر کوئی آئے تو اس کو شامل کریں، اس کی دلجوئی کریں اور اسے کھانا کھلائیں اور اگر کوئی ٹھہرنا چاہے تو اس کے قیام کا انتظام کریں۔

کہا جاتا ہے کہ "جس طرح ہوا سانس لیتی ہے اسی طرح سمت کا انتخاب کیا جاتا ہے، جیسا کہ کھانا ہے اسی طرح موڈ بھی ہے، جیسا کہ پانی/مائع ہے اسی طرح آواز بھی ہے اور جس طرح نشہ آور چیزیں ہیں اسی طرح حالت بھی ہے"، تو جب ان چیزوں کو پرسادم کی شکل میں بھگوان کی مہربانی کے طور پر پیش کیا جاتا ہے، تو ہماری سمت، تقدیر، مزاج، آواز اچھی ہونی چاہیے۔ کہا جا سکتا ہے کہ اس چھوٹی سی کوشش سے ہمارے پورے نظام میں ترمیم ہو جائے گی۔

سوال: کیا یہ خوشی کی بات نہیں ہوگی کہ جو بھی آتا ہے اسے بھی شامل کرتا ہے اور اسے پرساد اور پناہ دیتا ہے؟ کیا جشن پرندوں، جانوروں اور مابی گیروں کو بھی دعوت دیتا ہے؟

جواب: اگر آپ جشن، لطف اندوزی اور محفل میں کنجوس رہنا چاہتے ہیں تو پریشانی اور پریشانی میں رہنا آپ کے لیے مناسب ہوگا، آپ اس کا حل کیوں تلاش کرتے ہیں؟

سوال: یہ تہوار کب تک منایا جائے گا؟

جواب: جب تک آپ خوشی سے جینا چاہتے ہیں، جب آپ خوشی سے بور محسوس کرتے ہیں اور آپ ناخوش، پریشان رہنا چاہتے ہیں یا آپ کسی سے جھگڑا اور جھگڑا کرنا چاہتے ہیں تو آپ جشن منانا چھوڑ سکتے ہیں۔ ایسا ہی ہے جب بھی خوشبو آئے وہاں خوشی ہو، جہاں بدبو ہو وہاں شور ہو اور موڈ خراب ہو۔ تہوار لطف کے ساتھ منسلک ہے اور بے چینی کے ساتھ تنازعہ۔

سوال: اگر ہمیں لمبے عرصے تک مسلسل جشن منانا پڑے تو ان جگہوں کی قیام و طعام، صحت، حفاظت اور صفائی کا انتظام کرنا پڑے تو کیا یہ متبادل انتظام نہیں ہوگا؟ اس کا انتظام کیسے ہوگا، پیسہ اور دیگر وسائل کہاں سے آئیں گے؟ جب لوگ زیادہ دیر ٹھہریں گے تو نوکری بھی مانگیں گے، پھر ان کے لیے نوکریاں کہاں سے پیدا ہوں گی؟

جواب: ویسے تو آج کے حالات میں یہ ایک متبادل انتظام ہو گا لیکن یہ ایک انتظام تھا، جسے اچھا کہا جا سکتا ہے۔

جہاں تک رقم کا تعلق ہے، ایک شخص کی آمدنی میں اس کے ماں، باپ، بیٹے، بیٹی، شوہر اور حکومت کے لیے اور سماج (دھرم/مذہب) کے لیے بارہ اعشاریہ پانچ فیصد (ایک کے حساب سے آٹھ) شامل ہوتے ہیں، جب یہ پیسہ جو سماج (مذہب) کا حصہ ہے، معاشرے میں آنے لگے گا، تو پیسے کی کمی نہیں ہوگی۔

اس کے علاوہ جب جشن کا سلسلہ جاری رہے گا تو بہت سے بوڑھے اور بچے آئیں گے تو یتیم خانے، اولڈ ایج ہوم کے اخراجات بھی کم ہو جائیں گے۔ پھر جب ہم یہاں رہنے والے کو نوکری دیں گے تو اس سے اضافی آمدنی ہوگی۔ اس متبادل انتظام میں نیا تعمیری کام کیا جائے گا جو ایسا ہو گا جس میں سائیکل جیسی مشین کموٹیشن کے مقصد کے لیے کافی ہو گی۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ یہاں معیشت خود کفیل ہوگی، پیداوار، پکانا اور خود ہی کھاؤ گی، یہ معاشی اصول ہے "گروپ کے لیے گروپ اور گروپ کا" ہوگا، جو ڈیزل، پیٹرول کی کمی یا سیلاب، قحط کی وجہ سے کبھی رکاوٹ نہیں بنے گا۔ یہ بیکٹیریا یا وائرس کے پھیلاؤ کی وجہ سے متاثر نہیں ہوگا اور اس طرح یہ خود کفیل ہوگا یا بہترین طور پر جزوی طور پر باہمی طور پر قابل اعتماد کہا جاسکتا ہے۔ ایسے بوڑھے لوگ ہوں گے جن کے پاس اپنی پوری زندگی کے تجربات ہوں جو دوسروں کو نصیحت کرنے، معاشرے کے لیے کام کر سکیں اور یہی امید اور وسائل کا مرکز ہو گا۔ جب حکمت اور وسائل کے لیے یہ مراکز قائم ہوں گے تو یہ ضرورت مندوں، غریبوں کی مدد کے لیے بھی کام کریں گے اور آفات سے نمٹنے کے لیے بھی کام کریں گے۔

اس کے علاوہ، جب یہ خوراک، رہائش اور صحت فراہم کرے گا تو بھیک مانگنا بند کیا جا سکتا ہے۔ مہاجرین کا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔ بھیک مانگنے کا ضمنی اثر یہ ہے کہ اگر کوئی عام معلومات کے لیے بھی دوسرے کے پاس جاتا ہے تو دوسرا ایسا لگتا ہے جیسے وہ کچھ لینے آیا ہو (نہ دینے) اور بھکاری کی طرح ہے۔ جب بھیک مانگنے اور پناہ گزینوں کا یہ مسئلہ ختم ہو گا تب ہی ہم یہ کہنے کے مستحق ہیں کہ ہم ایک بہتر معاشرے میں ہیں۔

آج معاشرے میں کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں خاندان میں معمولی جھڑپیں شروع ہو جائیں تو خاندان کا کوئی فرد چاہے وہ مرد ہو، عورت ہو یا لڑکا، لڑکی، بچہ ہو یا بوڑھا ایک رات کے لیے بھی بغیر پیسوں کے پناہ لے سکتا ہے، جہاں معاشرہ خود کو یہ اطمینان محسوس کر سکتا ہے کہ وہ صحیح جگہ پر ٹھہرے ہیں جو کسی قسم کی بے چینی کے بغیر ہے۔ حکمت اور وسائل کے یہ مراکز جب عقیدے/مذہبی اداروں کی جگہ پر بنائے جائیں تو یہ سہولت فراہم کر سکتے ہیں۔ معاشرے میں کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں استحصال زدہ خواتین، طوائفوں کی بحالی ہو اور ایمان کے مراکز یہ سہولت فراہم کر سکیں کیونکہ وہ بھی کسی کی بیٹی اور بہن ہیں۔

نوکری یا ملازمت دینا حکومت کا کام نہیں ہے۔ حکومت کا فرض ہے کہ بیرونی تحفظ، صرف آئینی انصاف خارجہ تعلقات، اور معاشرے کے ساتھ ہم آہنگی فراہم کرے۔ اس کے علاوہ کاروبار، صحت، تعلیم، انصاف سے متعلق تمام کام معاشرے کے دائرہ کار میں آتے ہیں۔

سوال: کیا اس طرح کے انتظام کی کوئی مثال ہے؟

جواب: اگر یہ نظام منطقی نظر آتا ہے تو پھر ہمیں نیا کرنے، کچھ نیا کرنے سے ڈر کیوں لگتا ہے، پھر بھی آپ اس نظام کے بارے میں اولیاء اور شیطان دونوں سے پوچھ سکتے ہیں۔ یہ نظام شروتی اور اسمرتی (اقوال اور یاد) میں لوگوں کے درمیان رہتا ہے۔

انتظامات اور حالات میں ترمیم کے لیے دنیا میں دو اہم دھارے چلتے ہیں۔ ایک طریقہ یہ کہتا ہے کہ اگر جسم یا معاشرے کے کسی حصے میں کوئی مسئلہ ہو تو اس میں ترمیم کریں، جسم اور معاشرے میں ترمیم کی جائے گی۔ یہ کہتا ہے کہ جسم کے ہر حصے کو درست کرو یا معاشرے کے ہر فرد کو ٹھیک کرو تو جسم ٹھیک ہو جائے گا اور معاشرہ بھی۔ یہ طریقہ معاشرے کے تمام ڈاکٹرز اور تمام نام نہاد ذہین لوگ اور مبلغین استعمال کرتے ہیں۔

دوسرے طریقے کہتے ہیں کہ اگر سسٹم پرفیکٹ ہو گا تو لوگ ٹھیک ہو جائیں گے، اگر انسان ٹھیک ہو گا تو جسم کے تمام اعضاء یقیناً ٹھیک ہو جائیں گے۔ یہ سائنس دان یوگا اور نظام پر توجہ مرکوز کرتے ہیں اور ان اور ان کے نفاذ پر تحقیق کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ، اور بھی ہیں، جو کہتے ہیں کہ جسم کے اعضاء اور پورے لوگ، معاشرہ اور اس کا نظام دونوں توجہ کے مستحق ہیں۔ وہ کہتے ہیں، یہی جڑ ہے، یہی جوہر ہے اور یہی دھرم/مذہب ہے۔

جمہوریت کو بدترین نظام کہا جاتا ہے، پھر بھی تاریخ کے معروف گورننگ سسٹم میں سب سے بہتر ہے۔ یہ جمہوریت پچھلے آٹھ سو سال سے ایسی ہی ہے اور ابھی تک بچے کی طرح ہے اور پروان نہیں چڑھی ہے۔

یہ جمہوریت آزادی کی بات کرتی ہے لیکن یہ غلامی کو بڑھاتی ہے، نوکروں کی تعداد میں اضافہ کرتی ہے اور عوامی شرکت اور ان کی تخلیقی صلاحیتوں کو ختم کرتی ہے، یہاں تک کہ جب یہ کہا جاتا ہے کہ جمہوریت عوام کی، عوام کے لیے اور عوام کی حکومت ہے!!

حقیقت میں ہم جس چیز کے گواہ ہیں وہ یہ ہے کہ 'عوامی گروہ' خود عوام کے دوسرے گروہ کی پشت پر سوار ہوتا ہے، عوام پر عوام کی حکمرانی ہوتی ہے، کبھی ایک گروہ دوسرے پر، کبھی دوسرے پر۔ بعض اوقات نئے گروپ آتے ہیں جو ان کو خوفزدہ کرتے ہیں اور دوسروں کو متاثر کرتے ہیں یا دونوں پرانے گروپ مل کر نئے آنے والے کو شکست دیتے ہیں۔

جمہوریت میں ایک اور ایک کبھی دو نہیں ہوتے، ایک اور ایک کے گیارہ ہونے کی کیا بات کریں، جمہوریت میں سب سے زیادہ جو باقی رہ جاتا ہے وہ ایک سے ضرب ایک ہے یا ایک کو تقسیم کیا جائے تو ایک ہے، کچھ نہیں بدلتا، صورتحال برقرار ہے، جمود برقرار ہے۔ یہ وہی ہے جو انہوں نے انتظامیہ میں موجود افسران کو جمود کو برقرار رکھتے ہوئے سکھایا۔ کچھ باشعور لوگ کہتے ہیں کہ جمہوریت میں کچھ اچھا ہوتا ہے تو اتفاقاً ہوتا ہے۔

پھر بھی اس بات کا ہر امکان موجود ہے کہ ایک مائنس ون صفر ہو جائے اور جمہوریت آمریت کی طرف مائل ہو جائے جس سے مارشل لا لگ جائے۔ اس کے علاوہ احسان، محبت، ہمدردی کے لیے کوئی اضافی جگہ نہیں ہے۔ باشعور لوگ، جمہوریت میں ماسٹرز، یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس میں بہتری کی ضرورت ہے۔ ایک اچھی اور نئی جمہوریت کی ضرورت ہے۔ اگر ہم مندرجہ بالا کام پر توجہ دیں (جیسا کہ متبادل معیشت کے اس کام میں شمار کیا گیا ہے) تو موجودہ جمہوریت کو ایک بہتر جمہوریت میں تبدیل کرنا آسان ہو جائے گا جس میں الوہیت ہے اور وہ بھی بغیر کسی پادری کے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وقت آنے والا ہے اس لیے آئیے ہم اپنے کرم کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیں اور آپ کا کام ہو جائے۔

سوال: کیا یہ بہت مشکل کام نہیں ہوگا، چاہے لیڈر یا حکومتی اہلکار اس کی اجازت دیں، کیا جمہوریت اس کی اجازت دیتی ہے؟

جواب: آپ حل چاہتے ہیں اور خوف بھی رکھتے ہیں کہ جب مسئلہ کی جڑ یہی موجودہ نظام ہے تو یہ کیسے ممکن ہو گا۔ اس میں ترمیم کرنا انتہائی ضروری ہے۔ تم دعا، محنت اور جشن شروع کرو، مکالمہ شروع کرو اور سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ ہوسکتا ہے کہ آپ کو ملک میں ان مسائل کے لیے ایک یا دو ریفرنڈم کرانا پڑے۔ آج کا ریفرنڈم اس لیے بھی ضروری ہے کہ ہمارے ہاں جو بھی مرکزی دھارے کی سیاسی جماعتیں ہیں وہ یا تو آزادی سے پہلے تشکیل دی گئی تھیں یا ان پارٹیوں سے الگ ہوئی تھیں، اس لیے ان سب کی ذہنیت کم و بیش ایک جیسی ہے یا ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ ہندوستان کو بھارت نہیں بنانا چاہتے بلکہ کچھ اور ہیں۔

:- دھرم سنستھان سے معاشرے کے نظم و نسق پر متفرق نظریہ (7)

کہا جاتا ہے:

□□ □□□□ □□□ □□ □□□□□□□□ □□ □□ □□□□
 □□□□ □□□ □□ □□□□□□□□ □□ □□□□ □□ □□□□
 □□ □□□□ □□□ □□□□ □□□ □□ □□□□□□

□□ □□□□ □□□ □□ □□□□□□ □□ □□□
□□ □□□□ □□□□□□ □□ □□□□ □□□ □□ □□□□□□
□□□□ □□□ □□ □□ □□□ □□□□ □□□ □□ □□□□□
□□□ □□□□ □□□□□ □□□ □□□□ □□□ □□ □□

[illegible]

• یہ ہر کسی کے لیے حیرانی کی بات ہے کہ نام نہاد شیطان اور اولیاء اس وقت متفق نظر آتے ہیں (7.A) شیطان جب وہ مستقبل کی طرف اشارہ کر رہے ہوتے ہیں لیکن روحانی حلقے میں یہ کہا جاتا ہے کہ جب اور اولیاء ایک ہی منزل/مستقبل کی طرف اشارہ کرتے ہیں تو اس صورت حال کو واقعی خطرناک/خطرناک/بہت خطرناک کہا جا سکتا ہے۔

موجودہ ہنگامہ خیزی کی وضاحت کرتے ہوئے، سنتوں نے عوام کو تسلی دیتے ہوئے خوشنما انداز اور خوش گوار لہجے میں کہا ہے کہ سچائی (ستیوگ) کا دور آنے والا ہے، جس میں ہر کوئی صحت مند، خوش اور مقدس زندگی گزارے گا۔ ستیوگ میں زمین پر کل تینتیس کروڑ لوگ ہوں گے اور ہر کوئی دیوتا کی طرح ہوگا، جس کے پاس بہت سارے وسائل ہوں گے۔

اولیاء اللہ کہہ رہے ہیں کہ یہ وقت بے ظاہری قوتوں کے خاتمے اور نتیجتاً اچھی قوتوں کے ظہور اور بلندی کا، لہذا زیادہ فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے، حالات توقع سے بہت جلد طے ہونے والے ہیں، عوام سے بس یہی ضرورت ہے کہ وہ اپنا کام کرتے رہیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کریں اور آپ کی رحمتوں کے نزول کا انتظار کریں۔

تقریباً اسی قسم کے مستقبل کی طرف نام نہاد شیطانوں کی طرف سے اشارہ کیا جا رہا ہے، جو کہتے ہیں کہ زمین پر حالات ناقابلِ زندگی ہو چکے ہیں اور زمین سات سو کروڑ سے زیادہ انسانی آبادی کا بوجھ برداشت نہیں کر سکتی۔ برقرار رکھنے کے لیے کم از کم نوے فیصد انسانی آبادی کو ختم کرنا ہو گا، صرف دس فیصد آبادی رہ جائے گی جو کہ کرہ ارض پر ستر کروڑ کے لگ بھگ ہے۔

اگر ہم شیطان اور اولیاء کے نسخوں کا موازنہ کریں تو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ مقدسین آنے والے دنوں میں واقعات کے مزید بولناک موڑ کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

ایسے میں معاشرہ کیا کر سکتا ہے؟ اس کا حل کیا ہے؟ روحانی حلقے میں، دھرم اور دھرم سنستھان (مذہب اور مذہبی اداروں) کے جی اٹھنے کو سنتوں اور شیطانوں کی پیشین گوئیوں یا منصوبے کے اوپر اور اوپر ایک قابل عمل متبادل کے طور پر تجویز کیا جا رہا ہے۔ روحانی حلقے میں کہا جا رہا ہے کہ معاشرے میں ایک وسیع تر منتہن کی ضرورت ہے کیونکہ نہ تو پرانی حکمتیں گوگل، بو ٹیوب، وکی پیڈیا وغیرہ کے بغیر خوشگوار مستقبل کا دعویٰ کر سکتی ہیں اور نہ ہی یہ نو کلاسیک، ٹیکنالوجی اور گیجٹس والدین اور دادا دادی، استادوں اور گرووں کی کہانیوں کے بغیر خوشگوار مستقبل کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ کہا جا رہا ہے کہ وسیع تر منتہن ضروری ہے تاکہ نظام میں گھل مل گئے زہر کو دور کیا جا سکے اور نظام کی بقا کے لیے امرت/جوہر باقی رہے۔

، اگر ہم قبائلیوں کو دیکھیں تو ہمیں جو بھی مسئلہ درپیش ہے وہ ہماری اپنی تخلیق کہا جا سکتا ہے (7.B) خواہ وہ غربت، بے روزگاری، تنہائی، موٹاپا اور غذائی قلت وغیرہ کا ہو، نہ کہ خدا کی عطا کردہ، جیسا کہ اکثر جگہوں پر کہا جاتا ہے۔ عوام کی غربت، بڑے پیمانے پر بے روزگاری، تنہائی اور ان میں سے زیادہ تر کو چند مکار فن کے ماہروں کی طرف سے منصوبہ بندی اور اپنے جذبات کی سراسر ہیرا پھیری کے ذریعے عوام کے درمیان رکھنے کے لیے کہا جا سکتا ہے جسے ہم مذہب، علاقے، ذات، طبقے، نسل رنگ و نسل کے حوالے سے اپنے انفرادی رویوں سے جوڑتے ہیں۔

عام لوگوں کے لیے تنہا نماز پڑھنا بہتر ہے اور آقا کے لیے بہتر ہے کہ قبائلی - اصل پر دوبارہ جائیں آبائی باشندے اور دیکھیں کہ وہ کس طرح عقیدے کی پیروی کرتے ہیں اور اسے عملی جامہ پہناتے ہیں کیونکہ یہ قبائلیوں کی طرف سے ہے جہاں سے خطے، مذہب اور تہذیب کی تمام تر ترقی کا بیج بچھایا جاتا ہے۔

دعا کے حصے کے لیے، یہ آپ خود دیوتا ہے، سورج اور اس کی چند اولادیں، جو تمام یوگا اور یوگک سرگرمیوں کے بارے میں جانتا ہے، جن میں سے سورج سب سے زیادہ دکھائی دیتا ہے جہاں سے کوئی برکت حاصل کر سکتا ہے اور یوگا سیکھ سکتا ہے جو کافی وقت کے لیے تقریباً بھول چکا ہے، دوسروں کی رہنمائی کے لیے۔ چونکہ سورج تمام یوگا کا جاننے والا ہے، سورج سورہ نمسکار کو سلام کسی بھی یوگا میں بنیادی سمجھا جاتا ہے۔

۔ چونکہ قدرت نے کوئی کھلا نیٹ ورک اور نظام فراہم نہیں کیا ہے اس لیے زندگی اور زندگی کے (7.C) چکر کے ہموار آپریشن کے لیے چیک اینڈ بیلنس، فیڈ بیک، تجاویز اور اصلاحی طریقہ کار کا ہونا فطری ہے۔ تجویز بتاتی ہے کہ بہتری کی ضرورت ہے یا سادگی کی کمی ہے۔ ایسے حالات میں خود تجزیہ اور مطلوبہ آلات کے ساتھ بروقت مداخلت اور نمٹنا، بہترین نتیجہ لاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر، مسلسل یا پانچ بار یا پانچ دنوں میں ایک بار، نتائج میں اضافی جوہر فراہم کرتا ہے۔

:- دھرم سنستھان (مذہبی اداروں) کا انتظامی حصہ (8)

۔ ہر گھر میں یہ بات عام ہے کہ جب بچے بڑے ہوتے ہیں اور ان کی شادی ہو جاتی ہے اور کوئی (8.A) آنے والا (بیٹی) گھر سے نکل جاتا ہے یا گھر میں کوئی نئی آنے والی (بہو) آتی ہے تو ان کا اپنا گھر گھر بن جاتا ہے۔ بچوں کی شادی اور نواسے نواسوں کی آمد کے بعد بہت سے لوگوں کے لیے ان کے اپنے اجنبی ہو جاتے ہیں اور یہ غیر معمولی شخصیت بن جاتے ہیں لیکن پوتے پوتیوں کی شادی کے بعد تقریباً ہر ایک کا یہ حال ہے کہ ان بوڑھوں کو عزت تو ملتی ہے لیکن ان کے ساتھ خاندان کے فرد جیسا سلوک نہیں کیا جاتا۔

اس عمر اور مرحلے میں، زیادہ تر لوگ اپنے خوابوں کے گھر سے دور ہونے کی طرح محسوس کرتے ہیں۔ یہ حیرت کی بات ہے کہ وسیع تجربہ رکھنے والے ایسے لوگوں کے ساتھ اس وقت برا سلوک کیا جاتا ہے یا زیادہ تر رحم کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ فی الحال کوئی بھی مذہب ایسے لوگوں کو تسلی نہیں دیتا۔ یہ معاملہ کم آمدنی والے گروپ یا متوسط آمدنی والے خاندان کے اندر نہیں ہے لیکن یہ اعلیٰ طبقے کے فرد کے ساتھ ساتھ اعلیٰ عہدہ داروں، وزراء حتیٰ کہ وزیر اعظم (وزیراعظم، صدر، بادشاہ اور ملکہ) کے لیے بھی اتنا ہی تکلیف دہ ہے۔ سیاسی حلقے میں قابل احترام ایگزٹ پلانز کی عدم دستیابی کی وجہ سے سیاست دان بے عزتی کے حالات میں بھی اپنے پروفائل پر قائم رہنے کی کوشش کرتے ہیں۔

کوئی ایسا نظام جو باعزت پناہ گاہ فراہم کرتا ہو اور ایسے معزز طبقے کی بنیادی ضروریات کو پورا کرتا ہو، اس کے نتیجے میں ایک معاشرہ اپنے دائرہ کار میں سب سے زیادہ ذہانت اور حکمت کا مالک ہو گا؟ کیا بہت ہی بزرگ شہریوں کا ایسا طبقہ غیر جانبدارانہ طریقے سے انصاف نہیں دے گا؟ کیا ایسا طبقہ صبر

سننے اور غیر جانبدارانہ مشورہ نہیں دے گا؟ کیا ایسا طبقہ اخلاقیات، بنیادی آداب اور طرز زندگی کی پروویڈنس، تعلیم و تربیت کا خیال نہیں رکھ سکے گا؟

مندرجہ بالا بہت سے لوگوں کے لیے ایک خواب یا افسانہ ظاہر ہو سکتا ہے لیکن بہت سے مذہبی آقا اس بات سے واقف ہیں کہ ایسا نظام حقیقت میں موجود ہے حالانکہ تاریخ کی کسی کتاب یا/اور زیادہ تر مذہبی صحیفوں میں اس کی جگہ نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ایسا نظام رائج تھا اور دنیا میں بہت سے ایسے ہوں گے جو اس کی تفصیلات سے باخبر ہوں۔ اس طرح کے نظام کی پیچیدگیوں کو آقاؤں کے ذریعہ تلاش کرنا بھی ممکن ہے اگر وہ اس پر اپنے مراقبہ میں رہیں۔ تاہم، ایک سوال یہ پیدا ہو سکتا ہے کہ معاشی اور انتظامی طور پر قابل عمل ہونے کے علاوہ اس طرح کے اظہار کے لیے جگہ کہاں ملے؟

۔ صدیوں پرانے مسائل پر قابو پانے کے لیے معاشرے کو مقامی حکومت کے آپریشن اور دیکھ بھال (8.B) کے لیے ضرورت کے مطابق تمام کاموں اور ذمہ داریوں سے بالاتر ہو کر اس ہم آہنگی کے مذہبی مقام سے کام شروع کرنا ہوگا جس کی اس دی گئی جگہ میں زیادہ سے زیادہ جگہ ہو اور باقی تمام مذہبی مقامات، کو اس کے ورک سٹیشن میں تبدیل کیا جائے۔ معاشرہ حکمت اور وسائل کے مراکز سے شروع ہوتا ہے پھر وہاں سے اجتماعی خوراک اور پناہ گاہ کی دیگر تمام سرگرمیوں بشمول ٹیکسوں کی وصولی کو مرحلہ وار یا ہمارے اجتماعی شعوری فیصلے سے شروع کیا جانا ہے۔

اس کے پیش نظر معاشرے کو موجودہ (کشادہ اور نمایاں) مذہبی مراکز کو مقامی گورننس اور سہولت کاری اور سیاحتی مراکز کے طور پر مکمل طور پر دھرم نریکشا طریقے سے بنانے کی ضرورت ہے (پورے معاشرے کے ساتھ ساتھ زائرین / سیاحوں کے لیے) اور اس معاشرے کو حقیقت میں تبدیل کرنے اور نماز کو سختی سے ذاتی بنانے کی ضرورت ہے، گورننس عوامی اجتماعی اور موجودہ جگہوں میں کسی بھی جگہ پر نہیں ہے۔ مزید غیر فعال مذہبی مراکز کو اجتماعی طور پر ناکارہ بنایا جا سکتا ہے۔

جہاں تک روزگار کا تعلق ہے اپنے لوگوں کے لیے روزانہ کی بنیاد پر جاندار، صحت مند اور صحت بخش تفریح کو یقینی بنانا تاکہ وہ منشیات، منشیات، الکحل اور انٹرنیٹ کی پیشکش کردہ تفریح سے انکار کرنے پر مجبور نہ ہوں، خود موجودہ اعدادوشمار کے مطابق چھ فیصد آبادی یعنی 8.125 کروڑ کو براہ راست روزگار فراہم کرے گا۔

۔ دھرم سنستھان لوگوں کے لیے مشورہ دینے والے ادارے کے طور پر کام کرنا چاہیے گا کہ کیا (8.C) کھانا، پینا، تمباکو نوشی اور کیا نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ کسی بھی معاشرے کے لیے گیم چینجر ہیں۔ پچھلے تین ہزار سالوں سے جاری افراتفری کو دیکھ کر یہ بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ دھرم کی بنیادی سمجھ کے ساتھ ساتھ کیا کھانا، پینا اور تمباکو نوشی کرنا اور کیا نہیں کرنا چاہیے اس کی سمجھ بھی خراب ہو گئی ہے۔ یہ ثابت شدہ حقیقت ہے کہ جس طرح کھانا ہے ویسا ہی مزاج بھی ہے، جیسے پانی کی آواز ہے اور جیسے دھواں اسی طرح انسان کے حواس بھی ہوں گے، اس لیے دھرم احتیاط برتنے کا مشورہ دیتا ہے، جیسے کیمیائی علاج شدہ افروڈیزیاک تمباکو نوشی سے پرہیز، سڑے ہوئے پھلوں اور اناج کے (مشروبات سے پرہیز اور انسان کے گوشت سے پرہیز کریں ہائیڈرو کاربن کی زیادہ بڑی مالیکیولر چین جینیاتی خرابی کا باعث بن سکتی ہے، اور گدھ (گدھ) اور سور کا گوشت کھانے سے پرہیز کرتے ہیں کیونکہ یہ کچرا کھاتے ہیں، پھر کتے کا (کیونکہ کتے کو انسان کا دوست سمجھا جاتا ہے)، پھر ان جانوروں کا جن کا انسان دودھ پیتا ہے چاہے وہ بکری ہو یا گائے یا بھینس وغیرہ کا دودھ کس طرح استعمال ہوتا ہے وغیرہ۔ یہ ہستیاں نہ صرف اس کی شخصیت کی عکاسی کرتی ہیں بلکہ ان لوگوں، ان کے خاندان اور [مجموعی طور پر ان کے معاشرے کے مستقبل کی بھی پیش گوئی کرتی ہیں۔

۔ ہاؤسنگ، ٹاؤن اینڈ کنٹری اور دیگر شہری تعمیراتی سرگرمیاں بڑے پیمانے پر کیش فلو کو اپنی (8.D) طرف متوجہ کرتی ہیں جو کہ اگر منصوبہ بند طریقے سے نہ کیے گئے تو نالے یا گٹر میں ختم ہو جائیں گے یا ان کے حل ہونے سے زیادہ مسائل پیدا ہوں گے، مثال کے طور پر مناسب وینٹیلیشن سے محروم

کچے مکانات کی تعمیر، ایسے گھر جو سردیوں میں ٹھنڈے اور گرمیوں میں گرم ہو جاتے ہیں اور برسات کے موسم میں رساو / رساو کو ظاہر کرتے ہیں۔

اس لیے معاشرے کی ضرورت ہے کہ وہ موقع پر اٹھے اور مقامی تعمیرات کی تمام سرگرمیوں کو اپنے ہاتھ میں لے جس میں اس کی منصوبہ بندی اور ڈیزائننگ بھی شامل ہے۔ ہر ٹاؤن، ہر بلاک اور ہر ضلع اور میٹرو اپنے علاقے میں مزید تعمیراتی سرگرمیوں کی اجازت دینے سے پہلے اپنے سول اور فن تعمیر کے منصوبے کا جائزہ لینا چاہیں گے۔

قومی حکومت خود کو ریلوے، ہائی ویز اور اندرون ملک آبی گزرگاہوں، بندرگاہوں اور ہوائی اڈوں تک محدود رکھ سکتی ہے۔ قومی حکومت نئے شہر بنانے، صنعتی شہر بنانے اور ایگرو فارسٹری زون بنانے کے ساتھ ساتھ قومی سلامتی، ایمرجنسی اور ڈیزاسٹر مینجمنٹ سے متعلق تعمیرات میں بھی حصہ لے سکتی ہے۔ *** اوپر کا انفراسٹرکچر اور اس کی دیکھ بھال سے وافر مقدار میں روزگار ملے گا۔

ٹی یہاں دنیا میں کوئی مفت لنچ نہیں ہے، ماسٹرز کہتے ہیں، یہاں اس دنیا میں ہر ایک کو اپنے لنچ کی ادائیگی کرنا پڑتی ہے، یا تو قرض کی ادائیگی کے طور پر یا ڈیلیوری کے خلاف یا پیشگی۔ جو لوگ اس بیان سے متفق نہیں ان کے لیے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا؟ کوئی اور کس ذمہ داری کے تحت ان کے دوپہر کے کھانے یا آپ کے کھانے کا خرچہ ادا کرے گا اور وہ بھی ساری زندگی کے لیے؟ وہ کونسا نظام ہو سکتا ہے جس کے ذریعے کوئی شخص اپنے کھانے کے ساتھ دوسروں کے لیے بھی ادائیگی کر سکے، چاہے کوئی بادشاہ/ملکہ یا شہزادہ/شہزادی ہی کیوں نہ ہو؟

اگر ایسا ہے تو، اس کے بچپن میں خرچ کی گئی رقم صرف والدین (ماں اور باپ) کو قرض کی واپسی کے طور پر ادا کی جاسکتی ہے، اسی طرح بزرگ شہریت کی عمر کے دوران جو رقم خرچ ہوگی وہ صرف اس کے بچوں کو ایڈوانس کے طور پر ادا کی جاسکتی ہے اور اس کے علاوہ جو رقم بڑھاپے کے دوران خرچ ہوگی وہ صرف اس کے معاشرے اور حکومت کو پیشگی کے طور پر ادا کی جاسکتی ہے۔ ظاہر ہے کہ جوانی میں اپنے دوپہر کے کھانے کا خرچہ ادا کر سکے گا؟

مزید یہ کہ کوئی شخص اپنی زندگی میں ظہرانے کے ساتھ ملنے والی خدمات کا حساب کیسے لے گا، عام حالات میں، مشکل وقت میں اور آفات میں، مثلاً اساتذہ کی خدمات، آقاؤں اور دیگر کے فضل و احسان بزرگوں اور اولیاء اللہ کے فضل و کرم کا؟ اس کے بعد بھی کوئی شخص اپنی پوری زندگی کے دوران دیگر جانداروں اور غیر جانداروں سے جو خدمات حاصل کرتا ہے اس کا حساب کتاب کیسے کرے گا۔

مندرجہ بالا کو ایک گائیڈ لائن سمجھ کر، اور انسانوں کی اوسط عمر چھیانوے سال (تقریباً سو سال) پر غور کرتے ہوئے خدمات کی تقسیم کے لیے بہترین نظام کیا ہو سکتا ہے اور جو کوئی شخص اپنی زندگی کے دوران دے سکتا ہے یا وصول کر سکتا ہے اس کی تقسیم کا نمونہ کیا ہو سکتا ہے، جس پر عمل کرتے ہوئے کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس نے اپنی زندگی کے پورے کھانے کی ادائیگی کر دی ہے۔ اور کون سا ہر کسی کے لیے اچھا ہے خواہ اس کی نسل، ذات، طبقے یا عقیدے سے تعلق رکھتے ہوں، وقت کے ہر شعبے جغرافیہ اور توانائی کی سطح جو کہ تقسیم ہے تسلسل یا دوام یا سناتا (سنسکرت میں) میں کسی تعصب یا تعصب کے بغیر؟ کیا تقسیم کا ایسا نظام پیش کرنا یا رکھنا حقیقی دھرم نہیں ہے؟ کیا تقسیم کے اس نظام کو فراموش کرنا ہر سطح پر سب کے لیے مسائل کو دعوت نہیں دیتا؟

ذیل میں عرض کیا جاتا ہے: عرضی کو دو حصوں میں پیش کیا جا رہا ہے: (1)۔ مسائل اور وسیع تر خاکہ۔ (2)۔ "خاندان، ملک اور معاشرے میں آمدنی کی تقسیم اور معاشرے کے ذریعے اس کا انتظام" پر متفرق نظریہ۔

:- مسائل اور وسیع تر خاکہ (1)

کوئی نہیں دیتا، اپنی روٹی خود کمانی پڑتی ہے عام مفہوم ہے۔ اس مفہوم کو ذہن میں رکھتے ہوئے (1.A) ایک عام مرد/عورت یہ دیکھنا چاہے گا کہ اس نے اپنی پوری زندگی میں جتنا بھی پیسہ یا وسائل خرچ کیے ہوں گے وہ اس کے ذریعہ کمانے گئے ہوں گے، اس کے علاوہ وہ یہ دیکھنا چاہے گا کہ اس کی زندگی کے کسی بھی موڑ پر پیسے یا وسائل کی کوئی کمی نہ ہو، اور اسے عملی جامہ پہنانے کے لیے یقیناً اس کے اخراجات کا نمونہ بنانا چاہے گا۔ اس کی آمدنی/خدمات کی تقسیم خاندان، معاشرے، ملک اور پورے ماحولیاتی نظام کے درمیان۔

لیکن مندرجہ بالا ایک سمجھدار آدمی کی سمجھدار خواہش ہوسکتی ہے، کیونکہ کسی نے بھی اپنے بچپن اور حتیٰ کہ نوعمری کے دوران بھی اس طرح کی سہولتیں تیار نہیں کی ہوں گی تاکہ اخراجات کے انداز یا کمائی کی پیچیدگیوں اور اس کی مناسب تقسیم کی تعریف کی جاسکے۔ مزید برآں، زیادہ تر لوگ بڑی عمر میں، آمدنی/خرچ کی پیچیدگیوں سے واقف ہونے کے باوجود اس کے ساتھ رفتار برقرار رکھنے کی توقع نہیں کی جا سکتی۔

تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بچپن میں اور بڑھاپے کے وقت اور بہت بڑھاپے میں جو اخراجات ہوئے ہیں ان کا حساب کیسے لیا جائے؟ معاشیات میں، قرض، کریڈٹ، بعد از ادائیگی، قبل از ادائیگی، ترسیل کے خلاف ادائیگی، مقامی بینک میں ایک جمع اور قومی بینک میں محفوظ جمع مندرجہ بالا سوال کا جواب ہے۔

۔ مندرجہ بالا مثال کو تصویر میں دیکھ کر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ صفر-صفر کا بچہ اپنی پوری (1.A.1) زندگی کیسے گزارے جو اس نے مکمل، نقد، قسم اور تمام اخراجات کے لیے خدمت انجام دے کر گزارا ہو، یعنی اس کو اس پیدائش/زندگی سے رخصت ہونے پر کوئی واجبات کا سرٹیفکیٹ نہیں دیا جائے گا۔ لیکن کسی کی نیت اور خلوص پر شک کیے بغیر، سب سے اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک شخص اپنے اخراجات کی منصوبہ بندی کیسے کر سکتا ہے، یہ جانے بغیر کہ وہ کتنی عمر تک زندہ رہ سکتا ہے۔

جہاں تک کام اور آمدنی کی تقسیم کے مقصد کے لیے انسان کی زیادہ سے زیادہ متوقع عمر کا تعلق ہے تجویز کیا گیا ہے کہ (اس دور میں جسے کلیوگ کہا جاتا ہے) چھیانوے سال تک لیا جائے، جس میں چوبیس سال کے چار چکر یا آٹھ ذیلی چکر یا چھ سال کے سولہ ذیلی چکر شامل ہیں۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ انسانوں کی متوقع عمر اور اس کی نشوونما اور زوال کے مختلف مراحل میں شمسی سائیکل سے مماثلت پائی گئی ہے۔ کہا جا رہا ہے کہ ہمارے نظام شمسی میں سورج پر تقریباً ہر بارہ سال بعد ایک چھوٹا اور ہر چھیانوے سال میں ایک بڑا دھماکہ ہوتا ہے۔ سورج پر ہونے والے چھوٹے دھماکوں کے اس بارہ سالہ دور میں دو ذیلی چکر بتائے جاتے ہیں، ایک چڑھائی کا اور دوسرا نزول کا چھ سال کا۔

ایک بہت ہی آرام دہ پہلو سے اوپر بیان کی تعریف کی جا سکتی ہے جب کہ کوئی انسانوں کو ان کے بچپن کے دور میں دیکھتا ہے، جس میں لڑکوں اور لڑکیوں میں چھ سال کے آخر میں پھر بارہ سال کی عمر میں کافی تبدیلیاں آتی ہیں۔ تقریباً چھ سال کی عمر میں تعلیم شروع ہوتی ہے اور بارہ سال کی عمر کے اختتام پر نوعمری شروع ہوتی ہے اور چوبیس سال کی عمر میں انسانوں کو شادی کے لیے موزوں کہا جاتا ہے اور یہ کم و بیش پورے ملک اور دنیا میں ایک جیسا ہے۔

جنہوں نے اس لازوال واقعہ کو سمجھنے اور اس کے مطابق انسانوں کے لیے نظام کو تصور کرنے کے لیے سخت محنت کی ہے، انہوں نے عرض کیا کہ انسانی زندگی کو چوبیس کے چار حصوں/طبقات میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ان صاحبان نے عرض کیا ہے کہ اگر انسان (مرد اور عورت) اپنے معاشرے کے ساتھ اگر ان حدود کو دل سے/مذہبی طور پر مانیں تو بنی نوع انسان آسانی سے صحت مند اور خوش و خرم زندگی گزار سکتا ہے اور پھر خوشی سے مر بھی سکتا ہے، اس کے ہاتھ پر تمام رشتہ داروں، ملک اور معاشرے کی طرف سے کوئی واجبات کا سرٹیفکیٹ نہیں ہے یعنی پوری عزت کے ساتھ ہندوستان/بھارت میں اس بات کی تعریف کی جا سکتی ہے کہ اس کے وزن اور پیمائش اور مالیاتی نظام میں دوسرے نمبروں کے مقابلے نمبروں کی زیادہ اہمیت ہے - "1، 4، 6، 12، 24، 48 اور 96"۔ آج بھی ہندوستان میں سونا دس، بیس، تیس گرام کی بجائے تولہ (12 گرام)، آدھا تولہ اور اس کی کثیر تعداد -میں فروخت/خریدا جا رہا ہے اور رقم کے حساب سے ایک پیسہ، ایک آنا (چھ پیسے) چار آنا (چار آنا پیسے)، آٹھ آنا (آٹھ پیسے) اور عام طور پر انتیس پیسے استعمال ہوتے ہیں۔ ایک کلدار (ایک 24 روپیہ) بنانا معمول تھا۔

اوپر دیکھ کر اگر کوئی قرض سے پاک مرنا چاہتا ہے تو زندگی کے ہر سال کے لیے ایک پیسہ/فیصد کی حد بندی کر سکتا ہے۔ اس طرح ایک فیصد رقم اس کے پاس خرچ کرنے کے لیے دستیاب ہو سکتی ہے جب تک کہ وہ چھیانوے سال کی عمر مکمل نہ کر لے۔

۔ اگر ہم آج بھی معاشرے کے لیے ایک بہترین منصوبہ بنانا چاہتے ہیں، تو ہم یہ دیکھنا چاہیں گے (1.A.2) کہ ہر بچہ لڑکا/لڑکی شادی سے پہلے اپنی پسند کے شعبے میں بڑھنے اور نشوونما پانے، تعلیم حاصل کرنے اور مہارت پیدا کرنے کے لیے کافی وقت حاصل کرے اور پیسے کمانے کے لیے خدمت کے شعبے میں داخل ہو۔ ظاہر ہے کہ اس عرصے میں اس کی نشوونما اور نشوونما کا سارا بوجھ کوئی نہ کوئی اٹھائے گا، خواہ وہ والدین ہوں، دادا دادی ہوں، رشتہ دار ہوں، معاشرہ ہو یا ملک جس کا یہ لڑکا/لڑکی مالی طور پر یا خدمات کی مدد میں، کم از کم چوبیس فیصد کا مقروض ہو گا اگر زیادہ نہیں۔

امید کی جاتی ہے کہ یہ لڑکا/لڑکی اگلے چوبیس سالوں میں اس رقم کو اس کے حقیقی مالکان یعنی والدین (ماں باپ) یا والدین جیسے شخص یا اداروں کو اپنی آمدنی کے چوبیس فیصد کی شرح سے یا تو مالیاتی شرائط پر یا خدمات پیش کر کے واپس کر دے گا۔ شادی کے بعد میاں بیوی کو ایک اکائی سمجھا جاتا ہے قطع نظر اس کے کہ معاشرہ ازدواجی یا پدرانہ ہے۔ اس کے علاوہ، کمائی کے مالیاتی حصے کا حساب لگاتے ہوئے، ایک رکن کے شوہر/بیوی کی طرف سے نقد یا قسم میں کمائی گئی رقم کو گھر میں رہنے والے اور گھر کے تمام کام کرنے والے شخص کی طرف سے فراہم کردہ خدمت کے برابر وزن دیا جا رہا ہے۔

لہذا واپسی یا شراکت کرتے وقت دونوں میاں بیوی اپنے والدین (یا سسرال)، بچوں اور معاشرے/حکومت کے لیے یکساں طور پر حصہ ڈال رہے ہیں۔ غیر مالیاتی شرائط میں بیوی کی شراکت کو برابر اہمیت دی جاتی ہے۔

۔ ہندوستان - بھارت میں سیکھنے کے اس بچپن کے دور کو برہمچاریہ کہا جاتا ہے۔ یہاں برہما (1.A.3) (پورا کائنات) یا وہ جس نے کافی زندگی دیکھی ہے اور گھر سے دور رہ کر سنیاسی کی زندگی گزار رہے ہیں، یعنی ان کے سنیاس آشرم میں 72 سال سے زیادہ عمر کے لوگوں کو آچاریہ (استاد/گرو) کہا جاتا ہے جس کے تحت کوئی اپنا مطالعہ مکمل کرتا ہے اور ہنر سیکھتا ہے۔ استاد/گرو کے احترام میں کسی کی زندگی کے اس پہلے چوبیس سالہ دور کو برہمچاریہ کہا جاتا ہے۔ یہ دور کسی کی زندگی کا سب سے اہم حصہ سمجھا جاتا ہے کیونکہ اگر یہ بگڑ جائے تو اس کی باقی زندگی عموماً اذیتوں اور مصائب کا بوجھ بن جاتی ہے، اس لیے والدین، دادا دادی، رشتہ دار اور معاشرے کے افراد چھوٹے بچوں کی اچھی تعلیم و تربیت کو یقینی بنانا چاہتے ہیں۔

یہ لوگ جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ تعلیم و تربیت وہ ہیں جنہوں نے بچپن میں تعلیم و تربیت مکمل کی، پھر شادی شدہ زندگی گزاری، بچے پیدا کر کے روزی کمانی اور ان کی پرورش کی اور گھر کے اندر کے تمام کام اور گھر پرستہ آشرم کے دیگر فرائض انجام دیے اور اس کے بعد وان پرستہ آشرم کی مدت بھی گھر میں رہ کر مکمل کی جس کے تحت گھر کے باہر کے تمام کاموں اور دیگر سماجی سرگرمیوں کو دیکھا جاتا ہے۔ بزرگ شہری

تمام فرائض اور ذمہ داریوں کو انجام دینے کے بعد اور ہر آشرم کے حقوق اور مراعات کا مزہ لینے کے بعد آدمی استاد بننے کے لائق بنتا ہے لیکن وہ بھی تب ہی جب کوئی اپنا گھر چھوڑ کر کمیونٹی سنٹر میں تعلیم، نظم و نسق اور انصاف فراہم کرنے اور ایک طرح سے دھرم کا مرکز یا دھرم سنستھان یا مذہبی ادارہ یا مقامی حکومت کا مرکز بن جاتا ہے۔

مندرجہ بالا حد بندی کو ذہن میں رکھتے ہوئے اور اس حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ صفر - (1. A.4) صفر کی عمر کے ہر بچے کے ان مراحل تک پہنچنے کی توقع ہے، سالانہ آمدنی/خدمات کے ایک فیصد کی تقسیم اور اس زمرے کے افراد یا افراد کو دینا/عطیہ دینا درست انتخاب/فیصلہ سمجھا جا سکتا ہے۔ اس طرح ہر کمائی میں (مالی لحاظ سے یا غیر محسوس طریقے سے) مساوی فرقوں کے چار حصے ہونے چاہئیں۔ مندرجہ بالا پس منظر کے ساتھ، جو کچھ سامنے آیا ہے (فارمولہ) بہت سے ماسٹرز نے مختلف طریقوں سے کہا ہے جیسے

ہر روپیہ میں: والدین کے قرض کی ادائیگی کے لیے چار آنا (چوبیس پیسے فی فیصد) نشان زد کیا جانا چاہیے، جو کہ پرانی نسل یا پچھلی نسل ہے (12% ماں اور 12% باپ کو)، چار آنا (24%) آنے والی نسلوں کے لیے قرض کے طور پر جو کہ بچے ہیں (12%) بیٹے اور (12%) موجودہ نسل کے لیے، پھر اور موجودہ نسل کے لیے 12% (4%) 12% زوجین کے لیے، پھر چار آنا دھرم/سماج کے لیے 12% (مقامی معاشرے یا دھرم سنستھان اور 12% حکومت کو 22%)۔

آمدنی کی یہ تقسیم/تقسیم نہ صرف کسی کی آمدنی میں مختلف اجزاء کی حصہ داری کے بارے (1. A.5) میں بات کرتی ہے بلکہ خاندان، معاشرے اور ملک کے انتظام کے بارے میں بھی بہت کچھ بتاتی ہے جیسے:

آمدنی کی اس تقسیم میں مکمل صنفی مساوات ہے۔ میان بیوی الگ الگ معاشی شناخت نہیں ہیں بلکہ (i) ایک پہچان ہیں۔ یہ شوہر/بیوی کی طرف سے گھر میں کیے جانے والے کام کو برقرار رکھنے کے لیے اور اس کو برقرار رکھنے کے لیے پیسے/مواد کمانے کے لیے کھیت میں دوسرے آدھے کام کو برابر اہمیت دیتا ہے، اس لیے چاہے گھر میں رہنے والا کوئی رکن (بیوی/شوہر) کمائی کرتا دکھائی نہ دے لیکن اتنا ہی اہم ہے۔

شوہر اور بیوی (میان بیوی) کو ہاتھ پیسنے والی مشین (چکی) کے دو حصوں کی طرح کہا جاتا ہے کہ ایک کو ساکن رہنا پڑتا ہے تاکہ دوسرے آدھے حصے کو حرکت پذیری فراہم کی جا سکے۔ کہا جاتا ہے کہ شوہر/بیوی میں اگر کوئی گھر میں ساکن نہیں رہتا اور دوسری حرکت کرتی ہے، یعنی اگر دونوں ایک ہی کام کرنا شروع کر دیں یا تو گھر میں رہ کر اسے برقرار رکھنے کے لیے کام کریں یا باہر نکل کر اسے برقرار رکھنے کے لیے کمائیں، تو اس بات کے تمام امکانات ہیں کہ اس جوڑے کو آسانی/سکون نہیں ملے گا اور وہ ذہنی تناؤ/تناؤ وغیرہ میں رہ سکتے ہیں۔

یہ پرانی نسل کے ساتھ ساتھ اگلی/مستقبل کی نسلوں، سماج/دھرم/مقامی حکمرانی کے ساتھ ساتھ (ii) قومی/بین الاقوامی حکومت کو یکساں احترام دیتا ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ دو بچے ہونے کی ضرورت ہے، ایک عام لڑکا/لڑکی، اور اگر بچے زیادہ ہوں گے تو ان کا حصہ کم ہو جائے گا اور ان کی صحیح پرورش نہیں ہو سکتی۔ خاندانی جھگڑوں کی صورت میں، زیادہ سے زیادہ 12% حصہ اس ممبر کا ہوتا ہے جو اس شخص (ماں/باپ، بیٹا/بیٹی اور شوہر/بیوی) کو بغیر کسی پیشگی یا بعد کی شرط کے دینا ہوتا ہے۔

کسی کو درکار تمام بنیادی سہولیات/خدمات سوسائٹی/حکومت کو اس آمدنی سے فراہم کی جانی چاہیے (iii) جو اسے معاشرے/ملک کے ہر کمانے والے رکن کی آمدنی کے 12% ایک آٹھویں حصے سے حاصل ہوتی ہے۔ اس نظام میں آمدنی/کام کی تقسیم یا خاندان یا معاشرے یا حکومت سے دیگر سہولیات/خدمات حاصل کرنے کے لیے تنخواہ/خدمت کے حصوں کے لحاظ سے شراکت، چھپانوں سال سے زیادہ عمر کے

رہنے والوں کو پورے نظام کے لیے مہمان کہا جا رہا ہے (سنسکرت اتینھی جو کہ ایک + تینھی = ہے جس کی تاریخ نہیں ہوتی)۔ کسی بھی معاشرے میں چھیانوے سال سے کم عمر کا کوئی بھی باہر کا فرد مہمان نہیں ہوتا بلکہ صرف دیکھنے والا/گھسنے والا/راسنے والا ہوتا ہے اور اسی کے مطابق سلوک کیا جاتا ہے۔

میٹرک سسٹم میں اس چھیانوے کو سو پر راؤنڈ آف کر دیا گیا ہے نتیجتاً چوتھے آٹھ کو پچاس، چوبیس (iv) کو پچیس ہو گئے لیکن بارہ کو یا تو آٹھواں (12.5%) کہا جا رہا ہے یا پھر دس پر گول کر دیا جا رہا ہے۔ اس تقسیم/تقسیم آمدنی/وسائل/پیداوار کے ساتھ ساتھ کام/ذمہ داریوں کی تقسیم میں پچھلے ابواب میں زیر بحث تمام نکات کا احاطہ کیا جا سکتا ہے۔

/جو لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ آمدنی اور کام کی تقسیم کا یہ نظام جو ابدیت دائمی یا سنسکرت سناتا میں پیش کرتا ہے اتنا سادہ، منطقی ہے کہ یہ خدا کے بھیجے ہوئے ڈیزائن کے طور پر بھی ظاہر ہوتا ہے۔

. کام/آمدنی/پیداوار کی تقسیم کے نظام میں نام کے مقاصد کے لیے کہا جاتا ہے کہ عمر کے مطابق (1.B) /کام کی چار تقسیمیں ہیں۔ برہماچاریہ، گربستہ، وان پرستہ اور سنیاس آشرم، اور کہا جاتا ہے کہ پسندیدگی پسند کے مطابق کام کی چار تقسیم ہیں۔ خدمت (سودر)، کاروبار (ویش)، کھشتریا اور برہمن۔ اگر ہم مندرجہ بالا دونوں زمروں کو برابر کرتے ہیں تو خدمت برہماچاریہ ہے، ویش گربستہ ہے، کھشتریا وان پرستہ ہے اور برہمن سنیاس ہے۔ آمدنی کی تقسیم کے لیے

سنیاس آشرم یا برہمنوں کی وجہ سے عطیات سماج اور حکومت کے لیے، ہر ایک کے آٹھویں حصے (i) کے حساب سے چار آنا ایک چوتھائی-25%، حکمرانی کو برقرار رکھنے، انصاف فراہم کرنے، غیر ملکی تعلقات رکھنے، ڈیزاسٹر مینجمنٹ، رہنمائی اور مشورے کا مرکز، وغیرہ۔

،برہماچاریہ آشرم یا خدمت کے طبقے یا آنے والی نسلوں سے منسوب شراکتیں تعلیم، تربیت، ہنر مندی (ii) تحقیق اور ترقی، اور تنوع وغیرہ کے لیے مختص کی جائیں گی۔

ویش - گربستہ آشرم - موجودہ نسل سے منسوب تعاون کو افرادی قوت، آلات اور مشینری اور ورکنگ (iii) کیپیٹل وغیرہ کے طور پر رکھا جانا چاہئے۔

،کھشتریا سے منسوب تعاون - وان پرستہ آشرم - پرانی نسل کو قرض اور رہن، حفاظت اور تحفظ (iv) سماجی ذمہ داری کی دیکھ بھال، اور صحت اور حفظان صحت کی دیکھ بھال اور ماحولیاتی انتظام وغیرہ کی مد میں رقم کی ادائیگی کے لیے مختص کیا جانا چاہیے۔

. اوپر کا نظام بہت طویل عرصے سے رائج تھا اس سے پہلے کہ یہ کہا جاتا تھا کہ یہ نئے دور کے (1.C) آغاز پر چلا گیا ہے لیکن پھر بھی اس کی کچھ بازگشت اس وقت ملتی ہے جب مذہبی استاذ یا مبلغین/اساتذہ اپنے شاگردوں سے اپنی کمائی کا آٹھواں حصہ یا اپنی کمائی کا دس فیصد حصہ دھرم/مذہب میں دینے کو کہتے ہیں۔ تاہم زیادہ تر مبلغین اپنے شاگردوں کو اس کی وجہ نہیں بتاتے ہیں اس لیے نہ تو شاگرد/لوگ دل سے حصہ ڈالتے ہیں اور نہ ہی معاشرے کو بنیادی خدمات فراہم کرنے کے لیے استعمال کی گئی رقم۔

. لیکن یہاں ایک اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر جسمانی تحفظ، خوراک، پانی، ہوا، سورج کی (1.D) روشنی، توانائی، صحت، تعلیم اور انصاف جیسی سہولتوں کی قیمتیں پھلانگتی رہیں تو ایک معاشرہ اور ملک ایک ایماندار اور مخلص شخص سے بھی اپنی زندگی کے تمام واجبات کی ادائیگی کی توقع کیسے رکھتا ہے۔ اس کے بعد بھی ایک معاشرہ اور ملک انسانوں کو درکار بنیادی خدمات کے معیار اور مقدار کو ہی نہیں بلکہ اس کے اپنے وجود کو ایک طویل عرصے تک کیسے سنبھال سکتا ہے، اگر مختلف خدمات

اور اس مخصوص سروس میں مختلف افراد (مثلاً ڈاکٹر، جج، انجینئر، کسان، تاجر، اور پھر نرسوں، حاضرین اور اسسٹنٹ) کے درمیان تنخواہ اور مراعات میں وسیع فرق ہو۔

۔ اس پر بحث کرنے یا تحقیق کرنے کا کوئی فائدہ نہیں کہ ایسا منطقی، صاف، سادہ طرز زندگی کیسے (1.E) اور کیوں رکھا گیا اور اسی طرح کسی علاقے، مذہب یا عظیم شخصیت کو مورد الزام ٹھہرانے کا کوئی فائدہ نہیں، اور آخر میں اگر ہم یہ کہیں کہ چند لوگوں کی لالچ/انا/خود غرضی نے کام کی تقسیم کے اس نظام کو چھوڑ دیا ہے، لیکن موجودہ دنیا میں اس کی تعریف کی جائے گی اور آمدنی بہتر ہو جائے گی، تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ منظر نامہ مندرجہ ذیل نوٹ کیا جا سکتا ہے

جاپان جیسے ممالک میں شرح پیدائش میں تیزی سے کمی دیکھنے میں آئی ہے کیونکہ جوڑوں نے بچے (i) پیدا کرنا، پھر ان کی پرورش، تعلیم اور ان کی شادیاں بند کردی ہیں، بس انہیں بڑی عمر میں بھول کر حکومت کی طرف یا روزی روٹی کے لیے آسمان کی طرف دیکھنا ہے۔ جاپان جیسے ممالک میں جوڑے یہ محسوس کرنے لگتے ہیں کہ بڑھاپے کے لیے پیسے بچانا بچے پیدا کرنے سے بہتر ہے۔

شادی شدہ جوڑے کی اپنے والدین اور معاشرے کے لیے مالی تعاون کی تو کیا ہی بات کریں، وہ اپنے (ii) والدین اور معاشرے کے بوڑھے افراد کی بات تک نہیں سنتے، ملک اور دنیا میں ایک عام بات ہے۔ اس لیے بہت سے ممالک میں والدین اور معاشرے اپنے بچوں کی تعلیم، تربیت اور ہنرمندی کی نشوونما کے لیے تمام تر کوششیں اور انتظامات کرنے کے بجائے انہیں پیسہ کمانے کی طرف دھکیلتے ہوئے پائے گئے جس کی تعریف چائلڈ لیبر اور بچوں کے جرائم کی تعداد میں غیر معمولی اضافے سے کی جا سکتی ہے۔

معاشرے کی دیکھ بھال اور اس کے عقلمند اور بوڑھے لوگوں (پر دادا دادی یا اس جیسے لوگ) کے (iii) لیے اپنی آمدنی کا واجب حصہ ادا نہ کرنے کی وجہ سے دنیا بھر میں عمومی متوقع عمر چھیانوے سال سے کم ہو کر موجودہ 72-75 سال تک رہ گئی ہے۔ دوسرے لفظوں میں، آمدنی کی کمزور تقسیم/کمائی کے ایک مکمل حصے کے ساتھ، جسے سب سے زیادہ بالغ سمجھا جاتا ہے، تجربہ کار مرکز کے مرحلے سے غائب ہو گئے ہیں۔

پلس کی عمر کے گروپ میں پرانی نسل کے معدوم ہونے کے ساتھ کیا ہوا، اس گروپ کے 72-96 (iv) ذریعہ معاشرے کے تمام معمول کے چیک اور بیلنس بھی ختم ہو گئے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ اگر برہمچاریہ کا دور خراب ہو جائے تو انسان کی ساری زندگی خراب ہو جاتی ہے۔ (v) سنایاس آشرم میں لوگوں کی عدم دستیابی کی وجہ سے جو سمجھا جاتا ہے کہ وہ بچوں کو تعلیم و تربیت دے رہے ہیں، معاشرے کے تمام بچوں کی بنیادی تعلیم خراب ہو گئی اور ایک طرح سے پورا معاشرہ گھاس کا سامان ہو گیا۔

کام/خدمات کی بنیادی تقسیم کی دیکھ بھال میں ناکامی اور وہاں آمدنی/کمائی پر تقریباً تمام بنیادی (vi) سماجی تحفظ جو معاشرے میں دستیاب ہونا چاہیے ختم ہو گیا ہے۔

ایک صحت مند اور خوش حال معاشرے کے لیے کام اور آمدنی کی بہتر تقسیم کیا ہو سکتی ہے اس (1.F) پر آگے جانے سے پہلے اس بدحالی کی ممکنہ وجہ معلوم کرنے کے لائق ہو گا۔

اگرچہ ہر چیز کو دیوتاؤں کی مرضی کہا جا سکتا ہے، لیکن اگر کوئی واقعی یہ جاننے میں دلچسپی رکھتا ہے کہ دیوتاؤں کی خواہش کیسے پوری ہوئی، وہ روحانی دائرے میں نہیں، تو کہا جاتا ہے، نظریں بدلیں تو نظرے بدلیں سے نظرے بدلے) پھر کھانے پینے میں تبدیلی - بدلے نزارے تو تبدیلی - خیالات بدل جاتے ہیں کے ساتھ سب کچھ آہستہ آہستہ ہوتا ہے اور خود بخود بدل جاتا ہے۔ اگر کھانے پینے کی اشیاء پاکیزہ، بابرکت ہوں تو صحت اور خوشی لازماً حاصل ہوتی ہے اور اگر کھانا زور سے تیار کیا جائے تو پوری طرح سے بیل ڈالا جائے اور مصنوعی حمل سے دودھ پیدا ہو جائے تو کھانے پینے کی چیزیں ملعون اور سب کے

لیے برے نتائج کا باعث بنتی ہیں۔ روحانی حلقے کی یہ منطق منطقی اور قابل فہم معلوم ہوتی ہے۔ اگر ہم اجتماعی طور پر چاہیں تو یقیناً حالات کو پلٹ سکتے ہیں لیکن ہم اپنا مستقبل درست کر سکتے ہیں۔

• مندرجہ بالا کو ایک مفروضہ یا ایک موضوع سمجھا جا سکتا ہے جس نے منطقی طور پر یہ (جی. 1) ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ کس طرح کوئی شخص (مرد اور عورت دونوں) اپنی پوری زندگی کو ایک منصوبہ بند طریقے سے گزار سکتا ہے کہ یہ بچپن سے بڑھاپے تک، پیدائش سے لے کر موت تک حقیقت میں کسی پر انحصار کیے بغیر ایک صحت مند اور خوشگوار سفر کے طور پر آگے بڑھتا ہے۔ مزید یہ کہ بہت سے ماسٹرز ہیں جو اوپر اٹھائے گئے ہر ایک نکتے پر طوالت کے ساتھ رہ سکتے ہیں اور یہ گروپ میں اس کے لیے جامع رہنما خطوط پیش کر سکتے ہیں۔ کام اور آمدنی کے لیے مندرجہ بالا تقسیم کے پیٹرن کے ساتھ یہ محفوظ طریقے سے پیش کیا جا سکتا ہے کہ ہم اپنے وسائل کے اندر تمام ضرورت مند بزرگ شہریوں کو باعزت روزگار فراہم کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔

کام اور آمدنی کی تقسیم پر مندرجہ بالا دلائل سے مندرجہ ذیل نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے (1.H)

اس تقسیم کے انداز سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہر کوئی اپنی زندگی میں ملنے والے اپنے پورے لنچ کی (i) ادائیگی کر رہا ہے، جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ "دنیا میں کوئی مفت لنچ/سروس نہیں ہے، ہر ایک کو اپنی زندگی میں اسی کی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے (اگلی زندگی یا قیامت کے دن نہیں)۔

مندرجہ بالا چار گروپوں میں سے ہر ایک میں دو اجزاء کے شراکت دار ہیں، اس کا مطلب ہے کہ آٹھ (ii) حلقے ہیں (بیٹا، بیٹی، خود اور شریک حیات، ماں اور باپ، معاشرہ/مذہب/مقامی حکومت اور بادشاہی/علاقہ/قومی حکومت) جن میں سے ہر ایک 12.5% یا کسی بھی پیدا ہونے والی آمدنی کا 1/8 حصہ وصول کرنے کا حقدار ہے۔ یہ جنسوں کے درمیان مساوات کی پیشکش کرتا ہے اور اجزاء کی تعداد میں بہترین کو برقرار رکھنے کے لیے بھی کہتا ہے۔ تقسیم کا یہ نمونہ بتاتا ہے کہ اجزاء کی تعداد میں کوئی بھی اضافہ یا تو اس طبقہ کی ترقی کو محدود کر دے گا یا دوسرے طبقات کے لیے پابندیوں کا سبب بنے گا۔ اسی طرح، کسی بھی زمرے کی طرف سے اضافی مطالبہ یا چھیننا دوسروں کو نقصان پہنچاتا ہے، چاہے وہ بچے ہوں، والدین ہوں، مذہب ہوں یا حکومت ہو جو بالآخر کسی فرد، اس کے خاندان اور مجموعی طور پر معاشرے کی ہم آہنگی اور تال میں خلل کا باعث بنتی ہے۔

اس کے پیش نظر سسٹم میں چیک اینڈ بیلنس کو برقرار رکھنا انتہائی ضروری ہے۔ یہ کردار اور ذمہ داری عموماً وہ لوگ اٹھاتے ہیں جو سو سال کی عمر کو پہنچ چکے ہیں اور دیوتا کی طرح قابل احترام بن گئے پورے معاشرے کا۔ (ॐ - دیو ہیں

مندرجہ بالا تقسیم کو دیکھتے ہوئے، 12.5% یا 1/8 آمدنی کی آخری کیٹیگری میں حصہ (iii) معاشرے/مذہب کو دیا جاتا ہے۔ یہیں سے مذہبی مبلغین کا مفہوم یہ نکلا کہ کسی کو اپنی کمائی کا 1/8 حصہ مذہب/دھرم میں دینا چاہیے۔

((لیکن افسوس! ایسا لگتا ہے کہ مذہبی مبلغین یہ بتانا بھول گئے ہیں کہ اسے کس طرح استعمال کیا جائے گا یا مقامی حکومت تمام مقامی مسائل کی دیکھ بھال کرتی ہے، جیسے کہ جسمانی تحفظ، سہولت (انتظامیہ) اور انصاف، خوراک، پانی، ہوا، رہائش، صحت کی حفاظت اور تعلیم، تفریح وغیرہ کے لیے سہولیات کی فراہمی۔ تمام وسیع تر قومی مسائل جیسے سرحدی اور وسیع تر سلامتی، آئینی عدالت، تحقیق اور ترقی، تباہ کن انتظام وغیرہ کو دیکھنے کے لیے قوم/ملک۔

آمدنی کی مندرجہ بالا تقسیم کو دیکھتے ہوئے، یہ بالکل واضح ہے کہ جب کوئی شخص اپنی آمدنی، (iv) کا پچیس فیصد پہلے ہی معاشرے اور حکومت کو دے چکا ہو تو کسی ٹیکس اور ٹیکس لگانے کی سرگرمی کی ضرورت نہیں ہے۔ اس طرح کسی ایسے محکمے کی ضرورت نہیں ہے جو ٹیکس جمع کرے (کسی بھی شکل میں) اور ریٹرن فائل کرنے، نگرانی اور کنٹرول کا کام دیکھتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ قومی حکومت ٹیکسوں کے کاروبار سے آزاد ہو گی چاہے وہ پٹرولیم اور فروڈیزیاک جیسی مصنوعات پر ہو یا تفریحی اور کھانے پینے کی اشیاء جیسی خدمات پر نتیجتاً معاشرہ اور قومی حکومت خود کو کسی تجارتی سرگرمیوں میں شامل نہیں کرے گی۔ یہ اچھی بات ہے کیونکہ یہ ثابت ہے کہ اگر حکومت کاروبار کرتی ہے۔ تاجر تو پر جا بھاری ہے تو عوام بھکاری بن جاتی ہے

کام کی مقدار اور اس کے حصہ کی پیچیدگیوں کو دیکھتے ہوئے، اس کی نگرانی اور کنٹرول کو، (v) معاشرے کی طرف سے مشکلات میں قومی حکومت کے تعاون سے بہترین طریقے سے منظم کیا جا سکتا ہے نہ کہ اس کے برعکس۔

مندرجہ بالا تقسیم کو دیکھ کر یہ واضح ہوتا ہے کہ ریاستی حکومت، میونسپلٹی، پنچایت وغیرہ جیسے، (vi) کسی ثالثی حکومتوں کی ضرورت نہیں ہے، اور اسی طرح اس کا عملہ بھی ہے۔ اس عملے کو یا تو مقامی حکومت یا قومی حکومت کے ساتھ کیس ٹو کیس کی بنیاد پر ضم کیا جا سکتا ہے۔

مندرجہ بالا کے پیش نظر، مہاتما گاندھی قومی دیہی روزگار کی ضمانت کی اسکیموں، دوپہر کے، (vii) کھانے، اور راشن کارڈ، گیس پر سبسڈی، پانی، بجلی، خواتین کو مفت نقل و حمل اور ایک یا دوسرے طبقے کو دیگر مفت جیسی قومی حکومت سے نمٹنے کی اسکیموں کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ شہریوں کی فلاح و بہبود کے لیے غربت کے خاتمے کی تمام اسکیمیں مقامی گورننس کا موضوع ہیں اور ان پر مقامی معاشرہ بہترین طریقے سے توجہ دے سکتا ہے۔

۔ "خاندان، ملک اور معاشرے میں آمدنی کی تقسیم اور معاشرے کے ذریعے اس کا انتظام" پر متفرق (2) : نظریہ

کہا جاتا ہے کہ زمین میں ہوا، پانی، توانائی اور خلا مستقل ہے، اس لیے اگر ایک بالٹی بہہ جائے (2.A) تو دوسری بالٹی خشک رہنے کا پابند ہے۔

کہا جاتا ہے کہ قحط خراب گورننس/انتظامیہ یا انتظام کا نتیجہ ہے، ورنہ قدرت نے اپنی فطرت کو برقرار رکھنے کے لیے ضرورت سے زیادہ دیا ہے۔

یہ اجتماعی غربت، بڑے پیمانے پر استحصال اور معاشرے میں امیروں اور عام لوگوں کے درمیان بڑا فرق ہے، جو اس کے محکوم ہونے کا سبب بنتا ہے اور اس کی بڑے پیمانے پر غربت میں اضافہ کرتا ہے۔ یہ عام عقیدہ کے خلاف ہے کہ معاشرے کی غلامی ہی عام لوگوں میں غربت کا سبب بنتی ہے۔

آزادی کو بڑے پیمانے پر برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ غربت اور افلاس پیدا کرنے والے رجحان کو کم یا ختم کیا جائے، خواہ وہ مذہبی ہو (جیسے پچھلے جنم میں بدکاری کا نتیجہ ہو، یا بھگوان کے دروازے غریبوں کے لیے ہوں، یا ماہ مقدس میں خیرات دینا اچھا ہے یا خیرات لینا بادشاہی ہے، جیسا کہ بادشاہ گوتم بدھ، اور بادشاہ مہاویر بھی اس کو غریبوں کے ساتھ لے سکتے ہیں) اور اس کو غریبوں کے ساتھ لے جا سکتا ہے۔ ٹھیک ہے۔

خیرات لینے والے (بھیک مانگنے والے) شاذ و نادر ہی دولت کو پہنچے تھے۔ جو لوگ خیرات، عطیات اور سبسڈی پر انحصار کرتے ہیں وہ مشکل سے ہی معقول زندگی گزارتے ہیں۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ متوسط طبقہ، امیر حتیٰ کہ ارب پتی بھی ان سبسڈیوں، عطیات کا جوڑ توڑ سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور اپنی خوش قسمتی میں مزید اضافہ کرتے ہیں، جس سے غریب غریب تر ہو جاتا ہے۔

معاشرے کو ہم آہنگی کے لیے "ایکٹ آف لیونگ" اور "آرٹ آف لیونگ" دونوں کو فروغ دینے کی ضرورت ہے کیونکہ یہ دیکھا گیا ہے کہ "غربت جیسا کوئی غم نہیں اور سنتوں کے ساتھ رہنے جیسی کوئی خوشی نہیں ہے۔"

۔ اقتصادی سلامتی ایک ایسی حفاظت ہے جو یا تو ماحولیات (ماحولیات) کے نظام میں موجود ہر (2.B) شخص کے پاس ہوگی ورنہ زمین پر کسی کے پاس نہیں ہوگی۔ انتہائی سطحی مشاہدات پر کسی کو ہمارے ماحولیاتی نظام میں معیشت - توانائی - ماحولیات - کے کام کرنے کے انداز میں قریبی متوازی اور مماثلت ملتی ہے۔

جنہوں نے سائنس کا مطالعہ کیا ہے یا فطرت کا مشاہدہ کیا ہے وہ آسانی سے کہہ سکتے ہیں کہ توانائی نہ تو پیدا کی جا سکتی ہے اور نہ ہی اسے ختم کیا جا سکتا ہے۔ یہ صرف اس کی شکل یا شکل یا دونوں کو تبدیل کرنے کے ساتھ مداخلت کی جا سکتی ہے۔ ہمارے ماحولیاتی نظام میں توانائی کی مزید مقدار طے ہے۔ معیشت، ماحولیات (ہوا اور پانی) کے بارے میں بھی یہی کہا جا سکتا ہے۔ دوسرے طریقوں سے، جو قواعد توانائی کے لیے لاگو ہوتے ہیں وہ معیشت اور ماحولیات پر بھی لاگو ہوں گے۔ یہ آسانی سے کہا جا سکتا ہے کہ یہ مل کر کام کرتے ہیں

جیسے کہ معیشت، توانائی، ماحولیات، تفریح (سے شروع ہوتے ہیں E الفاظ جو حرف) یہ تمام اہم ای الفاظ تعلیم، روزگار، اور ماحولیات کا ایکو سسٹم یا یوں کہہ لیں کہ زمین کے نظام سے بڑا اور مماثل تعلق پایا جاتا ہے۔ یہ پورا پیرامیٹر ہمارے جذبات کو رولنگ کا تعین کرتا ہے۔

اس سلسلے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ، وہ معیشت جس کی بنیاد ٹھوس ہو یا معیشت جو زمینی وسائل اور سرگرمیوں (زمین کی سطح پر سرگرمیاں (زرعی جنگلات) پر مبنی ہو، برقرار رہتی ہے، جب کہ دیگر تمام سرگرمیاں زیر زمین (تیل اور گیس، کان کنی) یا زیر زمین (ایرو اسپیس اور سیٹلائٹ کے) وسائل اور سرگرمیاں طویل عرصے تک برقرار رہتی ہیں۔

۔ آمدنی کی صحیح تقسیم نہ ہونے کی وجہ سے گھر میں رہنے والوں جیسے والدین، بیوی، بچوں اور (2.C) یہاں تک کہ نوجوانوں کی اہمیت کے ساتھ سماجی پہچان بھی کافی حد تک کم ہو گئی ہے جس کی وجہ سے نظام میں ایسے کام کرنے کی عام خواہش پیدا ہو گئی ہے جس کے بدلے میں پیسے ملتے ہیں۔ دوسری طرف گھروں میں بچوں کی پرورش کا کام آیا/نوکریوں، بزرگوں، دیوتا اور گھر کے تالے اور چابی کے سپرد کر دیا گیا۔ زندگی کا معیار گر گیا ہے اس لیے خاندان اور معاشرے میں سب کو کسی نہ کسی بیماری میں مبتلا دیکھا جا سکتا ہے۔ کیا جامع تبدیلی کی ضرورت ہے؟

۔ اگر ہم طاقت کو ذمہ داری اور سلامتی کو طاقت کے برابر نہ سمجھیں اور یہ کہتے رہیں کہ طاقت (2.D) کو حق ہے لوٹ کھسوٹ طاقت بن جائے گی اور اسی طرح اگر ہم نفع کو اپنا حق سمجھیں (جائز کی جگہ) تو دھوکہ ہو جائے گا، ایسے میں نہ صرف فرد عام آدمی/عورت قائم رہے گی بلکہ ان کا خاندان اور ہمارا ملک اور معاشرہ بھی زیادہ دیر تک زندہ نہیں رہے گا۔

،اوپر دیئے گئے یہ سوالات یہ بتاتے ہیں کہ اگر خاندان، معاشرہ، ملک اور دنیا استحکام، امن اور ہم آہنگی پائیداری (معمولی طور پر چند لوگوں کی تنگ اور متعصبانہ خود غرضی کی خدمت کرنا) چاہتے ہیں تو تنخواہوں اور مراعات، مختلف پیشہ ور افراد کی فیس اور سروس چارجز، مختلف اشیاء کی بنیادی قیمتیں اور ان کے منافع کے مارجن، پیٹنٹ شدہ املاک کی ضروریات کی قیمتوں میں بقایا جائداد کی قیمتیں برقرار *** رہیں گی۔ مساوی، معقول، سستی اور کم و بیش جامد۔

ذیل میں عرض کیا جاتا ہے: عرضی کو دو حصوں میں پیش کیا جا رہا ہے: (1)۔ مسائل اور وسیع تر خاکہ۔
، متبادل معیشت کے ایجنڈے کو شروع کرنے کے لیے بھارت ایک بہتر جگہ کیوں ہو سکتا ہے (2)

:- مسائل اور وسیع تر خاکہ (1)

سورج کے نیچے کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ آخری سترہ ابواب میں اس کتاب میں جو کچھ بھی رکھا گیا وہ رائج تھا۔ معمول کے مطابق، ایک طویل عرصے تک ہموار آپریشن کے بعد نظام میں عام طور پر خوش فہمی پیدا ہو جاتی ہے اور لوگ غیر ضروری طور پر اپنا دماغ لگانا شروع کر دیتے ہیں اور فضول منطق کے بہانے سسٹم کے ساتھ کھیلنا شروع کر دیتے ہیں کہ بہتری کی گنجائش ہمیشہ باقی رہتی ہے۔

اس سادہ فہم کے باوجود کہ لامحدودیت میں کسی چیز کے اضافے کا کوئی امکان نہیں ہے، کہ کمال میں بہتری کا کوئی امکان نہیں ہے۔ کیا ہوتا ہے جب دماغ کو غیر ضروری طور پر کامل نظاموں پر بہتر بنانے کی خواہش کے ساتھ بھی استعمال کیا جاتا ہے، کامل نظام تہذیب اور کردار زیادہ کامل یا کم کامل نہیں بنتے یہ بنیادی طور پر ٹوٹ کر پاتال میں گر جاتے ہیں۔ ہمارے زوال کا یہی حال ہے۔ اب احیاء کے لیے ضرورت ہے کچھ نیا کرنے کی نہیں بلکہ صرف اس نظام اور طریقہ کار کو بحال کرنے یا دوبارہ زندہ کرنے کی ہے جس پر ہم کبھی عمل کرتے تھے (جسے اس دستاویز میں کافی تعداد میں رکھا گیا ہے) اور ہوشیار چوکس اور چوکس رہیں۔ کہا جاتا ہے کہ جو لوگ تمام کام کرتے ہیں اور اپنے کام (کرما) کو اپنے کام کے حوالے کر دیتے ہیں ان کی کامیابی جلد ہی ہو جاتی ہے۔

روحانی حلقے میں کہا جاتا ہے کہ معیشت کی بحالی اور عام حکمرانی کے لیے بھارت (انڈیا) شروع کرنے کے لیے ایک بہتر جگہ ہو سکتی ہے۔ اس کام کے لیے کیوں بھارت (انڈیا) کی تعریف ذیل میں دی گئی چند منطقوں سے کی جا سکتی ہے:

:- متبادل معیشت کے ایجنڈے کو شروع کرنے کے لیے بھارت ایک بہتر جگہ کیوں ہو سکتا ہے (2)

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ ہر مذہب کے مبلغین/پادری خود کو دہشت گردوں، چوروں، ڈاکوؤں (2.A) دھوکے بازوں، لٹیروں اور نام نہاد شیطانی قوتوں کے طبقے اور ان کی سرگرمیوں سے الگ کر لیتے ہیں لیکن معاشرے میں خوف و ہراس پھیلانے اور نفرت و عداوت کی افزائش جیسی غیر مذہبی حرکتیں کرتے نظر آتے ہیں۔

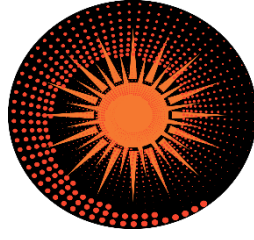
ان طاقتوں کے بالکل برعکس، سنت اور سادھو اچھے کام کرتے رہتے ہیں لیکن کریڈٹ لینے سے خود کو الگ کر لیتے ہیں۔ اگرچہ ہر ملک میں شیطان اور سنتوں کا اپنا حصہ ہے لیکن قدیم زمانے سے بھارت کو سنتوں اور سادھوؤں کا ٹھکانہ سمجھا جاتا ہے۔ سنتوں اور سادھوؤں کی موجودگی کی وجہ سے، ہندوستان۔ بھارت کے نام سے جانا جاتا زمین کا یہ ٹکڑا کافی خوش قسمت ہے کہ اس نے صدیوں سے مل کر سامنا کرنے والی تمام مشکلات کے باوجود اپنی مکمل مذہبیت کو برقرار رکھا ہوا ہے۔

مزید برآں سنتوں اور سادھوؤں کے ایسے معزز طبقے کی موجودگی کی وجہ سے، ہندوستان اپنے آپ کو ایک دھرم نیرکش (مکمل طور پر مذہبی) ملک کے طور پر برقرار رکھنے میں کامیاب رہا ہے، اس کے باوجود کہ اس پر ہندو قوم بننے کے لیے تقسیم کے دوران زبردست دباؤ تھا۔

174

ماسٹرز کا کہنا ہے کہ ہندوستان اور دنیا میں بنیادی مسئلہ مختلف خطوں، مذہب اور زبان کا جڑ/ماخذ سے منقطع ہونا ہے جو کہ "سنسکرت- سناتن دھرم اور بھارت" ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اگر ہم بڑے پیمانے پر بگاڑ کا مشاہدہ کر رہے ہیں (خود، دوسروں کے ساتھ اور فطرت کے ساتھ ہمارے روزمرہ کے برتاؤ میں) تو یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ بڑے پیمانے پر منتہنی/تبدیلیاں آنے والی ہیں۔ ہم سب سے تعاون کی ضرورت ہے نہ کہ رکاوٹیں بنیں اور ہمہ گیر امن اور ہم آہنگی کی بحالی کے اس طویل انتظار کے کام میں رکاوٹیں *** کھڑی کریں۔

بندنا چوہدری



دھرم کی قیامت

2 □ □ □

اقتصادی اداروں، سسٹمز اور پیری
فیرلز پر نوٹس
میتا لائف اسٹائل ایجنڈا سے ترمیم شدہ)
(اقتباسات)

جب تھک جاؤ تو آرام کرو، جب کام ختم ہو جائے تو ریٹائر ہو جاؤ۔
جب تھک جائیں اور دن بھر کے کاموں سے فارغ ہو جائیں تو آرام اور نیند لیں اور جب زندگی کا سارا کام ختم ہو جائے تو آخری آرام اور بڑی نیند (موت) لیں۔

اسی طرح کے کام کے دوبارہ ظاہر ہونے پر، دوبارہ حاضر ہوں، کام ختم کریں اور فارغ ہوجائیں۔
دنیا کی تخلیق اس کا (اللہ سب، برہما برہمند (کاسموس)) تفریح ہے، اس تخلیق/تفریح کے چکر میں کبھی یہاں اور کبھی وہاں چلتا ہے، اور ہر حصہ اور فالتو حصہ مقررہ وقت اور جگہ میں استعمال ہوتا ہے، اس تمثیل میں مناسب پہچان کے ساتھ۔

ہر حصہ، ہر فرد ایک مقررہ مقصد کے لیے یہاں موجود ہے، ہر ایک جنم لیتا ہے، جیتا ہے اور پھر مرتا ہے، اس مقصد کی تکمیل کرتا ہے۔ دیکھنے والے اسے سمجھتے ہیں، علم نجوم اس کا اعلان کرتا ہے پامسٹری اس کی پیشین گوئی کرتی ہے، ریکی اس تک پہنچتی ہے، ٹیرو اس کے بارے میں بتاتا ہے۔ ان پر یقین رکھنے والے افراد، سب کو سنتے ہیں اور اپنے فرض/مقصد کی تکمیل کی طرف دیکھتے ہیں۔

دیکھنے والے جو پوری چیز کو مکمل طور پر دیکھتے ہیں، دیکھتے ہیں کہ طیارہ کی سطح کہاں ہے افسردگی کہاں ہے، دبائو کہاں ہے، جارحیت کہاں ہے اور مقصد کہاں ہے اور ہدف کے بعد کیا ہے، وہ سمجھتے ہیں کہ وقت گزرنا کتنا مشکل ہے، اور اس طرح کے پردے ہمارے (آنکھوں) کے سامنے رکھ دیے جاتے ہیں تاکہ کھیل چلتا رہے۔

اس مشغلے میں جب صبح بیدار ہوں تو اس خالق کو یاد کیا جائے دن کے کام کے آغاز میں، پھر وقفے میں، پھر دن کا کام ختم کرنے کے بعد، پھر آرام سے پہلے اور پھر آرام کے بعد، اور اسی طرح اور بہت کچھ، اور یہ کافی ہے۔

والدہ کہتی ہیں: اس گزرتے وقت میں دن میں کوئی ایسا کام نہ کریں جو رات کو ہماری نیند میں خلل ڈالے اور رات میں کوئی ایسا کام نہ کریں جس سے دن میں ہمارے چہرے یا چہرے کی قدر میں خلل پڑے۔ اس تفریح میں اللہ / برہما کی دھن میں گانا اور ناچنا سب سے بہتر ہے۔

جو لوگ اپنا کام کرنا زیادہ یاد رکھتے ہیں وہ ڈرامے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں اور جو لوگ مسلسل یاد رکھتے ہیں اور کام کر رہے ہیں وہ سب سے اہم ہو جاتے ہیں، جو لوگ صرف کام کرتے ہیں اور جو یاد رکھتے ہیں انہیں وقتی اہمیت مل جاتی ہے اور جب یہ لوگ ہم آہنگی کھو دیتے ہیں تو وہ سائیڈ لائن ہو جاتے ہیں۔

جب تک کھیل ہموار نہیں ہوتا، سب کچھ معمول پر رہتا ہے، جب لوگ گمراہ ہوتے ہیں تو اس کا کام کرنے والا میسنجر (پیگمبر) ظاہر ہوتا ہے اور جب کھیل میں خلل پڑتا ہے تو اسے بڑی اور بڑی محنت سے درست کیا جاتا ہے۔

عام طور پر، طرز زندگی وہی ہونا چاہیے جیسا کہ مختلف رسولوں نے کہا ہے اور تازہ ترین از: کبیر جیسا

کھیلیا، خائبہ، دھریوا دھیانم (کھیلیں، کھائیں، اور غور کریں/یاد - "वा ध्यानम दहरी، کھائیا، کھیا کریں)، یا نانک کی طرف سے

کاج کرو، بنت چکو، نام جاپو، (کام کریں، ساتھ کھائیں، اور اللہ کو، نام جپو، بنت چھکو، کاج کرو "یاد کریں)، اور یہ سب طرز زندگی کے بارے میں ہے۔

دعا کریں، کھیلیں اور پارٹی کریں۔"۔ نجی طور پر دعا کریں، کھلاڑیوں کے ساتھ کھیلیں (کام کریں) اور"

**** شراکت داروں کے ساتھ پارٹی کریں۔**

2. (کامیابی) - صحیح پہل Safal

ہر کوئی جانتا ہے کہ بچے جنسی عمل سے پیدا ہوتے ہیں، پھر بھی ہر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ یہ محض جنسی سرگرمی (کاما - کرما - کام) کے علاوہ کچھ اور ہے، جو ذمہ دار ہے یا اسی طرح کی نسل کو دوبارہ پیدا کرتی ہے۔ جنسی سرگرمی جو کروموسوم کی افزائش پیدا کرتی ہے پیدا کر سکتی ہے یا پیدا نہیں کر سکتی۔ کس قسم کی تخلیق وقوع پذیر ہوگی اس کا انحصار ساتھی کی جسمانی اور ذہنی حالت، جگہ اور موسم وغیرہ پر بھی ہے اور یہ سب مستقبل کے بچے اور بچے کے مستقبل کو تشکیل دیتے ہیں۔

بچوں کی کامیابی کی کہانی توانائی اور دودھ چوسنے سے شروع ہوتی ہے۔ جو لوگ ضرورت سے زیادہ کامیاب کہلاتے ہیں چوستے ہیں وہ کامیاب کہلاتے ہیں اور جو شہد کی مکھیوں کی طرح چوستے ہیں ضرورت سے زیادہ چوسنا ماں اور بچے (دینے اور لینے والے) کو بیماری کا باعث بنتا ہے، جب کہ ضرورت/مطابقت کے مطابق چوسنا دونوں اور دیگر تمام منسلک افراد کو اطمینان فراہم کرتا ہے۔

اس نے پچھلے بیس سالوں کے دوران (ہندوستان میں) بے شمار لوگوں کا حوالہ دیا، جن میں بھکاری، کسان، مصلح، پرواز کرنے والا، ڈرائیور اور چلانے والے، کروڑ پتی اور ارب پتی قانون بنانے والے اور قانون توڑنے والے، وزیر اعظم کے ساتھ، سب نے کہا کہ ان کے والدین مالی لحاظ سے قدرے کم ہیں، لیکن ہر ایک کے دادا غریب تھے۔ ان تمام لوگوں کا کہنا تھا کہ "اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے دادا دادی کے دور میں ملک آزاد نہیں تھا، اور ان کے والدین کے دور میں ملک اپنے ابتدائی مرحلے پر تھا اور اب ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم نوعمری کے مرحلے پر ہیں۔"

سب نے کہا کہ کامیابی اگرچہ انفرادی کوشش ہے لیکن نتیجہ اجتماعی خواہش، خواہشات اور تقدیر ہے۔ ہر کوئی کہتا ہے کہ اگر افراد کے درمیان فاصلہ بہت بڑھ جائے جیسا کہ فائبر سٹار ہوٹل اور پانچ مربع میٹر جھونپڑیاں تو ڈکیتی اور لوٹ مار، جبر و جارحیت، اشتعال انگیزی اور تحفظ، جان بچانے اور جان لینے کا طریقہ کار بڑھ جاتا ہے۔ اس طرح، سفلت (کامیابی) کے لیے ہر ایک نے فطرت پر مبنی نظام کی ضرورت کا اشارہ کیا۔ ایک کامیاب سوسائٹی کے لیے، ہمیں موجودہ بہت سی سرگرمیاں/چیزیں مختلف طریقے سے کرنا پڑ سکتی ہیں، اور بہت سی نئی اور آنے والی سرگرمیاں اسی طرح کی ہو سکتی ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں، "جو فطرت یا اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر چلتے ہیں اور اپنے کام (کرما) کو فطرت کے سپرد کرتے ہیں، ان کے کرما سے کامیابی جلد ہی آتی ہے، اور ایسے ہی خوش اور محبت کرنے والے ہوتے ہیں۔"

(ا)۔ ایک بابا کے اعلان پر کہ وہ بے کردار ہے، بادشاہ/وزیراعظم نے اس سے پوچھا، 'کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ چھیڑ چھاڑ، چوری، ڈکیتی وغیرہ کا سہارا لے گا'۔

بابا نے جواب دیا کہ کردار کا ہونا پہلے سے طے شدہ ہے، ایک زندہ مشین کی طرح پہلے سے طے شدہ ہے جبکہ جب کوئی 'بیدار' ہوتا ہے اور فطرت کے ساتھ رہنا شروع کرتا ہے۔ وہ جواب دینے کے قابل ہو جاتا ہے یا جواب دینے کے قابل ہے۔ جب کوئی جواب دینے کے قابل ہوتا ہے تو صرف ایک ہی ذمہ دار ہوتا ہے۔ مزید یہ کہ جب کوئی ذمہ دار نہیں ہے تو صرف اس کی خصوصیت کی جا سکتی ہے۔

ہمارے ملک کے موجودہ حالات کو دیکھ کر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہاں کوئی بھی جواب دینے کے قابل نہیں ہے چاہے وہ عزت مآب ہو یا محترم، چیف جسٹس ہو یا نام نہاد آزاد صحافت اور اس طرح کوئی بھی ذمہ دار نظر نہیں آتا۔ جمہوریت کے پانچ ستون (عوام، پارلیمنٹ، عدلیہ، ایگزیکٹو اور پریس) پچھلے اتنے سالوں میں سنگل سٹوری بلڈنگ فراہم نہیں کر سکے اور آج بھی الگ ستون بن کر کھڑے ہیں اور عام آدمی اس منظر کو کنفیوژن سے دیکھ رہا ہے۔

یہاں نام نہاد ذمہ داری کے نام پر کبھی کسی وزیر کو استعفیٰ دینا پڑتا ہے اور ایک بہت ہی چھوٹے مزدور کی غلطی پر چیئرمین کو معطل کر دیا جاتا ہے اور کبھی کسی پولیس انسپکٹر کو جج کی غلطی پر جیل بھیج دیا جاتا ہے۔ یہاں ہمیں فصل کے درمیان گندم درآمد کی جاتی ہے اور قلت کے وقت پیاز درآمد کی جاتی ہے اور کوئی بھی اس کی ذمہ داری محسوس نہیں کرتا۔ یہاں پولیس واردات کے بعد پہنچتی ہے اور موت کے بعد فیصلہ سنایا جاتا ہے۔ یہ ایک ایسا ہیچ پاٹ ہے، کہ کوئی بھی کسی پر الزام نہیں لگا سکتا - ایک مجموعی غیر ذمہ دارانہ نظام، جو خدا کے فضل سے چل رہا ہے۔ بہت کم لوگ جو مخلص اور سمجھدار ہوتے ہیں وہ بوجھ تلے دبے ہوتے ہیں اور خود کو زیادہ تکلیف محسوس کرتے ہیں۔

(ب)۔ درج ذیل بہتری کے لیے پیش کیا جاتا ہے

پانچ ستونوں میں سے عوامی 'پارلیمنٹ، پریس، عدلیہ اور ایگزیکٹو' ہمیں فیصلہ کرنا اور اعلان کرنا 1) ہے کہ سپریم لیڈر اور مجموعی طور پر ذمہ دار کون ہے۔ ایک بار جب اوپر کا فیصلہ ہو جاتا ہے تو ہمیں رہنما کو مجبور اور نافذ کرنا ہو گا کہ وہ پورے پانچ ستونوں میں نظام کی بہتری کے لیے، سمت اور ذمہ دارانہ رویے اور کام کے لیے۔

معاشرے اور خاندانی کاروبار میں حکومت کی حد سے زیادہ دخل اندازی کی وجہ سے ان میں ذمہ 2) دارانہ رویہ کسی حد تک ختم ہو گیا ہے۔ فلاحی حکومت کے تصور نے معاشرے کے تئیں فرد کی ذمہ داری کو خیرباد کہہ دیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ آزادی کے ساتھ ذمہ داری بھی آتی ہے۔ یہ اس کے برعکس ہے۔ جب کوئی ذمہ دار ہو تو آزادی کا متحمل ہو سکتا ہے ورنہ جسمانی طور پر آزاد ہونے کے باوجود ذہنی محکومی ** میں رہتا ہے۔

(ا). پیگمبر محمد سے ان کے شاگرد نے پوچھا کہ ہم آزاد ہیں یا نہیں؟

پائیگمبر صاحب نے سائل کو اپنی ایک ٹانگ اٹھانے کو کہا اور شاگرد پیچھے ہو گیا۔ پائیگمبر جی نے اس سے اپنی دوسری ٹانگ اٹھانے کو کہا۔ شاگرد نے کہا یہ ممکن نہیں۔

پیگمبر جی نے کہا، "ہم اتنے آزاد ہیں اور اس قدر جڑے ہوئے ہیں، کوئی اپنی ایک ٹانگ اٹھانے کے لیے آزاد ہے اور یہ فیصلہ کرنے کے لیے آزاد ہے کہ کس کو اٹھانا ہے، بائیں یا دائیں، جب پہلا قدم طے کیا جاتا ہے اور آدمی اپنی ایک ٹانگ اٹھاتا ہے، تو دوسرے قدم کو صرف پیروی کرنا پڑتا ہے۔"

بن پگ چلے، سناہو بن - بن پگ چلے سناہو بن کانا " آزاد پیدا ہوا ایک تصور ایک تک محدود ہے۔ کانا" (جو بغیر قدم کے چلتا ہے، بغیر کان کے سنتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ) ہم اس حقیقت کو اطمینان سے قبول کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ ہمارا پہلا قدم راستبازی ہو۔

(ب). مندرجہ ذیل نوٹ کیا جا سکتا ہے

- غیر ذمہ دار شخص، معاشرہ یا قوم اپنی آزادی کھو بیٹھتی ہے اور ایک یا دوسرے کے تابع ہو جاتی (1) ہے۔ آزادی کے ساتھ ہی ذمہ داری پیدا ہوتی ہے، اس لیے ذمہ دار، باہمت افراد اور معاشرہ ہی آزاد رہ سکتا ہے۔ واضح رہے کہ مرد اور عورت کی عمومی صحت اور قد کا انحصار اس آزادی پر بھی ہوتا ہے جس سے وہ لطف اندوز ہوتے ہیں، اور دیہات، قصبوں، شہروں، میٹرو اور آزادی سے پہلے اور بعد کے عرصے میں اوسط صحت اور قد کے درمیان سادہ موازنہ سے اس کی تعریف کی جا سکتی ہے۔

- ایک، جو تنہا کھڑا ہونے کے قابل ہے، آزاد ہے، پھر بھی سب سے زیادہ ذمہ دار ہے۔ اس طرح صرف (2) بہادر، دلیر لوگ ہی جو پوشیدہ مستقبل کو تلاش کر سکتے ہیں اور ذمہ دار ہیں، آزادی مانگ سکتے ہیں لے سکتے ہیں اور برداشت کر سکتے ہیں، چاہے اس کا فرد ہو، پریس، معاشرہ یا ملک۔ آئیے ہم بطور فرد، ایک خاندان کے فرد، ایک عام شہری، ماہر معاشیات، جج، استاد، سیاست دان وغیرہ کے طور پر اپنے ہر عمل کے ذمہ دار بنیں اور ذمہ دار رہیں تب ہی ہم آزادی کے متحمل ہوسکتے ہیں، آزادی کو برقرار اور ** برقرار رکھ سکتے ہیں۔

5. دھرم (مذہب)

(۱)۔ "دھریتے ایتی دھرم" جو گھیرے ہوئے ہے وہ دھرم (مذہب) ہے۔ دھرم (مذہب) ایمان ہے، ہر جسم میں پیدائشی، اور فطرت میں سناتن (دائمی) ہے۔ انسانوں میں یہ پہلے ارتھ یعنی معنی، پیسہ اور جسم کے بعد شکل اختیار کرتا ہے پھر کام (کام، جنس - جسمانی محبت) پھر مذہب (جسمانی محبت اور نفسیاتی جسمانی اس چوتھے، (محبت - ایک علاقائی محبت) پھر موکش - آزادی (احسان یا صرف محبت - سبھی شامل ہیں مرحلے پر یہ دھرم بن جاتا ہے۔

دھرم سناتن ہے (بارہماسی، دائمی)؛ دھرم فطری ہے اور فطرت کے ساتھ ایک ہے، دھرم پورے خطے اور مذہب کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ باباؤں نے خدا، اللہ اور بھگوان کو قادر مطلق، اومنی سب میں موجود کردار میں اومنی اور ایک اٹوٹ نفس کے طور پر بیان کیا ہے۔ انٹیگرل خود، سب کو ضم کرتا ہے یہ کوئی تفریق نہیں چھوڑتا ہے۔

وید-پران، قرآن-بائبل ہماری روح ہے اور ہماری تعریف انہی سے ہوتی ہے، لیکن پھر بھی جو ہم کل کرنے والے ہیں وہ نہیں ہے۔ باباؤں اور صوفیاء نے جس طریقے سے اپنی زندگی گزاری وہ اس چوتھے مرحلے کی گواہی دیتے ہیں۔ دھرم باطنی ہے جو کرما کو ظاہری ترقی کے لیے پانی دیتا ہے، دونوں کے درمیان مضبوط تعلق قسمت (قسمت) کی تعریف کرتا ہے جس کے نتیجے میں زندگی میں تال میل آتا ہے۔

مذہب ایک ندی کی مانند ہے (شاید سب سے خالص گنگا) جو سناتن میں ختم ہوتی ہے۔ مذہب/دریاؤں میں سیلاب آ سکتا ہے، خشک ہو سکتا ہے لیکن سمندر کے برابر نہیں ہو سکتا۔ تمام ندیوں کو سمندر سے پانی ملتا ہے اور تمام مذاہب کو بنیادی توانائی سناتن دھرم سے ملتی ہے۔ دھرم (انفرادی یا گروہ کا) سے تعلق منقطع کرنے سے ایک جڑ سے اڑ جاتا ہے جو عام طور پر زیادہ دیر تک قائم نہیں رہتا۔

روحانیت بہت ہی بنیاد ہے - سیاست سمیت تمام چیزوں کا جوہر۔ روحانیت کی بنیاد/بنیاد پر قومیں بنتی ہیں اور خطے اور مذہب کی مناسبت سے جغرافیائی شکل اختیار کرتی ہیں۔ سیاست ایک پیشہ ہے جو راج نیٹی سے نکلتا ہے اور بہت سے لوگوں کے لیے سیاست کسی دوسرے پیشے کی طرح ہے۔

: (ب)۔ اوپر مندرجہ ذیل تجویز کرتا ہے

تمام مذاہب عظیم ہیں اگر وہ عظیم نہ ہوتے تو اتنی دیر تک زندہ نہ رہتے۔ ایک یا دوسرے مذہب کو ختم 1. کرنے کے بجائے ہمیں ان کے ڈوب جانے یا ان کے مل جانے کا انتظار کرنا چاہیے کیونکہ مختلف دریا سمندر یعنی سناتن میں ڈوب جاتے ہیں۔

تمام مذاہب اس خطے سے نکلتے ہیں۔ جہاں ایک خطہ ایک مذہب سے ڈھکا ہوا ہو، مذہب خود بخود 2. پورے خطے (جیسے ویٹیکن) کے لیے حکم رانی کی طاقت رکھتا ہے، لیکن جہاں مختلف خطوں اور مذاہب مل کر ایک ملک بناتے ہیں، وہاں لوگوں کا اجتماع کسی بھی علاقائی یا تمام مذہبی طاقت پر غالب آجائے گا، اور یہ فطری (دھرم) ہے اور اسے اطمینان کے ساتھ قبول کرنا ہوگا۔

پچھلے چھبیس سو سالوں میں مذہب یا تو تلوار کے ذریعے یا سٹریٹجک ریاستی طاقت سے پھیلا لیکن 3. مذہبی بالادستی کی وجہ سے کبھی نہیں پھیلا۔ ایک دوسرے سے جڑے ہوئے اور انٹرنیٹ سے منسلک دنیا میں مذہب کو اس کی اپنی بھلائی کی وجہ سے اٹھنے کی ضرورت ہے۔ اس منظر نامے میں ہر مذہب تمام مذاہب کی تقابلی پیشکش میں حصہ لینا پسند کر سکتا ہے۔

بڑی مسلم آبادی اور سب سے بڑی ہندو آبادی کی سراسر طاقت کے لحاظ سے ہندوستان کو دنیا کا فطری مذہبی رہنما کہا جا سکتا ہے۔ ہندوستان کے لیے ضروری ہے کہ وہ تمام مذاہب کے جوہر کو دنیا بھر کی ** آبادی تک پہنچانے کے لیے اس فطری ذمہ داری کو ادا کرے۔

سے آیا ہے، جس کا مطلب ہے ضمیر کا لفظ (con-science) (ا)۔ انگریزی کا لفظ سائنس لفظ ضمیر غلط اور صحیح کا علم اور سمجھ۔ سائنس کے لفظ میں غلط اور صحیح کی سمجھ کو ختم یا حذف کر دیا جاتا ہے اور اس طرح سائنس صرف علم بن جاتی ہے۔ سائنس صرف علم ہے، بڑی حد تک یہ منظم ہے اور سوالات کے جوابات دینے کی کوشش کرتی ہے، جیسے کہ غلط اور صحیح کی چھان بین کے بغیر کیا اور کیسے اور اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ سائنس اندھی ہے۔

اس کے برعکس، بھارت میں ہم نے لفظ 'وگیان' دیا ہے، جس کا مطلب ہے 'خصوصی گیان'؛ یہاں 'گیان' کا مطلب غلط اور صحیح کی سمجھ ہے، اور اسی طرح، وگیان کا مطلب غلط اور صحیح کی خاص یا حقیقی سمجھ ہے۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ جب علم سمجھ میں آتا ہے اور احساس بھی ہو جاتا ہے تو وگیان بن جاتا ہے، یہاں وگیانی کو خاص آنکھوں والا قرار دیا جاتا ہے۔

کہا جاتا ہے: "وگیان اور ویدانت تعریف میں واضح ہیں؛ سنیاس اور یوگا حقیقی سچائی ہیں۔" (وگیان - حاصل شدہ سائنس، ویدانت - وید + چوٹی: جو تجربہ کیا گیا ہے، سنیاس - اچھے کے ساتھ رہنا، یوگا-سم اندرونی اور بیرونی طور پر شامل ہوا)۔

(ب)۔ مزید اگر ہم زندگی کے مختلف لین دین پر غور کریں تو ہم اس بات کی تعریف کر سکتے ہیں کہ انسان اپنی زندگی میں 10 لاکھ لین دین کرتا ہے، سائنس صرف 20 فیصد لین دین سے متعلق ہے۔ اور اس کے نتائج اسی سے نوے فیصد درست ہیں، ہمارا تخیل اسی فیصد لین دین سے متعلق ہے اور اس کے نتائج تقریباً چالیس فیصد درست ہیں، جب کہ ہمارے وجدان سو فیصد لین دین سے متعلق ہیں اور جس کا نتیجہ تقریباً پینتیس فیصد درست ہے۔ لہذا اگر ہم موازنہ کریں تو دس لاکھ لین دین میں سے سائنس ایک لاکھ اڑسٹھ ہزار، تخیل تین لاکھ بیس ہزار اور وجدان تین لاکھ پچاس ہزار درست جوابات دیتی ہے۔ ایک طرح سے تخیل اور وجدان کے ملاپ سے سائنس کے مقابلے میں چھ لاکھ ستر ہزار درست جوابات مل سکتے ہیں جو صرف ایک لاکھ اڑسٹھ ہزار درست جوابات دیتی ہے۔

،(سی)۔ مزید سائنس کہتی ہے

نہیں ہے۔ A ہے اور یہ غیر A ہے A

،تاؤ نظام کہتا ہے

کی پیشین گوئی کے طور پر بھی Z ہے اور A A

،جبکہ ویدانت کا نظام کہتا ہے

ہے۔ A ہے اور نہیں اور نہ ہی A، نہ A،

کے لئے پیشین Z کے طور پر A، A کے طور پر A، کے طور پر پہلے A، A کے طور پر A، A یہ

کے لامحدود A یہ نہیں ہے، یہ نہیں ہے اور (net-neti) گوئی کے طور پر، اور پھر بھی کہتا ہے

معنی کو گھیرنے کے لئے کھلا ہے۔

وگیان شعور ہے، تخیل ذیلی شعور ہے اور وجدان لاشعور ہے اور ہم سب ان تینوں کی بڑھتی ہوئی وسعت کو جانتے ہیں۔ لاشعوری تہ فطرت کے ساتھ ہلتی رہتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ وجدان سوال دیتا ہے اور کسی بھی فرد کو زیادہ سے زیادہ صحیح جواب بھی دیتا ہے۔ تمام سائنسی ترقیات وجدان اور/یا تخیل کا نتیجہ ہیں، اور اس طرح، سائنس کو زیادہ اہمیت دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

وگیان بھیرو تنتر اعلیٰ ہے۔ وگیان کے بعد علم نجوم اور اس کے بعد شعوری سائنس آتی ہے اور ان (ڈی۔) کو اسی انداز میں وزن اور اظہار کی ضرورت ہوتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ مہاتما بدھ نے وگیان بھیرو تنتر کے پہلے طریقہ سے روشن خیالی حاصل کی تھی اور وگیان بھیرو تنتر میں ایسے ایک سو بارہ طریقے ہیں۔

موجودہ سائنس منٹ سے منٹ تک کے بارے میں زیادہ سے زیادہ جاننے میں مصروف ہے یعنی تھوڑا اور تھوڑا کے بارے میں زیادہ سے زیادہ جاننے کے لیے یا حتمی طور پر 'کچھ بھی نہیں' کے بارے میں، یہ حتمی طور پر 'کچھ نہیں' کے بارے میں زیادہ تر (انفینٹی) کو جاننے کی طرف لے جاتا ہے اور کسی کو یہ احساس دلاتا ہے کہ یہ دائرہ ہے۔ اس سطح پر صفر (0-سرکل) اور انفینٹی (ڈبل سرکل) کی تلاش کی گئی تھی اور یہ صرف ایک قدرتی نتیجہ ہے۔

صفر کی آمد کے ساتھ ساتھ یہ بھی تلاش کیا جاتا ہے کہ صفر کی جگہ، 0.01 سے پہلے، ایک کے والو کو کم کر دیتی ہے، جب کہ اگر صفر کو 1 کے بعد رکھا جائے، مثلاً 100، تو یہ اس کی قدر کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتا ہے، شخص کی قدر میں اضافہ کرتا ہے، اور اس لیے صفر کے محقق ہونے پر فخر کرنے کے بجائے، ہمیں اپنے نتائج کو صفر میں لینا چاہیے۔ ان اصطلاحات کی تلاش یا تحقیق کرنا حتمی، احساس کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جیسا کہ تلاش کرنے والے یا محققین پوری انسانیت کے لیے ہوتے ہیں اس لیے اس میں کسی تحقیق یا فخر سے شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں۔

(ای)۔ مندرجہ بالا کے پیش نظر ہم یہ نوٹ کرنا چاہیں گے کہ

جو دعائیں سپر کمپیوٹر سسٹم میں بھی ادا کی جاتی ہیں وہ مکمل طور پر فطرت کے ساتھ مطابقت رکھتی ہیں،

(ii) سائنس کی جگہ وگیان کا نام استعمال کرنے کی ضرورت ہے تاکہ سائنس کا اندھا پن دور ہو جائے۔ فرد (ii) کے تخیل اور وجدان کو وزن دینے کے لیے طریقوں اور ذرائع کو تیار کرنے کی ضرورت ہے۔

7. موت اور زندگی

ایک مختصر کہانی: سویت کیتو کو اس کے والد ادلک نے پوچھا تھا۔ برگد کا یہ بڑا درخت اس چھوٹے سے بیج سے کیسے نکلا؟ سویت کیتو نے کہا، میں بالکل نہیں کہہ سکتا لیکن اس بیج میں زندگی ہے جس سے یہ درخت اگتا ہے۔ ادلک نے سویت کیتو سے پوچھا، اگر ایسا ہے تو اس بیج کو توڑ کر معلوم کریں؟ اس کے حکم پر بیج کو بہترین (ایٹمک) ذرہ کے سائز میں توڑ دیا گیا لیکن ایسا کچھ بھی نہیں ہے، جسے سویت کیتو کہہ سکے کہ اس میں زندگی ہے۔ اُدالک نے اس جواب کو سن کر سویت کیتو سے کہا کہ وہ اس بات کو سمجھنے کے لیے، زندگی اور موت برہما (اللہ سب) کے کام کو سمجھنے اور جاننے والے/برہمن بننے کے لیے ماسٹر/گرو کل کے پاس واپس جائیں۔

زندگی بیج میں موجود اس عدم سے وجود میں آئی ہے، عدم یا عدم سے پیدا ہوئی ہے، دماغ سے کوئی ذہن نہیں آتا ہے، غیر یادداشت سے آتا ہے، اور اس غیر یادداشت سے یاد آتی ہے اور مکمل نشوونما کے بعد یہ خالص وجود میں دوبارہ تحلیل ہو جاتی ہے اور پھر سائیکل دوبارہ ہو سکتا ہے، یا نہیں، امکانات موجود ہیں۔

امکان حقیقت میں بدل سکتا ہے یا نہیں۔ لاکھوں سال تک کچھ نہیں ہوتا، پھر بھی سب کچھ ممکن ہے۔ "عدم (باطل) سے کوئی ذہن آتا ہے، یعنی بیج لگایا جاتا ہے (حاملہ مرحلہ)، امکانات نے حقیقت کی طرف پہلا قدم اٹھایا، اور انتظار شروع ہوتا ہے، اس سے کوئی ذہن نہیں آتا، غیر یادداشت نہیں آتی، اور ہم اس بات کی تعریف کر سکتے ہیں کہ ہمیں مشکل سے یاد ہے/یادیں ہمارے بچپن کے ابتدائی مرحلے سے دو سال پہلے کی ہیں۔ ایک نفسیاتی مرحلہ، اور اسی سے غیر یادداشت کا مرحلہ آتا ہے جہاں سے یادداشت تیار ہوتی ہے اور پھر ہم اپنی زندگی کو یاد رکھنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔

اگر ہم مراقبہ کے طریقوں کو دیکھیں تو ہم اس کی تعریف کر سکتے ہیں کہ مراقبہ یادداشت کے مرحلے سے نفسیاتی مرحلے سے حاملہ مرحلے تک خالص توانائی کی لہر تک جانے کا عمل ہے۔ جو لوگ مراقبہ کر سکتے ہیں وہ اپنے پچھلے جنم یا ہو سکتا ہے کہ ان کی ترقی کے ساتھ ساتھ پورے معاشرے اور فطرت کی ترقی کا بھی پتہ لگا سکتے ہیں۔

ہر کوئی توانائی کی مقدار کے طور پر رہتا ہے اور اپنی طول موج (یوونی) اور طول و عرض (بالکل رحم) کے مطابق وجود میں آتا ہے۔ جو لوگ فطرت کے ساتھ دھڑکتے ہیں وہ اس کی مرضی کے مطابق آتے ہیں اور اس کی مرضی کے مطابق زندہ رہتے ہیں۔ یہ عام طور پر آتا ہے لیکن یا تو جشن کے طور پر یا سمدھی کے طور پر جاتا ہے یا آبی ذخائر کے لیے ایک جاندار سفر کے طور پر یا روشنی کے منبع کے طور پر (اس کے جسم میں ایٹم فیوژن بنا کر)۔

ہر دھرم گرنتم (مذہبی متن) ایک نوزائیدہ کو منانے کے طریقے اور ذرائع بتاتا ہے، لیکن یہ بہت کم ملتا ہے کہ مردہ کے ساتھ کیا کیا جائے۔ 'رمن مہارشی' نے کہا کہ جو لوگ پہنچ چکے ہیں (فطرت کے ساتھ دھڑکن شروع کرتے ہیں وہ بابا بن جاتے ہیں) ان کی تدفین اسی طرح کرنی پڑتی ہے جیسے وہ سمدھی میں ہیں، اور جو نہیں پہنچے ہیں ان کو ان کی مکمل آزادی کے لیے ان کی کھوپڑی کو توڑ کر (جانے کے بعد) جلانا پڑتا ہے تاکہ وہ دوبارہ آ کر اپنا سفر مکمل کر سکیں۔

اس سے مشکل سے فرق پڑتا ہے کہ جب توانائی کی لہر (روح) باہر نکل جاتی ہے تو بایوڈیگریڈیبل مواد کا کیا ہوتا ہے۔ ٹوٹی ہوئی کھوپڑی کے ساتھ جلانے، تدفین (تابوت کے ساتھ یا اس کے بغیر)، اسے کسی مفید مقصد کے لیے چھوڑنا (جیسے گدھ کا کھانا)، یا اسے دریا/سمندر میں چھوڑنا یہ سب سنتانہ مشق کا

/حصہ ہیں جس میں اس بات کا بھی خیال رکھا جاتا ہے کہ میت زیرزمین پانی اور سطحی ہوا کو متاثر آلودہ نہ کر سکے اور معاشرے پر بوجھ بن جائے تاکہ ساحل اور سمندر میں لکڑی تلاش کی جا سکے۔

وہ ثقافتیں اور وہ مذاہب، جو 'مہارشی رمن' کے پہلے بیان کے مطابق شروع ہوئے ہیں، آخری رسومات اور اہرام/تابوت (چھوٹے یا بڑے) بنانے کے عمل کی پیروی کرتے ہیں۔ اور جو لوگ زندگی کی حقیقت کو سمجھتے ہیں کہ یہ ایک مسلسل سفر ہے وہ جنازہ (جلانے) یا مچھلی/پرندوں کے کھانے کی مشق پر عمل کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

جنہوں نے (بڑے پیمانے پر) پہلی سوچ کو قبول کیا، وہ ایک زندگی کا تصور ماننا شروع کر دیتے ہیں اور جنہوں نے دوسری سوچ کو قبول کیا، انہوں نے متعدد زندگیوں کا تصور شروع کیا اور اسے مختلف ناموں سے پکارنا شروع کر دیا جیسے لیلہ، مایا (ڈرامہ، وہم، زندگی کے ہزارہا) اور بعض اوقات یہ بھی کہتے ہیں کہ "نیند چھوٹی موت ہے اور موت بڑی نیند ہے"۔ ان کا مزید کہنا ہے کہ تھکاوٹ چھوٹی ہو تو نیند کام کرے گی اور تھکاوٹ بڑی ہو تو موت ہی کام کرے گی، اور موت کے بعد (بڑی نیند) ایک نئی چمک کے ساتھ اپنا سفر شروع کر سکتا ہے۔

سائنسی نتائج سے یہ کہنا درست ثابت ہوتا ہے کہ "ایک چھوٹا ذرہ بھی / توانائی کی لہر کو بھی تباہ نہیں کیا جا سکتا، یہ صرف شکل اور سائز بدلتا ہے، اگر ایسا ہے تو ہم انسان کیسے تباہ ہو سکتے ہیں (سگریٹ یا شمشان میں جلنے والا کاربن کا ذرہ کاربن ڈائی آکسائیڈ میں تبدیل ہو جاتا ہے، جسے پودا لے جا سکتا ہے، اور اسے پھولوں، پھلوں یا لکڑیوں میں تبدیل کر سکتا ہے، پھر یہ گیس، پھل یا لکڑی کو دوبارہ استعمال کر سکتا ہے۔ صرف ایک چیز جو ہم نہیں جانتے، یا یہ جاننے کے قابل نہیں ہیں کہ یہ کاربن جلنے کے بعد (کاربن ڈائی آکسائیڈ میں) کیسے ظاہر ہونے والا ہے۔

لاتعداد طریقوں اور ذرائع سے یہ پایا جاتا ہے کہ دائمی خوشی تمام جانداروں کی واحد خواہش ہے اور یہ ہر ایک کے لیے زندگی کو برقرار رکھنے والی واحد قوت ہے، اس لیے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ آخری رسومات کس طریقے سے ادا کی جائیں؛ اہم بات یہ ہے کہ آیا کوئی ہم آہنگی اور خوشی سے زندگی گزارتا ہے۔ موت اور زندگی کے منظر نامے میں درج ذیل کام کیے جا سکتے ہیں

1. یوم وفات کی جگہ یہ زندگی (یوم پیدائش) ہے، جسے منانا ضروری ہے۔ شادی کی سالگرہ کو شادی کے 1. دن کے طور پر منایا جانا چاہیے۔

2. جنازہ یا جنازہ؛ یہ ایک فرد اور خاندان کا انتخاب ہے۔ تاہم، آخری رسومات ادا کرنے کے لیے کافی (تین 2. دن) یادگاری چھٹی فرد کے خاندان کو دینی ہوگی۔

3. جیسا کہ ساری زندگی جشن ہے اسی طرح موت کو بھی جشن ہونا چاہیے۔ ڈاکٹروں کو مشورہ دیا جاتا 3. ہے کہ وہ آنے والی موت کی نشانی جانیں، اور اس طرح سے عمل کریں کہ زندگی اس شخص کی خواہش کے مطابق ختم ہو، اور وینٹی لیٹرز پر پیسے کے مقصد سے رخصت ہونے والی روح اور ان کے رشتہ داروں کو پریشان کرنے میں ملوث نہ ہوں۔

4. آنکھ کا عطیہ اور دیگر اعضاء کا عطیہ، اگر کوئی ہو تو اسے تسلیم کرنا ہو گا اور کچھ نقد رقم متوفی 4. کے خاندان کے سربراہ کو بطور اعزاز دینا ہو گی۔ رحم کے قتل کو عزت دینے کی ضرورت ہے۔ ہرا گیری

اور خودکشی کی ناکامی کے معاملات کو مجرمانہ سلوک کرنے کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ ہمدردی سے یا اگر ممکن ہو تو خیر خواہی کے ساتھ برتاؤ کرنے کی ضرورت ہے۔

زندگی کے جشن کو موجودہ طرز عمل سے زیادہ عام کرنا ہو گا۔ زندگی کو ہر چیز سے زیادہ عزت دینا **** ہوگی۔

(ا) جو دوسرے سر میں رہتے ہیں وہ طویل عرصے تک زندہ رہتے ہیں، دوسرے دل میں رہنے والے طویل عرصے تک زندہ رہتے ہیں اور جو دوسرے کے سر اور دل میں رہتے ہیں وہ طویل عرصے تک زندہ رہتے ہیں۔ بابا لوگوں کے دل اور سر میں رہتے ہیں اور اس طرح ہر عمر میں رہتے ہیں۔ چونکہ بابا کا تعلق کسی انفرادی عقیدے، ذات، مذہب اور نسل کے مرجان سے نہیں ہے، اس لیے زندگی کے تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ حتیٰ کہ تمام رکاوٹوں کو عبور کرتے ہوئے ان کی زیارت کرنا اور ان کا احترام کرنا پسند کرتے ہیں۔ ایسے بابائے کرام ہیں ایسے کو میرا سلام۔

بابا آزادی فراہم کرتے ہیں اور شاگرد نہیں بناتے، کیونکہ شاگرد کو برقرار رکھنا اس آزادی کے اسباق کے خلاف ہے جو وہ اپنے طلباء کو فراہم کرتے ہیں۔ وہ گرو جو اپنے طالب علموں کو آزادی دیتے ہیں اور انہیں شاگرد نہیں بناتے ہیں وہ بابا بن جاتے ہیں اور باقی صرف ماسٹر یا اساتذہ کے طور پر رہتے ہیں، جو ایک یا بہت سے شعبوں میں مہارت رکھتے ہیں اور انہیں پڑھانے کی مہارت حاصل ہے۔

سادھو؛ جس نے کچھ (ساڈھ) ہو سادھو۔ وہ بے جس نے کسی چیز کو اپنے اندرونی وجود میں پکڑ لیا سدھ لیا ہے) اور اس طرح ایک سے زیادہ فن کے ماہر ہیں۔ یہ سادھو عوام کی مدد کے لیے اپنی مہارت دکھاتے ہیں۔

جسکا چیونٹی اچھا - جنکا آخر اچھا ہے دوسری طرف سنت وہ ہیں جن کا انجام اچھا ہے۔ سنت - سنت ہے، جیسا کہ ہم کہتے ہیں چیونٹی بھلا سے سب بھلا (سب اچھا ہے اگر انجام اچھا ہے) آہستہ آہستہ یہ لوگ مستقل بنیادوں پر تعریف اور نکھار پاتے ہیں، یہ لوگ بھی بڑی آبادی کی بہتری کے مقصد کے ساتھ اپنی زندگی کے تجربے اور اس کے مختلف حالات کو آگے بڑھاتے اور شیئر کرتے یا بیان کرتے ہیں۔

جبری برہمی - عین گناہ ہیں۔ یہ ان کے والدین کی بے عزتی اور آنے والی نسلوں کے لیے بے وفائی ہے۔ ان لوگوں کو سخت اور خفیہ طور پر سزا دی جاتی ہے۔ برہمیت اگر کنڈلینی بیداری سے ظاہر ہوتی ہے تو یہ افراد براہ راست بابا کی حیثیت تک پہنچ جاتے ہیں، اور ان کی موجودگی سے پیدا ہونے والے ماحول (منفی یا مثبت) سے فرق کیا جا سکتا ہے۔

(ب) پاور گیم میں پہلا سبق چہرے کے تاثرات کو ایڈجسٹ کر کے نیت کو چھپانا ہے تاکہ عوام کو اپنی طرف متوجہ یا ان کا دھیان ہٹایا جا سکے، پھر بھی ایسے تمام لیڈران آنکھوں کی پتلیوں کی حرکت کو ایڈجسٹ کرنے اور نظر رکھنے والے کو بے وقوف بنانے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ آئی بال میں استقامت اور محبت کا اظہار رہنما، سادھو، سنت اور آخر میں بابا کی طرف سفر کا اشارہ ہے۔ لوگ اگرچہ اصولوں کی پیروی کرتے ہیں، لیکن، ایک بار پھر بین اور اندرونی مذہب پر تبادلہ خیال کرنا پسند کر سکتے ہیں اور ان مثبت طور پر توانائی بخش لاٹ کے احترام کے لیے معاشرے اور حکومت کے لیے نئے اصولوں کے ساتھ سامنے آ سکتے ہیں۔

اے۔ عام طور پر ایک خاندان کی انگریزی میں تعریف کی جاتی ہے اور بیشتر مغربی ممالک میں اسے اس طرح قبول کیا جاتا ہے: خاندان - باپ اور ماں بشمول زندہ (محبت کرنے والے) نوجوان۔ یعنی باپ، ماں بشمول ان کے غیر شادی شدہ بیٹے اور بیٹیاں (پچیس سال کی عمر تک) کو ایک خاندان سمجھا جاتا ہے۔

ب۔ ہندوستان میں وہ کہتے ہیں کہ - خون کے رشتے والے لوگ (باپ، چچا، دادا، بیٹا اور بیٹی، پوتا اور بیٹی) کے ساتھ ایک ہی قبیلے کے لوگ جنہوں نے خون کے رشتے کی تشکیل میں حصہ لیا ہو (ماں، دادی بیوی اور بہو) جنہیں کوئی اپنی زندگی میں دیکھ سکتا ہے اسے پریوار (خاندان) کہا جاتا ہے۔

آشرم ویواستھا (زندگی کا نظام) میں خاندان کی وضاحت واضح طور پر کی گئی ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ ہماری زندگی میں ہر ایک میں چوبیس سال کے چار آشرم ہیں (فرض کریں کہ انسانی زندگی چھیانوے (سو سال تک) کی ہے اور اس طرح ایک شخص اپنی سو سال کی زندگی میں خون کے رشتے اور ایک ہی قبیلہ (گوترا) کے کل لوگوں کو پریوار (خاندان) کہہ سکتا ہے۔ اپنے والدین (دادا کے والد) سے پہلے اور پھر سو سال کی عمر میں پہنچ کر ایک ہی شخص اپنے آگے تین نسلیں (بیٹا/پوتے کی بیٹی) دیکھ سکتا ہے۔ اس طرح سات نسلوں کے لوگ، تین تین سے آگے اور ایک شخص کی موجودہ نسل) میرا پریوار بناتے ہیں کوڈ ہوتا (DNA) یا میرا پریوار (خاندان) کہلا سکتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ان میں کم و بیش ایک ہی جینیاتی ہے اور آنے والی نسل کو جینیاتی طور پر متاثر کرتا ہے۔

سی۔ آشرم ویواستھا میں وہ کہتے ہیں کہ میری پیدائش کے وقت میری ماں اور والد ان کے گربستہ آشرم میں ہوں گے، میرے دادا دادی وان پرستہ آشرم میں ہوں گے، میرے پردادا دادی سنیاس آشرم میں ہوں گے اور ہو سکتا ہے کہ میرے نانا نانا بھی سنیاس آشرم میں ہوں، جیسے جیسے میں بڑھتا ہوں اور گربستہ آشرم میں داخل ہوتا ہوں، میری بیوی بھی میرے خاندان کا حصہ بن جاتی ہے اور پھر میرے خاندان کا حصہ بن جاتی ہے۔ وان پرستہ آشرم اور میرے بیٹے کا گربستہ آشرم میں داخلہ، میرے بیٹے کی بیوی بھی میرے خاندان کی رکن بن جائے گی، مزید میرے وان پرستہ آشرم سے روانگی کے وقت میرا پوتا گربستہ آشرم میں داخل ہو جائے گا اور اس کی بیوی بھی میرے خاندان کی رکن بن جائے گی، جب میرے پوتے کو بیٹے/بیٹی سے نوازا جائے گا تو میں اپنی اہلیہ کے ساتھ آشرم میں زیادہ دلچسپی نہیں رکھوں گا۔ اس طرح مجھ سے چار نسلوں پہلے اور مجھ سے تین نسلوں کے تمام رشتے (خون کے اور خون کے رشتے کی سے تشکیل کے ذمہ دار (میرے پریوار کے خاندان کے افراد سمجھے جا سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ حلف ہے - منسا، خیال، کرمنہ - سوچ، تقریر، کام (یا تو میں یا میرے والدین یا میری اولاد بھی بنتا تعلق میرے خاندان کا حصہ ہیں مثلاً بہن، بھائی، بیٹا یا بیٹی حلف کے ساتھ قبول کی گئی ہے۔

ڈی۔ ہندوستان میں وہ کہتے ہیں کہ میری ماں کے والدین کے گھر کے ارکان، میری دادی کے والدین کے Kutumb Larger - कुटुम्ब گھر اور میری بیوی کے والدین کے گھر کے ارکان اور اسی طرح ایک - اگر ہم اس طرح دیکھتے ہیں، تو ہم پائیں گے کہ ہم میں سے ہر ایک کسی نہ کسی طریقے سے (Family) جڑے ہوئے ہیں اور اسی طرح یہاں سے وسودھائیو کٹمبکم کا تصور اور احساس پیدا ہوا - کہ پوری دنیا رشتہ دار ہے۔

ای۔ مندرجہ بالا کو دیکھتے ہوئے یہ میرا اخلاقی اور جینیاتی رویہ ہوگا کہ میں ان تمام رشتہ داروں کی محبت اور فرض شناسی سے دیکھ بھال کروں یا ان سب کا پیار سے خیال رکھوں یا چاہے مجھے اپنی جانیں قربان کرنی پڑیں، لیکن جب ہم اپنی زندگی یا دوسروں کی جانیں قربان کرنے کی طرح محسوس کرتے ہیں تو دھرم کو رہنمائی کرنی پڑتی ہے اور یہ صرف آخری حربے کے طور پر ہونا چاہیے۔

:- اوپر سے آگے ہم درج ذیل کو پسند کر سکتے ہیں F)

۔ ایک ایسے معاشرے میں جہاں دو بچوں کے اصولوں کو قبول کیا جاتا ہے اور اس پر عمل کیا جاتا (1) ہے، اور جہاں حفاظت (جسمانی، ذہنی، مالی، جذباتی اور اگر ممکن ہو تو روحانی) کو مناسب اہمیت دی جاتی ہے اور اسے قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا، پریوار کا نظام جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے، ہر ایک کو صحت مند، خوش اور مقدس زندگی فراہم کرتا ہے۔ دو بچوں کے بعد ہر نئے بچے کی افزائش ایک نسل کے بھولنے/چھوڑنے کا باعث بنتی ہے اور سلامتی (جسمانی، ذہنی، مالی اور جذباتی) میں کوتاہی کے ساتھ کئی نسلیں ایک ساتھ ختم ہو جاتی ہیں۔

۔ اوپر بیان کیا گیا پریوار ترقی اور ترقی میں حتمی ہے، اور اوپر بیان کردہ خاندان انارکی/غلامی/خانہ (2) بدوشی سے ترقی کا آغاز ہے۔ پریوار کا تصور مکمل طور پر عمل میں آئے گا جب پوری دنیا ایک ہو جائے گی، تب تک ہمیں تین سے چار نسلوں کے پریوار سے خود کو مطمئن کرنا ہوگا۔

۔ موجودہ حالات میں مذہبی مراکز کے مقابلے میں نام نہاد ناکام فلاحی ریاستوں کی ذمہ داری زیادہ ہے (3) کہ وہ دو بچوں (لڑکا اور لڑکی) کے اصول کو آگے بڑھائیں تاکہ ہمارے معاشرے کے بوڑھے اور بچوں کو ہماری طرف سے جسمانی، مالی اور جذباتی مدد ملے اور ہم اپنے بچوں اور اپنے پوتے اور پوتے/بیٹی سے اپنے واجبات وصول کر سکیں۔

۔ ہندو غیر منقسم خاندان اور مسلم پرسنل لا پر نظرثانی اور اصلاح کی ضرورت ہے۔ ہماری بہتر انسانیت (4) کے لیے کراس کزن اور متوازی کزن کے درمیان شادیوں کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ ضروری تحقیق اور مطالعہ آشرم، ویواستھ اور ورنہ (ذات/قبیلہ (ویواستھ میں کرنے کی ضرورت ہے اور سماجی، نظم و ریتی و ، خاندانی روایات نسق اور عدالتی نظام میں مناسب نتائج/تجاویز کو نافذ کرنے کی ضرورت ہے۔ پریوار (خاندان (کا تصور روایت، رسم و رواج اور اصول کی - ریواز ، پریوار - پریمپارہ رسم و رواج پیروی کرنے کے لیے تیار کیا گیا تھا تاکہ ہم اور ہمارے بزرگ اور اولاد صحت مند، خوشگوار مقدس *** زندگی سے لطف اندوز ہوں۔

،(ا)۔ معمولی ذہانت والا کوئی بھی شخص اس بات کی تعریف کرسکتا ہے کہ یہ مرکب مختلف رنگوں خصلتوں اور بہت کچھ کے آپس میں ملنے کے بعد ہوتا ہے جب کہ سیاہ اور سفید آپس میں الٹ ہو جائیں۔ اگر ہم پوری دنیا کا مشاہدہ کریں تو ہم لوگوں کے بنیادی طور پر چار پانچ رنگوں کے وجود کی تعریف کر سکتے ہیں۔ سیاہ، سفید، زرد، سرخ سر اور گندم۔

اگر ہم ان ممالک میں قریب سے دیکھیں جہاں تمام نسلیں مختلف فیصد میں ایک ساتھ رہتی ہیں تو ہم سیاہ اور سفید کے مختلف تناسب میں ہائبرڈ نسلوں کے ابھرنے کی آسانی سے تعریف کر سکتے ہیں۔ سینکڑوں اور ہزاروں سالوں میں اس طرح کا آپس میں مختلف وجوہات کی بنا پر ہوتا رہتا ہے جو کہ انسان کے بس سے باہر ہے جسے کوئی نواآموز بھی چند اعلیٰ ماڈلز، گلوکاروں، دیگر فنکاروں اور عام لوگوں کی موجودگی میں بین الاقوامی پروگرام دیکھ کر آسانی سے سراہ سکتا ہے۔

(ب)۔ مشرقی اور چند مغربی ممالک جیسے برازیل، میکسیکو کے مرکب کو اپنے مکس رنگ (جلد کے کینسر اور جلد کی دیگر بیماریوں سے بچانے کے لیے کافی مضبوط جلد کے ساتھ جو سفید رنگ میں عام ہے) اور مکس کلچر پر فخر کرنے کی ضرورت نہیں ہے جسے محض خدا کا فضل کہا جا سکتا ہے۔ بھارت نے ہمیشہ کرشنا کے 'شیام (نیلے سیاہ) رنگ' کا احترام کیا ہے اور اس رجحان کی پیروی کرنا پسند کرتے ہیں۔ سمندری ساحلوں اور صحراؤں کی وجہ سے، گرم اور سرد موسم برقرار رہے گا۔ یہ توقع کی جاتی ہے کہ بغیر کسی روک ٹوک یا نمائش کے ہم قدرتی ہم آہنگی کو خدا کی مرضی کے مطابق دیکھیں گے۔ بھارت اپنی گہری جڑوں پر فخر کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ جن کی جڑیں گہری ہیں وہی اوپر جا سکتے ** ہیں اور زیادہ پختہ سلوک کرنے کا پابند ہے۔

عام طور پر جامد تعریفیں زندگی کی حرکیات کے لیے دی جاتی ہیں، لیکن بنیادی سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جامد تعریفیں زندگی کی حرکیات سمیت کسی بھی حرکیات میں کیسے وضاحت یا فٹ کی جا سکتی ہیں؟ زندگی کی حرکیات کو درج ذیل دو طریقوں سے متحرک تعریف کے ذریعے بہتر طور پر بیان کیا جا سکتا ہے۔

(ا) جو لوگ نظریہ ارتقاء اور عمل پر یقین رکھتے ہیں، ان کے لیے انسانی ذہن ہمیشہ جسمانی سائز میں پھیلتا اور بڑھتا رہتا ہے، یہاں متحرک اور ترقی نسل در نسل جاری رہتی ہے۔ ہر نیا بچہ اپنے والدین کے کندھے سے دیکھتا ہے اور اسی طرح آگے بھی نظر آتا ہے۔ نوجوان نسل وہیں سے کام لیتی ہے جہاں سے بوڑھے چلے جاتے ہیں اور اس طرح بزرگوں کے تجربے سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہیں۔

یہ کہا جا سکتا ہے کہ نوجوان کا آگے کا سفر بزرگ کے مکمل سفر پر منحصر ہوتا ہے۔ ہر نئی ایجاد پرانی ایجادات کی بنیاد پر ہوتی ہے۔ اس طرح کسی بھی ایجاد کو اصل نہیں کہا جا سکتا اور وہ پیٹنٹ کی مستحق ہے۔ ہر موجودہ کامیابی، حتیٰ کہ زندگی کے لیے، ہم بوڑھے ہونے کے پابند ہیں اور اس لیے اپنے والدین اور پورے معاشرے کا قرض ادا کرنے کے پابند ہیں۔ اس نظریہ کے بانی کا کہنا ہے کہ ”انسان پورے ارتقائی عمل کا ثمر ہے اور انسانیت اس عمل کی نشوونما ہے، یعنی اس پھل (بیج) میں پورا ارتقا پوشیدہ ہے۔“

(ب) یہاں بابا اور بزرگ اپنی کامیابی کا سارا سہرا اپنے گرووں کو دیتے ہیں اور یہ گرو اپنے گرو کو اور اسی طرح آخر میں ماسٹر یا پہلے گرو، برہاسپتی کو۔ برہاسپتی کہتا ہے کہ اس نے اسے برہما (خدا) کے ساتھ دیکھا ہے اور 'برہما' کہتا ہے کہ اس نے اسے خود 'برہما' (برہمانڈ) سے تجربہ کیا ہے - متحرک اور ہمیشہ پھیلتی ہوئی کائنات۔ ایک طرح سے اس نظریہ کے بانی کہتے ہیں کہ سورج کے نیچے اور کائنات میں کوئی نئی چیز نہیں ہے۔

(سی)۔ اس سلسلے میں درج ذیل عرض ہے

دونوں طریقوں سے بڑے لوگوں کو بنیاد اور عقلمند سمجھا جاتا ہے۔ 1.

تمام نام نہاد نئی ایجادات پرانی نسلوں کی حکمت، معاشرے کے تاثرات، فطرت کی طرف سے فراہم کردہ تخیل اور وجدان کی بنیاد پر ہوتی ہیں۔ کسی بھی نئے اضافے پر کسی بھی اتھارٹی اور مکمل ملکیت کا دعویٰ کرنا سراسر بکواس اور ذہانت کی حماقت ہے اور ایسے دعووں کو قبول کرنا اس سے بڑھ کر ہے۔ اس طرح کسی بھی شخص یا کسی بھی ملک کا کسی بھی حکمت (دانشورانہ) ملکیت کے حق یا قانون پر کوئی بھی دعویٰ ہے بنیاد یا بغیر کسی بنیاد/منطق کے کہا جا سکتا ہے۔

پورے درخت کی اجازت کے بغیر ٹہنی نہیں گر سکتی۔ تمام ایجادات انسانیت کی رہنمائی کرتی ہیں اور ان تمام ایجادات کا نتیجہ پوری انسانیت کو حاصل ہوتا ہے۔ پورے دانشورانہ املاک کے حقوق اور پیٹنٹ قانون کی کوئی بنیاد نہیں ہے اور اسے ختم کرنا ہوگا۔

سوسائٹی تخلیقی اور تجویزی کام کے علاقائی مراکز کو فروغ دے سکتی ہے جو عقلمند اور پرانے 3. لوگوں کے ذریعے چلائے جا رہے ہیں۔ اسی طرح، ہم حکمت کے ساتھ وسائل کے مراکز کو فروغ دے سکتے ہیں، جہاں نئی ٹیکنالوجی/تھیوری کو درخواست سے پہلے کلینرنس کے لیے بھیجا جائے گا تاکہ اس کے استعمال، ضمنی اثرات اور مجموعی اثرات کو دیکھا جاسکے۔

روح والدین اور معاشرے کا انتخاب کرتی ہے۔ "چائلڈ کوریوگرافس، اس کا مظہر پوشیدہ سے مرئی، نامعلوم" سے معلوم، طے شدہ ماضی سے پوشیدہ مستقبل تک ہمیشہ نئے حال کے ذریعے۔ یعنی مستقبل ماضی اور حال کا انتخاب کرتا ہے۔ ایک طرح سے یہ ماضی اور حال نہیں ہے جو مستقبل کی تشکیل کرتا ہے، بلکہ یہ مستقبل ہے جس نے پورے ماضی کو ڈھالا/ہدایت کیا اور اس کی تشکیل کی اور حال کو مسلسل تشکیل دیا۔ اب بھی بہت کم لوگ کہتے ہیں کہ زندگی ایک دائرے میں چلتی ہے اس لیے جو مستقبل دکھائی دے رہا ہے وہ درحقیقت حالیہ یا بعید ماضی میں ہوا ہے۔

A. کرشن، رام، بدھ، مہاویر، پیگمبر، جیسس، نانک، نے شاہی خاندان کو اپنے والدین کے طور پر منتخب کیا تھا، مستقبل ہم سے اس لحاظ سے اپنا بہترین دینے کے لیے تیار رہنے کا کہتا ہے؛ صرف ایک صحت مند اور خوش والدین ہی اپنے بچوں کو ایک اچھا ماحول دے سکتے ہیں، اور اسی طرح یہ والدین کا فرض ہے کہ وہ اپنے بچوں کو ایک صحت مند، خوش اور مقدس ماحول فراہم کریں۔

جب ہر عورت اپنے رحم سے بچے پیدا کرنا چاہے تو بس یہی دعا کی جا سکتی ہے کہ وہ اچھے بچے پیدا کرے۔ حاملہ ہونے کے وقت اور اس کے بعد صحیح خطہ، موسم، وقت، جسمانی صحت، مزاج اور ڈھیروں دعاؤں سے ہی اچھے بچے پیدا کیے جا سکتے ہیں۔ یہ عمل وہی ہے جو کسی دوسری ورزش یا کام کا ہے۔ یہاں فرق صرف یہ ہے کہ جوڑے جنسی عمل کو افزائش کے لیے کرتے ہیں نہ کہ لطف اندوزی کے لیے۔ سنسکار" (حمل اور حمل کی رسومات) دستیاب ہے۔ گربھدھان "ٹائمنگ وغیرہ کے صحیح انتخاب کے لیے

B. زیادہ تر بچوں کی پرورش خوف کو بھڑکا کر کی جاتی ہے۔ جیسے ماں کہتی ہے۔ اگر تم ایسا کرو گے تو بھوت تمہیں کھا جائے گا، اور باپ کہے گا، میں تمہیں ماروں گا۔ ہمارے معاشرے میں ہم بھی اسی رجحان کی پیروی کرتے ہیں۔ اسی طرح، مذہب کہتا ہے۔ اگر آپ نے کچھ غلط کیا تو آپ جہنم میں جائیں گے اور خدا / اللہ آپ کو سزا دے گا، اور حکومت کہتی ہے کہ اگر آپ غلط کریں گے تو آپ کو سلاخوں کے پیچھے ڈال دیا جائے گا۔ مسلسل خوف کی ایسی صورتحال میں گھر میں بچوں اور معاشرے میں انسانوں کی صحت مند نشوونما نہیں ہو سکتی۔

ہو سکتا ہے کہ ہم یہ ظاہر کر کے اسے تبدیل کرنا چاہیں کہ برا کتنا برا ہے، اور اچھا کیوں اور اچھا ہے اور یہ افراد، ان کے خاندان، ملک اور معاشرے پر کس طرح اثر انداز ہوتے ہیں۔ خوف کو محبت اور آزادی سے بدلنا ہوگا۔ ہمیں یہ دکھانا ہے کہ بھلائی کتنی اچھی/بہتر ہے اور خوف کو محبت سے کیسے بدلا جا سکتا ہے۔ خوشی ہی زندگی کو برقرار رکھنے والی واحد قوت ہے، جسے پیار اور محبت بھرے رشتوں سے بڑھایا جاتا ہے۔ ہر فرد، معاشرے اور حکومت سے یہ دعا اور توقع کی جاتی ہے کہ ہم اپنے معاشرے میں محبت کی مقدار کو فروغ دیں گے۔

C. کاروباری / اقتصادی لحاظ سے یہ کہا جا رہا ہے؛ کہ اگر کوئی ایک دن میں منافع / منافع چاہتا ہے تو لاٹری ٹکٹ خریدے، اگر سال میں منافع چاہتا ہے تو فصلیں اگائے، دو سے پانچ سال کے منافع کے لیے پھل اگائے، لیکن دیرپا منافع / منافع کے لیے دفتر / صنعت اور گھر / معاشرے میں بچوں کی ٹیم تیار کرے۔

D. بچوں کو والدین خصوصاً ماؤں کی ضرورت ہوتی ہے، نہ صرف معیاری وقت کے لیے بلکہ مقداری وقت کے لیے بھی۔ نوکرانی کے ذریعے یا کریچ کے ذریعے پرورش پانے والے بچوں میں ہم آہنگی کا فقدان پایا جاتا ہے اور وہ خاندان، معاشرے اور ملک کے بارے میں لاتعلق رویہ اپنانے کا شکار ہوتے ہیں۔ عام طور پر، اگر کوئی بچہ ابتدائی بچپن میں تنہا محسوس کرتا ہے تو اس کے والدین کو بڑھاپے میں تنہائی کا

سامنا کرنا پڑتا ہے۔ معاشرے، مذہبی اداروں اور حکومت کو مل کر کام کرنا ہو گا تاکہ مائیں/والدین اپنے
** بچوں کو وقت فراہم کریں اور ہر لحاظ سے محفوظ محسوس کریں۔

(ا)۔ تاریخ سے شاید ہی کوئی نتیجہ اخذ کر سکے کہ نوعمروں کو کیا کرنا چاہیے۔ کچھ نوجوانوں کے ساتھ بچوں کی طرح سلوک کرتے ہیں اور دوسرے ان کے ساتھ بالغوں جیسا سلوک کرتے ہیں اور پھر بھی دوسرے ان کے ساتھ ایک مرکب کی طرح سلوک کرتے ہیں۔ نوعمروں کے ساتھ یہ سلوک سہولتوں کے مطابق ہے نہ کہ نوعمروں کی خواہشات کے مطابق، کچھ کہتے ہیں کہ وہ سیکھنے کے مرحلے پر ہیں اور کچھ کہتے ہیں کہ بنیادی سمجھ آگئی ہے اور وقت کے ساتھ ساتھ شکل اختیار کر لے گی۔ کچھ کہتے ہیں کہ نوعمری کی لڑکیوں اور لڑکوں کو ایک دوسرے سے دور رہنا چاہیے۔ دوسروں کا کہنا ہے کہ لڑکیاں بلوغت کے آغاز میں ہی شادی کے قابل ہوتی ہیں اور دوسرے کہتے ہیں کہ یہ ڈیٹنگ اور ملاقات کی عمر ہے جس میں کوئی سخت احساسات نہیں ہیں۔

اپنے پورے سائز میں اگنے والے پھلوں کو پکا ہوا پھل نہیں کہا جا سکتا، پھلوں کے پکنے میں ان کی مکمل نشوونما کے بعد کم از کم پچاس فیصد زیادہ وقت لگتا ہے اور یہ صبر کا وقت ہے۔ اسی طرح اگر بلوغت تیرہ سترہ سال سے شروع ہو جائے تو لڑکا لڑکیوں کو شادی کا ساتھی بننے میں مزید سات آٹھ سال لگیں گے۔

نوعمروں کو زندگی گزارنے کے فن کے ساتھ ساتھ زندگی کے ایکٹ کی پیش کش کی ضرورت ہے "اور" اسے چھتری کی قسم کی حفاظت اور آزادی کی ضرورت ہے۔ نوعمروں کے والدین کو دوست، رہنما، نقاد ضمیر کی حفاظت کرنے والے اور ساتھ ہی ساتھ والدین کے طور پر بھی برتاؤ کرنے کی ضرورت ہے۔ اس عمر میں والدین کے مقداری وقت کے علاوہ کوالٹی ٹائم بھی درکار ہوتا ہے۔

(ب)۔ ہم مندرجہ ذیل کو نوٹ کرنا پسند کر سکتے ہیں

۱۔ جیسا کہ اس متحرک اور سب سے زیادہ متحرک دور کے لیے جہاں خواب مرکز کا درجہ رکھتے ہیں (1) عام طور پر کافی رہنمائی دستیاب نہیں ہوتی ہے۔ سوچنے والوں کے ساتھ ساتھ اس گروہ کے درمیان بھی سوچ بچار اور غور و فکر کا آغاز کرنا ہوگا۔

۲۔ نوجوانوں کے لیے قصبوں اور شہروں میں نمائشوں کا اہتمام کیا جانا چاہیے جس میں مستقبل کے لیے (2) وسیع راستے دکھائے جائیں، تحقیق اور درخواست کے لیے نئی جہتیں دکھائی جائیں۔ نمائشوں میں کچھ ایسے شعبوں کو پیش کیا جانا چاہیے جہاں عام طور پر کوئی بھی عام سیکھنے اور کمانے کے منصوبوں کے ساتھ جانا پسند نہیں کرتا ہے تاکہ نوجوان اپنے منصوبے یعنی ایڈونچر میں اضافہ کرنا چاہیں۔

جو کچھ ہم دوسروں کو دیتے ہیں وہ کچھ عرصے بعد قدرتی ذرائع سے ہمارے پاس واپس آجاتا ہے، چاہے وہ بدترین، برا، اچھا یا بہترین ہو۔ "اگر پوری دنیا میں خواتین کو بہترین نہیں مل رہا ہے، تو یہ صرف اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ کہیں وہ معاشرے کو اپنا بہترین کام نہیں دے رہی ہیں" یا تو بیٹی، بہن، دوست بیوی یا ماں کے طور پر۔ ان کے مرد ہم منصب

ماضی کی صنعت کاری زیادہ مکینیکل تھی، جبکہ موجودہ صنعت کاری مکینیکل اور سافٹ ویئر (1) ڈرائیوروں کا مرکب ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ مستقبل میں صنعت کاری بنیادی طور پر سافٹ ویئر پر مبنی ہوگی، اس لیے خواتین سافٹ ویئر میں زیادہ ماہر ہونے کے باعث صنعتی دنیا کی قیادت کریں گی، اور مرد ان سافٹ ویئر ڈرائیور خواتین کے لیے صرف ایک مددگار ثابت ہوں گے۔ خواتین لوگ خوشی محسوس کر سکتے ہیں، جبکہ مرد لوگ اسے قدرتی ترقی کے طور پر لے سکتے ہیں۔

مرد اور عورت مختلف طریقوں سے مختلف ہیں۔ دونوں کو ایک جیسی تعلیم دینا دونوں کے ساتھ ناانصافی (2) ہے۔ موجودہ تعلیمی نظام بنیادی طور پر مردانہ ہے۔ "خواتین کی تعلیم - خواتین پر مبنی" کو عملی جامہ پہنانے کے لیے کوششیں کرنا ہوں گی۔

ہر مذہب نے عورت کو زمین سے تشبیہ دی ہے اس لیے تمام زمینی معاملات کو عورتیں اچھی طرح (3) سنبھال سکتی ہیں، اور معاشرے کو اس کی حوصلہ افزائی کرنی ہوگی اور عورتیں اپنے گھر، معاشرے اور ملک کی ذمہ داری سنبھال سکتی ہیں۔

شادی کے ساتھ ایک مختلف زندگی شروع ہوتی ہے۔ دنیا میں کہیں بھی نوجوان شادی شدہ زندگی میں (4) سفر کے لیے صحیح وقت پر تربیت یافتہ نہیں ہیں۔ معاشرے کو یہ تربیت دینے کی ضرورت ہے۔ ثقافت اخلاقیات، طرز عمل، بچوں کی دیکھ بھال کے علاوہ خاندانی زندگی کے بارے میں تعلیم دونوں کو دی جانے کا مستحق ہے، لیکن حیاتیاتی وجوہات کی بنا پر خواتین کے لیے زیادہ۔

بچے کی دیکھ بھال کے لیے ماں کو تین سے چھ سال درکار ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ بوڑھے والدین (5) کا خیال رکھنا بڑوں کی زیادہ ذمہ داری ہے اور انہیں بے پرواہ چھوڑنا یا نوکروں کے ذریعے ان کے پاس جانا اس بات کا اشارہ دیتا ہے کہ بڑھاپے میں ان کے ساتھ بھی یہی سلوک ہونے والا ہے۔ معاشرے کو ان ** مسائل پر بحث کرنے کی ضرورت ہے تاکہ اس سلسلے میں بھی کوئی رہنمائی کر سکے۔

جو دیتا ہے اسے بالادستی حاصل ہوتی ہے، مرد بالادستی کی پیروی کرتا نظر آتا ہے کیونکہ خاندان میں مرد زیادہ دیتے ہیں، اور یہ ہمارے زمانے اور زمانے میں پدرانہ نظام کی ایک وجہ ہے۔ اس کو جاری رکھنے کے لیے انسان کو اپنا رویہ اور عمل جاری رکھنا ہوگا۔

دیکھا گیا ہے کہ عورت صرف اس وقت دیتی ہے جب وہ ماں ہو۔ دوسرے تمام رشتوں میں وہ توقع رکھتی ہے اور لینے والے کی طرح برتاؤ کرتی ہے۔ اگر کوئی عورت سے کچھ لینا چاہتا ہے تو اسے مادرانہ رویہ دکھانا ہو گا یا عورت کے بارے میں اپنی ماں کی طرح عزت دینا ہو گی۔ اولیاء اس بات کو سمجھتے ہیں، اور اس لیے خواتین سے زیادہ سے زیادہ نیک خواہشات، برکتیں، نیک تمنائیں اور پیروی حاصل کرتے ہیں۔

- خدا - خدا دوسرے اس کی پیروی کر سکتے ہیں اور خواتین کو زیادہ احترام دینا پسند کر سکتے ہیں۔

کے درمیان توازن برقرار رکھنا مردوں اور پورے معاشرے کے قسمتوان - خوش قسمت بیوی والدین اور

** لیے ایک حقیقی چیلنج ہوگا۔

(ا)۔ پیدائش سے لے کر موت تک ایک جنسی جاندار ایک ہی شناخت کے طور پر جانا جاتا ہے (جیسے امیبا، نیم وغیرہ) اور جنسی مخلوق کو دوہری شناخت، انسان (مرد اور عورت) کے نام سے جانا جاتا ہے۔ تمام زندہ غیر جنسی یا جنسی فطرت میں ابیلنگی ہیں اور یہ اعضاء (مرد یا عورت) کی بنیاد ہے، مکمل پن محسوس کرنا چاہے وہ تنہائی میں ہی کیوں نہ رہے۔

نئی تخلیقات کے بیج بوئے (کے وقت orgasm) جنسی عمل میں جب وقت اور جگہ ختم ہو جاتی ہے جاتے ہیں۔ فطرت جنس کو جاری رکھنے کی بنیاد ہے اور فطرت کی جنس کو ختم کرنے کی وجہ یہی ہے "کہ ہم کس طرح قادر مطلق کو خالق، برقرار رکھنے والے اور تباہ کرنے والے "شیوا" - محبت اور موت کہتے ہیں۔

انسان کی جنسی توانائی میں پہلے جسمانی شکل اختیار کرتی ہے، (جسم اور جنسی توانائی کے لیے ذخائر کو پھیلاؤ) جو تیرہ سے سترہ سال تک ہوتی ہے اور پھر بائیس سے چوبیس سال کی عمر تک توانائی کا ذخیرہ بھر جاتا ہے، اور اس کے بعد یہ یا تو اوپر چلی جاتی ہے اور اسے کنڈالینی کے نام سے جانا جاتا ہے یا دل میں جنسی توانائی پیدا کرتی ہے اور سر کو نیچے کی طرف حرکت اور خوراک فراہم کرتی ہے۔ اعضاء

انتیس سال کی عمر کے بعد جنسی توانائی کا کوئی بھی جمود شخصیت میں عدم توازن پیدا کرتا ہے۔ جمود کو دور کرنے کے لیے، شریک حیات کو دیکھنا، یا جنسی کارکن سے ملنے جانا یا مشیت زنی کرنے کے لیے دکانیں دستیاب ہیں۔ فطرت کے لحاظ سے مرد مختلف قسم کے وجود کا خواہش مند ہے اور مادہ وجود سے مختلف ہونے کی خواہش مند ہے۔ جنس لمبی عمر، خود غرضی، رزق اور ختم اور تفریح کی معروف بنیاد ہے اور رہے گی۔

(ب)۔ کنڈالینی مرحلے کی مسلسل بیداری میں رہنا یعنی مسلسل بنیادوں پر بنیادی توانائی کی اوپر کی طرف حرکت میں رہنا اور اس طرح کے جنسی ملاپ، مشیت زنی اور گیلے خوابوں کا اطلاق سنتوں اور بزرگوں کی سہولت برہما کو دستیاب ہے orgasm پر بھی ہوتا ہے۔ یہ اوپر کی طرف حرکت اور مسلسل کائناتی یا فراہم کی گئی ہے۔ مندرجہ بالا بھارت کی تفہیم اس کے نظام سے زیادہ، ممنوعات کو ہٹانا شروع کر سکتی ہے اور اسی کا پرچار کرے گی۔

میں، نفس کی جنسی Physio-psychological dimension انسانوں سمیت مالیہ جانوروں میں تلاش، پھر ایک ہی، پھر مخالف، پھر مخالف کی طرف سفر اور پھر توقف معمول ہے اور اس وقفے کے بعد وہی چکر دہرایا جاتا ہے۔ "ہم جنس پرستوں" اور "ہم جنس پرستوں" کی شادیاں فطرت میں سب سے نایاب استثناء ہیں اور کسی بھی حکومت کی طرف سے کسی قانون سازی اور معمول کی ضرورت نہیں ہے اور اسے صرف معاشرے پر چھوڑ دیا جانا چاہئے۔

(سی)۔ ہم مندرجہ ذیل کو نوٹ کرنا پسند کر سکتے ہیں

جب تک کنڈالینی بیدار نہیں ہو جاتی ہے، مندر، مسجد، خانقاہ، چرچ اور گروہوارہ میں ایک فرد یعنی 1. (بیٹرو-جنسی شریک حیات/ساتھی کے بغیر) یا تو دب کر رہ سکتا ہے یا ناجائز جنسی تسکین یا جنسی استحصال کے علاقے میں پریشانی پیدا کر سکتا ہے اور مذہبی مقام کے تقدس کو خطرے میں ڈال سکتا ہے۔ لہذا ایسی جگہ پر وان پرستہ آشرم (اڑتالیس سال سے زیادہ) یا سنیاس آشرم (بابت سال سے زیادہ) کی عمر میں شادی شدہ افراد کے ساتھ ساتھ رسومات/نماز ادا کرنے والے بھی ہوں۔ غیر شادی شدہ، طلاق یافتہ اور بیوہ افراد ایسے مذہبی مقامات پر رہ سکتے ہیں لیکن ثانوی اور معاون عہدوں پر۔

2. حوا چھیڑنا اور عصمت دری کی وجہ بھی سیکس کے زیادہ پروجیکشن اور اس کی کم دستیابی ہے۔ ایک میڈیا کی وجہ سے اور دوسری وجہ سیکس کے ساتھ جڑی بدنامی/ممنوعہ کی وجہ سے، اصلاحی کارروائی کے لیے معاشرے میں ان پر بات کرنے کی ضرورت ہے۔ بہت سی مشہور تنظیموں میں زبردستی بیچلر شپس نے جنسی استعمال یا بدسلوکی کی بدبو دی ہے۔ ایسی تنظیموں کو برقرار رہنے کے لیے خود کو بدلنا ہوگا۔

3. ہم جنس پرست اور ہم جنس پرست؛ چند ممالک میں ایک نئے طبقے کا نام نہاد ابھرنا کبھی کبھار ایک سیر ہے، اور اگر مستقل ہے۔ گھومنے پھرنے کو خارج کرنا ہوگا، یا کبھی کبھار چھوڑنا ہوگا، لیکن بگاڑ کو روکنا ہوگا اور اسے فروغ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم جنس پرست اور ہم جنس پرست نام نہاد جدیدیت پسندوں کے دائرے میں نظر آ رہے ہیں جن کی زندگیاں زیادہ منافقانہ ہوتی جا رہی ہیں۔ میڈیا اور عدالتوں کو گلیمرائزنگ اور گلیوریفائینگ رول کی جگہ فطری اور غیر جانبداری کا کردار ادا کرنا ہوگا۔ چونکہ یہ ایک سماجی مسئلہ ہے اس لیے حکومت کو کسی بھی بہانے اس میں مداخلت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

4. سیاسی حلقوں اور دیگر دشمنیوں میں بے نقاب (جنسی) اور ختم کرنا ہمارے معاشرے کے لیے یقیناً 4. باعث تشویش رہے گا۔ ہمیں نمائش اور خاتمے کے بارے میں ایک صحت مند نقطہ نظر لینے کی ضرورت ہے۔ **

(ا)۔ پیدائشی معذور

عام طور پر، جوڑے خوشی، اطمینان یا اپنے تناؤ کو دور کرنے کے لیے جنسی تعلقات میں داخل ہوتے ہیں اور بچے ان کی ضمنی پیداوار ہیں۔ ہم سب ضمنی مصنوعات کی قدر، قیمت اور حالت جانتے ہیں اور یہ غیر صحت مند اور بعض اوقات پیدائشی معذور اولاد کی بڑی وجہ ہے۔ تمام مذاہب اور ان کی علم نجوم کسی فرد کی تقدیر کی پیشین گوئی کے لیے پیدائش کے وقت کو مدنظر رکھتے ہیں۔ بہت سے مذاہب، علم نجوم جیسے کبالا، شماریات یا زائچہ اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ حاملہ ہونے کا وقت اصل ترسیل کے وقت کی بجائے اہمیت رکھتا ہے۔ بھارت میں چند مقامات پر نجومی بچے کے خواہشمند جوڑے کو حاملہ ہونے کا وقت اور اس کے معیار کا مشورہ دیتے ہیں۔ مشورہ دیا جاتا ہے کہ ان ادوار میں ہمبستری محض جنسی تسکین کے بجائے دعا ہو۔

یہ دیکھا گیا ہے کہ بہت سے جوڑے صحت مند خوش اور مقدس بچے کے لیے "گرہدھن سنسکار" کے نام سے کچھ مخصوص رسومات ادا کرتے ہیں، پھر یہ جوڑے قرآن پاک میں اللہ کے سو ناموں کے عنوان میں دیے گئے ننانوے ناموں کی فہرست میں سے بچے یا لڑکی کا نام بھی چنتے ہیں (اس فہرست میں ایک نام رہ گیا ہے جو اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ بچے کا جو بھی نام ہو، وہ اللہ کے مذہب کے نام سے منتخب کیا جائے گا)۔ تینتیس کروڑ دیوی، دیوتا، جیسس، ماریا، موسیٰ، بدھ اور مہاویر یا دیوتا کے ناموں میں سے نام کا انتخاب دو باتوں پر عمل میں آتا ہے: نئے آنے والے کو دیوتا ماننا اور بچے کا نام لے کر خدا کا نام لینا۔

(ب)۔ معاشرے اور حکومت کو مذہبی مراکز اور میڈیا کے تعاون سے درج ذیل چیزوں کو فروغ دینا ہو گا۔

۔ پھول کی مکمل تعریف کرنے کے لیے بیج کی بھی تعریف کرنی ہوگی۔ اگر ایک عورت اپنے بچوں (1) سے محبت کرتی ہے لیکن اپنے شوہر سے نفرت کرتی ہے تو پھر بچوں سے محبت محض ملکیت ہے نہ کہ محبت۔ ایک بہتر کل میں جب خواتین اپنے بچوں سے حقیقی معنوں میں پیار کریں گی تو خواتین کو اپنے شادی کے ساتھیوں کے انتخاب میں زیادہ آزادی درکار ہوگی۔ معاشرہ اپنے کردار کو دوبارہ ادا کرنا پسند کر سکتا ہے تاکہ بالغوں کو شادی اور ملاپ سے پہلے چیٹنگ اور ڈیٹنگ کی اجازت/ حوصلہ افزائی کی جا سکے۔

۔ جنسی تسکین کے خواہاں جوڑوں کے لیے: بہتر جنسی تعلیم، بہتر جنسی پڑھنے کا مواد اور کھجوراہو (2) اور کونارک جیسے مقامات کا دورہ کرنے کے لیے حوصلہ افزائی کی جانی چاہیے۔ کھجوراہو اور کونارک کے مندروں میں، وہ پیغام جو جنسی عمل کی بات کرتا ہے وہ دائرہ میں ہے اور مرکز میں دیوتا ہے۔ ایسے مراکز اچھے انفراسٹرکچر کے ساتھ برقرار رکھنے کے مستحق ہیں۔

۔ بچہ پیدا کرنے کے خواہشمند جوڑوں کے لیے، حاملہ ہونے کے مناسب وقت کے لیے کسی ماہر (3) شماریات یا نجومی، پامسٹ یا ٹیرو ریڈر کے ذریعے مدد کریں اور اپنے عقیدے اور عقیدے کے مطابق رسومات ادا کرنے کے لیے حوصلہ افزائی کے مستحق ہیں۔ معاشرہ اور حکومت علم نجوم میں تحقیق اور مختلف علم نجوم کے مربوط عمل کی حمایت اور حوصلہ افزائی کرنا پسند کر سکتے ہیں۔

:- (سی)۔ ایک لاوارث معذور کے لیے

گہری ذمہ داری معاشرے اور حکومت پر عائد ہوتی ہے۔ کچھ معذور ہیں جن میں خصوصی صلاحیتیں ہیں اور ایسی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے، ان کی حمایت اور فروغ دینے کی ضرورت ہے۔ ایک لاوارث معذور معاشرے اور حکومت کو مناسب اور رواں انفراسٹرکچر بنانے اور برقرار رکھنے کی ضرورت ہے۔ معاشرہ اور حکومت مل کر ایسے تمام معذور افراد یا جذام کی قسم کی بیماری میں مبتلا افراد کو ایک جگہ پر لانا چاہیں اور انہیں طبی اور جذباتی مدد فراہم کریں۔ یہ معاشرے اور حکومت کی ذمہ داری ہے اس لیے معذوروں کے لیے پناہ گاہوں کے انتظام میں نام نہاد خیراتی ٹرسٹوں اور این جی اوز کے کردار کو بند کرنے کی ضرورت ہے۔ کچھ بھی ہو، ان اور دوسروں سے بھیک مانگنا بند ہونا چاہیے۔

:- (ڈی)۔ بدقسمت معذور

محض سرٹیفیکیشن کے لیے معذور بننا یا نوکریوں اور دیگر سہولیات میں ریزرویشن/فیورٹ کے لیے 1. حقیقی معنوں میں معذور بننا یا بھیک مانگنے سے سختی سے نمٹا جائے گا اور ایسے معاملات کو صرف تک کم کرنا ہوگا۔

آنکھوں کے عطیہ کی حوصلہ افزائی کرنی ہوگی۔ اس طرح کی تمام تر حوصلہ افزائی کے لیے آنکھوں 2. کے تمام کامیاب ٹرانسپلانٹس کے لیے عطیہ دہندگان کے خاندان کے سربراہ کو پچاس سے سو گرام سونے کی نقد رقم دی جائے گی۔ سو بستروں سے زیادہ والے ہسپتالوں کو آنکھوں کے عطیہ کی سہولیات سے آراستہ کرنے کے لیے کہا جا سکتا ہے۔ مصنوعی اعضاء کی پیوند کاری کو آسان اور سستی بنانے کا مستحق ہے۔ معذور افراد کے لیے ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ اس حد تک فنڈز کی مستحق ہے کہ موجودہ لاٹ خوشی سے زندگی بسر کرے۔

دیگر تمام معذوروں کے لیے، معاشرے اور حکومت کو مل کر ان کی روزی روٹی کا خیال رکھنا ہو گا 3. اور کسی بھی صورت میں بھیک مانگنے کی اجازت نہیں دی جائے گی اور نہ ہی اسے چھوڑ دیا جائے گا۔

**

(ا)۔ ایمان اور افزائش تمام جانداروں میں ایک فطری خواہش ہے، اور یہ اس کے مرد ہم منصب کے مقابلے خواتین میں زیادہ ہے۔ ہم اس بات کی تعریف کر سکتے ہیں کہ خواتین زیادہ مذہبی ہوتی ہیں اور بچوں کی زیادہ خواہشمند ہوتی ہیں۔ اس میں کوئی مداخلت فطرت کے خلاف کھیل ہے۔

مغرب میں جب گرجا گھر اپنے نوجوانوں کو ہدایت دینے میں ناکام رہے، اور جب مغرب کے نوجوان اپنے آپ کو گرجا گھروں سے مطمئن نہیں پاتے تھے تو انہوں نے ایک خلا محسوس کیا، اور فطرت سے نفرت کے طور پر یہ جگہ ہپی ثقافت اور جنسی تسکین سے پُر ہو گئی۔ جنسی آزادی کو برقرار رکھنے کے لیے خواتین بچوں کو لے جانے سے انکار کرتی ہیں۔ اس صورت حال کو بار بار طلاق اور سنگل والدین سے متعلق مسائل کی وجہ سے مزید شدت ملی۔ بچوں کی نشوونما کے لیے بچائی گئی رقم کو اکیلے پن کی بوریت سے بچنے کے لیے عیش و عشرت کے لیے نئے اور جدید تکنیکی کھلونوں کی خریداری میں لگایا گیا۔ بہت سے ممالک میں یہ مسئلہ بڑھاپے میں اپنے والدین کے ساتھ بچوں کے مالی تعاون/تعاون سے انکار کی وجہ سے شدید تر ہوتا جا رہا ہے، جس کی وجہ سے بہت سے جوڑے سوچنے اور طرز زندگی اختیار کرنے اور بچوں کی پرورش پر خرچ کرنے کے بجائے اپنے مستقبل کے لیے پیسہ بچاتے ہیں۔

(ب)۔ مغرب میں آبادی میں کمی نے مغربی دانشوروں کو چوکنا کر دیا ہے، لیکن وہ خود کو اندرونی اخلاقی مسائل سے نمٹنے کے قابل نہیں پاتے ہیں۔ مغربی آبادی میں کمی اور مشرقی آبادی کی بڑھتی ہوئی شرح نے انہیں فکرمند کر دیا تھا کہ یہ بڑھتی ہوئی آبادی ان کے ملک پر قبضہ کر لے گی۔ مستقبل کے اس غیر ضروری خوف سے متاثر ہو کر مغربی علماء نے چھوٹے خاندان اور خاندانی منصوبہ بندی کے موضوع کا پرچار شروع کر دیا۔ اس کے پروپیگنڈے کی حمایت کرنے کے لیے، اس نے پیدائش پر قابو پانے کے لیے آلات اور طریقے تیار کیے، اور اس موضوع کی تکمیل کے لیے، میڈیا کو یہ پروپیگنڈہ کرنے کے لیے استعمال کیا گیا کہ ممالک کی ترقی اور ترقی کے لیے آبادی بنیادی مسئلہ ہے۔

(سی)۔ مندرجہ بالا سوچ سے اندازہ لگاتے ہوئے چند ممالک اور چند دوسرے علماء نے یہ ماننا شروع کر دیا کہ اگر ہمارا ملک اور ہمارے قبیلے کی آبادی سب سے زیادہ ہے تو ہم دنیا پر حکومت کریں گے۔ فطرت میں جس چیز کو ہم دباتے ہیں وہ جنون بن جاتا ہے اور جس چیز کی ہم حوصلہ افزائی کرتے ہیں وہ دب جاتا ہے اور یہ مشرق اور مغرب کے لیے بھی درست ہے، ایک کو کم آبادی کا مسئلہ ہے اور دوسرے کو زیادہ آبادی کا مسئلہ۔ مزید یہ کہ بہت سے مشرقی ممالک میں جہاں فی کس آمدنی بہت کم ہے بچے کمانے والے ممبر پائے جاتے ہیں (بھیک مانگ کر، عجیب و غریب کام کر کے، سرکاری راشن حاصل کرنا وغیرہ) جو کہ تیسری دنیا کے کئی ممالک میں آبادی کو آگے بڑھانے کی ایک اہم وجہ ہے۔

حکومت کو فلاحی ریاست کے اپنے نام نہاد پروجیکشن کو ترک کرنا چاہیے اور زیادہ تر معاشرے کے ذریعے عوام کو اس بات کی ترغیب دینی چاہیے کہ ان کے پیروکار بھیک اور غلامی کے بغیر خوش اور صحت مند زندگی گزاریں، اور پھر ایک خاندان کے کتنے بچے ہیں؟ حکومت کو فکر نہیں کرنی چاہیے۔

(ڈی)۔ گزشتہ ساٹھ سالوں میں عالمی انسانی آبادی دو سو کروڑ سے تین سے چار گنا بڑھ کر تقریباً ہو چکی ہے۔ سات سو کروڑ بنیادی طور پر زندگی کے ہر شعبے میں بجلی، پیٹرولیم مصنوعات کے متعارف ہونے کی وجہ سے (چاہے وہ طبی سہولیات ہوں، میٹرو کی فراہمی، بلند و بالا عمارتیں اور کچی بستیاں، قطبی خطوں کے قریب اور صحرا میں روک تھام کے لیے حرارتی اور ٹھنڈک کی حمایت)، اس طرح کی ترقی خطرے سے دوچار ہے۔ معاشرے کو آگے آنا ہوگا تاکہ ملک و دنیا میں متوازن خاندان کا تصور قائم اور *** برقرار رہے۔

اس طرح، مجموعی گھریلو پیداوار (جی ڈی پی) غلط اصطلاحات ہیں، آٹھ فیصد ترقی کے لیے یہ تاثر دیتا ہے جیسے:

آٹھ فیصد ترقی: غریبوں کی غربت میں۔

آٹھ فیصد ترقی: ترقی یافتہ کی ترقی میں۔

آٹھ فیصد ترقی: غیر ترقی یافتہ کی ترقی میں۔

آٹھ فیصد اضافہ: لوٹ مار، جرائم، نکسلی اور عسکریت پسندانہ سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ مظلوموں کی تابعداری اور نیکی کی بھلائی۔

جی ڈی پی پر زیادہ زور نے عدم توازن کو جنم دیا ہے، معاشرے میں غریبوں اور امیروں کے درمیان فرق کو بڑھایا ہے۔ چوری اور ڈکیتی کی وارداتوں میں اضافہ، دن کی روشنی میں لوٹ مار، دیگر مجرمانہ اور نکسلانی سرگرمیوں کے علاوہ جی ڈی پی میں ضرورت سے زیادہ اہمیت کے رجحان سے منسوب کیا جا سکتا ہے۔ چونکہ کل ہوا میں آکسیجن کا فیصد تقریباً ایک جیسا رہتا ہے اور ایک جیسا ہی رہنا پڑتا ہے ماحولیات یا معاشیات میں اس طرح کی ترقی خرابی/عدم توازن کا اشارہ ہے کیونکہ اس طرح کی اصطلاح

کو تناسب کے طور پر GHR کو مجموعی خوشی کے تناسب سے بدلنے کی ضرورت ہے، جہاں GDP $GHR = A/B$ بیان کیا جا سکتا ہے مجموعی خوشی کا تناسب

ج: انفراسٹرکچر، مضبوطی کی تعمیر اور دیکھ بھال، خوراک اور تندرستی، خوراک اور ڈیزائن، فیشن اور تفریح، ریزرو اور تحقیق، ترقی اور سجاوٹ، احسان وغیرہ پر حکومت اور عوام کے کل اخراجات۔

ب: صحت، قانونی چارہ جوئی، اور نام نہاد اخلاقی تبلیغ، بحران کے انتظام اور مردہ خانے کے کاروبار پر حکومت اور عوام کے کل اخراجات ہم سب کو زندگی کو برقرار رکھنے کی طاقت کا ایک بڑا حصہ فراہم کرے گا۔

جب رجحان نیچے کی طرف ہوتا ہے تو صحت، قانونی چارہ جوئی اور تبلیغ اور مردہ خانے کے کاروبار میں ترقی ہوتی ہے اور جب رجحان اوپر کی طرف ہوتا ہے تو انفراسٹرکچر فوڈ اینڈ فٹنس، خوراک اور ڈیزائن، فیشن اور تفریح، ریزرو اور تحقیق، ترقی اور سجاوٹ میں ہوتا ہے۔

(ا)۔ یہ اصطلاح عام طور پر سیاسی میدان، کارپوریٹ گھرانوں، اور بڑی ملٹی نیشنلز میں استعمال ہو رہی ہے۔ یہاں وہ کہتے ہیں کہ قیادت قدر کی بنیاد پر ہونی چاہیے، لیکن اس شعبے میں زیادہ تر وہ اس بات پر غیر فیصلہ کن ہیں کہ آیا یہ قدر (اخلاقیات، ضابطہ اخلاق (ہے، یا قیادت اہم ہے۔

عام طور پر کوئی شخص اقدار یا قیادت کو کیا اہمیت دیتا ہے اس کا فیصلہ کرتا ہے۔ اگر کسی کے لیے قدر اہم ہے تو ممکن ہے کہ اس کے لیے قیادت غیر معمولی ہو جائے اور ہو سکتا ہے کہ وہ قدر کو برقرار رکھنے کے لیے بہت کچھ قربان کر دے۔ اور اگر کسی کے لیے قیادت اہم ہے تو یہ بالکل ظاہر ہے کہ قیادت کو برقرار رکھنے کے لیے وہ پہلے ذاتی اقدار کو قربان کرے گا اور پھر ایسی تمام اقدار کو قربان کر دے گا جو اس کی قیادت کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔

عملییت اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ کچھ اقدار وقت اور جگہ کے مطابق بدل جاتی ہیں، مثلاً جنگ امن، غم اور خوشی میں (خطہ اور مذہب اور چند اقدار بارہماسی رہتی ہیں۔ معاشرے کی بقا کے لیے ضروری ہے کہ ہمہ گیر اقدار کو برقرار رکھا جائے خواہ اس سے معاشرے میں چند افراد کی قیادت کا نقصان ہی کیوں نہ ہو۔ اگر ہمہ گیر اقدار برقرار نہ رہیں تو ممکن ہے کہ نہ صرف وہ رہنما یا وہ گروہ گرے بلکہ پورا معاشرہ زوال کا شکار ہو جائے، اس لیے بارہماسی اقدار کو برقرار رکھنا بہت ضروری ہے اور اس کی برکت سے معاشرے کے وژن اور ہدف کے مطابق کام کرنے کے لیے نئی قیادت آسانی سے قائم ہو جائے گی۔

(ب)۔ سیاسی میدان میں پیشہ ور سیاست دان اپنی پیشہ ورانہ مہارت کے مطابق خلوص کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ لیکن جہاں کوئی اضافی خلوص دیکھتا ہے، عام طور پر یہ عدم تحفظ کے گہرے احساس یا محبت کی بھرمار سے نکلتا ہے۔ رجینیتی (سیاست) جو عدم تحفظ کے گہرے احساس سے پھوٹتی ہے اس کی پارٹی تنظیم اور عوام میں عدم تحفظ پیدا کرتی ہے، اور رجینیتی جو عزم اور محبت کے گہرے احساس سے پھوٹتی ہے وہ لیڈروں کو ایک مقصد کے لیے قربانیاں دینے اور دوسروں کی سہولت کے لیے پیدا کرتی ہے۔

دعا ہے کہ ہم ایسے اختلافات کو دیکھیں اور پھر مقامی، علاقائی، قومی اور بین الاقوامی سطح کے لیے اپنے راستے اور رہنما کا انتخاب کریں، اور پہلے خود، پھر گروہ، پھر مذہب اور علاقہ اور پھر قوم اور بین الاقوامی اور آخر میں سناتن دھرم سناتن کو مضبوط کرتے ہوئے اپنے سفر کا آغاز کریں۔

(سی)۔ پیدائشی قائدانہ صلاحیت کے حامل فرد کو اس کی صلاحیتوں کو مزید نکھارنے کے لیے قائدانہ تربیت فراہم کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے لیڈرشپ کالج کھولنے کی ضرورت ہے (جن میں راج نییتی، سیاست، کاروبار، انسانی وسائل کی انتظامیہ، جغرافیہ اور مختصر تاریخ، عالمی مذہب کی جھلک، ہماری قابلیت اور ہماری اہلیت وغیرہ جیسے مضامین شامل ہوں گے)۔

کارپوریٹ سیکٹر میں یہ دیکھا گیا ہے کہ؛ مسلسل ناکام انتظامی نظریات میں، صنعتوں میں خاندانی نوعیت کا ماحول اب بھی اچھے نتائج دے رہا ہے۔ ہمارے لیے بہتر ہو گا کہ اس خصلت کو سماجی شعبے میں بھی *** لاگو کرنے کے لیے اس پر بحث کی جائے۔

(ا). بھارتیہ دھرم نیرکشتہ دھرم گرنتم سے اخذ کیا گیا ہے جہاں نیرپکشا کا مطلب ہے وہ دھرم جو غیر متعلق ہے یعنی ہندو سے سپیکش نہیں، مسلمان سے سپیکش نہیں، بدھ مت سے نہیں، عیسائیوں سے نہیں یہودیوں سے نہیں اور ایکس، وائی، زیڈ سے سپیکش نہیں۔ نیرپکشا سپیکش کے مخالف ہے۔

بھارت کا کہنا ہے کہ دھرم 'سناتنا' ہے اور اس میں تمام مذہب شامل ہیں، جبکہ لفظ سیکولر تھوڑا سا الجھن کا باعث بنتا ہے کیونکہ اس کا مطلب ہے غیر مذہبی اور مکمل طور پر پیسہ پر مبنی حکومت۔ دھرم نیرپکشا کے لیے انگریزی میں کوئی صحیح لفظ نہیں ہے۔ دھرم نیرکشا کا مطلب مکمل طور پر مذہبی یا مکمل مذہبی ہے۔ بھارت بطور دھرم نیرکشا ملک ایک مکمل دھرم (مذہبی) ملک کی نشاندہی کرتا ہے اور اسے 'بھارت دھرم راسٹرا، بھارت - مذہبی ملک' کہا جا سکتا ہے۔ -

(ب). "بھارت" کا نام مختلف باباؤں کے ذریعہ بنی نوع انسان کو روشن کرنے کی کوششوں کے بعد آیا ہے۔ بھارت روشن سفید روشنی دیتا ہے، جس میں زندگی اور زندگی کے تمام رنگ شامل ہیں۔ رنگین عینک والے سناتنا 'صحیح معنوں' افراد اس میں اپنا مطلوبہ رنگ دیکھ سکتے ہیں، اور اس کی تعریف کر سکتے ہیں۔ لفظ میں بھارت پرانے اور نئے کی یکساں نشاندہی کرتا ہے۔

:(سی). ہم مندرجہ ذیل کو نوٹ کرنا پسند کر سکتے ہیں

بھارت تھا اور رہے گا دھرم نیرکشا (جیسا کہ یہ ہر بھارتی کے خون اور گودے میں ہے)؛ اس لیے 1. اس میں مداخلت کرنے یا اسے سیکولر کہنے کی کوئی بھی کوشش ہم سب کے لیے ناخوشی کا باعث بنے گی۔

مسلمانوں، عیسائیوں، یہودیوں، بدھستوں اور جارحیت کے ہندوؤں کے درمیان جاری مختلف تعاملات 2. (قومی اور بین الاقوامی)، پرموشنل تبدیلی، یوگا، دھیان کو اپنانا، اختلاط اور انضمام اور اس کے نتیجے میں ابھرتے ہوئے دھرم نیرپکشا (مکمل طور پر مذہبی - سناتن) عالمی نظام کے اشارے ہیں۔

بھارت کو دھرم نیرکشتہ کے اندرونی اور بیرونی مباحث کو فروغ دینا ہو گا، اور دھرم نیرپختہ اور اس 3. کے عمل کے محافظ کے طور پر بھارت کو اپنے راستے میں آنے والی کسی بھی مصیبت کو ختم کرنا ہو *** گا اور بین الاقوامی سطح پر دھرم نیرکشتہ کو فروغ دینا ہو گا۔

چین اور جاپان میں ایک مشہور پینٹنگ میں دکھایا گیا ہے، زین ماسٹر دھما پادا کو جلاتے ہوئے، ایک مذہبی کتاب (بدھوں کے لیے ایک قسم کی قانون کی کتاب) بہت زین ماسٹر کی ہے۔ جب کوئی آتا ہے تو کتابیں اور صحیفے اپنی مطابقت کھو دیتے ہیں۔

ایسے لوگ اور معاشرہ فطرت کے ساتھ ہلتے رہتے ہیں اور اس کا لفظ ترتیب بن جاتا ہے اور واقعات رونما ہوتے ہیں خواہ قانون کی کتاب میں لکھے گئے ہوں یا نہ ہوں۔ لوگ پہلے سے طے شدہ یا پیش گوئی نہیں کی جا سکتی ہیں لیکن ذمہ دار ہیں۔

جو لوگ نہیں پہنچے ان کے لیے تحریری قواعد اور دستاویزی قانون کی کتابیں درکار ہیں۔ جن ممالک کے اصول و ضوابط، قانون کی کتابیں بڑی ہیں، ان کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ وہ نہیں پہنچے اور اگر حکمرانی اور قانون کی کتابیں ابھام پیدا کر رہی ہوں اور افراتفری کا باعث ہوں تو کہا جا سکتا ہے کہ وہ ملک ابتدائی مرحلے میں ہے۔ یہ واضح ہے کہ اگر قواعد و ضوابط پیچیدہ ہوں گے تو انصاف کی فراہمی خطرے میں پڑ جائے گی۔ کسی ملک اور معاشرے کے لیے اس کے جوان رہنے کے لیے اس کی قانون کی کتابوں کا تجربہ کرنا جاری رکھیں۔

تنتز کا کہنا ہے کہ جو کامل ترتیب میں ہیں، اگر کچھ بھی کہا جائے تو حکم بن جاتا ہے، اور صرف وہی جو ترتیب میں ہیں حکم دینے کا اختیار رکھتے ہیں۔ کوئی بھی نظام (یہاں تک کہ مشینیں)، جو ترتیب میں نہیں ہیں، نہ تو قابل عمل حکم دے سکتے ہیں اور نہ ہی احکامات کی پیروی کر سکتے ہیں، ایسے آدمی یا مشینوں یا نظام کی طرف سے کوئی بھی حکم ان کے واضح ہونے سے زیادہ خرابی کا باعث بنتا ہے۔ ان کا حل مسائل فراہم کرتا ہے اور ہر مداخلت مزید مداخلت اور الجھن کا باعث بنتی ہے۔ ایک بے ترتیب نظام میں، یہ بیان کہ "ضرورت ایجاد کی ماں ہے" کی جگہ لے لی جاتی ہے، "ضرورت ایجاد کا بچہ ہے"۔

تنتز اپنے آپ کو اور نظام کو ترتیب دینے کے لیے ایک سو بارہ طریقے بتاتا ہے۔ یہ بارہ سو طریقے ہمہ گیر ہیں اور تمام مذاہب اور ہر زمانے، ماضی، حال اور مستقبل کے تمام عمل پر مشتمل ہیں، اور آزمائے ہوئے ہیں۔ کسی بھی چیز کو انجام دینے کے لئے احکامات کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب کوئی ترتیب میں ہو یعنی جب کوئی فطرت (ماحول، موسم، گرد و پیش اور صورت حال) کے ساتھ ہم آہنگی / ہم آہنگی میں ہو تو احکامات کی پیروی کی جاتی ہے۔ ایک منظم نظام میں کسی پر کوئی دباؤ نہیں ہوتا، خواہشات اور خواہشات کی کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی۔ یہ ایک مکمل برقی نظام کی طرح ہے، جس میں سوئچ آن کرنے سے بلب چمکتا ہے اور مشینیں چلتی ہیں۔

معاشرہ اپنے آپ کو اور حکومت کو ترتیب میں لانے کے عمل اور عمل کو فروغ دینا اور اس کی حوصلہ افزائی کرنا ہے تاکہ حکم کا احترام کیا جائے اور اس کی پیروی کی جائے۔ جو لوگ ترتیب میں ہیں انہیں اقتدار کی کرسی یا رہنمائی، نقاد اور شعور رکھنے والے یا سب کو ایک ساتھ سنبھالنا پڑے گا۔ ہمیں نظام کا جائزہ لینا ہو گا اور خرابی پیدا کرنے والی رکاوٹوں کو دور کرنا ہو گا۔ ائیے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ *** ہمارے لیے ٹھیک رہے۔

(ا). جو لوگ تاریخ کا حوالہ دیتے ہیں وہ اس بات کی تعریف کریں گے کہ ریکارڈ شدہ تاریخ میں حکومت جو خالص انارکی سے شروع ہوئی تھی، تیر اندازی کی طرف لے جاتی ہے، تیر اندازی سے گروپ تیر اندازی کی طرف، جسمانی تیر اندازی سے جسمانی اور ذہنی تیر اندازی تیر اندازی سے آرچ شپ اور پھر شاہی اشرافیہ کی طرف جاتی ہے۔ شاہی اشرافیہ سے شاہی ڈکٹیٹر شپ تک شاہی آمریت سے اجتماعی آمریت تک، اجتماعی آمریت سے ڈیمن کریسی تک اور ڈیمن کریسی سے قابل نمائی اشرافیہ یعنی جمہوریت تک اور اس قابل نما اشرافیہ سے جمہوریت (جمہوریت) تک اور اگر اس وقت کی حکومت جاری رہے گی تو بہتر ہوگا جمہوریت میں اور آخر میں الہی جمہوریت کی شکل میں۔

اگر ہم عالمی منظرناموں پر نظر ڈالیں تو ہم اس بات کی تعریف کریں گے کہ جمہوریت تک چھوٹی سے بڑی سطح تک ہر طرح کی حکومت موجود ہے اور یہ بھی مشاہدہ کر سکتے ہیں کہ یہ تسلسل کے ساتھ ارتقا پذیر ہو رہی ہیں۔ اگر ہم باریک بینی سے مشاہدہ کریں تو ہندوستان اور چند دوسرے ممالک کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ وہ بہت تیزی سے ڈیمن کریسی کے اسٹیج سے مظاہرے کرنے والے اشرافیہ (جمہوریت) کی طرف ایک طرز حکمرانی کے طور پر الہی جمہوریت (یادری اشرافیہ نہیں) کی طرف بڑھ رہے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ اس ارتقائی عمل میں جو لوگ دنیا کو روشن کرنے اور لوگوں کو روشن کرنے کے لیے اپنے آپ کو وقف کرتے رہتے ہیں وہ اس کے واضح مشعل بردار اور بھارت کے نام سے جانے جاتے ہیں۔

(ب). جو لوگ تاریخ کا حوالہ نہیں دیتے وہ سمجھتے ہیں کہ دنیا میں کوئی بھی چیز حادثاتی، اتفاقی یا اتفاقی نہیں ہے بلکہ ہر چیز ترتیب وار ہے۔ چونکہ فطرت کا نمونہ اتنا وسیع ہے کہ زیادہ تر واقعات اور عمل حادثاتی، اتفاقی یا اتفاقی دکھائی دیتے ہیں، لیکن ان لوگوں کے لیے جو فطرت کے ساتھ ہلتے ہیں۔ پیدائش سے لے کر موت تک پندر جنم تک سب کچھ ترتیب وار ہے اور صرف ایک گزرنے کا وقت ہے۔ جو کرتے ہیں، اور جو نہیں کرتے، فطرت کے ساتھ تجربات، اور فطرت کے تجربات، یہ سب بنیادی طور پر فطرت کے ارتقائی عمل کا حصہ ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ اس ارتقائی عمل میں جو لوگ دنیا کو روشن کرنے اور لوگوں کو روشن کرنے کے لیے اپنے آپ کو وقف کرتے رہتے ہیں وہ اس کے واضح مشعل بردار اور بھارت کے نام سے جانے جاتے ہیں۔

یعنی روشن BHARAT (BHA + RAT)، BHA- LIGHT, FLAM, ENERGY, RAT- BUSY، خیالی میں مصروف، (اس کی سفید چمک زندگی کے ہر رنگ پر مشتمل ہے)۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ بھارت دنیا کا ایک فطری رہنما ہے اور اس سے بھی بڑھ کر یہ بھی ضروری ہے کہ بھارت اپنی تمام تر متحرک اور حرکیات کے ساتھ دنیا کے فطری رہنما کے طور پر برتاؤ کرے، تاکہ ہر جگہ ایک صحت مند، خوش اور مقدس ماحول برقرار رہے۔ ماضی میں بھارت نے اسے برقرار رکھا اور اب اسی راستے پر چلنے کا وقت ہے۔

اوپر صرف اس لیے ہے کہ، بھارت سمجھتا ہے کہ قیادت کا راستہ دل سے سر، ذہنی میک اپ سے لے کر جسمانی عمل، الفاظ، اعمال اور اعمال میں ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اگر بھارت لیڈر کی طرح برتاؤ نہیں کرتا ہے تو حالات عام طور پر افراتفری کا باعث بنتے ہیں یا پھر کوئی تباہی بھی ہو سکتی ہے۔

بھارت سمجھتا ہے کہ یہ ویژنری ہے جو مقصد کی پیشین گوئی کرتا ہے اور دکھاتا ہے، اور ہم سب سمجھتے ہیں کہ مقصد اپنی طرف متوجہ کرتا ہے اور اس کے حصول کا راستہ دکھاتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ مقامی اور قومی سطح کی اعلیٰ ترین منصوبہ بندی، عمل آوری اور رابطہ کار ادارے کو ایسے تمام مشائخ مشائخ اور صوفیاء (تنہائی میں یا خاندان میں رہتے ہوئے) سے مسلسل آشیرواد حاصل کرنا ہو گا اور مجموعی فلاح و بہبود کے لیے ترتیب وار عمل اور برتاؤ کرنا ہو گا۔ صوفیاء، بزرگوں اور صوفیاء کے

مزید احکامات کو غالب طاقت حاصل ہوگی جو بھی حالات ہوں یا مروجہ/موجودہ قوانین ہوں۔ یہ فطری قیادت کی تحرک اور بقا کو برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہے، کیونکہ یہ احکامات براہ راست فطرت سے پہلے سے آتے ہیں اور آفات، جنگ اور تہواروں میں مختلف ہوتے ہیں۔

یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ لیڈر ایک ادارہ ہے، جو حالات کے مطابق تشکیل پاتا ہے، باباؤں کی برکت سے آقاؤں کی حمایت سے، دانشوروں کے ذریعے ترقی یافتہ، پیروکاروں کے ذریعے آگے بڑھتا ہے اور کینوس کی مشترکہ تقدیر کے لیے کام کرتا ہے۔ یہ ایک منظم رجحان ہے اور صرف اسی انداز میں کام کرتا ہے۔ کوئی بھی تغیر تباہی کا باعث بنتا ہے اور اس سے ہر قیمت پر گریز کیا جانا چاہیے۔ (ایک فرد کا ادارہ ایک نایاب ہے اور 'کرشن' دیوتا کی طرح اجارہ داری ہے)۔ ایسے میں ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم بصیرت بزرگوں، بزرگوں اور صوفیاء کا احترام کریں اور خوش، صحت مند اور مقدس رہنے کے لیے ان کے احکامات پر عمل کریں۔ یہ الگ کہانی ہے کہ ایسا طبقہ احترام کا حکم دیتا ہے اور کبھی عزت کی بھوک محسوس نہیں کرتا۔

(سی)۔ اگر ہم عالمی منظر نامے کو قریب سے دیکھیں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ مختلف معاشروں، مذاہب اور ممالک کے درمیان انضمام کا عمل شروع ہو چکا ہے جسے مختلف حلقوں کے درمیان نفرت کے ساتھ ساتھ محبت کے عروج سے بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ نفرت اور محبت کا رشتہ اس طرح پروان چڑھتا ہے:

نفرت + محبت = رحم

رحم + محبت = مدد۔

مدد + محبت = ہمدردی

ہمدردی + محبت = احسان

احسان + محبت + محبت = محبت

ہم کہہ سکتے ہیں کہ بین الاقوامی خاندان یا بین الاقوامی بھائی چارے کا احساس دنیا میں موجود ہے اور ہم سب اس کا مشاہدہ مختلف قدرتی آفات جیسے سونامی، زلزلہ یا طوفان اور بیماریوں کے پھیلاؤ کے دوران کرتے ہیں۔ ہم نے ماضی قریب میں دیکھا ہے کہ کس طرح معلومات، مشورے، تعاون کی پیشکش پوری دنیا سے آنا شروع ہو جاتی ہے، تاہم مدد کی مقدار کسی کی صلاحیت کے مطابق مختلف ہوتی ہے۔ یہ تعریف کرنا عام ہے کہ مدد کی مقدار لاتعلق ہونے سے بڑھ جاتی ہے، اس کے بعد جاننے والے، اس کے بعد ان سے نفرت کرنے والے، اس کے بعد ان سے محبت کرنے والے۔

جن معاشروں اور ملکوں میں دشمنی یا نفرت برقرار رہتی ہے، جلد یا بدیر یہ بے حسی یا محبت میں بدل جاتی ہے۔ بڑھتے ہوئے رشتے میں، بے حسی دوبارہ صف بندی کا باعث بنتی ہے جب کہ نفرت یا محبت اتحاد کا سبب بنتی ہے اور دونوں اس تصور میں ڈوب جاتے ہیں کہ دنیا ایک بڑا خاندان ہے اور اس میں موجود ملک ایک ایٹمی خاندان کی طرح ہے۔ افریقہ، ایشیا، یورپ اور امریکہ کے مختلف ممالک کے ممکنہ ڈی انضمام یا انضمام کی صورت میں قومی پرچم، قومی ترانے اور قومی دارالحکومتوں میں تبدیلی کے ساتھ ساتھ بہت سی دوسری تبدیلیوں کی ضرورت بھی پیش آئے گی جسے ایک عام نتیجہ سمجھا جا سکتا ہے۔

مذکورہ بالا حالات میں ہندوستان اور پاکستان کے ممکنہ اتحاد کو رد نہیں کیا جا سکتا۔ عام لوگوں اور ان کے لیڈروں سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ اس بات کے ساتھ بات چیت کریں گے کہ کس طرح چند ملٹی نیشنل کاروباری فرموں نے ہندوستان اور پاکستان جیسے ممالک کے درمیان نفرت کو فروغ دیا ہے اور پھر اشیاء بیچ کر، لوٹ مار اور دونوں کو بے وقوف بنا کر دونوں سے بڑے فائدے اٹھائے ہیں۔ عام عوام اپنے قائد کے ساتھ اس بات کو سراہتے ہیں کہ جب خاندان الگ ہو جائے اور خاندان کے افراد پڑوسی بن جائیں تو یہ معمول کی بات ہے، خاندان کے افراد کو پڑوسی بنتے دیکھنا اور دشمنی میں ملوث ہونا انتہائی افسوسناک ہے۔ ایسے حالات میں اچانک نفرت و عداوت، مایوسی، لڑائیاں، غصہ، جارحیت، بنیاد پر رونے

کی جنگ اور بنیادی محبت ایسی جدائیوں کے فطری نتائج ہیں جنہیں بدقسمتی سے سب کو دیکھنا پڑتا ہے۔ لیکن جیسے ہی دل ایک ہی طول موج پر ہلتے ہیں، امید ہمیشہ نہ صرف ہندوستان اور پاکستان بلکہ دنیا کے مختلف حصوں میں بہت سے دوسرے ممالک کے اتحاد کی رہتی ہے۔ اختلافات بحث میں نہیں بلکہ سمندر کی محبت اور عظمت کے دھارے میں ڈوبے ہوئے ہیں، شاید ہم سب اپنی اجتماعی خوشی کے لیے اپنے قول و فعل میں اس کی تعریف کریں۔ جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے کہ اتحاد کے امکان کو عملی جامہ پہنانے کے لیے جزوی ممالک ایک یا دو ریفرنڈم کروانا چاہیں گے۔

چینی مصنوعات کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ سستی ہے، بتایا جاتا ہے کہ مصنوعات میں یہ سستی اسی ملک کے بے بس محنت کشوں کا خون چوس کر لائی گئی ہے جو کبھی اس جذبے کی بازگشت کرتے ہوئے مزدوروں کا چیمپئن بننے کی کوشش کرتے تھے۔ چین کو اس پر انسانی ہمدردی کا رویہ اختیار کرنے اور قیدیوں سمیت اپنے شہریوں کی دیکھ بھال کرنے کی ضرورت ہے۔

ہندوستان اور چین دو سب سے زیادہ مقبول (کم از کم بدھ، لاؤ زو اور کنفیوشس کے زمانے سے) اور آبادی والے ملک کو دنیا کی آبادی سے زیادہ اپنے لوگوں کا خیال رکھنے کی ضرورت ہے اور جوہری تباہی کے نام نہاد مسلسل خطرے میں دنیا کی بقا، تعاون اور اس بات کو یقینی بنانے کی ضرورت ہے۔ بھارت اور چین کے درمیان مشترکہ سرحد، مشترکہ کرنسی، مشترکہ نقل و حمل اور مشترکہ مواصلات پر تبادلہ خیال اور سوچا جا سکتا ہے۔

(ڈی)۔ کوئی بھی اپنے جسم کے آئین میں غیر ملکی مواد کو پسند نہیں کرتا۔ غیر ملکی ذرات کو پریشانی کے طور پر دیکھا جاتا ہے اور انتہائی عجلت اور ہنگامی حالت میں استعمال اور استعمال کیا جاتا ہے۔ غیر ملکی مواد کا استعمال کمزوری اور بے بسی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ جب تک ہم عالمی بھائی، چارے/خاندانی سطح پر نہیں پہنچیں گے، غیر ملکی ہی رہے گا

ہم سب اشد ضرورت کے مطابق کھانے میں غیر ملکی مواد کو قبول کرتے ہیں اور عام طور پر اس سے اجتناب کرتے ہیں، لیکن ساتھ ہی یہ چاہتے ہیں کہ مختلف قسم کے جانداروں اور چیزوں کے لیے غیر ملکی موجود رہے۔ تمام اجنبی اور غیر ملکی سبھی تجربے کے اظہار کے لیے اس کے میدان کے طور پر دیکھتے ہیں (جیسا کہ ہر تجربہ اظہار چاہتا ہے)، اور تحقیقی لیبارٹریوں کو تجربات کرنے، اور ان کو استعمال کرنے اور اپنی مرضی اور مرضی کے مطابق استعمال کرنے کے لیے۔ ہر کوئی اپنی ذات کو وسعت دینا چاہتا ہے لیکن اسے خود فنا ہونے کے خطرے سے روکا جاتا ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ کسی بھی ملک کی دیگر بیرونی ممالک کے بارے میں پالیسیاں عموماً اوپر کے نقطہ نظر سے ہوتی ہیں اور ایسے حالات میں کسی بھی ملک کے لیے بہتر ہوگا کہ وہ اپنی اندرونی طاقت اور ہم آہنگی کو برقرار رکھتے ہوئے عالمی خاندان کو حقیقت بنانے کی طرف بڑھے۔ کوئی بھی مہم ہو یا مہم جوئی، خوشی کو خاندان، معاشرہ، ملک اور عالمی خاندان بنانے کے لیے ہر ایک کی واحد خواہش کہا جا سکتا ہے اور اسی کو ذہن میں رکھنا ہوگا۔

مزید حوالہ کے لیے: کتاب الوہیت، باب -5، جمہوری ممالک کی حالت*

بھارتی پارلیمنٹ ایک بھوت گھر بن کر رہ گئی ہے جس کے ہر کونے میں بھت سے مجسمے ہیں۔ بہت سارے مجسموں کی موجودگی نے پارلیمنٹ کو غیر جاندار ادارے میں بدل دیا تھا۔ بھارت ماتا کی ایک مورتی کو کافی سے زیادہ سمجھا جا سکتا ہے۔ گیتا، قرآن، گرو بانی وغیرہ کے دیوتا اور دیوی کے فقروں کے فوٹو فریم دھرم نیرپکشا ملک کے ایک حقیقی ادارے کا مفہوم ہونے کے علاوہ بہتر ساخت اور جاندار بنائیں گے۔

بہت سے لوگ محسوس کرتے ہیں کہ ہندوستانی پارلیمنٹ اور ہندوستانی سپریم کورٹ ہندوستان میں 1. برطانوی پراکسی موجودگی کی دو آخری علامتیں ہیں اور انہیں منہدم کرنے کی ضرورت ہے اور تمام مذہب کے بنیادی اصول پر مبنی ایک نیا نظام، جو کہ فطرت کے ساتھ متحرک اور متحرک ہے، شروع کرنا ہوگا اور اسے استعمال/عمل میں لانا ہوگا۔

اگر ہم محسوس کرتے ہیں کہ ہندوستان (ملک) کو "جیتنے والے سب کو لے جاتا ہے" کے تصور سے 2. / ہٹ جانا چاہئے اور قومی انتخابات میں دوسرے اور تیسرے نمبر پر آنے والوں کی خدمات حاصل کرنا شامل کرنا پسند کرتا ہے، تو ہمیں پارلیمنٹ کے نئے اضافے پر غور کرنا ہوگا اور ایسی پارلیمنٹ کو ملک کے مختلف حصوں میں کھولنا ہوگا۔

- ہر کوئی جانتا ہے اور ہر کوئی سمجھتا ہے کہ کسی بھی تنظیم اور تنظیمی سرگرمی کے لیے افرادی (3) قوت اور پیسے کی ضرورت ہوتی ہے اور اگر اس سے وابستہ کام اور ذمہ داری بہت بڑی ہو تو ضرورت بڑھ جاتی ہے۔ فنڈنگ کے موجودہ بالواسطہ طریقے میں، سیاسی جماعتیں بھی بڑے عطیہ دہندگان/عطیہ دہندگان کے لیے اپنی ذمہ داری محسوس کرتی ہیں اور جیتنے کے بعد ایسا محسوس کرتی ہیں یا اسے واپس کرنے پر مجبور کرتی ہیں، حکومتی حق کی صورت میں جو کہ عام طور پر بہت زیادہ منافع کے مترادف ہے۔ فنڈنگ کا یہ بالواسطہ طریقہ ٹیکس دہندگان اور کسی بھی ملک کے شہریوں کے لیے بہت مہنگا ہے۔

،چھ سے آٹھ سالوں میں تبادلہ خیال، عمل درآمد اور وقتاً فوقتاً جائزہ لیا جانا چاہیے۔ شروع کرنے کے لیے کوئی ملک بحث کر سکتا ہے اور زیادہ سے زیادہ قابل اجازت انتخابی اخراجات کی حد (مجموعی گھریلو پیداوار-جی ڈی پی کے ایک فیصد سے زیادہ نہیں) کے برابر رقم جمع کر سکتا ہے جو کہ تین سے چار اہم قومی جماعتوں میں یکساں طور پر تقسیم شدہ پارلیمنٹ کے اراکین کے لیے اور پھر چھوٹی پارٹیوں کے *** لیے کچھ کم رقم۔

:(ا)۔ طریقہ

موٹا آدمی زیادہ کھاتا ہے اور زیادہ کھانے کی وجہ سے نیند آتی ہے اور کام کم ہوتا ہے اور ایسا کرنے 1. سے موٹاپا بڑھتا ہے اور یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ دوسری طرف، کام کرنے والے لوگ، زیادہ کام کرتے ہیں اور فٹ رہتے ہیں، اور اسی طرح زیادہ کام کر سکتے ہیں، اور زیادہ سے زیادہ کام کرنے سے وہ کام کی کرما طرف زیادہ سے زیادہ ہدایت پاتے ہیں، اور کام/کرما کے ذریعے جو چاہیں حاصل کرتے ہیں۔ ان کو کرما یوگی کے طور پر درجہ بندی کیا جا سکتا ہے۔ - یوگی

دوسری قسم کے لوگ جو مطالعہ کرتے ہیں، بدلے میں زیادہ سے زیادہ منصوبہ بندی کرتے ہیں اور 2. زیادہ سے زیادہ شکوک و شبہات کو دور کرتے ہیں۔ ایسے لوگ اپنی عقل، علم اور مطالعہ کے ذریعے جنان یوگی۔ - یوگی - علم حصہ ڈالتے اور حاصل کرتے ہیں اور انہیں

تیسری قسم کے لوگ اپنے آقا کی چاہلوسی، مکھن اور دعا میں رہتے ہیں، ایسا کرنے سے انہیں زیادہ 3. سے زیادہ موقع ملتا ہے کہ وہ اپنے مالک کی خدمت کریں اور اپنے بزرگوں، آقا کی بھکتی کے ذریعے جو چاہیں حاصل کریں۔ بھکتی یوگی۔ یوگی - بھٹی، قادر مطلق اور اس کی درجہ بندی کی جا سکتی ہے

چوتھی قسم کے لوگ مندرجہ بالا تینوں کی خدمات کو ان تینوں کے ساتھ ساتھ اپنے نفس کے فائدے کے 4. لیے استعمال کرتے ہیں اور ہم آہنگی کے ذریعے جو چاہیں حاصل کرتے ہیں، اور ایک طرح سے ان کی راج یوگی۔ - راجیوگی، درجہ بندی کی جا سکتی ہے

پانچویں قسم کے لوگ مندرجہ بالا سب کو سمجھتے ہیں، ان کو دیکھتے ہیں، ان میں سے کسی ایک یا 5. سب کے ساتھ کام کر سکتے ہیں اور پھر بھی آزاد ہیں اور انہیں سنت، صوفی اور ساکھ (ساکھ) کے جاننے یوگی ہے۔ - جا سکتا والے کہا

:(ب)۔ ہم مندرجہ ذیل کو نوٹ کرنا چاہتے ہیں

۔ پہلی چار کلاسوں کی طرف سے پسماندہ سفر (یا سرگرمی کا رکنا) افراد کو صفر کی طرف لے جاتا i) ہے، جب کہ آگے کا سفر ان افراد کو نام، شہرت اور پیسہ وغیرہ میں حتمی حقیقت کی طرف لے جاتا ہے جب کہ پانچویں قسم کے لوگ صفر اور لامحدودیت کے درمیان متحرک رہتے ہیں۔

۔ یوگا صرف جسم اور سانس کی ورزش نہیں ہے، یوگا سر، دل، جسم اور احساس کو سیدھ میں لانا یا ii) بیرونی اور اندرونی دنیا کے درمیان ترکیب کرنا ہے۔ یوگا کے راستے کا انتخاب ایک انفرادی انتخاب ہے جس میں معاشرے/حکومت کا کوئی کردار نہیں ہے سوائے شخصیت کی خصوصیات کی اس تفہیم کی سمکھیا یوگی ملک اور - یوگی - ساکھوں کی برکت کا تسلسل /تعریف کرنے کے۔ سنتوں/سادھو ** معاشرے کو خوشی، صحت اور تقدس دیتا ہے اور اس کی لمبی عمر بھی برقرار رکھتا ہے۔

(ا). چھوٹے ایٹمی دھماکے ہر بارہ سال بعد سورج میں ہوتے ہیں اور بڑے ایٹمی دھماکے آٹھویں ایسے دھماکے (یعنی چھیانوے سال) میں ہوتے ہیں۔ ہر چھوٹے دھماکے میں، پہلے چھ سال کی توانائی بڑھتے ہوئے رجحان پر ہوتی ہے اور بعد میں گھٹتے ہوئے رجحان میں۔ دو بڑے دھماکوں کے درمیان سورج میں، سورج کے آٹھ چکر اور سولہ ذیلی چکر ہوتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ انسان عام طور پر انہی رجحانات کی پیروی کرتے ہیں اور انسانوں میں بھی سورج پر ہونے والے دھماکوں کی وقفہ وقفہ سے تقسیم جیسی خصوصیات کی نمائش کرتے ہوئے پایا گیا ہے۔

انسان کے لیے پہلے بارہ سال بچپن کا مرحلہ ہوتا ہے، جہاں لڑکیاں اور لڑکے تقریباً ایک ہی رجحان کی عکاسی کرتے ہیں، بارہ سال کے بعد چوبیس سال تک نوعمری ہوتی ہے جہاں جنسی توانائی، سیکھنے اور علم میں اضافہ ہوتا ہے۔ چوبیس سے اڑتالیس سال تک کی جنسی توانائی بچے پیدا کرنے میں استعمال ہوتی ہے، خاندان میں پیدائش ہوتی ہے اور خاندانی زندگی چلتی ہے۔ رجونورتی اڑتالیس سال سے زیادہ کی عمر سے ہوتی ہے اور مختلف زندگی شروع ہوتی ہے، جب اس کے بچے شادی کرنے اور ذمہ داری سنبھالنے کے لیے کافی بوڑھے ہو جاتے ہیں اور انسان اب باہر کی طرف دیکھ سکتا ہے یا باہر دیکھنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ 72 سال کی عمر میں بچوں کے بچے شادی کی عمر کو پہنچ جاتے ہیں۔

جب نواسوں کی خاندانی زندگی شروع ہوتی ہے اور بچے باہر کی طرف دیکھنے لگتے ہیں، تب یہ خاندانی ذمہ داری کو مکمل طور پر چھوڑنے کا وقت ہوتا ہے اور یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ اس شخص نے خاندان کے تئیں اپنی پوری ذمہ داری ادا کر دی ہے اور سنیا آشرم کے شروع ہونے کا وقت ہو گیا ہے۔

(ب). مندرجہ بالا ماسٹرز سے بہت سے قیاس آرائیاں کی ہیں جن میں سے چند ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

بچوں کی تعلیم چھ سال سے شروع ہو اور بارہ سال کی عمر تک لڑکوں اور لڑکیوں دونوں کے لیے 1. یکساں ہو سکتی ہے۔ بارہ سال سے چوبیس سال تک کے لڑکوں اور لڑکیوں کو الگ الگ تعلیم دی جائے۔ خاندانی زندگی کے لیے جنسی تعلیم اور تعلیم شادی کی عمر میں یعنی تقریباً چوبیس سال کی عمر میں دی جانی چاہیے۔ منافع بخش ملازمت چوبیس سال کی عمر میں شروع کرنے کی ضرورت ہے اور اسے مزید چوبیس سال تک جاری رکھا جا سکتا ہے۔

،اڑتالیس سال سے لے کر 72 سال تک کے لوگ انہیں سماجی خدمت میں شامل کر سکتے ہیں اور مشیر 2. مشیر، چوکیدار کے طور پر کام کر سکتے ہیں اور انہیں راج نیستی (سیاست)، تعلیم، نیا ویاستھ (عدلیہ) وغیرہ میں بھی شامل کر سکتے ہیں۔ 72 سال کی عمر کے بعد لوگوں کو تعلیمی نظام میں شامل کیا جانا چاہیے تاکہ نوجوان زندگی کا تجربہ فراہم کریں۔

کام کی مندرجہ بالا تقسیم میں، انفرادی انتخاب، ترجیحات اور مسائل کو ایڈجسٹ کرنے کے لیے، چھ سال کا مارجن عموماً مختلف ماسٹرز تجویز کر رہے ہیں۔ کسی بھی صورت میں استثنیٰ صرف مستثنیٰ ہونا چاہیے۔

، - ایک اچھی تقسیم ہے کی محنت Vyavastha آشرم

28. طبقاتی ذات کا نظام۔(ورنا ویواستھا۔ انتخاب (کے انتخاب کا نظام

معنی ہیں کے بہت سے वर्णा- वर्ण - वर्ण انتخاب/انتخاب کے مطابق کام کی تقسیم (سنسکرت کا لفظ، جن میں سے چند یہ ہیں: انتخاب، انتخاب، اختیار، حرف، رنگ، ذات، طبقہ، نوع، رنگ، رنگت، کردار وغیرہ)

اگر ہم ہم آہنگی کے معاشروں کو قریب سے دیکھیں، تو ہم درج ذیل گروپ یا طبقات کے وجود کی A. تعریف کر سکتے ہیں

i) ایک منصوبہ ساز، تحقیق اور ترقی کا سائنسدان، یعنی عقل یا حکمت کا استعمال کرنے والا، ایک ظاہری اور دوسرا باطنی سمت میں۔ یہ طبقہ حکمران اور کاروباری طبقے کو اپنی عقل و دانش کے ذریعے معاشرے کے کام کرنے میں مدد فراہم کرتا ہے۔

ii) حکمران طبقہ، سیاسی طبقہ، مسلح افواج اور پولیس۔ یہاں بہادری کا استعمال کیا جاتا ہے - ایک بہتر طریقے سے اور دوسرا کچے اور جسمانی طریقے سے کام کروانے کے لیے۔ یہاں حکمرانی کا انداز ایک اعلیٰ طبقے کا ہے اور دوسرا ادنیٰ طبقے کا۔ یہ طبقہ اوپر والے طبقے کے وضع کردہ قواعد و ضوابط کے ذریعے معاشرے کے کام کرنے کی ذمہ داری لیتا ہے۔

iii) کاروباری طبقہ ایک طرح سے صنعتکار، کاروباری طبقہ اور دوسرے طریقے سے جوڑ توڑ اور مائنڈ گیم کے ذریعے اسٹاک بروکر۔ یہ کاروباری طبقے کی دو قسمیں ہیں: ایک زیادہ اختصار کا استعمال کرتا ہے، اور دوسرا زیادہ عقل کا استعمال کرتا ہے۔

iv) سروس کلاس - اوپر تینوں سے سپورٹ اور تعاون حاصل کرنا۔ یہ طبقہ زیادہ عمل پر مبنی لیکن منحصر ہے۔

مندرجہ بالا درجہ بندی میں تقسیم کم و بیش افقی ہے اس پر منحصر ہے کہ کوئی شخص اپنی زندگی میں کیا کرتا ہے۔ ایک طبقے سے دوسرے طبقے میں لوگوں کی منتقلی کو عام رواج کہا جا سکتا ہے اور اسے ایک قبول شدہ معمول کے طور پر سمجھا جا سکتا ہے۔

نظام۔ کسی/Swayamvar Vyavastha - بھارت میں اسے ورنا/ ذات کے طور پر شمار کیا جاتا ہے کی پسند/دلچسپی کے مطابق کام کی تقسیم کے اس اچھی طرح سے طے شدہ نظام میں مختلف طبقوں کو برہمن، کھشتریا، ویش/کاروباری اور خدمتی طبقہ (سودر) کے نام سے جانا جاتا ہے۔"

(ب)۔ ہندوستان میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہر شخص اپنی زندگی میں ان چاروں ذاتوں سے بھی گزرتا ہے سودرا (خدمت) چوبیس سال تک، ویش (کاروباری) چوبیس سے اڑتالیس، کشتریہ (جنگجو حکمران) اڑتالیس سے اکہتر، برہمن (منصوبہ ساز معلم) ستر سے چھیاسٹھ سال اور انیس سو چھیانوے سال کے بعد۔

اس کے علاوہ، چند غیر عقلمند یہ بھی کہتے ہیں کہ ہر شخص کے جسم میں یہ چار ورنا/ ذاتیں ہوتی ہیں ٹانگیں اور ہاتھ خدمت فراہم کرنے والے کے طور پر، پیٹ اور افزائش کاروبار کے طور پر، کھشتیا - کے لیے سینہ، برہمن کے لیے سر۔

(سی)۔ جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے کہ جسم میں معدہ یا خاندان میں گربستہ آشرم اور سماج میں تاجر کا فرض ہے کہ وہ دیگر تینوں طبقوں کو مطلوبہ غذائی اجزاء/کھانا/رقم فراہم کرے تاکہ جسم، خاندان اور معاشرے میں ہم آہنگی برقرار رہے۔ اسی طرح، دیگر تین کیٹیگریز کو دیگر تین کیٹیگریز کو بغیر کسی جوش و خروش کے پیش کرنا ہے۔ دوسرے لفظوں میں، کسی ایک طبقے کو یہ محسوس نہیں کرنا چاہیے کہ وہ برتر یا کمتر ہیں اور وہ دوسروں کو کام یا تاوان پر ڈال سکتے ہیں۔

-گیسٹ / اوپر والے طبقے کے علاوہ، سنت / سادھو - دانشور - مہمان اہتیتھی کی کلاس کو بھی تسلیم کیا جا رہا ہے۔ سادھوؤں کے علاوہ اب بھی ایک اور طبقے کی نشاندہی کی جاتی ہے جو کسی بھی طبقے کا کام لے سکتا ہے لیکن ایک وقت میں صرف ایک، اور اس طبقے کو گرو بابا کے طور پر احترام کیا جاتا ہے۔ آخری طبقے کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے۔“

(ڈی)۔ ریزرویشن (ہندوستان میں) جو کل ملازمتوں کے صرف دو فیصد یعنی سرکاری ملازمتوں کے لیے ہے، پسماندہ کی حالت کو نہیں بدل سکتا۔ حکومت کی جانب سے ایس سی / ایس ٹی، او بی سی اور اقلیتوں کو تحفظات فراہم کرنے کے ساتھ، حقیقت میں زمین پر کیا ہوا کہ امیروں اور مشہور لوگوں نے نجی اور مہنگی تعلیم، صحت اور عدالتی نظام کی تشکیل کے ذریعے ان کے لیے ستانوں فیصد ملازمتیں محفوظ کر رکھی ہیں۔ یہ مہنگے پرائیویٹ سکول / کالج، ہسپتال اور وکلاء شروع میں ہی نام نہاد ریزرو کلاس کو روک دیتے ہیں اور اس کے طویل مدتی اثرات نظر نہیں آتے۔ اس کو دور کرنے کے لیے ہمیں تعلیم، صحت اور عدالتی نظام کو ہر سطح پر آزاد کرنا ہوگا۔ چونکہ ذہنی رکاوٹوں کو ہٹانا اولین کام ہے اس لیے ریزروڈ / سروس کلاس اور ملک کے تمام لوگوں کی زندگیوں میں بہتری کے لیے انٹر اور انٹرا کلاس، انٹر اور انٹرا مذہب پر بات چیت شروع کرنی ہوگی۔

(ای)۔ نام / ٹیگ کا نام / ذات جو خصوصیت سے نکلتی ہے اس سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے کہ ذات پیدائش سے نکلتی ہے۔ جو کوئی کاروبار کرتا ہے اسے ویش (بنیا) کہا جاتا ہے، جو سدروں کے طور پر خدمت کرتے ہیں، مسلح افواج میں کھشتیا کے طور پر ملازمت کرتے ہیں، منصوبہ بندی کرتے ہیں، اور برہمن کے طور پر تحقیق کرتے ہیں۔ نہ صرف عقیدہ / مذہب بلکہ کام / ذات کو بھی تبدیل کرنے کی آزادی ہونی چاہیے۔

کوئی بھی اس کی کام کرنے کی مہارت پر فخر کر سکتا ہے چاہے وہ بیوٹیشن ہو، ڈائٹیشن ہو، الیکٹریشن ہو یا سیاست دان۔ صرف ایک چیز جس میں اصلاح کی ضرورت ہے وہ ہے خدمت کا معاوضہ حصہ، کسی کو کافی معاوضہ ملنا چاہیے خواہ کام جسمانی ہو یا ذہنی یا دونوں اور معاوضے کا زیادہ سے کم تناسب پندرہ ہو سکتا ہے [تاکہ ایک روپیہ (ایک روپیہ = سولہ آنا) میں اگر کسی کو پندرہ آنے ملیں تو دوسرے ورآشرم انتظام کہتے کو ملاکر شکل کا انتظام اور آشرم کا انتظام کو کم از کم ایک پیسہ ملنا چاہیے۔ ** ہیں۔

(۱)۔ ایک فطری اور بنیادی عقیدے کے ستونوں پر معاشرے اور ملکی تہذیب کی ترقی کے چار مراحل ہوتے ہیں۔ پہلے ارتھ، پھر کام (جنسی کام - جسمانی محبت)، پھر مذہب (ذہنی محبت)، اور پھر موکش (آزادی)۔ مزید کہا جاتا ہے کہ یہ ارتھ ہے، کمانے کے ذرائع اور معانی جو کسی بھی تہذیب کا مقصد یا حتمی فیصلہ کرتے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ یہ وسیلہ ہے۔ ارتھ جو معاشرے اور ملک کی تقدیر اور اس کی حد کا فیصلہ کرتا ہے کہ آیا وہ پہلے، دوسرے، تیسرے پر قائم رہے گا یا چوتھے مرحلے تک پہنچے گا، حتمی۔ مزید کہا جاتا ہے کہ مندر کی سنہری چوٹی (تہذیب کی چوٹی) بنیاد پر بنائی گئی ہے، ارتھ کام (کام کی محبت) اور مذہب کے ستونوں سے ہے۔ کسی بھی مرحلے کی اہمیت سے انکار (مندر) تہذیب کو پاش پاش کر دیتا ہے۔

عموماً ایسا ہوتا ہے کہ جب کوئی عروج پر پہنچتا ہے تو وہ ان لوگوں کی اہمیت کو کم کرنا شروع کر دیتا ہے جو ترقی کی مختلف سطحوں پر ہیں اور دوسروں کو عزت دینے اور کھینچنے کی طاقت فراہم کرنے کے اپنے فطری فرض کو بھی بھول جاتے ہیں، نتیجتاً ایسے لوگ اور ایسی تہذیب بھی اوپر گر سکتی ہے۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ بکھری ہوئی تہذیب عام طور پر اپنے ایک زمانے کی بالادستی کی بات کرتی ہے اور کافی وقت تک اس بھولنے کی بیماری (پرانی یادوں کا احساس) میں رہتی ہے، اور دوسرے لوگ اس بکھری ہوئی دولت کا ٹکڑا بھی چھین لیتے تھے، مکین کو بھولنے کی بیماری میں چھوڑ کر انہیں کمزور، بے بس کر دیتے تھے۔

(ب)۔ یہ سچ ہے کہ ہم نے تہذیب کی انتہا دیکھی ہے، اور یہ بھی سچ ہے کہ ہمارا بہت بڑا زوال اور ٹوٹ پھوٹ تھا۔ اپنے سفر کو دوبارہ شروع کرتے ہوئے یہ توقع کی جاتی ہے کہ چوٹی تک پہنچنے کی جلدی میں ہم بببلوں پر ایک ٹاور نہیں کھڑا کر رہے ہوں گے۔ امید ہے کہ ہمارے پاس ایمان / اعتماد اور باہمی احترام کی مضبوط بنیاد ہوگی۔ کہا جاتا ہے کہ آنے والے دنوں میں صرف عالمی وژن ہی برقرار رہے گا اس لیے ہماری کوششوں کو مقامی اور عالمی عوام کے فائدے کے لیے وقف کرنا ہوگا۔

نانک کہتے ہیں، "جس کی نفی یا تجاوز کیا جا سکتا ہے وہ سچ نہیں ہے۔ جنگ میں عدم تشدد کی نفی کی جاتی ہے اور اس لیے یہ سچائی نہیں ہے۔ ہم جنم لیتے ہیں، جیتے ہیں اور پھر مرتے ہیں اور اس طرح زندگی کی بھی نفی ہو جاتی ہے، اسی لیے گرانٹھم کہتا ہے، "زندگی لیلا، مایا یا ڈرامہ ہے۔"

پیدائش اور موت کے درمیان جیسا کہ ہم ظاہر ہوتے ہیں اسی طرح دائمی سچائیوں کے درمیان ہوتا ہے حالات کی سچائی ظاہر ہوتی ہے، اور اسی کے مطابق قدر کی جاتی ہے۔ یہ دونوں سچائیاں فطرت میں مسلسل رواں دواں ہیں اور افراد میں ایمان کے طور پر ظاہر ہوتی ہیں۔ جو لوگ مانتے ہیں وہ کہہ سکتے ہیں کہ زمین چپٹی ہے اور جنہوں نے سچائی کو جانچا اور چکھ لیا وہ کہیں گے کہ زمین گول ہے اور توانائی کے منبع کے گرد گھومتی ہے۔ "ذائقہ اعتماد پیدا کرتا ہے،" ہو سکتا ہے کہ ہم مستقبل میں کسی عقیدے کے مطابق نہیں بلکہ جانچ اور چکھنے سے پیدا ہونے والے اپنے تجربے کے مطابق کام کرنا چاہیں۔ ** گے۔

اے)۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ آئیڈیل کا تعلق آئیڈل سے ہے، کچھ کہتے ہیں کہ آئیڈیل کا احترام آئیڈل کی طرح کیا جاتا ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ آئیڈیل جامد ہیں، اور بدلتی ہوئی اور متحرک دنیا میں ایک جیسے رہتے ہیں، دوسرے کہتے ہیں کہ بنیادی آئیڈیل ہر وقت اور جگہ میں ایک ہی رہتا ہے لیکن اس کا اظہار وقت اور جگہ کا رنگ رکھتا ہے۔

ب)۔ خیال توانائی کا ایک بلبہ ہے، یا کچھ لوگوں کے دماغ میں ایک سالماتی خلل ہے جسے وہ تخلیقیت کہتے ہیں۔ آئیڈیا یا تخلیقی صلاحیت اگر مضبوط توانائی کے دھارے کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہے تاکہ آئیڈیلز تک پہنچ سکے۔ آئیڈیل کی طرف اپنے سفر میں آئیڈیا کو ہر طرح کے موسم اور چمڑے، موسموں اور وجہ، تناؤ اور مایوسی، کھیل اور خوشی کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے یا یہ ہموار جہاز رانی ہو سکتا ہے اس پر منحصر ہے کہ خیال فطرت کے مطابق ہے یا اس کے خلاف۔ مثالی میں، ایک خیال مثالی میں ڈوب جاتا ہے لیکن آئیڈیل میں بھی اگر کوئی آئیڈیا پر قائم رہتا ہے، تو اسے پیچھے دھکیل دیا جاتا ہے۔ ایک بار پیچھے دھکیلنے سے یہ واضح ہے کہ پورا سفر دوبارہ کرنا ہے۔ اس کے دوبارہ سفر کے دوران اس امکان کو رد نہیں کیا جا سکتا کہ کوئی اور ندی اس سے آگے نکل جائے اور وہ مطلوبہ توانائی اور بہاؤ سے محروم ہو جائے۔ آئیڈیل میں جہاں ہر ایک دھارا ڈوب جاتا ہے، تمام آئیڈیلز آئیڈیل کے برابر اور یکساں احترام کے مستحق ہیں، ورنہ کسی آئیڈیا کو آئیڈیل کیسے کہا جا سکتا ہے۔

سی)۔ کسی بھی نظریے کی کامیابی کی حد نظریے کی وسعت پر منحصر ہوتی ہے، اگر کوئی پسماندہ، آگے یا علاقے یا مذہب کا نظریہ بناتا ہے تو اس کی کامیابی کی حد اس گروہ کی اجتماعی طاقت پر منحصر ہوتی ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ ایسے گروپوں کے لیڈر جب گورننگ کے عہدے پر فائز ہوتے ہیں تو وہ خود کو بہت ہی عجیب و غریب پوزیشن میں پاتے ہیں، جیسا کہ گورننس میں انہیں اپنے مخالف کا اسی طرح خیال رکھنا پڑتا ہے جس طرح ان کے گروپ کے کسی فرد کا جس نے انہیں بلند کیا۔

،تنازعات اس قدر شدید ہیں کہ بہت سے لوگ اپنی آنکھیں بند کر کے معمولات کی پیروی کرنے لگتے ہیں دوسرے جو صرف اپنے گروپ کا خیال رکھتے ہیں ہڑتال، بدامنی اور احتجاج کا باعث بنتے ہیں اور نظام کے کسی حصے میں ناامیدی اور بے بسی کو جنم دیتے ہیں، یہ مسئلہ امن و امان اور اجتماعی امیج کا مسئلہ ہے، اور جو لوگ مخالفین کو شامل کرنے کے لیے اپنی پوزیشن تبدیل کرتے ہیں، وہ اپنے گروپ کی حمایت کھونے کے خوف سے خوفزدہ ہو جاتے ہیں اور آخر کار اس خوف کے ساتھ اپنے گروہ کی حمایت کھو دیتے ہیں۔

دانشمندی کہتی ہے کہ اگر کسی کو صرف نظریہ کے مقابلے میں آئیڈیالوجی کی اصطلاح سے دلچسپی ہے جو راجنٹیک (سیاسی) پارٹی کو ایک جمہوری سیٹ اپ میں اقتدار تک پہنچا سکتی ہے اور اس کے بعد اسے معاملات کی سربلندی پر جاری رکھ سکتی ہے تو یہ صرف ہمہ جہت دھرم نیرکشتہ، قومی سطح پر ہم آہنگی اور بین الاقوامی سطح پر بھائی چارے کے جذبے کی حامل ہو سکتی ہے۔ چونکہ ایک ملک تمام ہم وطنوں اور خواتین کا ہے، اس لیے حکمرانی میں تمام اہل وطن کی اجتماعی بھلائی ہی آئیڈیالوجی اور آئیڈیل رہ سکتی ہے۔ کوشش کی ضرورت ہے تاکہ ہم خود اپنے رہنما، نقاد، ضمیر کے رکھوالے اور آئیڈیل ** بنیں اور رہیں۔

کہا جاتا ہے کہ جس کی تاریخ اچھی ہے اس کا جغرافیہ اچھا نہیں ہے اور جس کا جغرافیہ اچھا ہے اس کی تاریخ اچھی نہیں ہے، مزید یہ کہ جس کی تاریخ اور جغرافیہ دونوں اچھے نہیں ہیں وہ ناامید ہیں اور جس کی تاریخ اور جغرافیہ دونوں اچھے ہیں وہ سب قابل احترام ہیں۔

A. اگر ہم گزشتہ چھ سات ہزار سال کی تاریخ دیکھیں تو ہم ایک چھوٹی سی دیہاتی ریاست کے وجود کی تعریف کریں گے، پھر گاؤں کی ریاست کا کلسٹر، پھر دریا کی ریاست، پھر سٹی اسٹیٹ، پھر سٹی اسٹیٹ کا کلسٹر۔ اگرچہ ہر ریاست نے جنگ لڑی اور اپنی سالمیت اور خودمختاری کو ہر ممکن طریقے سے برقرار رکھنے کی کوشش کی لیکن موجودہ جغرافیائی سیاسی ریاست فراہم کرنے کی کوشش میں ناکام رہی۔ اور اب کوئی بھی ملک یہ کہنے کا متحمل نہیں ہو سکتا کہ وہ مکمل طور پر خودمختار ہے، اگر کوئی پیداوار کرتا ہے تو دوسرا مارکیٹ فراہم کرتا ہے، اور اگر پروڈیوسرز کو مدد کی ضرورت ہو تو مارکیٹ مدد اور رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ اسی طرح جغرافیائی تاریخ بدل رہی ہے اور نو گلوبلائزیشن کے لیے ہو رہی ہے۔ ہم اس حقیقت کو اطمینان سے قبول کرتے ہیں اور اللہ / رام کی راہ میں آگے بڑھیں گے۔

B. تاریخ اسرار ہے اور جغرافیہ حقیقت ہے، تاریخ ماضی ہے اور جغرافیہ موجودہ ہے، تاریخ سے انسانوں نے صرف ایک چیز سیکھی ہے کہ "مردوں نے کبھی تاریخ سے نہیں سیکھا، اور بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ "تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے"۔ تمام نوزائیدہ اپنے دماغ میں پورا ماضی لے کر جاتے ہیں اور وہ اپنے ماں اور باپ کے کندھے پر بیٹھ کر دنیا کو دیکھتے ہیں اور اس لیے اپنے والدین سے زیادہ سیکھتے ہیں/دیکھتے ہیں۔ رویے، رویہ، ثقافت، روایت اور جغرافیہ کی توانائی اور ہم آہنگی سے سیکھنا غم یا خوشی کا انحصار گھومنے والی (متحرک) دنیا میں کمپن کی نظموں پر ہے۔

C. فارورڈ کلاسز نے کبھی تاریخ کی فکر نہیں کی اور ہمیشہ جغرافیہ اور تاریخ سازی میں مصروف رہتے ہیں۔ پسماندہ طبقات جڑ کی تلاش میں مصروف ہیں، یہ محسوس کر رہے ہیں کہ جن کی تاریخ پرانی ہے وہی اوپر جا سکتے ہیں۔ اور تاریخ لکھنے اور بشریات کی تحقیق میں خود کو شامل کیا ہے۔ اگر کوئی ملک ایسا کام کر رہا ہے تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان کا زوال شروع ہو چکا ہے، وہ بھول جاتے ہیں کہ جس کی جڑیں گہری ہیں وہی اونچی جا سکتی ہیں۔

بھارت اس بات کو سمجھتا ہے اور اس نے تاریخ کی کبھی پرواہ نہیں کی۔ اس کے بارے میں صرف ایک چیز پریشان کرتی ہے، جو ضروری ہے اور کیا ضروری ہے۔ جیسا کہ یہ چیزیں ہمارے خون اور گودے میں ہیں، اس لیے ہم نے مشکل سے پریشان کیا کہ رام کے دادا (نانا) کون ہیں اور کون ان کے پوتے ہیں۔ یہاں تک کہ یہ رام کے بارے میں زیادہ پریشان نہیں ہوتا، صرف اس بات کی پرواہ کرتا ہے کہ کیا ضروری کام کیے گئے ہیں، یہاں تک کہ یہ شک بھی کرتا ہے کہ کوئی خاص کام رام یا کرشن یا گنیش وغیرہ نے کیا تھا۔

D. اگر ہم تاریخ کی کتابوں کو دیکھیں تو ہمیں کرشن، رام، شیوا، بدھ، مہاویر، لاؤ زو، پیگمیر صاحب، اور یسوع کا نام بمشکل ہی ملے گا یا اگر وہاں موجود ہے تو یہ صرف ایک فوٹ نوٹ ہے۔ ہم تاریخ لکھنے والوں سے ہمدردی محسوس کر سکتے ہیں کہ یہ شخصیات بھی تاریخی نہیں بنیں۔ ہم اب بھی ان کی تصویر کشی کرتے ہیں بچے یا سب سے چھوٹے [کبھی بوڑھے بھی نہیں]۔ اس کو سمجھتے ہوئے، بھارت کے لیے نادان (تاریخ لکھنے والے ممالک) سے مقابلہ کرنا اور تاریخ لکھنا اچھا نہیں لگتا

جب دنیا آگے بڑھتی ہے اور جب سامنے کی نظر اور پسماندہ تجربے کے انضمام کی ضرورت ہوتی ہے، تاریخ سے محبت کرنے والے اور بوڑھے پیچھے کی طرف دیکھتے ہیں اور شاندار ماضی کا نعرہ لگاتے ہیں اور اپنے سیل میں خوش ہوتے ہیں اور محسوس کرتے ہیں کہ وہ لیڈر (خود ساختہ) ہیں اور انہیں خود بخود روشن مستقبل مل سکتا ہے۔

جبکہ وہ لوگ جو اس کے جغرافیہ کا خیال رکھتے ہیں، ممکنہ خطرے کو دیکھتے/دیکھتے ہیں، حکومت کو تیار کرتے ہیں اور خود کو نامعلوم خطرے کی تیاری کے لیے تیار کرتے ہیں، اور ایسے جغرافیہ سے محبت کرنے والے کے طور پر، طویل مدت میں اپنے جغرافیہ کو وسعت دینے کا احساس نہیں ہوتا اور مطمئن محسوس ہوتا ہے لیکن وہ اس کے جغرافیہ کے لیے چوکس رہتے ہیں۔ جغرافیہ سے محبت کرنے والے سمجھتے ہیں کہ اس کے اعداد و شمار کو برقرار رکھنے سے زیادہ پھیلانا آسان ہے۔ ہمیں اپنے جغرافیہ کو درست کرنے کے لیے خود کو وقف کرنا چاہیے، اطمینان محسوس کرنا چاہیے اور اسے احتیاط اور توانائی کے ساتھ برقرار رکھنا چاہیے۔

(ف)۔ اوپر کے علاوہ، مندرجہ ذیل بھی پیش کیا جاتا ہے: 1۔ ہم بھارت کے وسیع جغرافیہ اور اس کے جغرافیہ کی وسعت اور انفرادیت پر فخر کرتے ہیں۔ جغرافیہ اپنی وسعت اور اس کی وسیع ٹپوگرافی اور منفرد زمینی آئین میں اسکول سے کالجوں تک مضامین پڑھانے ہوں گے۔ صنعتی ترقی یا کسی بیرونی ملک کی رغبت کے باوجود فطرت کے قدرتی ورثے کو برقرار رکھنا ہے اور اسے برقرار رکھنا پڑے گا، دباؤ کی کیا بات کی جائے۔

ملک کو اپنے فطری جغرافیہ کو درست کرنے کے لیے بحث اور مکالمے کی حوصلہ افزائی کرنی ہوگی۔ بیرونی مقاصد کے لیے دفاع کو اولین ترجیح دینا ہوگی۔ اندرونی مقصد کے لیے انفرادی طور پر بیدار سیکورٹی کو اندرونی مقصد کے لیے اٹھانا ہوگا۔ نیم فوجی و دفاعی تعلیم اکثریت کو تعلیمی اور مذہبی اداروں کے ذریعے فراہم کرنا ہوگی۔

آزادی میں پیدا ہونے والی ہر نئی نسل کو یاد دلانے کا کوئی نکتہ نہیں، اس ملک پر کسی کی حکومت تھی، یا ہماری پرانی نسل خانہ بدوش تھی جب ہندوستان اور چین عروج پر تھے اور اس طرح ان تاریخوں کو پندرہ سال کی عمر تک پڑھانے کی ضرورت نہیں، بعد میں قومی اور عالمی تاریخ کو ملا کر ایک مختصر مضمون کے طور پر پڑھانا پڑے گا۔ تاریخ کے موجودہ نصاب میں ترمیم کی ضرورت ہے تاکہ آزادانہ دور کے تاریخی واقعات کو بھی شامل کیا جاسکے، جو اس وقت سماجی سائنس کے ایک مضمون کے طور پر پڑھائے جاتے ہیں۔ اسکولوں میں مذہب، منطق، اخلاقیات اور اخلاقیات کا ایک الگ مضمون شامل کرنے کی ضرورت ہے۔ مضبوط ثقافت کو فروغ دینے کے لیے اس موضوع پر کیا ضروری ہے کیوں ضروری ہے اور کتنا ضروری ہے نصابی کتب میں شامل کرنے کی ضرورت ہے۔

جو لوگ تاریخ کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں انہیں کالج میں گریجویٹ سطح پر پڑھانا ہوگا، پوسٹ 4۔ گریجویٹ سطح پر دوسرے ممالک کی تاریخ، بطور مضمون تاریخ کو کسی بھی اعلیٰ عہدے (انتظامی خدمات یا دیگر) کا حصہ بننے کی ضرورت نہیں ہے، اور اسے صرف عمومی علوم کا حصہ بنانا ہوگا۔ تاریخ کو بشریات یا سماجی سائنس سے جوڑنا پڑے گا۔ تاریخ لکھنے والوں کو ہندوستان میں مغرب کی تاریخ اور اس کے برعکس بہت سے غلط ناموں کو درست کرنا ہوگا۔ بھارت کو شعوری طور پر آگے بڑھنے اور اپنی آنے والی نسل پر فخر کرنے کی ضرورت ہے، اور یہ ضروری نہیں کہ اپنے نئے آنے والوں پر تاریخی ** بڑے بڑے کا بوجھ ڈالے، یہ کہا جاتا ہے کہ بڑے درختوں کے قریب فصلیں نہیں اگتی ہیں۔

(ا)۔ کوئی بھی نئی چیز جدید کہلاتی ہے اور جب کوئی اس جدید چیز میں تجارت کرتا رہے تو وہ روایت بن جاتی ہے۔ ایک ہی چیز کی کم و بیش ایک ہی طریقے سے تین نسلوں سے زیادہ تک تجارت کرنا روایت بن جاتا ہے۔

ایک ہی جگہ یا دوسری جگہ کی دوسری تجارت (مذہب اور علاقائی طرز عمل) کے ذریعہ مذکورہ بالا تجارت میں کوئی بھی اعتدال جدید بن جاتا ہے اور اس نئے پائے جانے والے تغیر کے عمل کو جدیدیت کہا جاتا ہے۔ مذہب اور علاقائی روایت کے اختلاط کے علاوہ، جدیدیت بھی اس وقت ہوتی ہے جب قدرت نئی اشیاء جیسے پیٹرولیم ایندھن یا بجلی کی پیداوار یا برقی مقناطیسی لہروں کی وائرلیس ترسیل فراہم کرتی ہے۔

اس طرح کی جدیدیت میں پورے خطے اور تمام مذاہب ان نئے پائے جانے والے تغیرات سے تبدیل ہو جاتے ہیں۔ سائنسی شعبے میں تیز رفتار ترقی کے ساتھ، تجارت جو کم از کم تین نسلوں میں روایت بن جاتی تھی اب وسیع اور فوری عالمی باہمی ربط کے ساتھ سالانہ تغیرات حاصل کر رہی ہے۔

(ب)۔ ہم مندرجہ ذیل کو نوٹ کرنا پسند کر سکتے ہیں:

عام طور پر تمام نئے/نوجوان بہت زیادہ حرکیاتی توانائی کے ساتھ آتے ہیں اور اسی طرح تیزی سے 1. پھیلتے نظر آتے ہیں جبکہ پرانے میں بہت زیادہ ممکنہ توانائی ہوتی ہے اور اس لیے یہ نئے کو آگے بڑھنے یا بسنے کی اجازت دیتا ہے۔ یہ دیکھا جاتا ہے کہ نہ تو 'پرانہ ہمیشہ سونا ہوتا ہے اور نہ ہی نیا ہمیشہ بولڈ ہوتا ہے' ہمیں دونوں کو احتیاط سے لے جانا ہے۔

ہمیں مختلف ثقافتوں کے باہمی میل جول کو ہم آہنگی سے دیکھنا ہو گا، اور پوری نسل انسانی کے لیے 2. پروپیگنڈہ کرنے کے لیے وقت کی آزمائشی ثقافتوں کا ساتھ دینا ہو گا۔ ہمیں بنی نوع انسان کے وسیع تر فائدے کے لیے نئے آنے والوں اور موجودہ تجارتی طریقوں کی اسکریننگ کے لیے عقلمندوں کا ایک ** معاشرہ قائم کرنا ہو گا۔

ایک فطری اصول جس کی تحقیق 'جنگ' نے کی ہے اس نے اشارہ کیا ہے کہ بند کمرے میں دو پینڈولم گھڑیاں ایک ہی وقت (گھنٹہ، منٹ) دکھاتی ہیں اور اگر پریشان ہو جائیں تو دوبارہ وہی وقت دکھانے کے لیے دوبارہ ایڈجسٹ ہو جاتی ہیں۔ مزید یہ بھی مشاہدہ کیا گیا ہے کہ یہ ہمیشہ چھوٹی گھڑی ہوتی ہے جو ایڈجسٹمنٹ کرتی ہے، جب کہ خود کو ایڈجسٹ کرنے کے لیے وقت کا فرق ڈسٹربنس کی مقدار پر منحصر ہوتا ہے۔

اسی طرح کا مشاہدہ بند کمرے میں موسیقی کے آلات یعنی گٹار، ستار میں کیا گیا کہ اگر ہم ایک بجاتے ہیں تو نہ بجانے والے کی تار بھی اسی انداز میں ہلتی ہے۔ بجلی پیدا کرنے والے اسٹیشنوں میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے، یعنی بجلی پیدا کرنے والے انفرادی یونٹ گرڈ فریکوئنسی کی پیروی کرتے ہیں۔ اسی طرح فطرت میں، ہم سردیوں، گرمیوں، بارشوں وغیرہ میں فطرت کے مطابق خود کو ایڈجسٹ کرتے ہیں نہ کہ اس کے برعکس۔

ہماری روزمرہ کی زندگی میں یہ انتہائی توانا لوگ ہیں جن کی وائبریشن عام لوگوں کو متاثر کرتی ہے۔ ایسے انتہائی حوصلہ مند گرووں کی تحریک، برتاؤ، رویہ اور کام؛ لیڈر مثال قائم کرتے ہیں اور عوام کے 'اندھیر نگری، چوپٹ راجہ، اور یتھا راجہ تتھا پرجا' - "اندھے شہر نا امید بادشاہ" اور "جیسا بادشاہ ہے ویسا ہی رعایا" بھی ہم آہنگی کے اصول سے جواز پاتے ہیں۔

اس طرح، نظام کو صرف وہی لوگ توڑ سکتے ہیں جن کے پاس نظام سے زیادہ توانائی کی سطح ہے، جو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے منتخب کردہ کو نوازتا نظر آتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ایسے لوگ اپنے پیار اور خیال رکھنے والے کام کرنے کے انداز کے علاوہ اپنی معصومیت، فوری پن، سادگی، مضبوطی سے پہچانے جاتے ہیں۔

(ا). اگر آپ کسی آدمی یا برادری کو توڑنا چاہتے ہیں تو ان کے عقیدے کو توڑ دیں، اور ایسا کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ان کے عقیدے (مذہبی) مراکز یعنی مندر، مسجد اور چرچ وغیرہ کو توڑا جائے یا انہیں ناکارہ/غیر فعال کر دیا جائے۔ اور اگر آپ بنی نوع انسان یا کسی کمیونٹی کو متحد کرنا چاہتے ہیں تو ان کے عقیدے (مذہبی) مراکز کو بنائیں اور انہیں فعال اور فعال بنائیں یا اگر وہ کسی نہ کسی وجہ سے ٹوٹ گئے ہیں تو پھر ان کے مذہبی مرکز کو دوبارہ تعمیر کریں اور بحال کریں۔

مندر انسانوں کی اعلیٰ ترین ترتیب کا سب سے خوبصورت اظہار ہیں اور مزید دریافت اور اظہار کا دروازہ ہیں۔ عبادت گاہ کی تعمیر پدماسن میں خواتین کی بیٹھی ہوئی کرنسی کی پیروی کرتی ہے، جس میں اس کا مرکز دیوتا ہوتا ہے (جیسے ماں کے پیٹ میں بچہ ہوتا ہے)۔

(ب). مندر/مسجد (نماز کی جگہ) کی حالت اس کے فرد، معاشرے، گروہ یا ملک کی مجموعی حالت کی نشاندہی کرتی ہے۔ اگر عبادت گاہ کی حالت گندی اور خستہ ہو تو اس گروہ، معاشرے کی حالت بھی ایسی ہی ہو گی اور اگر مندر/مسجد/گروہوارہ کی حالت ہم آہنگی، تال، ہم آہنگی اور توانا ہو تو اس گروہ کی اور ایسی جگہ پر آنے والوں کی حالت بھی اچھی ہو گی۔ یہ دونوں ایک دوسرے پر منحصر اور براہ راست متناسب ہیں یعنی اگر برادری کی حالت بہتر ہو جائے یا عبادت گاہ کی حالت بہتر ہو جائے تو دوسرے کی ہم سے کہتا ہے کہ چھوٹے قدم اٹھائیں یعنی عبادت گاہ کی حالت Wiseman حالت بھی بہتر ہو جائے گی۔ کو بہتر کریں تاکہ ہمارے ملک اور معاشرے کی حالت بہتر ہو۔

(سی). نام نہاد فلاحی ریاست کے سرکاری دفاتر کی جگہ جو پوری دنیا میں اپنے لوگوں کو خوراک، مہمانوں کی رہائش، ورزش، موسیقی، گائے کی پناہ گاہ، تعلیم، صحت اور حفظان صحت کی بنیادی خدمات فراہم کو ترقی اور کرنے میں بری طرح ناکام رہے ہیں، لوگوں/معاشرے کو آگے آنا ہوگا اور مذہبی اداروں صحت کے مرکز کے طور پر تیار کرنا ہوگا۔

ہمیں (معاشرے اور حکومت) کو عبادت گاہوں کو پاکشالا، پاٹھ شالہ، دھرم شالہ، ویام شالا، آروگیہ شالا، سینہ شالا، سنگیت شالا، گوشالہ، سنیاس آشرم اور برہمچاریہ آشرم (لنکر، ایجوکیشن، وزیٹر شیلٹر، ڈیفنس شیلٹر، میوزک سینٹر، جی او سی) کی ذمہ داری شامل کرنے کی ترغیب دینی ہوگی۔ سنیاس اور برہمچاریہ آشرم میں لوگوں کے رہنے کی جگہ کے ساتھ پناہ گاہ، بغیر کسی امتیاز کے اور مکمل دھرم نیرکشا طریقے سے۔ اس تمثیل کو دیکھ کر یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ عام لوگوں کے لیے مشترکہ عبادت گاہ صرف پورے معاشرے کی ہو سکتی ہے یعنی نہ کسی فرد یا خاندان کی ہو سکتی ہے، نہ کسی ایک طبقے یا فرقے کی ہو سکتی ہے اور نہ ہی ریاست/حکومت کی۔

پچھلے چند سو سالوں میں فلاحی ریاست کا تصور اور فروغ معاشرے کو سائیڈ لائن کرنے میں کامیاب رہا اور اس نے اپنے دھرمک سنستھان (مذہبی اداروں) کو چند کرم کنٹوں/رسموں اور اللہ تعالیٰ سے مانگنے کے علاوہ کوئی بھی یا تمام سماجی سرگرمیاں کرنے سے ناکارہ بنا دیا۔ ان این جی اوز (غیر سرکاری تنظیم) کی جگہ ایک شو آف کے طور پر متعارف کرایا گیا، حقیقی کارروائی سے زیادہ وائٹ کالر منی ہیرا پھیری میں ملوث پایا گیا ہے۔ این جی او کی پوری دنیا میں مکمل طور پر ناکام ثابت ہوئی۔ اس میں کہا گیا ہے کہ تمام این جی اوز کی اسکریننگ، سنسر اور ضرورت پڑنے پر انہیں بند کرنے کی ضرورت ہے۔ این جی اوز، ٹرسٹوں، مندروں، مساجد وغیرہ میں مزید غیر ملکی شراکت (اندر اور باہر) (اگر کوئی ہے تو صرف قومی حکومت کے ذریعے ہونا ہے تاکہ مقامی اور قومی سلامتی کی حفاظت کی جا سکے۔

(ڈی)۔ آپریشن کو ہموار کرنے کے لیے، اجودھیا-بھارت ایک ایسی جگہ ہے جس میں متحرک، حرکیات اور توانائی کی سطح مذہبی سرمایہ ہے، دھرم سناتن کی تمام شاخوں (مثلاً ہندو، مسلم عیسائی، بدھ، یہودی وغیرہ) کے تمام لوگوں کی ہر قسم کی مذہبی ضروریات کو پورا کرنے کا سرمایہ، اور دنیا کو ایک زندہ جنت کے طور پر تبدیل کرنا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ آنے والے دنوں میں ہم اس سمت میں اپنی کوششوں کو ایک حقیقت کے طور پر دیکھنا چاہیں۔

تاہم، جن کا کرما (کام) عبادت ہے، ان کے کام کی جگہ مندر ہے اور جن کے لیے دھیان پوجا ہے، ان کے ** لیے ہر جگہ مندر ہے۔

(ا). اگر کوئی اپنا کام خود کر سکتا ہے تو ایسا کچھ نہیں ہے۔ لیکن ایک بڑے کام کے لیے، بڑی مقدار میں، مختلف قسم کے حالات اور حالات میں، ہم (معاشرہ اور حکومت) اسے انجام دینے کے لیے دوسروں کا تعاون/خدمات لینا چاہیں گے۔ دوسروں کی شراکت/خدمات لینے کے دوران، جو لوگ معاملات کے سر پر ہیں وہ ذیل میں ایک یا دوسرے معیار پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں

دوسروں کی حوصلہ افزائی اور انہیں سہولت فراہم کرنا، یا (a)

مردوں، مشینوں اور سامان کو مطلوبہ ترتیب سے ترتیب دے کر، یا (b)

انسان کی مشین، پیسہ، مواد اور مارکیٹ کا انتظام کر کے، یا (c)

انسان، مشین، پیسہ، مواد اور مارکیٹنگ کا انتظام کر کے، مطلوبہ نتیجہ حاصل کرنا۔ (d)

اگر ہم مندرجہ بالا چار کیٹیگریز کو قریب سے دیکھیں تو ہم اس کی تعریف کر سکتے ہیں کہ ایک زمرہ ایک حقیقی لیڈر کا ہے جس کا دل اور مقصد کی بلندی ہے، جو نتیجہ کے لیے اجتماعی کوشش کرنا چاہتا ہے۔

دوسرا زمرہ اس شخص سے تعلق رکھتا ہے جو افراد اور اشیاء کو نتیجہ کے لیے ترتیب دیتا ہے اور اسے ترتیب دینے والا یا سہولت کار یا پر بندھک کہا جاتا ہے۔

تیسری قسم مینیجر کی ہے، جو صرف چیزوں، اشیاء اور شخص کا انتظام کرتا ہے۔ چونکہ ان مینیجرز کو دوبارہ منظم کیا جا رہا ہے، لہذا، مینیجر کی واقفیت کسی بھی طرح یا کسی بھی طرح کام کو ختم کرنا ہے چوتھے طبقے کا تعلق منظم سے ہے، جو انتظامیہ کے ذریعے کام کروانے کا انتظام کرتا ہے۔ چونکہ ان طبقات کو بھی حکم ملتا ہے، خود غلامی اور اس کی ترویج اسی زمرے سے ہوتی ہے۔

(ب)۔ ہم، عوام کی طرف سے اور عوام کے لیے سوسائٹی/حکومت کو اس وقت اعتماد حاصل ہوتا ہے جب مشترکہ خدمات/چیزیں معاشرے/حکومت کی ہوں نہ کہ کسی فرد کی۔ شکوک اس وقت پیدا ہوتے ہیں جب چیزیں غیر ملکی ہوتی ہیں اور جب چیزیں کثیر القومی اور مشکوک سطح کی ہوتی ہیں تو اس میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔ جبکہ گھبراہٹ اس وقت شروع ہوتی ہے جب حکومتی قوانین ایک سکشن پمپ کی طرح کام کرتے ہیں جو عام لوگوں سے پیسے لیتا ہے اور اسے جیٹ کی طرح دولت مندوں تک پہنچاتا ہے، یعنی معاشرہ/دولت مندوں کی دولت اور امیروں کے لیے، یا سماج/حکومت سرکاری ملازم کے ذریعے اور سرکاری ملازم کے لیے۔

انفرادی طور پر؛ ہم چاہتے ہیں کہ گھر میں خزانے بھرے ہوں اور اجتماعی طور پر ہم چاہتے ہیں کہ معاشرے/حکومت کے خزانے بھرے ہوں۔ گھر میں موجود خزانے افراد کو تحفظ اور اعتماد فراہم کرتے ہیں اور معاشرے/حکومت کے خزانے معاشرے کو تحفظ اور اعتماد فراہم کرتے ہیں۔ ڈس انویسٹمنٹ قلیل مدت میں پاگل پن ہے اور طویل مدت میں خودکشی (یہاں تک کہ ان صنعتی خاندانوں کے لیے جو مارکیٹ میں بھرا پھیری کرتے ہیں اور سٹاک اور ملکیت حاصل کرتے ہیں)۔

(سی)۔ ہم گھر پر خاندان کو نتیجہ خیز کام سے منسلک کرنے اور اس کی تکمیل کے لیے وقت اور پیسہ لگانے کی ترغیب دیتے ہیں۔ اجتماعی طور پر حکومت یہ کام کرتی ہے اور اسے سماجی مقاصد کے حصول کے لیے وقت اور پیسہ لگانا پڑتا ہے۔

ہم گھر میں جب کسی کام میں مصروف ہوتے ہیں تو ہر ایک اپنی قابلیت اور قابلیت کے مطابق کام لیتا ہے یا تفویض کرتا ہے اور خاندان کے ٹرسٹی کی سطح پر واپسی حاصل کرتا ہے، یہی کام معاشرے/حکومت

(بڑے خاندان) میں کرنے کی ضرورت ہے، وہ شریک ٹرسٹی ہوتے ہیں نہ کہ محض ملازم ہوتے ہیں جن کا انتظام یا انتظام دوسرے سینئر ملازم کرتے ہیں۔

:(ٹی)۔ نیل میں مزید عرض کیا جاتا ہے

۱۔ انفرادی کاروباری خیالات کی طاقت ترقی اور ترقی کی کلید ہے۔ ایسے شخص کو نیک خواہشات اور (1) مدد فراہم کرنا، سرمایہ دارانہ حکومت میں ترقی کی کلید ہے، اسے ملکوں کی ترقی کے لیے چھیننا کمیونسٹ حکومت کی کلید تھی، انفرادی آئیڈیا کو مدد فراہم کرنا، اسے کمپنی کے نام پر پیٹنٹ کرنا اور نام نہاد اوپن مارکیٹ میں مصنوعات کو فروغ دینا اور آزاد مسابقت نئے کلاسیکی معاشی نظریہ کی تازہ ترین لیکن ناکام حکومت کی کلید تھی۔

بہت سے جمہوری ممالک میں، عوامی سہولیات کے لیے منصوبہ بندی کرتے وقت، سرکاری شعبے کا مقصد سہولیات پیدا کرنا، ملازمتیں پیدا کرنا ہوتا تھا، کیونکہ معیار، کارکردگی اور دیکھ بھال کے ذریعے پائیدار خدمات کی فراہمی، مقصد نہیں تھا، اور اس لیے یہ ناکام رہا۔ جمہوری معاشرے/حکومت میں ترقی کا عمل اس وقت ہو گا جب ایک انفرادی کاروباری شخص کے خیال، تخیل اور وژن کو معاشرے اور حکومت کی طرف سے حمایت اور قبول کیا جائے تاکہ بڑے پیمانے پر بنی نوع انسان کے فائدے ہوں۔ یکساں اور ہم آہنگی کی نشوونما اس وقت ہوگی جب صرف سر کو نہیں بلکہ پورے جسم کو مکمل احترام اور اس کا واجب حصہ ملے گا۔

۲۔ موجودہ جیب کی ترقی کی جگہ ہم جہت ترقی کے لیے ہمیں مینجمنٹ-پربندہ سسٹم کو ثابت کرنے (2) اس کی تعریف کرنے، شروع کرنے اور پھر اسے برقرار رکھنے کے لیے سخت محنت کرنی ہوگی۔ اگرچہ سختی صحیح بنیاد فراہم کرتی ہے لیکن سخت ہونا مردہ سے تعلق رکھتا ہے، اصول و ضوابط میں زندہ دلی متحرک اور تحرک اس وقت سب سے زیادہ فراہم کرتا ہے جب یہ ایمان کی مضبوطی حاصل کرتے ہیں۔ دوسروں کے آنے جانے اور باہر جانے کے لیے دروازے اور کھڑکیاں کھلی ہونی چاہئیں، کس کا استقبال کرنا ہے اور کہاں جانا ہے، کس پر دیسی کا استقبال کرنا ہے اور کون سا پردیس جانا ہے، تجارت، دیگر معاہدوں کو قبول کرنا ہے یا اس میں اختلاف کرنا ہے، جس کے لیے ہمارا سر اور دل بہترین رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

بھارت میں، ہم کہتے ہیں درشن (فلسفہ)، جس کا مطلب ہے دیکھنا، اور ہم ایسے شخص کو سیر کہتے ہیں جس نے دیکھا ہو (جرمن کا اس کے برابر لفظ ہے یعنی فلسفہ)۔ اپنشد، زین، تاؤ، کبالا سیر اظہار ہیں اور ان میں سب سے بڑی عقل ہے اور وہ مقدس ہیں، جو ایک طرح سے بنی نوع انسان کو مشورہ دیتے ہیں کہ وہ بابائے سیر سے برکت حاصل کرتے رہیں تاکہ عام اور خاص انتظام کے لیے رہنمائی حاصل کی جاسکے اگر نہیں تو کم از کم اپنی صحت اور خوشی کے لیے۔

۳۔ مصروفیت - کسی بھی کام میں کاروبار جسم کو تندرست رکھنے کے لیے ضروری ہے اور جب (3) فطرت سے آزادی اور قربت سب سے زیادہ ہوتی ہے تو یہ سب سے زیادہ فراہم کرتا ہے۔ مصروف رہنا کاروبار میں رہنا ہے، مصروف رہنا سب درست ہے لیکن ہمیشہ کاروبار میں رہنا ایسا نہیں ہے، آرام ضروری ہے۔ ہم ان لوگوں کی تعریف کر سکتے ہیں جو خود کو کاروباری مرد/خواتین کہتے ہیں۔ تناؤ، تناؤ کی تھکاوٹ انہیں گھیر لیتی ہے اور ان کا ساتھی بن جاتی ہے اور پھر ان کے چہرے اور جسم سے جھلکتی ہے۔

پریشان معاشرے میں تجارت سرفہرست ہوگی، خدمت دوسرے نمبر پر، تیسرے نمبر پر کھیتی باڑی اور چوتھا اور آخری حربہ خیرات ہوگا۔ جو معاشرہ نیچے جانے لگتا ہے وہ اسی حالت میں رہتا ہے اور کسی Alms the best حد تک ایسا ہی رہتا ہے، لیکن معاشرے کی ترقی کے ابتدائی مرحلے میں، جیسے خدمت دوسرے نمبر پر، تجارت (کاروبار) کم اور کھیتی باڑی آخری سہارا ہے۔ اس کی وجہ سے بوڑھے

اور عقلمند کہتے ہیں کہ درج ذیل چیزوں کو ترجیح دی جانی چاہئے: "بہترین کھیتی اور جنگل ہے، درمیانی تجارت (کاروبار) ہے، ادنیٰ ہے خدمت (غلامی) اور خیرات آخری چارہ کار ہے۔"

• کہا جاتا ہے کہ، اگر آپ کسی آدمی یا برادری کو توڑنا چاہتے ہیں، تو ان کے عقیدے کو توڑ دیں، اور (4) ایسا کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ان کے ایمانی مراکز کو توڑا جائے یا انہیں ناکارہ/غیر فعال کر دیا جائے۔ اور اگر ہم کسی انسان یا برادری کو متحد کرنا چاہتے ہیں تو ان کے مذہبی مراکز کو فعال اور فعال بنائیں یعنی ان کے مذہبی مرکز کی تشکیل نو کریں۔ دھرم سنستھان (عقیدہ/مذہبی مرکز) کو اظہار کی اعلیٰ ترتیب کے ساتھ ساتھ انسانوں کے سب سے خوبصورت اظہار کا مظہر کہا جا سکتا ہے اور یہ مزید دریافت اور اظہار کا دروازہ بھی ہے۔

معاشرے کے مذہبی مرکز کی حالت اس کے افراد، خاندان، معاشرے اور مجموعی طور پر ملک کی حالت کی نشاندہی کرتی ہے۔ اگر عبادت گاہ کی حالت گندی اور خستہ ہو تو اس معاشرے کا بھی یہی حال ہو گا۔ اگر دینی مرکز کی حالت ہم آہنگی، تال میل، ہم آہنگی اور توانا ہو تو صاف ستھرا ہونے کے ساتھ ساتھ (بنیادی ضرورت کے طور پر) اس کے آنے والوں کی حالت بھی اچھی ہو گی اور اسی طرح ان کو اچھا راستہ دکھاتا ہے۔ یہ دونوں ایک دوسرے پر منحصر اور براہ راست متناسب ہیں یعنی اگر برادری کی حالت بہتر ہو جائے یا عبادت گاہ کی حالت بہتر ہو جائے تو دوسرے کی حالت بھی بہتر ہو جائے گی۔

ہم سے کہتا ہے کہ چھوٹے قدم اٹھائیں یعنی عبادت گاہ کی حالت بہتر کریں، ملک اور معاشرے Wiseman کی حالت خود بخود سدھر جائے گی۔ جن کے لیے ان کا کرما (کام) عبادت ہے، ان کے کام کی جگہ مندر ہے، اور جن کے لیے دھیان دعا ہے ان کے لیے ہر جگہ مندر ہے۔ خوشی اس وقت پہنچتی ہے جب تکبر اپنی بلند ترین سطح پر پہنچ جاتا ہے اور بیدار ہونے کے مرحلے میں رہتا ہے۔

• یہ دیکھا گیا ہے کہ خاندان اور معاشرہ نامی دو اہم ترین اداروں کو منظم طریقے سے پچھواڑے کے (5) عمل کی طرف لے جایا گیا ہے جس کا آغاز تقریباً تین ہزار سال قبل انفرادیت اور کامیابی کے مسلسل اور مسلسل بیان بازی سے ہوا تھا، خواہ وہ روحانی میدان میں ہو یا مادی و معاشی میدان میں جیسے خطبات کے ذریعے "اپنا ہی مالک ہو، اپنے آپ کو اپنا ہو"۔ خاندانوں اور معاشروں میں اجتماعیت اور یکسانیت۔

کہا جاتا ہے کہ: نماز ذاتی ہے اور ذاتی طور پر ذاتی جگہ پر ادا کی جانی چاہئے، کام واضح ہے اور اسے مخصوص کام کی جگہ پر اس طریقے سے ادا کیا جانا چاہئے جس طرح ہم گھر میں دوسرے خاندان کے افراد کے ساتھ کام کرتے ہیں (جہاں ہر کوئی اپنی صلاحیت اور صلاحیت کے مطابق حصہ ڈالتا ہے اور اپنی ضرورت اور ضرورت کے مطابق حصہ لیتا ہے) جبکہ پارٹی/تقریبات اختیاری ہیں لیکن عوامی جگہ پر اور دوستوں کے ساتھ ہونا ضروری ہے۔

کاش! جو کچھ ہم دیکھ رہے ہیں وہ اس کے بالکل برعکس ہے، عوامی مقامات پر یونیفارم میں نماز ادا کی جا رہی ہے، غلام کی طرح یا مشین کی طرح بے حسی کے ماحول میں کام ہو رہا ہے اور جشن منانے کا کوئی وجود نہیں یا اپنے آپ کو لاٹ کرنے والے کی طرح یا زیادہ سے زیادہ کسی قریبی گروہ کے ساتھ کیا جا رہا ہے۔ اس سے چیزیں اوپر نیچے ہو رہی ہیں اور معاشرے میں افراتفری پھیل رہی ہے جس سے ہمیں ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔

• ہمیں موجودہ علم سے کام کرنے کے طریقہ کار کو بدلنا ہو گا کہ ہر کوئی چور ہے (اتنا تنگ نظام) (6) کہ ہر کوئی ایماندار ہے اور (لہذا روشنی کا نظام)۔ پہلے خلاف ورزی کرنے والے (ایماندار) کو انعام دیا

جاتا ہے، جبکہ دوسرے خلاف ورزی کرنے والے (چور) کو سزا دی جاتی ہے (تاہم افراتفری کے حالات میں ایماندار کو سزا دی جاتی ہے اور چور اور جوڑ توڑ کرنے والے انعام اور انعام حاصل کرنے میں کامیاب ہوجاتے ہیں)۔

سرکاری ملازمتوں میں سو فیصد سیکیورٹی، نچلے عملے کی عدم تبادلی، چھوٹے چھوٹے پنکی کے لیے کوئی سزا نہیں، کنٹریکٹ لیبر کے لیے کم از کم اجرت اور محنتی نظام الاوقات جس سے انتظامیہ پر بے جا دباؤ اور تناؤ ہوتا ہے، تاہم رول/نوکریوں میں ایک ناکارہ یا غیر موثر شخص کو مسترد شدہ افسردہ/سرپرست، افسر سے پہلے نکالا جانا ضروری ہے۔ یہ کسی شخص کو بہتر کرنے یا نکالے جانے کے لیے حمل کی مدت فراہم کرے گا اور تنظیموں کو اس شخص کا دوبارہ جائزہ لینے کے لیے آخر کار باہر پھینک دیا جائے گا۔ ہمیں صنعت اور یونیورسٹیوں سے ضلع پر بندھن میں ایگزیکٹوز کی شفٹ کرنے کی حوصلہ افزائی کرنی ہوگی، اور اس کے برعکس ایڈمنسٹریٹرز، پروفیسرز، اور ایگزیکٹوز کے کام کے بوجھ اور کارٹلز کو کم کرنے کے لیے اور لوگوں کو ان کے منتخب کردہ علاقے میں اپنی بہترین کارکردگی پیش کرنے کے لیے ایک سہولت/موقع فراہم کرنا ہوگا۔

• تنوع میں اتحاد ترقی اور پائیداری کے لیے اچھا ہے، افراد کے لیے چھوٹے شعبے، مشترکہ منصوبوں (7) کے لیے درمیانے اور عوامی شرکت کے لیے بڑے شعبے مستقبل کی ترقی اور شان کے لیے کلیدی ہو *** سکتے ہیں۔ چھوٹے انداز میں مقابلہ اور بڑے پیراڈائم میں ماورائی زندہ جنت کو حقیقت بنا دے گا۔

ازگر کام نہیں کرتا، پرندے کام نہیں کرتے۔ "داس ملوکا" کہتا ہے کہ یہ رام اللہ ہے، جو سب کو دیتا ہے۔)

قدرت ہمیشہ کھانے والوں کی ضروریات سے زیادہ خوراک دیتی ہے، مسئلہ صرف تب شروع ہوتا ہے جب قدرتی تقسیم میں مداخلت کی جاتی ہے۔ قحط خوراک کی کمی کی وجہ سے نہیں بلکہ خراب تقسیم کی وجہ سے آیا۔ کنٹرول نہ تو مصیبت میں اچھا ہے اور نہ ہی کثرت میں، بلکہ یہ ایک نظم ہے، مصیبت میں، عام وقت میں اور کثرت میں جس پر عمل کرنا ہے۔

جب معاشرہ تہذیب کے عروج پر تھا، سماجی تحفظ کے حصے کے طور پر تمام بنیادی ضروریات کو نہ صرف انسانوں بلکہ تمام پرندوں اور جانوروں، چیونٹیوں اور مچھلیوں کو مقامی انتظامیہ اور مذہبی مرکز کے آس پاس رہنے یا ملنے کے لیے آزادانہ طور پر دستیاب سمجھا جاتا تھا تاکہ علاقے میں کوئی بھی جسم خالی پیٹ نہ سوئے۔ کاش! یہ دھیرے دھیرے پیچھے کے پاؤں پر گرا دیا گیا۔ یہ ان کے تقدس نانک تھے جنہوں نے غذائی تحفظ کی اہمیت کو سراہا اور ایک مذہبی تہوار کی طرح لنگر کا تصور شروع کیا۔ ان مذہبی تہواروں نے ایک سرے پر خوراک کی حفاظت کی پکار کا جواب دینے کی کوشش کی اور دوسرے سرے پر زائرین کو 'رب' کے کارنامے پر خوراک کی اہمیت کا پیغام پھیلانے کی طرف راغب کیا۔

- عوامی تقسیم کے نظام کی شکل میں حکومت کے زیر انتظام فوڈ سیکورٹی پر نظر ثانی کی ضرورت (1) ہے اور اسے ختم کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ یہ نظام غربت، دھوکہ دہی اور دیگر بڑے پیمانے پر بدعنوانیوں کو برقرار رکھنے کا بنیادی مجرم پایا گیا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ سوسائٹیز ضرورت مندوں کو کھانا فراہم کرنے کے لیے گاؤں، قصبے، شہروں اور میٹرو میں لنگر کا اہتمام کریں۔

اشیائے خوردونوش کی درآمد اور برآمد پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے، آفات کے لیے تین سال کے لیے کافی ذخیرہ رکھنا ہوگا اور ضرورت کی گھڑی میں دوسری قوموں کو اپنا حصہ ڈالنے کے لیے، کسی بھی ناقص ذخیرہ اندوزی اور ہیرا پھیری کے لیے چوکنا رہنا ہوگا جس سے غذائی تحفظ کے نظام کو خطرہ لاحق ہوسکتا ہے اور یہ سب کچھ قومی اور معاشرتی مفادات کے تحفظ کے لیے ضروری ہے۔

- جسم کے لیے خوراک وہ ہے جو ہم آنکھ، کان، نتھنوں، چھونے اور منہ سے لیتے ہیں۔ جو کچھ ہم منہ (2) سے لیتے ہیں وہ عام طور پر کل خوراک کا دس فی صد ہے جو ہم روزانہ کھاتے ہیں۔ خوش، صحت مند اور مقدس رہنے کے لیے کہا جاتا ہے کہ ہمارا کھانا - کل کھانا - اچھے معیار کا ہونا چاہیے۔ جب کھانا خالص ہوتا ہے تو یہ پاکیزگی کو بڑھاتا ہے جس کے نتیجے میں یادداشت میں اضافہ ہوتا ہے۔ یہ بہتر یادداشت کسی کو تمام غیر ضروری زحمتوں، بندھنوں، عقیدے اور حدود سے آزاد کرتی ہے۔

تو آئیے دعا کریں اور عمل کریں کہ ہم اچھا کھانا کھائیں اور دوسروں کو اچھا کھانا پیش کریں تاکہ ہم *** انفرادی اور اجتماعی طور پر خوش، صحت مند اور مقدس رہیں۔

(ا)۔ کوئی بھی اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ کوئی بستر پر، غسل خانے میں، تنہائی میں یا تنہائی میں کیا پہنتا ہے، لیکن اگر یہی خصلت کھلے عام ظاہر کی جائے تو یقیناً لوگ اعتراض کر سکتے ہیں۔ جو لوگ زبردستی باہر کے رجحان کی پیروی کرتے ہیں وہ قابل رحم ہیں اور جو لوگ اپنی مرضی سے اس رجحان کی پیروی کرتے ہیں وہ روحانی یا جنسی یا طنزیہ طور پر دوسروں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرتے ہیں۔

(ب)۔ بنی نوع انسان کپڑے کو مختلف وجوہات کی بناء پر پہنتا ہے تاکہ حفاظت یا پراجیکٹ، محفوظ کرنے یا دستیابی اور کسی کی پسند کے مطابق مختلف جہتوں اور رنگوں میں نمائش کے لیے۔ رنگوں کی پسند کا انحصار بنیادی طور پر وقت اور جگہ کے عنصر پر ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ، روشن سفید روشنی سات رنگوں پر مشتمل ہے، یعنی بنفشی، انڈگو، سبز، پیلا، نارنجی اور سرخ۔ یہ کہا جاتا ہے کہ یہ سات رنگ ہمارے جسم میں توانائی کے سات مراکز کی نمائندگی کر رہے ہیں، یعنی۔ سرخ -مولادھرا بنیاد یا جنسی مرکز، نارنجی ناف (سوادستان - موت کا مرکز، پیلا - پیٹ (منی پور، احساس مرکز)، سبز - دل (انابت) نیلا - گلا - (وشدھ - خالص) - تقریر، انڈگو - ہیڈ (آگیا - آرڈر) اور وایلیٹ - اسکائی سینٹر (سہسترسر - کمل کی ہزار پنکھڑی)۔

اگر ہم مشاہدہ کریں، شادیوں میں زیادہ تر سرخ رنگ کا استعمال کیا جاتا ہے، سنت نارنجی رنگ کا استعمال کرتے ہیں، جو سوادیستھان (موت کا مرکز - جنازوں میں آگ کا رنگ) کی علامت ہے۔ اور بولنے والے زیادہ تر نیلے رنگ کے ہوتے ہیں، ہسپتالوں میں عام طور پر پردے سبز رنگ کے ہوتے ہیں (امید پیدا کرنے کے لیے) جبکہ طبی اور پیرا میڈیکل اسٹاف کو سفید کوٹ (تمام رنگوں کی عکاسی کرنے کے لیے) پہننا ہوتا ہے۔ رنگ کے انتخاب میں مزید مندرجہ ذیل معمول کا مشاہدہ کیا گیا ہے۔
پیلا - جو عام طور پر حواس میں رہتے ہیں، سبز - جو دل سے بھرے ہوتے ہیں، نیلا - عام طور پر مقررین، مخاطبین، انڈیگو - جو لوگ ترتیب دینے والے اور وایلیٹ کی حیثیت میں استعمال ہوتے ہیں - جب کوئی پرسکون، پرسکون اور مسلسل خوش مزاج ہوتا ہے

سفید - سب استعمال کرتے ہیں اور پسند کرتے ہیں لیکن زیادہ تر وہ لوگ جو اس میں تمام رنگ رکھتے ہیں، سیاہ - رنگ اور روشنی کی عدم موجودگی ڈاکو، لالچ دینے والی خواتین استعمال کرتی ہے اور یہ انتہائی تخلیقی افراد اور بلیک بلی کمانڈوز کے ذریعہ ہوسکتی ہے۔

(سی)۔ ہم مندرجہ ذیل کو نوٹ کرنا پسند کر سکتے ہیں

جس طرح اندرونی رنگ کپڑے کے انتخاب اور اس کے رنگ کو متاثر کرتا ہے، اسی طرح لباس کا 1. بیرونی رنگ بھی اندرونی کو متاثر کرتا ہے۔

یونیفارم یکسانیت کے لیے ہیں؛ یہ اندرونی اور بیرونی مقصد کے لیے شناخت اور برانڈ کے علاوہ اتحاد 2. اور مساوات کا احساس پیدا کرنا ہے۔ یہ خدمت کی قسم اور موسم کی قسم، عمر اور جنس کے مطابق ہونا چاہیے۔ سکول یونیفارم میں غیر متعلقہ نظام جیسے کہ سردیوں میں بچوں کے لیے ہاف پینٹ، گرمیوں میں ٹائی اور لڑکیوں کے لیے ٹائی، کو درست کرنا ہوگا۔ عام انتظامی لباس کے طور پر ٹائی اور کوٹ کو اشنکٹبندیی مقامات پر حوصلہ افزائی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ پراسیس انڈسٹریز میں ٹائی اور ڈھیلے کپڑوں سے مکمل پربیز کرنا ہو گا۔

عدالتی مجسموں، ججوں، وکیلوں کی وردی اور ان کے تحریری قلم اور اس کی سیاہی سے سیاہ رنگ 3. ہٹانا ہو گا، کیونکہ کالا لاقانونیت ہے۔ کالے کو تاریکی کا رنگ ہونے کے ناطے پورے تعلیمی کانووکیشن سسٹم سے نکالنا ہو گا۔

ناف کے نیچے والے حصے میں کسی بھی اہمیت کی علامت کی تصویر کشی کو بے عزتی سمجھنا ہو 4. گا اور اسی طرح علاج کا مستحق ہونا چاہیے۔ اگرچہ عام طور پر حکومت کے پاس کہنے کے لیے کچھ نہیں ہونا چاہیے، لیکن ہمیں صحت مند رہنے کے لیے صاف اور باعزت کپڑے پہننے کی ترغیب دینی چاہیے اور دوسروں کو بھی خوشی سے جینے کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔

کلر تھراپی، میڈیکل سائنس کی ایک شاخ، کو فروغ دینے کی ضرورت ہے۔ 5.

برقع اور پردے کے لیے مسلم اور ہندو برادری میں بحث کی حوصلہ افزائی کرنی ہوگی۔ برقع عرب 6. ممالک میں مردوں اور عورتوں دونوں کے چہرے کو گرمی کی لہروں سے بچانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ عام طور پر مسلمانوں میں اور کسی حد تک ہندو برادری میں کہا جاتا ہے کہ خواتین آزادی کی، متحمل نہیں ہو سکتیں اور اس لیے انہیں ڈھانپنا، تحفظ دینا اور ممنوع ہونا چاہیے۔ یہاں تک کہ تلسی داس رام چرتر میں مانس کہتے ہیں

/ امیت برشتی جمی فٹی کیاری، جم سوانتتر بھے بگرے ناری (تیز بارش کے پانی کے ساتھ راستہ) باغ کھیت (کا) ٹوٹ جاتا ہے، اسی طرح خواتین آزادی کے ساتھ نڈر ہوجاتی ہیں) جب کہ گیتا میں اس طرح کے جذبات کی عکاسی نہیں کی گئی ہے اور اس طرح، فطرت کا حصہ نہیں ہیں اور انہیں ختم کرنا ہوگا۔ ہمیں اس مسئلے پر بات چیت کرنے اور ایک مناسب ضابطہ اخلاق کے ساتھ آنے کی ضرورت ہے تاکہ ہم میں سے پچاس فیصد (بہن کی مائیں اور بیٹیاں) اس آزادی سے لطف اندوز ہوں جیسا کہ نظر آ رہا ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ، "ممنوعہ اور ترقی، دباؤ اور خوشی الٹا متناسب ہیں، جب کہ کوئی بھی دباؤ ایک جنون کے طور پر پھٹنے کا پابند ہے۔"

پورے کام کے اوقات میں ڈھیلا لباس کرتا-پاجامہ، سلوار-کرتا پہننا انسان کو نیند، کابل، سست اور کم 7. موثر بناتا ہے۔ سخت اور آرام دہ کمر لائن جب کوئی کام پر ہو اور جاگ رہا ہو اور نیند کے دوران انڈرگارمنٹس کے بغیر ڈھیلا ہو، موسم اور وجہ کے مطابق مختلف حالتوں کے ساتھ بہترین کہا جا سکتا ہے۔ ہر مرحلے میں سر اور پاؤں ڈھانپنے کی سہولت اچھی ہے۔

سوتی ریشم اور اونی ایسے کپڑوں کے لیے بہترین ہیں جو جسم کو چھوتے ہیں اور مصنوعی اور 8. چمڑے کے لوازمات، مثلاً بیلٹ، پرس جوتے، چپل وغیرہ کے لیے بہتر ہیں اور بہتر صحت کے لیے ان کو اسی طرح ترجیح دی جا سکتی ہے۔ حفظان صحت کو برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ معزز اور مذہبی مقامات جیسے مندروں اور کچن وغیرہ میں گندے کپڑے، عام سلیپر اور جوتے پہننے کے لیے کچھ پابندیاں عائد کی جائیں۔

لیٹروں کا لباس: عام طور پر لوگ گھر میں اور آرام اور سوتے وقت کرتہ پاجاما پہنتے ہیں اور اگر 9. لیٹر دن بھر ایک ہی لباس پہنتے ہیں تو ہم کیا کہہ سکتے ہیں؟ قائدین کو مشکل وقت میں عام لوگوں کا لباس ملک کی ترقی کے مرحلے میں امیروں کا سفید/پھولوں والا لباس اور ترقی یافتہ مرحلے میں رسمی لباس پہننا چاہیے۔ اندرونی اور لوازمات کے ساتھ جینز شرٹ/کرتا، ساڑھی/دھوتی ہر قسم کی آب و ہوا کے لیے *** بہترین لباس ہے۔

(ا)۔ پہلی زبانی بات چیت ماں کی طرف سے اپنے بچے کے ساتھ گہری ڈرائیونگ کی محبت میں کی جا رہی تھی اور اسی طرح مادری زبان وجود میں آئی۔ محبت کے اظہار کے مختلف طریقے ہوتے ہیں اس لیے وقت، جگہ اور توانائی کے مطابق ہر مادری زبان میں مختلف مادری زبانیں یا زبانیں اور مختلف قسمیں ہوتی ہیں۔ جیسا کہ تمام مائیں مادر دھرتی کی طرح ہوتی ہیں اور اسی لیے دنیا کی تمام زبانوں میں کچھ تقریباً تمام زبانوں، بولیوں اور بول A، U، M، مشترکات کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے جیسے کہ لفظ/آواز چالوں میں دیکھا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ، اگرچہ ماں (مادری زبان) بنیادی ہے لیکن ساس کی اہمیت سے کون انکار کر سکتا ہے (شریک حیات اور دیگر رشتہ داروں کی زبان) اس لیے سمجھنے والے مرد/عورت دونوں کو رکھتے ہیں اور زبان کی گنتی پر کسی دشمنی/ذلت آمیزی میں خود کو شامل نہیں کرتے۔

(ب)۔ یہ مشاہدہ کیا گیا ہے کہ سنسکرت دنیا کی سب سے طاقتور، سمجھی جانے والی اور سائنسی زبان ہے سنسکرت کے الفاظ ایک ہی آواز / تلفظ رکھتے ہیں چاہے کوئی بھی بولے یعنی وقت، جگہ اور توانائی۔ کچھ کہتے ہیں کہ سنسکرت کے حروف تہجی سب سے پہلے بھگوان شیو کے ڈمرو کے ذریعہ حاصل کیے گئے ہیں، اور پھر دیوتاؤں کے ذریعہ استعمال اور بولے گئے ہیں۔ یہ ایک وجہ ہے کہ سنسکرت کو دیو بھاشا (دیوتاؤں کی زبان) اور اس کا رسم الخط/فونٹ دیو نگری (دیوتاؤں کا رسم الخط/فونٹ/کریکٹر) کہا جاتا ہے۔ اس طرح سنسکرت کو خدا کی زبان کہا جا سکتا ہے، ایک لامتناہی اور ہمیشہ سے موجود ہے۔

لیکن جو لوگ ارتقائی نظریہ پر یقین رکھتے ہیں ان کے لیے تمام مادری زبانیں سنسکرت سے پرانی ہونی چاہئیں ایک سادہ سی منطق سے کہ ایک بہتر زبان صرف اس وقت موجود تمام مادری زبانوں کے درمیان، جبری یا منصوبہ بند منتہی سے ہی نکل سکتی ہے چاہے وہ دیوتا کی ہو یا دانو، سنت کی ہو یا شیطان کی ماسٹر کی ہو یا راکشس کی۔

اوپر دیکھ کر یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہر زمانے کا بہترین ادب اصلی یا اصلی کی طرح سنسکرت میں دستیاب ہے، اس لیے سنسکرت کو مادری زبان کے بعد ایک زبان کہا جا سکتا ہے جسے سیکھنے میں ہر کسی کو دلچسپی ہونی چاہیے۔

(سی)۔ آج ہم جتنی زبانوں کے بارے میں سنتے ہیں وہ عظیم زبانیں ہیں، اگر وہ عظیم نہ ہوتیں تو برقرار نہ رہتیں اور ان میں یا دوسری زبانوں میں ڈوب چکی ہوتی۔ تمام ایجادات فطرت کی ظاہری خواہش ہیں اور عام طور پر کسی کو اس پر اجارہ داری یا ملکیت رکھنے کی اجازت نہیں دیتی ہیں، چاہے وہ ٹیلی ویژن ہو، ٹیلی فون ہو یا ٹیلی کام یا زبانیں ہوں اور تمام انسانوں کی ہوں۔

تمام زبانیں سب کی ہیں۔ کچھ پہلے یا کچھ دوسرے ہوسکتے ہیں۔ فخر کرنا، برتری کا احساس کرنا، دوسروں کو ایک خاص زبان سیکھنے اور دوسری زبان کو سیکھنے پر مجبور کرنا اور مجبور کرنا، زبان کی گنتی میں ریاستی حدود، رکاوٹیں، حد بندی اور تفریق ترقی اور ہم آہنگی کے لیے اتنا ہی نقصان دہ ہے جتنا کہ نسل اور مذہب، ذات پات اور طبقے، عمر اور جنس سے پیدا ہونے والے تفریق کے۔ ابھرتے ہوئے ورلڈ آرڈر میں زبانوں کا امتزاج یا انضمام عمل میں آئے گا۔

(ڈی)۔ کہا جاتا ہے کہ بہترین زبان وہ زبان ہے جس میں کوئی لفظ نہ ہو اور اس کا اظہار ایک دوسرے سے ہو اور دوسرے کے ذریعے احساس کے ذریعے مکمل خاموشی ہو، دوسری بہترین زبان اشاروں اور علامتوں کی زبان ہے جو عام طور پر رقص، گونگے اور بہرے اور مختلف زبان کے جاننے والے استعمال کرتے

ہیں اور تیسری بہترین زبان ہے جس کے لیے لوگ دلیل دیتے ہیں کہ ان کی زبان اعلیٰ ہے اور ہر ایک کو اس زبان کو سیکھنا اور اس پر عمل کرنا چاہیے اور پھر صرف اس زبان کا استعمال اور استعمال کرنا! چاہیے۔ کیسا فریب

لفظ برہما ہے، ہر کردار کائنات کا نمائندہ ہے، ہر لفظ تخلیق کرتا ہے، اس میں توانائی ہوتی ہے اس لیے ہر ایک سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ زبان کو احتیاط سے استعمال کرے۔ کہا جاتا ہے کہ جن زبانوں کو استاذوں اور بزرگوں نے بولا ہے وہ اچھی ہونی چاہئیں لیکن پھر بھی ہمیں زبان اور صوتیات کے لیے ایک ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ سنٹر قائم کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ہم اہنگی کی آواز کو تلاش کیا جا سکے اور *** اسے زبان کے میدان میں کیسے ضم کیا جا سکتا ہے۔

ذیل میں پیش کیا جاتا ہے: "روزگار پیدا کرنے (ہندوستان جیسے ملک میں)" کے حوالے سے عرضداشت کو دو حصوں میں پیش کیا جا رہا ہے: (1) مسائل اور اس کا وسیع خاکہ، (2) پرانے زمانے کے عقلمندوں میں عام بحث

اس باب یعنی "روزگار کی تخلیق (ہندوستان جیسے ملک میں)" سے گزرتے ہوئے، یہاں کے مواد کی تعریف کرنے کے لیے مندرجہ ذیل ابواب کا حوالہ دینا مناسب ہو گا: سماجی تحفظ کی معیشت اور معیشت کی سماجی سلامتی، صاف اور صحت مند معیشت اور صفائی اور حفظان صحت کی معاشیات، ایک پائیدار انتظامیہ کے لیے کام کی تقسیم اور اس کی معیشت کو برقرار رکھنے کے لیے، اس کے بہتر انتظام کے لیے کام کی تقسیم۔ معیشت، صحت، تعلیم اور انصاف کی اقتصادیات، منافع بخش روزگار کے اہم راستے اور قابل احترام مصروفیت، دھرم سنستھان (مذہبی اداروں) سے معاشیات کا انتظام - ایک پائیدار معیشت کے لیے خاندان، ملک اور معاشرے میں آمدنی کی تقسیم۔"

:- مسائل اور اس کا وسیع خاکہ (1)

روزگار کے لیے کہا جاتا ہے کہ زرعی جنگلات سب سے بہتر ہے، درمیانی تجارت (کاروبار) ہے (1.A) ادنیٰ خدمت ہے، اور بھیک مانگنا آخری راستہ ہے۔ بڑھتے ہوئے درجہ حرارت (گلوبل وارمنگ)، بدلتے ہوئے موسم، بڑھتی ہوئی آلودگی، زیر زمین پانی کی سطح میں کمی، خشک سالی، سیلاب، شہروں میں تناؤ بھری زندگی اور نئی سے نئی بیماریوں کے ظاہر ہونے کا موجودہ منظر نامہ ہم سے سیکھنے، سیکھنے اور کمانے، کمانے اور زندگی گزارنے کے لیے نئے سرے سے منصوبہ بندی کرنے کو کہتے ہیں۔

منافع بخش روزگار اور قابل احترام مصروفیت پیدا کرنے اور اسے برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ بنیادی کام کو لازمی طور پر جسمانی، ثانوی طور پر نیم خودکار اور ٹیکنالوجی سے چلنے والے اور اس کے بعد خودکار یا ریموٹ کنٹرول کے طور پر چھوڑ دیا جائے۔ اس طرح پورے زرعی جنگلات کے شعبے کو جسمانی طور پر / دستی طور پر چلایا جانا چاہئے، کھانے کی مصنوعات کی پیکنگ نیم خودکار ہونی چاہئے اور کولڈ اسٹوریج کی دیکھ بھال کو ٹیکنالوجی پر مبنی ہونا چاہئے اور ہائیو گیس پلانٹ کا آپریشن بجلی کی ترسیل اور تقسیم خود کار ہونا چاہئے اور یہاں تک کہ ریموٹ کنٹرول سے بھی چلایا جاسکتا ہے۔ اگر ضرورت پیش آئے یا نوجوانوں میں بیروزگاری کی سطح دس فیصد سے زیادہ بڑھ جائے تو شاید ہمیں زراعت اور جنگلات کے شعبے میں ایندھن کے تیل یا بجلی سے چلنے والی تمام مشینری پر پابندی لگانے کے بارے میں سوچنا پڑے گا۔

:- پرانے زمانے کے عقلمندوں میں عام بحث (2)

دنیا کے ساتھ ساتھ ہندوستان کی اہم معلوماتی تکنیکی طور پر چلنے والی تنظیموں میں حالیہ چھانٹی (2.A) نے ایک ٹھنڈا پیغام بھیجا ہے کہ انٹرنیٹ، انٹرائیٹ اور انفارمیشن ٹیکنالوجی پر مبنی روزگار میں بڑھتا ہوا رجحان نہ صرف ختم ہوا ہے بلکہ اس میں کمی واقع ہوئی ہے۔ اس سے یہ دیکھا جاتا ہے کہ معلومات کا ہونا اور انفارمیشن ٹیکنالوجی کا ماہر ہونا کوئی اضافی قیمت نہیں رکھتا۔ اس لیے جہاں تک نوجوانوں کو بڑے پیمانے پر روزگار فراہم کرنے کا تعلق ہے، ہمارے لیے یہ سمجھداری ہوگی کہ ہم اس میں بڑے پیمانے پر کام نہ کریں۔

۔ روزگار کی فراہمی میں، معاشرے کو اس بات کو یقینی بنانے کی ضرورت ہے کہ ہر قسم کے (2.B) کام/سیکٹر کے لیے کم از کم اور زیادہ سے زیادہ اجرت/منافع کے تعین کے علاوہ کام کے معاہدے کے دونوں طرف سے کوئی استحصال نہ ہو۔

یہ دیکھا جاتا ہے کہ آنے والے سالوں میں روزگار سیکورٹی، خوراک، فیشن، توانائی اور تفریح، فطرت کی عیش و آرام میں مہم جوئی اور مہم جوئی کے گرد گھومے گا۔ ہمیں ٹرینڈ بنانا اور اس پر عمل کرنا *** چاہیے۔

توانائی لذت ہے اور طاقت توانائی سے حاصل ہوتی ہے۔ زیادہ سے زیادہ کچھ حاصل کرنا جیسا کہ ہم اپنی دعا میں کالا ش سے بہتے ہوئے توانائی کا مظاہرہ کرتے ہیں، وہی ہے جو ہم اپنے اور اپنی آنے والی نسلوں کے لیے جاری رکھنے کی توقع رکھتے ہیں۔

: درج ذیل پیش کیا جاتا ہے

(ا). **مفت توانائی**: ہم مفت توانائی کے لیے کمرشل جانا پسند کر سکتے ہیں جیسا کہ نیوکلیئر پاور کارپوریشن کے "مصنف، موجد، اور ریٹائرڈ ایگزیکٹو ڈائریکٹر (نیوکلیئر پروجیکٹس "شری (NPCIL) آف انڈیا پرماہمس تیواری نے ایجاد کیا، بنارس ہندو یونیورسٹی سے بی ایس سی انجینئرنگ گریجویٹ، اس نے اپنے سے زیادہ ہے۔ اپنے پیشہ ورانہ NILPC میں چار ڈگری تک بڑھایا، تاہم ان کا کیریئر NILPC کیریئر کو، کے مصنف ہیں (SVT) کیریئر سے ہٹ کر وہ فزکس میں ایک انقلابی تھیوری، اسپیس وورٹیکس تھیوری Anupam Tewari: ایجاد کیا، رابطہ (T-RLG) ان کے نظریہ نے انہیں تیواری ری ایکشن لیس جنریٹر ، <https://www.tewari.org/contact.html> یا <https://www.tewari.org> .

. کہا جاتا ہے کہ پیسہ ہر ایک کے لیے ضروری توانائی ہے۔ بہت کم لوگ کہتے ہیں کہ جتنا زیادہ (A.1) پیسہ (زیادہ توانائی (اتنا ہی بہتر ہے اور یہ وسائل) پیسہ اور توانائی (کے جمع ہونے کا شکار ہوجاتے ہیں۔ طویل مدتی تجربہ کہتا ہے کہ سست اور مستحکم رفتار میں توانائی کا استعمال خوشی دیتا ہے اور فطرت کو اپنی توانائی کے چکر کو ہم آہنگی کے ساتھ مکمل کرنے کے لیے وقت دیتا ہے، جب کہ توانائی (پیسہ) ،کو تیز رفتاری سے استعمال کرنا یا توانائی کے اعلیٰ ذرائع (مائع ہائیڈروجن یا (یا مرکب رقم) سونا، چاندی پلاٹینم اور موتی (کا استعمال قدرتی آلودگی کو کم وقت دیتا ہے اور قدرتی طور پر کافی مقدار میں آلودگی کا سبب بنتا ہے۔ اسے مکمل کریں اور سائیکل میں موجود ہر ایک کے لیے پریشانی کا باعث بنتا ہے (چاہے وہ نظر آئے یا نہ ہو)۔ اس فہم کے حامل لوگ کہتے ہیں کہ پیسہ نیکی کے ساتھ آنا چاہیے۔ منافع نیکی کے ساتھ اور صحیح طریقے سے آنا چاہیے اور صحیح مقصد کے لیے سرمایہ کاری کرنا چاہیے۔

(ب). ہندوستان جیسے ملک میں کوئلے پر مبنی پلانٹ کی حوصلہ افزائی کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ سے دس فیصد کوئلے پر مبنی پاور پلانٹس کی زیادہ سے زیادہ چالیس فیصد کارکردگی ہوتی ہے جس میں بجلی پیدا کرنے کے لیے پاور پلانٹ میں خرچ ہوتی ہے، پندرہ بیس فیصد کولریوں سے کوئلہ نکالنے اور توانائی بڑی لے جانے اور صارفین تک بجلی پہنچانے میں صرف تیس فیصد خالص توانائی چھوڑتی ہے۔ یہ فضائی آلودگی، دیگر ماحولیاتی خلل کے علاوہ راکھ کو ٹھکانے لگانے کا مسئلہ پیدا کرتی ہے۔ ایندھن پر مبنی تیل اور گیس پر مبنی پاور پلانٹس کو بھی بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔ ان چھوٹے سے درمیانے ہائیڈرو کی جگہ چھوٹے سے درمیانے درجے کے ہائیو گیس پلانٹس، بڑی ونڈ ملز اور شمسی توانائی کا زیادہ استعمال اور منتخب لیکن کافی بڑے نیوکلیئر پاور پلانٹس بنانے ہوں گے۔

. ہندوستان کی بہت سی ریاستی حکومتیں اور نجی ادارے اپنے رہائشیوں کو توانائی کی حفاظت فراہم (B.1) کرنے میں ناکام رہے۔ ایندھن کے تیل، کوئلے، ایٹمی توانائی اور برقی توانائی کی بڑے پیمانے پر پیداوار اور نقل و حمل / ترسیل کے لیے قومی کردار کی ضرورت ہے، تاہم بجلی کی تقسیم کے لیے معاشرے کے تحت مقامی کردار بہترین ہوگا۔

مزید توانائی کی حفاظت کے لیے، قدرتی گیس، سی این جی، ایل پی جی ترجیح کے مستحق ہیں مثلاً پہلے کھانا پکانے کے لیے، دوسرا شہر کی خدمات کے لیے اور پھر صنعتی اور دیگر استعمال کے لیے۔ چونکہ سبسڈی اس معاشرے کی ہم آہنگی کی نشوونما کے لیے نقصان دہ پائی جاتی ہے جس کے لیے اسے دیا جاتا ہے اس لیے تمام ایندھن کا تیل، قدرتی گیس، مٹی کا تیل، اور ڈیزل کو پورے ملک میں ایک ہی شرح پر کیلوری کی بنیاد پر اصل کے مطابق فروخت کرنے کی ضرورت ہے۔ مزید یہ کہ اگر ہم عوام کو اسی قیمت پر کان کنی کا کوئلہ فراہم کریں جس پر کوئلے سے چلنے والی بجلی کمپنیاں حاصل کرتی ہیں۔

۔ ترقی، خوشحالی اور سلامتی کا براہ راست انحصار اور توانائی کی دستیابی اور اس کے رزق پر (B.2) متناسب ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے ہندوستان کو ٹیکنالوجی/سامان کی مسلسل درآمد، ان کے اسپینر پارٹس اور آخری لیکن سب سے اہم ایندھن اور ایٹمی ایندھن کے دوبارہ عمل پر انحصار سے آزاد ہونے کی ضرورت ہے۔ ہندوستان کو زیادہ سے زیادہ استعمال اور کم سے کم غلط استعمال/ضائع کے تصور کو فروغ دینے کی ضرورت ہے نہ کہ صرف بچت۔ اس قسم کی ترقی سے بچنے کے لیے خاص خیال رکھنے کی ضرورت ہے جو بجلی کی سپلائی میں ناکامی سے پورے ملک یا براعظم کو مفلوج کر سکتی ہے، اس طرح ایک منسلک پھر بھی علیحدہ/علیحدہ گرڈ سسٹم کو بہترین کہا جا سکتا ہے۔

چھت کی اونچائی میں کمی اور رہائشی اور صنعتی کمپلیکس میں گھروں میں وینٹی لیٹرز کے نتیجے میں خاتمے نے وینٹیلیشن کے مسائل کو جنم دیا ہے جس کی وجہ سے چھت کے پنکھے، ایگزاسٹ پنکھے اور ایئر کنڈیشننگ کے استعمال میں اضافہ ہوتا ہے اس طرح بجلی کی طلب میں اضافہ ہوتا ہے۔ بنیادی مکانات اور گھریلو سامان، دفاتر کو اس طرح ڈیزائن کرنے کی ضرورت ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ قدرتی سورج کی روشنی، ہوا کو ٹھنڈا کرنے اور حرارتی نظام کا استعمال کر سکیں۔ یعنی گھروں کی اونچائی بارہ سے تیرہ فٹ ہونی چاہیے تاکہ چھت کے قریب وینٹی لیٹر، کافی موٹی دیوار ہو تاکہ وہ سردیوں میں گرم اور گرمیوں میں ٹھنڈے رہیں (بلکہ سردیوں میں ٹھنڈا رہنے اور گرمیوں میں بجلی کی توانائی کو برقرار رکھنے کے قابل ہو)۔ گھر/گھر

اوپر بڑے پیمانے پر درختوں کے احاطہ اور کسی بھی خام یا کم قیمت لکڑی کی اشیاء کی درآمد کو روکنے کے ساتھ ساتھ، کان کنی، ریفائننگ اور پیٹرو کیمیکل کے علاقوں کے قریب نائٹروجن اور سلفر آکسائیڈ جذب کرنے والے پودوں کی شجرکاری سے ہندوستان توانائی میں پائیداری حاصل کر سکتا ہے۔ مزید ہندوستان توانائی سے متعلق شعبوں میں تحقیق اور ترقی جاری رکھے ہوئے ہے، چاہے وہ اسٹوریج، ٹرانسمیشن اور ڈسٹری بیوشن ہو، لیکن پھر بھی ہندوستان کے لیے اس سے بھی زیادہ اہم ہے کہ وہ اس پر عمل درآمد کرے میں نشاندہی کی گئی ہے - (A) جس کی اوپر

(سی)۔ ہندوستان جیسی آب و ہوا والے بیشتر ممالک کو ہمیشہ جنگلات سے نوازا گیا ہے کہ وہاں ہمیشہ جلنے کے لیے اتنی خشک لکڑیاں رہ جاتی ہیں کہ توانائی کا خیال ہی نہیں آتا تھا جیسا کہ صحراؤں اور برف پوش علاقوں میں ہوتا ہے۔

بجلی اور پیٹرول کی دریافت سے پہلے پوری زمین پر انسانی آبادی کی زیادہ سے زیادہ سطح تھی، لیکن آج جب کسی صحرا میں، کسی برفانی علاقے میں، قدرتی ہوا، روشنی کے بغیر، ڈبے (گھروں جیسے کمرے میں رہنا ممکن ہو گیا ہے، تو انسانی آبادی مکھی مچھر کی طرح بڑھ گئی ہے۔ اس بڑھتی ہوئی انسانی آبادی نے توانائی (پیٹرول اور بجلی) کی ضرورت کو مزید بڑھا دیا ہے - اور اب آبادی اور توانائی (بجلی اور پیٹرول) دونوں بڑھ رہے ہیں، جیسے ایک دوسرے کو طاقت دے رہے ہیں۔

آج ہر پلانٹ اور ہر ممکن طریقے (ہوا، پانی، سورج کی روشنی، کوئلہ، جوہری (سے پیٹرول ڈیزل کو بجلی میں تبدیل کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اسی وقت، ترقی کی دوڑ میں، ایسی مصنوعات کی ضرورت، بتدریج بڑھتی جا رہی ہے جو بہت کم وقت میں بہت زیادہ توانائی فراہم کرتی ہیں - مثلاً مائع ہائیڈروجن کاربن ڈائی آکسائیڈ، نیوکلئیر پاور/بتھیار، بارود اور کریوجینکس (تیز اور گہری ٹھنڈک کے لیے)۔

• مندرجہ بالا حقیقت کا ایک رخ ہے جبکہ حقیقت کا دوسرا رخ یہ ہے کہ ہماری بڑے پیمانے پر تباہی (C.1) اسی شرح یا تناسب سے بڑھ رہی ہے جس تناسب سے توانائی کی طلب ہو رہی ہے۔

عام طور پر ترقی کا ایک پرکشش نمونہ پیش کیا جاتا ہے جیسے کہ ہر ملک کے مرد/خواتین کا خواب کم از کم ایک گھر، ایک موٹر سائیکل، بندوق/پستول، ایک گاڑی ہونی چاہیے اور گھر میں ایئر کنڈیشنر، ٹی وی، فریج، واشنگ مشین، ڈش واش، وائی فائی کمپیوٹر اور اچھی کوالٹی کا موبائل ہونا ضروری ہے، پھر ہر کسان کے پاس ٹریکٹر اور مشینیں ہونی چاہئیں، فصل کی کٹائی وغیرہ تب ہی ترقی یافتہ ملک کہلائے گی۔ یہ ظاہر ہے کہ ان خوابوں کی تکمیل کے لیے ملک کے پاس بجلی پیدا کرنے کی ایک بڑی صلاحیت اور پھر بھی نقل و حمل کے لیے فوسل فیول کی بڑی سپلائی ہونی چاہیے۔ اگر ترقی کا یہی پیمانہ ہوگا تو ہم میں سے ہر ایک ایک نہ ختم ہونے والی دوڑ میں دوڑ رہا ہوگا جس کا انجام ایک چیونٹی کی طرح ہے جو مرتے دم تک دوڑتی/چلتی رہتی ہے۔

اس لامتناہی اور پھیلتی ہوئی ترقی میں توانائی کی کھپت اور اس سے پیدا ہونے والی حرارت اس قدر بڑھ گئی ہے کہ پوری زمین گرم ہو گئی ہے۔ ہمالیہ اور آرکٹک میں برف پگھلنا شروع ہو گئی ہے۔ پورا ماحول بدلنا شروع ہو گیا ہے اور آلودگی پانی، زمین اور ہوا میں واضح طور پر جھلک رہی ہے، نباتات تباہ ہو رہی ہیں اور جنگلات سکڑ رہے ہیں جس سے تمام جانداروں کی صحت خراب ہو رہی ہے۔

• سورج زمین پر مسلسل توانائی دے رہا ہے، (تقریباً پندرہ ٹیرا واٹ یعنی چند کروڑ کلو واٹ بجلی (C.2) کے برابر (جو مٹی اور پانی کو گرم کرتا رہتا ہے۔ یہ صرف پودے اور درخت ہی ہیں جو اس کی بڑی مقدار جذب کرتے ہیں اور اسے پتوں، لکڑی کی شکل میں ذخیرہ کرتے ہیں اور اسے جانوروں کی دنیا کی خوراک میں بھی تبدیل کرتے ہیں اور زمین کے ماحول (درجہ حرارت، نمی اور ہوا کی گردش (کو متوازن رکھتے ہیں۔ درخت لگانا اور ان کی حفاظت کرنا پھر ان کو کاٹنا اور بجلی پیدا کرنے کے لیے سولر پینل لگانا ہمارے لیے سمجھداری کا کام ہے، چاہے ہم دونوں کی طرف سے دس سے پندرہ سال کے عرصے میں پیدا ہونے والی توانائی کا حساب لگائیں۔

سورج، ہوا، پانی سے توانائی کی فراوانی کے ساتھ ہندوستان جیسے ممالک توقع سے بہت پہلے توانائی سے محفوظ بن سکتے ہیں۔ توانائی کی ضرورت کا حل ہوا، پانی اور سورج میں ہے۔ کشش ثقل اور لیویٹیشن فورس (انرجی (ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔ ان کی قدرتی تال ایک خوشگوار اور آسان زندگی *** فراہم کرتی ہے۔

(ا). دنیا کا قدیم ترین پیشہ اور ایک تحقیقی لیبارٹری برائے جنسیت (کام-اندرونی کام) کو بند کرنے کے بارے میں سوچا بھی نہیں جا سکتا، جہاں کام سوتر (کام اندرونی کام) طوائفوں کے درمیان بنایا گیا تھا۔ بعض حصوں میں سنا ہے کہ ایک نوبیابتا عورت 'سدا سہاگن' زندگی بھر شوہر کے ساتھ رہنے کے لیے طوائفوں سے آشیرواد لیتی تھی، جیسا کہ طوائفوں کو ہی سمجھا جاتا ہے۔

(ب). جنسی تعلقات کو دبانا، اسے ممنوع قرار دینا اور فرد کے انتہائی نجی معاملات میں مداخلت کرنا طبقے کو پہلے خواجہ سرا بنانے اور پھر اسے غلام (بیل) کے طور پر استعمال کرنے کی سازش ہے۔ (سیکسی مرد و زن) بیل کو اس کی مرضی کے خلاف استعمال کرنا بہت مشکل ہے۔

(سی). جسم فروشی کے پھلنے پھولنے کا سب سے اہم عنصر طلاق کی بلند شرح، کم دستیابی اور میڈیا میں زیادہ پروجیکشن ہے، محبت بھرے رشتوں سے زیادہ مسابقتی رشتے زیادہ جنسی شدت کے بجائے جسم فروشی کی بڑی وجوہات ہیں اور اسی وجہ سے مغرب میں اس وقت جسم فروشی کا رواج زیادہ ہے۔ جوں جوں ذہانت کی سطح محض جسمانی سے ذہنی تک بڑھتی ہے، جنسی تغیرات کی ضرورت بڑھ جاتی ہے، ایسی صورت میں طوائفیں توانائی اور پیسہ نکالنے کے لیے ایک آسان راستہ فراہم کرتی تھیں۔

(ڈی). شادی شدہ جوڑے کو ایک دوسرے پر قبضہ محسوس ہوتا ہے اور کچھ عرصے بعد ایک دوسرے کے ساتھ جھگڑا کرنا چھوڑ دیتے ہیں اور اس صورت میں بے وفائی سبکدوش ہونے والے افراد کے لیے ایک فطری نتیجہ اور دوسرے کے لیے مایوسی کا باعث بنتی ہے اور پھر یہ نیا رجحان ہر ایک کو اپنے نئے منتخب کردہ راستے یعنی باہر سکون تلاش کرنے کی مزید ترغیب دیتا ہے۔ میڈیا، مذہبی اداروں وغیرہ سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ غیرجانبدارانہ طور پر سادہ بے وفائی پر مجبور کرنے کے بجائے جنسی وفاداری میں مختلف قسم کی معلومات فراہم کرنے کے لیے کردار ادا کریں۔

(ای). ہم مندرجہ ذیل کو نوٹ کرنا پسند کر سکتے ہیں

• حکومت کو صرف یہ کرنا ہے کہ وہ زبردستی جسم فروشی کی جانچ کرے۔ عصمت فروشی کی طرف (1) سفر کے لیے آسان اور زیادہ طلاق کی شرح اور اس کے بعد غربت، مذہبی بحث شروع کرنی ہوگی۔ حکومت کو ایسے لوگوں کو جسم فروشی کی اس بستی سے باہر بسانے کے لیے تعاون فراہم کرنا ہو گا۔ یہ محسوس کیا جاتا ہے کہ جسم فروشی کی روک تھام حکومت کی سماجی اور خاندانی ذمہ داری ہے اور حکومت کو اس میں زیادہ مداخلت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

• ہمیں طوائفوں کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرنا ہو گا اور آنے والوں کے ساتھ بھی۔ بیماریوں سے بچنے (2) کے لیے سہ ماہی/بروقت طبی معائنہ اور علاج کی سہولت ضروری ہے۔ جسم فروشی کے خلاف تمام قانونی پابندیاں واپس لیں اور ووٹنگ کے حقوق فراہم کریں۔ چیک کریں کہ سیاحت میں اضافہ نہیں ہوتا، صرف جسم فروشی کی وجہ سے۔ بڑے ہوٹلوں اور غیر رہائشی علاقوں میں ڈانس بار کھولے جا سکتے ہیں۔ پیار کرنے والے بچے/یا پروڈکٹ کے ساتھ تمام سہولیات بھی فراہم کی جائیں گی، والد کا پتہ لگانے کے لیے ڈی این اے ٹیسٹ کا بھی اہتمام کیا جا سکتا ہے، صرف معاوضے کے مقصد کے لیے (قانونی طور *** پر) اور اسے خفیہ رکھا جا سکتا ہے۔

ذیل میں پیش کیا جاتا ہے: "ریزرویشن (ہندوستان جیسے ملک میں)" کے حوالے سے عرضی کو دو حصوں میں پیش کیا جا رہا ہے: (1)۔ مسائل اور اس کا وسیع خاکہ، (2)۔ پرانے زمانے کے عقلمندوں میں عام بحث

اس باب یعنی "ریزرویشن (ہندوستان جیسے ملک میں)" سے گزرتے ہوئے، یہاں کے مواد کی تعریف کرنے کے لیے مندرجہ ذیل ابواب کا حوالہ دینا مناسب ہوگا: سماجی تحفظ کی معیشت اور معیشت کی سماجی تحفظ، صاف اور صحت مند معیشت اور صفائی اور حفظان صحت کی معاشیات، معیشت کے پائیدار کام کے لیے کام کی تقسیم، انتظامیہ اور اس کے انتظامی نظام کے لیے انتظامی نظام، معیشت کے استحکام کے لیے کام کی تقسیم۔ صحت، تعلیم اور انصاف، دھرم سنستھان (مذہبی اداروں) سے معاشیات کا نظم و نسق ایک پائیدار معیشت کے لیے خاندان، ملک اور معاشرے کے درمیان آمدنی کی تقسیم۔"

:- مسائل اور اس کا وسیع خاکہ (1)

اللہ تعالیٰ ہماری پیدائش، موت کو محفوظ رکھتا ہے اور کچھ چیزیں ہمارے کرما، بھکتی یا گیان/حکمت کے مطابق محفوظ رکھتا ہے تاکہ باہمی خلفشار سے تحفظ فراہم کیا جا سکے۔ برہما/برہمانڈ کے اس واقعہ کو دیکھنے والے کو بابا کے طور پر تعظیم دی جاتی ہے اور جو لوگ برہما/برہمانڈ کے اس حقیقت/پہلے کو سمجھتے/سمجھتے ہیں انہیں برہمن کہا جاتا ہے۔ برہمن بننا دوسرا جنم ہے اور اس کو سمجھے بغیر کوئی بھی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ وہ برہمن ہے۔ برہمن بننا صدر/وزیراعظم، پجاری، پنڈت، مولوی، انجینئر ڈاکٹر وغیرہ بننے سے زیادہ ہے جس کا کوئی بھی پیدائشی طور پر وراثت میں ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔

مہابھارت میں ایک واقعہ ہے جس میں ملکہ گندھاری نے بھگوان کرشن کو بددعا دی کہ جس طرح تم نے میرے قبیلے کو تباہ کیا، اسی طرح تمہارا قبیلہ بھی تباہ ہو جائے اور بھگوان کرشن نے اس لعنت کو قبول کیا۔ کہا جاتا ہے کہ اگر یہ لعنت نہ ملے اور خدا اسے قبول نہ کرے تو آج اتنے لوگ دیکھے ہوں گے کہ یہ کہتے ہیں کہ وہ خدا کی براہ راست اولاد (بیٹے اور بیٹیاں) ہیں۔ اس واقعہ کو دیکھ کر ہم صرف اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ خدا خود نہیں چاہتا کہ کوئی خاص شخص یہ کہے کہ وہ خدا کا بیٹا/بیٹی یا براہ راست اولاد ہے۔ اب اگر کوئی یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ بھگوان کرشن کے اسی گاؤں/قبیلہ سے ہے اور محسوس کرتا ہے کہ کچھ فوائد، کچھ مراعات ہیں جیسا کہ بھگوان کرشنا کے ساتھ وابستہ تھیں تو یقیناً یہ ایک ہنسی مذاق ہو گا۔

جو لوگ برہمن نہیں بنے بلکہ صرف اس لیے کہ وہ برہمن کا بیٹا اور بیٹی بنتے ہیں محسوس کرتے ہیں کہ انہیں وہی فائدہ، وہی اعزاز اور احترام مل رہا ہے جو اس کے والد/ماں کے ساتھ وابستہ ہے جو دراصل ان کے پیدائشی حقوق کے طور پر برہمن بن گئے ہیں وہی ہیں جو ایک بڑے خاندانی معاشرے میں اس کے ہموار کام کرنے میں مسئلہ پیدا کرتے ہیں / شروع کرتے ہیں۔ اوپر کی طرح کے حالات کو وہ نقطہ آغاز کہا جا سکتا ہے جہاں 'ریزرویشن، پیٹنٹ' اور انٹلیکچوئل پراپرٹی رائٹس' کا تصور سامنے آیا۔ یہ حقیقی ریزرویشن کہا جا سکتا ہے جس کے بارے میں کسی کو پریشان ہونا چاہئے، فکر کرنی چاہئے اور اسے ختم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، اور آرام کرنا چاہئے جو ہم ہندوستان اور دوسرے ممالک میں دیکھتے ہیں وہ صرف ایک چشم کشا ہے جسے پلک جھپکائے بغیر کسی بھی وقت آسانی سے ختم کیا جاسکتا ہے۔

:- پرانے زمانے کے عقلمندوں میں عام بحث (2)

ریزرویشن (ہندوستان میں) جو کل ملازمتوں کے صرف دو فیصد یعنی سرکاری ملازمتوں کے لیے (2.A) ہے، پسماندہ کی حالت کو نہیں بدل سکتا۔ حکومت کی جانب سے ایس سی / ایس ٹی، او بی سی اور اقلیتوں کو تحفظات فراہم کرنے کے ساتھ، حقیقت میں زمین پر کیا ہوا کہ امیروں اور مشہور لوگوں نے نجی اور مہنگی تعلیم، صحت اور عدالتی نظام کی تشکیل کے ذریعے ان کے لیے ستانویں فیصد ملازمتیں محفوظ کر رکھی ہیں۔ یہ مہنگے پرائیویٹ سکول / کالج، ہسپتال اور وکلاء شروع میں ہی نام نہاد ریزرو کلاس کو روک دیتے ہیں اور اس کے طویل مدتی اثرات نظر نہیں آتے۔

اس کو دور کرنے کے لیے ہمیں تعلیم، صحت اور عدالتی نظام کو ہر سطح پر آزاد کرنا ہوگا۔ چونکہ ذہنی رکاوٹوں کو ہٹانا اولین کام ہے اس لیے ریزروڈ / سروس کلاس اور ملک کے تمام لوگوں کی زندگیوں میں بہتری کے لیے انٹر اور انٹر کلاس، انٹر اور انٹر مذہب پر بات چیت شروع کرنی ہوگی۔

۔ پورے درخت کی اجازت کے بغیر ٹہنی نہیں گر سکتی۔ تمام ایجادات انسانیت کی رہنمائی کرتی ہیں (2.B) اور ان تمام ایجادات کا نتیجہ پوری انسانیت کو حاصل ہوتا ہے۔ ہمیں تمام ایجادات کو بغیر کسی پیٹنٹ کے حق اور دانشورانہ املاک کے حقوق اور منسلک بھاری معاوضوں کے احترام دینا ہوگا، جو اس کے پیشہ ور افراد کے لیے غیر ضروری ریزرویشن کا مطالبہ کرتے ہیں۔ سوسائٹی کو کنسلٹنٹس، ڈاکٹروں، چارٹرڈ اکاؤنٹنٹس، وکیلوں، صفائی کرنے والوں، بڑھئیوں، باورچیوں وغیرہ کی طرف سے وصول کی جانے والی فیسوں کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔

امید کی جاتی ہے کہ مذکورہ بالا مشق کے ساتھ اس کتاب کے اہم ابواب میں مختلف عنوانات میں جو کچھ پیش کیا گیا ہے، زیادہ تر ریزرویشن کو ختم کر دیا جائے گا، چاہے وہ ذات، مذہب اور رنگ کا ہو یا آئینی طور پر دیا گیا ہو۔ آرام دہ محفوظ (ریلوے) سفر کی موجودہ شکل اور عام طبقے میں غیر آرام دہ سفر کو تمام کلاسوں اور تمام طبقات کے لیے آرام دہ سفر سے بدلنے کا مستحق ہے۔ اس کی ضرورت ہے تاکہ ملک اپنی خوشحالی اور عزت کی منزل تک پہنچے اور اپنی کھوئی ہوئی شان دوبارہ حاصل کر سکے۔ لوگوں کی بنیادی ضروریات کو پورا کرنا اور نوجوانوں کو ان کی خواہشات کے مطابق کام کرنے کے لیے ایک پلیٹ فارم دینا، تاکہ ہم اجتماعی طور پر ایک صحت مند، خوشگوار اور مقدس زندگی گزار سکیں جو ہماری *** ترجیحات میں شامل ہے۔

اے۔ طبی کاروبار کے بارے میں ایک رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ "موجودہ طرز زندگی اور کھانے کی عادات (تیز زندگی، فاسٹ فوڈ) کے باعث شہری آبادی کا تیس فیصد ہمیشہ موٹاپے کا شکار رہے گا اور اس تیس فیصد میں سے پچاس فیصد لوگ موٹاپے کے کلینکس کا سہارا لیں گے، موٹاپے کے مریضوں کی اس بڑی تعداد کو پورا کرنے کے لیے، بڑے پیمانے پر موٹاپے کے کلینکس کی ضرورت ہوگی اور ایسے اچھے کاروبار کی ضرورت ہوگی۔

دنیا کے دیگر حصوں میں ایک اور رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ امیر اور غریب کے درمیان بڑھتے ہوئے تفاوت کے ساتھ، غربت بھی اسی شرح سے بڑھے گی جو اس ملک کی مجموعی گھریلو پیداوار (جی ڈی پی) کی ہے۔ اس غربت کا نتیجہ فاقہ کشی/غذائیت کی صورت میں نکلے گا، اور یہ مشنریوں اور خیراتی ٹرسٹوں کو اچھی ملازمتیں فراہم کرے گا۔

یہ کہا جا سکتا ہے کہ میڈیکل، چیریٹی اور مشنری کو بطور کاروبار بڑھنے اور بڑھنے کی اجازت ہے، اسی طرح بیماری/بیماری کو بھی بڑھنے کی اجازت اور فروغ دیا جاتا ہے۔ کاش! کتنی شرم کی بات ہے یہ کس قسم کا سوچنے کا عمل ہے؟ کیا اس طرح کی معاشی منصوبہ بندی معاشرے کو صحت مند اور خوش رکھنے میں مدد دے سکتی ہے یا بیماریوں اور غموں سے بھری ہوئی ہے؟ ایسے میں یہ ضروری ہے کہ ہم (معاشرہ) منصوبہ بندی کے تمام پہلوؤں کو ایک وسیع تناظر میں دیکھیں۔

(ب)۔ ہم مندرجہ ذیل کو نوٹ کرنا پسند کر سکتے ہیں:

موٹاپا اور غذائیت کی کمی بھی ٹوٹے ہوئے آشرم اور ورنا ویاستھ (طرز زندگی اور ذات/طبقے کی 1 تقسیم) کا نتیجہ ہے۔ ایک فطری تصور کے طور پر، ایک گربستھ آشرم کے زمانے میں اور ایک کاروبار کے کام میں کماتا ہے اور فرض کرتا ہے کہ وہ باقی سب کی ضروریات کو پورا کرے، ایک خاندان میں اور دوسرا سماج میں۔ لیکن فی الحال گربستھ آشرم اور کاروبار میں لوگ زیادہ لے رہے ہیں اور زیادہ کھا رہے ہیں اور آمدنی/منافع/وسائل کو صحیح طریقے سے بانٹ نہیں رہے ہیں جس کی وجہ سے لوگوں میں کم عمری میں، کاروبار میں، خدمت میں اور بچوں میں موٹاپا اور دوسروں کے لیے غذائی قلت پیدا ہو رہی ہے جو کہ بڑھاپے میں ہیں۔ اگر ہم ایک صحت مند خاندان اور صحت مند معاشرہ چاہتے ہیں تو ہمیں اپنے آشرم اور ورنا ویاستھ کو درست کرنے کی ضرورت ہے۔ معاشرے کو منظم کرنے کے لیے ہمیں مذہبی مقامات پر مفت کھانے (لنگر/عنقوت/قرآن خانی/دعوت) کی سہولت شروع کرنے کی ضرورت ہے جسے معاشرے کو خراب (بیمار) غذائیت سے نمٹنے کے لیے شروع کرنے اور برقرار رکھنے کی ضرورت ہے۔

موٹاپے کی تعلیم پر نظر رکھنے کے لیے، صنعت اور خدمت کے شعبے کو اپنے نصاب میں جسمانی (2 سرگرمی کو لازمی حصہ کے طور پر شامل کرنے کی ضرورت ہے، یا تو 'ورک ان' یا 'ورک آؤٹ'۔ کہا جاتا ہے کہ 'ایک دن میں ڈانس ڈاکٹر کو دور رکھتا ہے'۔

پرزرویٹوز والا کھانا معدے میں بھی خوراک کو محفوظ رکھتا ہے اور بدہضمی کا باعث بنتا ہے۔ (3 مصنوعی پرزرویٹوز کے استعمال کو محدود کرنا ہوگا اور قدرتی پرزرویٹوز کے عام استعمال کو کم کرنا ہوگا۔ اسکولوں اور دفتر کی کینٹینوں میں جو کچھ فروخت ہوتا ہے اس پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ فربہ افراد بہت تیزی سے کھاتے ہیں جب کہ صحت کو برقرار رکھنے کے لیے کھانے پینے کو سست کرنا پڑتا ہے۔ کھانے کے لیے کہا جاتا ہے کہ ٹھوس پیو اور مائع کھاؤ (کھانے کو اتنا چباؤ کہ وہ مائع ہو جائے اور پانی کو اس طرح پیو جیسے ٹھوس کیلا ہو)۔ اگر ممکن ہو تو کھانا پینا تکیے والے فرش پر یا میز کرسی پر سکون سے بیٹھ کر کرنا ہے، لیکن کھڑے ہو کر کھانے پینے سے گریز کرنا چاہیے۔

موٹاپا کھانے کی وجہ سے نہیں بلکہ ناکارہ خارج ہونے کی وجہ ہے۔ مشرقی بیت الخلا گھٹتے کے (4) پیچھے ایکوپریشز بھی دیتا ہے اور انخلاء میں آسانی پیدا کرتا ہے۔ مشرقی بیت الخلا اور بیت الخلا کو مزید فروغ دینے کی ضرورت ہے۔ مزید یہ کہ بیٹھنے یا کھڑے ہونے کی حالت میں بیت الخلا بیمار جانوروں کے لیے ہے۔ صحت مند معاشرے کو پیشاب کرنے اور بیت الخلا کا صحت مند طریقہ استعمال کرنے کی ضرورت ہے۔ مغربی کموڈ فرہ، غیر صحت مند افراد اور بیماریوں میں اضافے اور اس کے نتیجے میں طبی بلوں کی ایک بڑی وجہ ہے اور اس کی اصلاح کی ضرورت ہے۔

برگد اور پپیل کے درخت دوسرے درختوں اور پودوں کی نسبت زیادہ بڑھتے رہتے ہیں کیونکہ پپیل اور (5) برگد دن بھر خوراک بناتے رہتے ہیں، کاربن ڈائی آکسائیڈ لیتے رہتے ہیں اور تازہ آکسیجن خارج کرتے رہتے ہیں۔ خوراک بنانے میں درخت کاربن (ہوا میں کاربن ڈائی آکسائیڈ کے ذریعے) لیتے ہیں اور آکسیجن کو ماحول میں چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ کاربن جو درخت لیتے ہیں وہ فوٹو سنتھیس کے ذریعے گلوکوز/فرکٹوز یا درخت کے رس میں تبدیل ہو جاتا ہے اور درخت کو بڑھتا ہے۔ ہوا سے انسان آکسیجن لیتے ہیں اور سانس کے بعد کاربن ڈائی آکسائیڈ فضا میں چھوڑ دیتے ہیں۔ کاربن، کاربن ڈائی آکسائیڈ میں جسے انسان ہوا میں چھوڑتے ہیں، وزن کے انتظام کا بڑا ذریعہ ہے، یعنی اگر ہم اپنی سانسیں (گہری اور لمبی) برقرار رکھیں *** تو ہم اپنے جسم کو برقرار رکھ سکتے ہیں۔

(ا). دہشت گردی کسی بھی دوسرے 'ازم' کی طرح ہے (مثلاً کمیونزم، فرقہ پرستی، علاقائیت اور یہاں تک کہ مذہب پرستی)، لیکن اس کی کارروائی میں زیادہ گھناؤنا اور خوف کی آخری حد ہو سکتی ہے۔ جب کہ دہشت گرد کو دہشت گردی سے رہنمائی حاصل ہو سکتی ہے یا وہ دہشت گردی کے ذریعے کارفرما ہو سکتے ہیں یا وہ اکیلا یا الگ تہلگ لاٹ ہو سکتا ہے یا ہو سکتا ہے کہ ایک چھوٹے گروپ میں کام کر کے کسی نہ کسی طرح یا کسی بھی طرح سے پیسہ کما رہے ہوں، چاہے یہ ان کے لیے برادرانہ قتل، نسل کشی اور بولوکاسٹ کی سطح پر جانے کا مطالبہ کرے۔ تاہم، چند دوسروں کا کہنا ہے کہ دہشت گردی شیطان کا سخت گیر اظہار ہے کہ وہ عوام میں دہشت پھیلانے کے لیے اپنے (شیطان) کو آسان بنانے کے لیے اور انہیں ہر طرح کی خواہشات اور خواہشات جیسے ٹارگٹڈ ظلم و ستم اور دوسری عالمی جنگ میں یہودیوں کا سب سے بھیانک قتل/قتل سمیت جو کچھ کرنا چاہتے ہیں کرنے کی اجازت دیتا ہے اور پھر نہ صرف دولت کمانے کے لیے دنیا کے ممالک پر متفق ہو جاتے ہیں اور اس کے بعد دولت کمانے کے لیے ممالک بھی متفق ہیں۔ ریگولیشن جس نے انہیں آنے والے سالوں تک مسلسل دھوکہ دہی اور لوٹ مار کی اجازت دی۔

امریکہ میں ہوا اور بہت سے جمہوریت پسند لوگوں نے پورے مسلمانوں کو دہشت گرد قرار دیا 9/11 اور افغانستان، عراق پر حملوں کے بعد، اور مسلمانوں کی بڑی آبادی والے تمام ممالک پر مسلسل نگرانی کی۔ گاندھی جی کو قتل کیا گیا اور پوری آر ایس ایس کو ان کی شہادت کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا، مسز اندرا گاندھی کو قتل کیا گیا اور پوری سکھ برادری کو قاتل قرار دیا گیا۔ کسی ایک علاقے/مذہب/ذات/نسل/رنگ/جنس کو مجرم/دہشت گرد اور اچھوت قرار دینے کی اس قسم کی برائڈنگ جو کہ عام طور پر مختلف منصوبہ بند طریقے سے کی جاتی ہے اور متعدد فائدے حاصل کرنے کے لیے انتہائی طریقہ کار کے ساتھ انجام دی جاتی ہے اس کا مقصد مجرم کی حقیقی دہشت کو جنم دینا ہے جسے شیطان کا نام دیا جا سکتا ہے۔

. کیا اسلحے کی فروخت کے لیے دہشت گرد حملے یا جنگ کی منصوبہ بندی عام طور پر کسی بھی (A.1) صنعت کے پاس مارکیٹنگ کے لیے رکھی گئی رقم خرچ کر کے نہیں کی جاسکتی اور کیا اسلحے کی ابتدائی پیداوار دہشت گردوں کو ٹرائل کے لیے نہیں دی جاسکتی؟ ایندھن کے تیل کے ذخائر، معدنی ذخائر، اسلحے اور گولہ بارود کی فروخت کا سودا کرنے والی کثیر القومی کمپنیاں چاہتی ہیں کہ دہشت گردی اور دہشت گردی جاری رہے اور ان کے مفادات کو پورا کیا جائے۔ یہ عام بات ہے کہ آمر (فوجی/فوجی افراد کے ذریعے چلائی جانے والی حکومتیں) کسی بھی سوبیلین اور جمہوری طور پر منتخب حکومت کے مقابلے میں اسلحہ اور گولہ بارود فراہم کرنے والوں کی دھن پر بہتر رقص کر سکتے ہیں۔

(ب). اگر کوئی ایکٹ آف اومیشن اور کمیشن یا اس سے اوپر کے کھلے اور خفیہ ایکٹ سے واقف ہونا چاہتا ہے تو کسی بھی سرد خون والے جرم کی تفصیلی تحقیقاتی رپورٹ کا حوالہ دے سکتا ہے جس میں سب سے پہلے جرم سے فائدہ اٹھانے والوں کا پتہ لگانا ہے اور پیسہ، نام، شہرت، اقتدار کی پوزیشن، مختصر مدت کے ساتھ ساتھ طویل مدت میں بھی۔ اسی طرح یہ بھی معلوم کیا جا رہا ہے کہ سب براہ راست اور بالواسطہ متاثرین کون ہیں اور ان کے مصائب کی سطح کون ہے۔ مزید یہ بھی جاننے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ آیا یہ سرد خونی جرم کئی پرانی دشمنیوں کو طے کرنے کا نتیجہ ہے یا خاندانوں، معاشروں، پھر یہاں سے مزید تفتیش آگے بڑھتی ہے، جس ملکوں اور دنیا میں طاقت کے نئے مساوات کو ہوا دینے کا۔ میں کئی بار یہ تفتیشی تفصیلات انتہائی سنجیدہ اور ظاہر کرنے کے لیے بہت خطرناک ہوتی ہیں، اس لیے ایک خفیہ دستاویز بنی رہتی ہے۔

مندرجہ بالا جرائم کی فہرست کو سنجیدگی سے دیکھا جائے تو صورتحال خوفناک دکھائی دیتی ہے۔ یہ اس لیے زیادہ ہے کہ جب کوئی دنیا کی معروف مشاورتی اور سائنسی تنظیموں سے بات کرتا ہے تو پتہ چلتا ہے کہ امریکہ میں نائن الیون جیسے جرائم، مسٹر ایم کے گاندھی کا قتل، ہندوستان میں پارلیمنٹ پر حملہ

اور بیماری کے حالیہ پھیلاؤ کے بعد عالمی لاک ڈاؤن جس کا ہم سال دو ہزار بیس سے مشاہدہ کر رہے ہیں، کے لیے کافی تیاری کا وقت درکار ہوتا ہے، وہ بھی اس وقت جب کسی کے پاس مختلف اداروں کی کافی امداد اور فنڈز موجود ہوں۔

حالات اس وقت خوفناک ہو جاتے ہیں جب یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ اور ان کے ادارے جو دو عالمی جنگوں کا حصہ تھے اب بھی موجود ہیں اور اس مشق کو کسی بھی ہستی، گروہ یا ملک یا یہاں تک کہ مشترکہ طور پر بھی دہرا سکتے ہیں۔ تیاری کی جھلک ہالی وڈ کی چند فلموں، مختلف ویڈیو گیمز، اس ہزار سال کے آغاز پر سامنے آنے والی مختلف خصوصی گفتگووں اور سنہ دو ہزار اٹھارہ میں نشر ہونے والے نیو ورلڈ آرڈر پر چند عالمی رہنماؤں کے انٹرویوز سے دیکھی جا سکتی ہے۔ کہا جا رہا ہے کہ اب یہ نام، نہاد سفید پوش ہوشیار فن اور سیوڈو سائنس کے ماہر ایسے آلات سے لیس ہو گئے ہیں جو زلزلے، طوفان، طوفان، اور اس کے نتیجے میں بارش، گرج چمک اور لینڈ سلائیڈنگ کو اپنی مرضی اور مرضی کے مطابق ممکن بنا سکتے ہیں اور کسی بھی ملک/خطے کو تباہ کر سکتے ہیں۔

سے نفرت کے ایسے خیالات کا انعقاد اور پیشہ (سی)۔ کیا کسی بھی علاقے/مذہب/ذات/نسل/رنگ/جنس و مجرموں/دہشت گردوں/شیطان کو مداخلت اور عمل کرنے کی جگہ دینا قابل تعریف ہے، کم از کم یہ ایسے خیالات کا حامل نہیں ہے "جیسے دشمنی اور ایسے خیالات رکھنا فطرت کے خلاف ہے۔

۔ قتل میں شیطان/دہشت گرد، ایک طرح سے اللہ تعالیٰ کے کام میں مدد کر رہے ہیں جو کہ ماسٹر (C.1) قاتل اور مالک خالق ہے۔ یہ صرف شیطان کے/دہشت گردوں کے لیے دعا کرتا ہے کہ ان کے ہاتھ خون سے نہ زخمی ہوں۔ کسی کی زندگی میں صرف دو ہی اہم لوگ ہوتے ہیں، ایک وہ جو زندگی دیتا ہے اور دوسرا جو زندگی کا خاتمہ کرتا ہے، اور اس طرح یہ دہشت گردوں سے نفرت نہیں کرتا اور نہ ہی دہشت گردوں کا مقابلہ کرتا ہے۔

جیسا کہ زندگی منفی سے شروع ہوتی ہے۔ بجے شروع میں نہیں کہنا شروع کر دیتے ہیں اور پھر چھوٹی عمر میں ہی سمجھ جاتے ہیں کہ کہاں نہیں کہنا ہے اور کہاں ہاں کہنا ہے، تاہم انرجی کم لوگ ہر چیز کے لیے ہاں کہتے ہیں، اس لیے یہ کہا جا سکتا ہے کہ زندگی کے ارتقائی عمل سے دہشت گرد بھی شریف آدمی بن سکتے ہیں۔ ایسے میں کیا یہ مناسب نہیں ہوگا کہ ایک دہشت گرد/شیطان کو بھی اپنی اصلاح کا موقع دیا جائے اور وہ اپنی مدت پوری کرے۔

۔ دہشت گردی کی سرگرمیوں پر قابو پانے کے لیے، خوش گوار معاشرے کے لیے مختلف طریقوں (C.2) کے ذریعے مخصوص لوگوں/گروہوں کو نشانہ بنایا جانا چاہیے، بغیر کسی پریشان کیے اور میڈیا کی تشہیر اور نفرت کی حوصلہ افزائی کیے بغیر۔ ہمیں لگتا ہے کہ میڈیا ایک ہم آہنگ معاشرے کی تعمیر کے لیے اپنا فرض بخوبی ادا کرے گا۔

(ڈی)۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ یہ دہشت گردانہ سرگرمیاں اور جنگیں صحیح سوچ رکھنے والے لوگوں کو ہم آہنگی کے لیے کام کرنے کے لیے اکٹھا کرتی ہیں۔ اگر دہشت گردی کی سرگرمیاں بڑھ رہی ہیں تو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نظام میں تبدیلی کی ضرورت ہے اور درست ذہن اور دل رکھنے والوں کو سخت محنت کرنا ہوگی۔ ہمیں بحیثیت ایک عام عوام کو صحیح دل اور ترقی پر مبنی لوگوں کی حوصلہ افزائی کرنے کی ضرورت ہے تب ہو سکتا ہے کہ دہشت گردی خود ہی ختم ہو جائے یا پھر پنپنے کے لیے وقت، جگہ اور توانائی نہ ملے اور دہشت گردوں کو اگنے کا موقع ملے۔ آئیے دعا کریں کہ یہ دہشت گرد اور نام نہاد انسداد ** دہشت گردی ہمت، آزادی اور محبت کے سبق کو سمجھیں اور زندگی کو پوری طرح لطف اندوز کریں۔

(اے)۔ یہ فطرت میں نجاست/بدعنوانی ہے، جو ارتقاء اور انقلاب، ترقی اور زوال کا ذمہ دار ہے۔ تمام زندہ انفرادی اور اجتماعی طور پر؛ کھانے اور تہواروں میں بدعنوانی کی وجہ سے بڑھتا ہے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کتنی کرپشن، کتنی ملاوٹ، یا دوسرے حصوں پر کتنی پاکیزگی اور کتنی اصلیت؟ کیوں اور کس لیے؟

عقلمندی کا جواب یہ ہے کہ جب تک حواس (جس کے ذریعے انسان اپنے احساس سے انحراف کر سکتا ہے) اپنے دل کے امتحان میں کامیاب ہو جاتا ہے کسی بھی عمل کو فطرت کے موافق سمجھا جا سکتا ہے ورنہ وہ عمل زحمت بن جاتا ہے اور اسے کرپٹ قرار دیا جاتا ہے۔

(ب)۔ جوں جوں فرد، معاشرہ اور ملک ترقی کرتا ہے، بدعنوانی خالص جسمانی سے ذہنی طور پر بدل جاتی ہے۔ ابتدائی اور جسمانی سطح پر، پسماندہ ممالک سب سے زیادہ بدعنوان ہیں، ترقی پذیر ممالک کم بدعنوان اور ترقی یافتہ پھر بھی کم کرپٹ ہیں۔ جبکہ پیشگی سطح پر ترقی یافتہ ممالک عام طور پر ذہنی طور پر پسماندہ اور ترقی پذیر ممالک سے زیادہ کرپٹ ہوتے ہیں۔

اس بات کو سراہا جا سکتا ہے کہ زیادہ تر وقت ذہنی خرابی دوسری بدعنوانی کا سبب بنتی ہے۔ ذہنی خرابی برائی کی جڑ، غیر مذہبی کا راستہ اور ناخوشی کا راستہ ہے۔ یہ برائی اس وقت بڑھتی ہے جب نیک لوگ پیچھے ہٹ جاتے ہیں اور تجربہ کار اور الجھے ہوئے لوگوں کو رہنمائی کرنے دیتے ہیں۔ راستبازی سے دستبرداری سے، بدعنوانی (یعنی کھانے میں نمک) کا باریک توازن بگڑ جاتا ہے اور افراطی اور حتیٰ کہ غیر مذہبی (غیر مذہبی) حالات کا باعث بنتا ہے۔

(سی)۔ عام طور پر، کسی ملک میں اگر کوئی سربراہ/وزیراعظم بدعنوان ہے تو وہ اپنے ٹرسٹی/وزیر کو بدعنوان اور ماتحتوں کو ایماندار رکھنے کا پابند ہوگا۔ اس سے ایسی صورتحال پیدا ہو جائے گی جہاں وزیر بھی اپنے ٹرسٹی کو کرپٹ سمجھتا ہے اور اپنے ماتحت کو ایماندار رکھنا پسند کرتا ہے اور یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہتا ہے۔ اسی طرح اگر سربراہ/وزیراعظم نااہل ہے تو وہ وزراء کا انتخاب کرے گا، ایک موثر وزیر ناکارہ سیکرٹریوں کا انتخاب کرے گا اور ناکارہ سیکرٹری غیر موثر چیئرمین، ڈائریکٹر، ضلعی منتظم وغیرہ کا انتخاب کریں گے۔ مذکورہ بالا دونوں طریقوں سے چاہے یہ کرپٹ ہو اور ناکارہ نظام منہدم ہو جائے۔

تو دیکھنا یہ ہے کہ سب سے اوپر والے لوگوں کا انتخاب انتہائی احتیاط سے کیا جاتا ہے۔ یہ جمہوریت کی بنیادی خامی ہے جہاں سربراہان کا انتخاب ہوتا ہے اور عام طور پر میڈیا کے جوڑ توڑ یا دوسروں کی ناکامی سے۔ ایک بہتر مستقبل کے لیے ہمیں ایک ایسا عمل درکار ہے جس میں بابا (بعض الہی طاقت کے حامل روشن خیال لوگوں کا ایک گروہ) منتخب اراکین میں سے ہو یا غیر منتخب افراد میں سے ہو، اور یہ نظام اشارہ کرتا ہے کہ ہمیں الہی جمہوریت کی طرف بڑھنے کی ضرورت ہے۔

(ڈی)۔ عام طور پر ہر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ خوشی زندگی کا واحد مقصد ہے اور خوش رہنا دھرم (مذہبی) کے ساتھ رہنا ہے۔ ہمیں ویجیلنس سسٹم اور نیا ویاستھ (عدلیہ) کا خیال رکھنا پڑے گا تاکہ بدعنوانی (جسمانی اور ذہنی) کو باباؤں کی چوکسی نظر میں روکا جاسکے اور اگر ضرورت ہو تو بدعنوانی کے خلاف لڑنا پڑے گا، جو برائی کی وجہ ہے۔ ہمیں برائی کے خاتمے اور دھرم اور اس کے اداروں کے دوبارہ قیام کے لیے تیار رہنا ہوگا۔ ***

قدرت نے کوئی اوپن اینڈ نیٹ ورک اور سسٹم فراہم نہیں کیا ہے۔ فطرت میں تمام نظام کم و بیش بند لوپ ہوتے ہیں، کچھ چھوٹے لوپس کی پیروی کرتے ہیں جب کہ دوسرے لمبے لمبے لوپس کی پیروی کرتے ہیں جیسے موسموں کا چکر، ہوا، پانی اور توانائی کا چکر، زمین کا چکر، سورج اور چاند کا چکر، زندگی کا چکر اور زندگی کا چکر۔ مسئلہ اس وقت پیدا ہوتا ہے جب کوئی شخص یا کوئی نظام دانستہ یا نادانستہ، اپنی مرضی یا نا چاہتے ہوئے، کسی بند لوپ یا سائیکل/نیٹ ورک میں رکاوٹ پیدا کر دے یا رکاوٹ بن جائے مثلاً انسانی جسم میں پانی پینے میں تاخیر، پیشاب اور رفع حاجت کا مسئلہ آنا لازم ہے، اسی طرح پانی کو ذخیرہ کرنے کے لیے بڑے پیمانے پر نقل و حرکت، پانی ذخیرہ کرنے کے لیے بڑے پیمانے پر رکاوٹیں کھڑی کرنا۔ جانوروں وغیرہ کا مسئلہ تمام خدشات میں آنا لازم ہے۔

جب کوئی چیز غلط ہوتی ہے اور اصولوں سے انحراف کرتی ہے، تو متاثرہ اور مقامی لوگوں سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ شکایت اور شکایت، تجاویز اور آراء کے ساتھ سامنے آئیں تاکہ ذمہ دار شخص یا ایجنسی کی طرف سے اصلاحی کارروائی (اگر کوئی ہو) کی جا سکے تاکہ یہ کارروائی ہموار انداز میں جاری رہے۔ شکایات اور شکایت اور مشورے اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ عمل میں سادگی کی کمی ہے یا اس میں بہتری کی ضرورت ہے، جب کہ تاثرات اور گزارشات کو لوگوں کی بہتری کی خواہش کی علامت سمجھا جا سکتا ہے اور یہ ترقی پسند اور باوقار معاشرے کا اشارہ ہے۔

معاشرے اور حکومت کو معاشرے کی طبقاتی یا مجموعی بہتری کے لیے قابل عمل تجاویز اور سفارشات کو قبول کرنے کے لیے مداخلت کا طریقہ کار فراہم کرنے کی ضرورت ہے اور مزید تحقیق کے لیے تحقیق اور تجزیہ ونگ کو نئے مضامین پیش کرنے کی ضرورت ہے۔

تجاویز کو قبول کرنے کا موجودہ طرز عمل بہت ہی ناقص ہے جیسے کہ "جو لوگ اپنی تجویز بھیجنا چاہتے ہیں وہ صاف ستھرا ٹائپ شدہ کاغذ پر یا اس سے پہلے بھیجیں اور تجویز کمیٹی کی ہوگی اور اس پر فرد کا کوئی حق نہیں ہوگا"۔ شکایات اور شکایت، تجاویز اور آراء اور گزارشات کو سنبھالنے کا مزید موجودہ نظام اس وقت بھی مضحکہ خیز لگتا ہے جب اصل کاغذ خود متعلقہ محکمہ کو بھیجا جاتا ہے جس سے ملوث شخص کو ذاتی دشمنی اور اس کے بعد کے نتائج کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ شکایات اور شکایات، تجاویز اور آراء اور گزارشات سے نمٹنے کا نظام ایک فعال نظام بنانے کا مستحق ہے جس میں ہر تعاون کنندہ کو ذاتی طور پر تسلیم کیا جاتا ہے، اور اگر جائز ہو تو اسے انعام بھی دیا جا سکتا ہے۔

کیا مقامی اور قومی سطح پر 'وائز کم ریسورس سینٹر' کھولنا ایک آپشن ہو سکتا ہے؟ کیا ایک سنٹر جو سینئر شہریوں کے گروپ کے ذریعہ چلایا جاتا ہے بشمول سابق؟ وزرائے اعظم، صدر، وزیر، دیگر ریٹائرڈ معززین اور مختلف شعبوں کے ماہرین، جو نہ صرف صحیح معلومات فراہم کریں گے بلکہ مخلصانہ مشورے کے ساتھ ساتھ ضرورت مندوں کی ممکنہ مدد بھی کیا آپشن ہے؟

اس طرح کے مرکز کے کھلنے سے سینئر اور تجربہ کار اہلکاروں کو قابل احترام مشغولیت اور ان کی توانائی کے جائز اخراج کا موقع ملے گا۔ یہ سرگرمی بزرگ شہریوں کو مشغولیت اور نوجوانوں کو ان کے معاون کے طور پر روزگار فراہم کرے گی۔

تجاویز اور آراء زندگی کے عمل کے قدرتی اجزاء ہیں اور زندگی اور زندگی کو بڑھانے کے عمل کے درج ذیل لوپ پر عمل کرتے ہیں۔



**** زندگی اور زندگی کو بڑھانے کا عمل۔

فخر پروویڈنس کے ساتھ آتا ہے، جبکہ خوشی فطرت کی گود میں ہے۔" فخر خود کفیل ہونے، باہمی انحصار کا احترام کرنے، قبول کرنے کے لیے پر سکون ہونے اور اسے تبدیل کرنے کی صلاحیت اور صلاحیت میں مضمر ہے۔ کمزوروں کو دبانا، طاقتور/جنگجوؤں کی بے عزتی اور بدتمیزی یا خود ذلت آمیز اثرات فخر کا رنگ سیاہ کر دیتے ہیں۔

اپنے کام، حیثیت یا کرنسی کو کم یا اوپر رکھنا فخر سے بچ جاتا ہے۔ جب ایک سیب چار ڈالر/یورو/پاؤنڈ فی ٹکڑا فروخت ہوتا ہے تو ایک فرانسیسی یا برطانوی کے لیے اسے خریدنا آسان ہوتا ہے جیسا کہ ایک ہندوستانی کے لیے اسے چار روپے میں خریدنا آسان ہے۔ امتیازی سلوک اور اس کا سلسلہ اثر تب شروع ہوتا ہے جب اسے ہندوستانی دو سے تین سو روپے میں خریدتے ہیں۔ کرنسی اور سٹیٹس کی مساوات کو جلد از جلد خریدنا ہو گا اور اسے برقرار رکھنا ہو گا چاہے ہمیں وقتی طور پر آدھی بھوکی ہی کیوں نہ رہنا پڑے۔

خوشی اس وقت پہنچتی ہے جب تکبر اپنی بلند ترین سطح پر پہنچ جاتا ہے اور اسی طرح بیدار رہتا ہے۔ فطرت کے قریب رہنے اور دریا کو جوڑنے کے منصوبے، بڑے پن بجلی اور آبپاشی کے ڈیموں، گہرے سمندر کی تلاش اور گہرے سمندر میں نیوکلیئر بموں کی جانچ جیسے فطرت کے ساتھ ہیرا پھیری میں خود ** پر پابندی سے نعمتیں برقرار رہتی ہیں۔

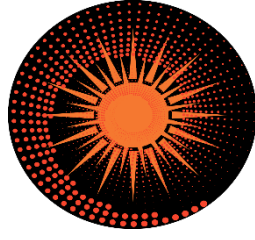
بالآخر کھیل کا فیصلہ طاقت/طاقت سے ہوتا ہے، اگر طاقت برے لوگوں/رکشا/آسور/دینتہ/داناو کے (1) پاس ہو تو معاشرہ خوف زدہ، لاقانونیت، دباو وغیرہ کا شکار ہو جائے گا اور اگر طاقت/طاقت اچھے لوگوں/دیوتا کے پاس ہے تو یقیناً معاشرہ اچھائی سے بھرا ہو گا۔

جب ایک مہاویر جی سے پوچھا گیا کہ "سب کہتے ہیں کہ کسی کے پاس طاقت اور شعور ہونا چاہیے (2) آپ کے خیالات کیا ہیں، تو مہاویر جین نے جواب دیا کہ شاید میری رائے میں "یہ اچھا ہے کہ برے لوگ کمزور اور بے خبر رہیں اور یہ اچھی بات ہے کہ اچھے لوگ طاقتور، طاقت والے اور باشعور رہیں (پتہ نہیں کیسے اور کب ملک میں عدم تشدد کا یہ مبالغہ آرائی ہے۔

- عجیب اور متضاد چیزیں فطرت میں ہوتی ہیں اور ہماری تاریخ اس کا کافی ریکارڈ رکھتی ہے۔ بھارت (3) میں بگاڑ بدھ اور مہاویر کی عدم تشدد کی مبالغہ آرائی کے بعد ظاہر ہوا اور اب بہتری گاندھی جی اور ان کے پیروکاروں کی عدم تشدد کی تحریک کے بعد شروع ہوئی۔ "بھارت میں جس وجہ سے زوال شروع ہوا" وہی اوپر کی طرف رجحان کا سبب بھی بن گیا۔

سبھی تشدد کو مذاق سمجھ کر، یا تفریح کے لیے قتل کی مخالفت کرتے ہیں، اللہ نے حملہ آور کو پسند (4) نہیں کیا اور نہ ہی کرشنا نے جنگ شروع کی۔ کون کبھی بھی ادھارمک بنتا ہے (غیرمذہبی کافر سزا کا مستحق ہے؟ دھرم جنگ/جہاد (جنگ) ایک ضرورت ہے اگر معاشرے کا ایک بڑا گروہ یا خاص طبقہ ادھارمک (غیر مذہبی) طریقوں کی پیروی یا حمایت کرنا شروع کر دے تو ایسے تمام دھرم جنگ جہاد/جنگ میں سرکردہ لیڈر کرشن جیسا اپنے ہاتھ سے کسی کو بھی قتل نہیں کر سکتا، یہاں تک کہ کرشن جیسے غیروں کو اپنے ہاتھ سے نہیں مار سکتا۔ جنگ کی؛ ورنہ لوگ عدم تشدد کی حمایت کرتے ہیں اور خاص طور پر (پولیس اور فوج کے)۔

زندگی میں لڑائی ہمیشہ جاری رہتی ہے، یہاں تک کہ ہمارے جسم میں سفید خلیے وائرس اور بیکٹیریا (5) سے جنگ میں رہتے ہیں اور ایسا سکون تب ہی حاصل ہوتا ہے جب کسی کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے یعنی موت کے وقت۔ جو چیز عام طور پر حاصل کی جاتی ہے وہ تال ہے اور وہی ہے جس کا ہمیں مقصد ** بنانا ہے۔



دھرم کی قیامت

3 □ □ □

معاشی آلات پیسہ اور کرنسی

جگہ چند ممالک صرف ہندوستانی پیسے کے سود پر چل رہے ہیں۔ کتنا تضاد ہے، کالے دھن کی تعریف میں کتنی شرم کی بات ہے۔ پیسہ پیسہ ہے۔ بلیک اینڈ وائٹ، اس کو شیڈ دینا ہے بودہ ذہانت کا عروج ہے۔ یہ امن و امان میں نا اہلی ہے، یا امن و امان (سیاہ اور سفید) میں بہہ رہی ہے۔

۔ ہندوستان کے علم کے بارے میں بہت سارے اقوال کے ساتھ، یہ واقعی حیران کن ہے، کہ ہندوستان (A.4) کیوں اور کیسے غریب ہوا، اور اب بھی ایسا ہی سمجھا جاتا ہے۔ ہندوستانی معیشت تب ہی ترقی کرے گی جب ہندوستان اپنی غربت، بے گھری یا کم پیسے کی بنیادی وجہ تلاش کر لے گا۔

چند وجوہات اس طرح ہو سکتی ہیں

(i) ہندوستان نے مہابھارت کے بعد کوئی بڑی جنگ نہیں لڑی۔ جو مشاہدہ کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ بہت سے (ii) ہندوستانی اب بھی اس کی پہلی جیت کے بھولنے کی بیماری میں ہیں اور انہوں نے اسے رام کتھا اور بھاگوتکتھا (مہابھارت-کتھا) کی کہانیوں کی تلاوت میں مشغول پایا۔ حقیقی کرما کے بغیر اتنی دعائیں سننا خدا (کرشن اور رام) کے لیے بورنگ ہونا چاہیے۔

بادشاہت کو ترک کر کے اور پھر سنت بن کر اور پھر بھکشا پر زندگی بسر کرنا شروع کر کے، بدھ (ii) کے ذریعہ (بھیک) نے عام احساس کو جنم دیا کہ پیسہ ہونا ایک لعنت ہے، اور یہ بادشاہ اتنے زور آور اور قائل تھے کہ یہ ثابت ہوتا دکھائی دے رہا تھا۔ بدقسمتی سے اس نے بھیک مانگنے کو عزت بخشی اور یہاں تک کہ بعض اوقات بھکاری اپنے آپ کو بادشاہوں کے برابر قرار دیتے ہیں۔

کچھ دھرم گرنتم کہتے ہیں؛ مبارک ہیں غریب، خدا کی بادشاہی ان کے لیے ہے۔ اس نے عوام میں (iii) غربت کو مزید تقویت بخشی ہے اور اس کی قبولیت کے طور پر۔

بہت کم لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ غربت پچھلے جنم میں کیے گئے گناہوں کا نتیجہ ہے اور (iv) اسی لیے اس نے قبول شدہ بے بسی کو حاصل کر لیا اور انہوں نے مزید یہ اضافہ کرنا شروع کر دیا کہ سنتوں کی برکت سے منظر نامہ بدل سکتا ہے اور یوں ٹھگوں، لٹیروں کا سرکس شروع ہو گیا جسے معجزہ/جادو ساز کہا جاتا ہے، جس نے عام آدمی کو حقیقی کرما/اختصار سے مزید دور کر دیا۔

بہت سے لوگوں کا کہنا ہے کہ پیسہ کردار کو خراب کرتا ہے لہذا اس کا نہ ہونا ایک بہتر آپشن ہے۔ (v)

بہت سے لوگ دوسروں پر پیسہ رکھنے پر تنقید کرتے ہیں، لیکن ساتھ ہی ساتھ خدا سے پیسے کی دعا (vi) کرتے ہیں، لیکن اگر پیسہ ان طبقوں کے سامنے پیش ہو جائے، تو وہ اسے واپس کرنے یا اس سے بھاگنے کے بہانے ڈھونڈتے ہیں۔ کیا اس طرح کی متضاد درخواستیں فطرت کی طرف سے چلائی جا سکتی ہیں؟

کچھ مذاہب کا کہنا ہے کہ وہ دن میں کم از کم پانچ بار اللہ تعالیٰ کو عوامی طور پر یاد کرتے ہیں اور (vii) ان کے پیروکاروں کو اتنا کمانے کا وقت مشکل سے ملتا ہے، لیکن وہ دوسروں کے پاس ہونے کو بھی حقیر سمجھتے ہیں۔ کیا زیادہ یا ہر وقت یاد رکھنے اور کام کرنے اور زیادہ کمانے میں کوئی حرج ہے؟

۔۔ نانک کہتے ہیں؛ کاج کرو بات چکھو نام جاپو۔ لوگ اور معاشرہ، جو اس کے بعد ہے، "کام کریں (A.5) مل کر کھائیں، اور اللہ تعالیٰ کو یاد کریں"، کو امیر سے امیر تر ہوتے دیکھا جا سکتا ہے۔

• بارٹرنگ میں، سامان اور خدمات کا تبادلہ براہ راست دوسرے سامان اور خدمات کے لیے کیا جاتا (B.1) تھا۔ جدید دنیا میں اشیاء اور خدمات کے تبادلے کے بنیادی ذریعہ کے طور پر کرنسی نے بارٹرنگ کی جگہ لے لی ہے۔ کرنسی کو پیسے کا ایک آلہ کہا جا سکتا ہے جو کسی خاص ملک میں کسی خاص ملک میں سامان اور خدمات کے تبادلے میں ایک ثالثی عام ڈینومینیٹر کے طور پر استعمال ہوتا ہے جیسے کہ ہندوستان، میں یہ روپیہ ہے، دوسرے ممالک جیسے یں، ریئل، ملہ، پیسہ، یوآن، دینار، درہم، ڈالر، سٹرلنگ پاؤنڈ یورو وغیرہ میں۔ ایسی رقم کو کاغذی شکل میں یا شناختی قیمت پر حکومت کے ذریعہ جاری کیا جاتا ہے۔ کرنسی کے طور پر

پیسے کے لغوی معنی ہیں توانائی یا "گرم کرنا اور کرنسی کا ہے چلنا" یا "بہنا"۔ اس طرح کے کاغذی بلوں/پیسوں کو نمائندہ رقم کہا جاتا تھا جس کا مطلب ہے کہ ہر سکے یا بل کی، اگرچہ اس کی اپنی کوئی قیمت نہیں ہے، ایک خاص رقم میں تبدیل کیا جا سکتا ہے کیونکہ مرکزی بینک اس کی ضمانت دیتے ہیں۔ کو معیاری کرنسی کے طور پر جاری (INR) نے ہندوستانی روپیہ، RBI ہندوستان میں، مرکزی بینک، یعنی کیا ہے اور اس کی قیمت کا تعین مارکیٹ کے عوامل سے ہوتا ہے۔

• صنعتی انقلاب کے بعد اشیاء کی دستیابی بڑھنے لگی جس نے صنعت کاروں اور تاجروں کو زیادہ (B.2) سے زیادہ جگہوں پر تجارت بڑھانے پر مجبور کیا جس کے نتیجے میں ماہرین اقتصادیات کو مجبور کیا کہ وہ آسانی سے قابل تجارت اور عام بدلنے والے آلات جیسے کاغذی نوٹ اور دھاتی سکے کے ساتھ مقامی اور قومی سطح پر تجارت کریں اور بین الاقوامی سطح پر تجارت کے لیے کچھ زر مبادلہ کا فارمولہ استعمال کریں۔ عالمی جنگ - 1 کے بعد بین الاقوامی تبادلے پر لگائی گئی بہت سی پابندیوں نے ڈالر کو دنیا کی سب سے غالب اور بینچ مارک کرنسی بننے اور دنیا میں کرنسیوں کے تبادلے اور بین الاقوامی تجارت کے ایک ناگزیر ذریعہ کے طور پر راہ ہموار کی۔ اس کے بعد سے، ڈالر دنیا بھر میں توجہ حاصل کر رہا ہے۔ اس کی روشنی میں، ہندوستانی کرنسی، دیگر دیگر کی طرح، اس کی قدر کا تعین کرنے کے لیے ڈالر کے مقابلے میں موازنہ کیا جاتا ہے۔

ایک اور طاقت کے مرکز کے طور پر ابھرا اور اس کی USSR، دوسری عالمی جنگ کے بعد (B.3) ایک بین الاقوامی طور پر قابل تجارت کرنسی رہی لیکن یہ پاور بلاک کے اپنے اطراف Rubble کرنسی کے پندرہ ممالک میں تقسیم ہونے تک قائم رہی۔ USSR تک محدود رہی اور 25 دسمبر 1991 کو

• زیادہ دور نہیں جانا، یہ دوسری جنگ عظیم کے بعد کے سالوں میں تھا، کہ پوری دنیا کے مرکزی (B.4) بینک امریکی حکومت کو ایک اونس سونے (28.3495 گرام سونا) کے لیے \$35 ادا کر سکتے تھے۔ دوسرے لفظوں میں، کاغذی رقم کو اصلی دھات کی مدد حاصل تھی اور اگر کوئی چاہے تو اسے قانونی طور پر تبدیل کیا جا سکتا ہے۔

لیکن 1971 میں امریکہ نے دوسرے ممالک کے ساتھ اس معاہدے کو ختم کر دیا اور کہا کہ ڈالر کو اب کی قدروں کو مکمل طور پر دوگنا کر دیا USD سونے سے نہیں چھڑایا جا سکتا۔ 1976 میں سونے اور گیا تھا جب سونا \$38 فی اونس تھا اور اس طرح کی رقم اب نمائندہ رقم نہیں رہی جس کا مطلب ہے کہ ہر سکے یا بل کو کسی خاص رقم یا کسی اچھی رقم کے بدلے ملنے کی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔

کا تصور آیا۔ فیات منی کرنسی کی ایک قسم fiat money - عالمی سطح پر، نمائندہ رقم کے بعد (B.5) ہے جسے حکومت کے ذریعہ قانونی ٹینڈر قرار دیا جاتا ہے لیکن اس کی کوئی اندرونی یا مقررہ قیمت نہیں ہوتی ہے اور اس کی پشت پناہی کسی ٹھوس اثاثے جیسے سونا یا چاندی سے نہیں ہوتی ہے۔

کرنسی کی قدروں کی ضمانت حکومت کی طرف سے دی جاتی ہے جو رقم جاری Fiat کہا جاتا ہے کہ کرتی ہے۔ مزید یہ کہ حکومت معاشی اتار چڑھاؤ کے جواب میں گردش میں رقم کی سپلائی کو کنٹرول کر سکتی ہے، کرنسی کی کسی بھی مقدار کو چھاپ کر (وہ بھی بدلے میں ادائیگی کے لیے اسٹاک میں کچھ رکھنے کے بغیر)۔

کہا جاتا ہے کہ فیات کرنسی کی قدر جاری کرنے والی حکومت پر عوام کے اعتماد اور اس کے اعتماد کو، برقرار رکھنے کی صلاحیت سے حاصل ہوتی ہے، چاہے کچھ بھی ہو۔ 1976 کے بعد، ڈالر یورو اصل میں لاطینی ہے اور اس سے "fiat" برطانوی پاؤنڈ، اور جاپانی ین کی طرح فیات کرنسی بن گیا۔ (لفظ مراد حکومت یا دیگر مستند شخصیت کی طرف سے جاری کردہ صوابدیدی حکم ہے۔ کاغذی کرنسی پر لاگو کرنسی اس خوفناک تصور سے مراد ہے کہ ہمارے ڈالر کی قیمت صرف اس لیے ہے کہ fiat، ہونے پر حکومت کہتی ہے کہ ایسا ہوتا ہے)۔

۔ اگر آج ہم کرنسی کے محاذ پر دیکھیں تو یہ کہا جا سکتا ہے۔ دنیا جس نے جسمانی طور پر موجود (B.6) اشیاء (بارٹرنگ) کے ساتھ تجارت شروع کی، پہلے نمائندہ رقم کی طرف تبدیل ہوئی پھر فیات منی کے تصور کی طرف اور اب اسے ڈیجیٹل کرنسی/کرنسی کی طرف دھکیلنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ڈیجیٹل منی کرنسی کی ایک قسم ہے جسے حکومت یا ملٹی نیشنل یا کسی برانڈ کے ذریعہ قانونی ٹینڈر قرار دیا جاتا ہے لیکن اس کی کوئی اندرونی یا مقررہ قیمت نہیں ہوتی ہے اور اس کی حمایت کسی ٹھوس اثاثے جیسے سونا یا چاندی یا خاص طور پر کسی حکومت کے ذریعہ نہیں ہوتی ہے۔ یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ ایک سرکردہ ریسرچ فاؤنڈیشن دنیا کو ڈیجیٹل لین دین کی طرف دھکیلنے کی کوشش کر رہی ہے اور کم از کم کے ساتھ مل کر کام کر رہی ہے (RBI جیسے ہندوستان میں) سے کئی ممالک کے مرکزی بینکوں 2015 جیسا کہ امریکی کانگریس میں ایک ایسی فاؤنڈیشن کے اعلان کے مطابق)۔ کہا جاتا ہے کہ سویڈن اور ہندوستان میں منیٹائزیشن اس سمت میں ایک کوشش ہے۔

۔ یہ کہا جاتا ہے کہ، پیسہ پیسہ ہے، جس میں بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ، "پیسہ کرما ہے (کام، عمل) (B.7) اور عمل کے ساتھ کسی کی مہارت)، پیسہ دھرم (مذہب) ہے، پیسہ موکش (آزادی) فراہم کرنے والا ہے، پیسے کے بغیر کوئی شک و شبہ میں رہتا ہے اور خوف زدہ رہتا ہے اور خاموشی میں امید کے ساتھ گھڑی یا آسمان دیکھنے پر مجبور ہوتا ہے، لہذا یہ بالکل واضح ہے کہ پیسہ ہر ایک کے پاس ہوگا۔

وہ لوگ جو زندگی میں مطمئن ہیں اور خدا پر یقین رکھتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ اتنا پیسہ ہو جو ان کی روزمرہ کی ضرورت کو پورا کر سکے لیکن جو لوگ نہ تو اپنی زندگی میں مطمئن ہیں اور نہ ہی خدا پر یقین رکھتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ رقم ان کے خزانے میں اور ان کے اختیار میں ہو اور ممکن ہے کچھ زیادہ ہو۔ یہ وہ لوگ ہیں جن سے نہ صرف ہر قسم کا کام کرنے کی توقع کی جا سکتی ہے بلکہ ان سے ہر طرح کے کھیل، چالیں، چالبازی حتیٰ کہ دھونس اور باسنگ بھی کھیلی جا سکتی ہے تاکہ تمام دستیاب پیسوں پر مکمل کنٹرول نہ ہونے کی صورت میں زیادہ سے زیادہ رقم حاصل کی جا سکے۔

۔ حقائق اور اعداد و شمار کے ہندوستانی پہلو پر آتے ہیں، جب 1913 میں ڈالر کو پہلی بار بین (B.8) الاقوامی کیا گیا تو ایک ہندوستانی روپے کی قیمت نوے ڈالر تھی۔ 1947 میں جب ہندوستان کو آزادی ملی تو یہ 4.16 روپے ایک ڈالر کے برابر ہو گیا، 1948 میں یہ 3.31 روپے، 1950 میں 4.76 روپے ہو گیا اور 1965 تک ایسا ہی رہا۔ 1971 میں جب امریکہ نے سونے کو ڈالر کے ساتھ دوگنا کرنے کا اعلان کیا (جو ایک ڈالر کا سونا 35 ڈالر = 3 اونس سونے کا تھا) 7.49 روپے کے برابر، مزید جب امریکہ نے آخر کار ڈالر کو سونے سے ملایا (جب سونا \$38 فی اونس-28.3495 گرام تھا) 1976 میں ایک ڈالر 8.96 روپے کے برابر تھا، 1990 میں یہ ایک ڈالر کے برابر 17.5 روپے تھا، 1996 میں یہ روپے تھا۔ 35.43 روپے، 1998 میں یہ 41.26 روپے، 1999 میں 43.06 روپے، 2004 میں 45.32 روپے، 2009 میں روپے۔ 48.41، 2014 میں یہ روپے تھا۔ 62.33، 2019 میں یہ روپے تھا۔ 70.39، جو اب 2023 میں 82.56 روپے فی ڈالر ہے (کوئی اسے انٹرنیٹ پر دیکھ سکتا ہے)۔

ہندوستان میں سونے کی قیمت (24 قیراط فی 10 گرام) کی بات کی جائے تو 1964 میں یہ 63.25 روپے تھی، 1971 میں (جب امریکی نے سونے کی قیمت کے ساتھ ڈالر کو جوڑ دیا تھا) یہ 193.00 روپے تھی، 1976 میں (جب امریکہ نے آخر کار ڈالر کو جوڑا تو اس کی قیمت سونے کے ساتھ 490 روپے تھی)۔ روپے 3,200.00، 1991 میں جب ہندوستان کی معیشت کھولی گئی تو سونے کی قیمت روپے تھی۔ 3,466.00، 2004 میں یہ 5,850.00 روپے، 2009 میں یہ 14,500، 2014 میں روپے، 2019 میں یہ 35,220 روپے اور اب 2023 میں روپے ہے۔ 61,840.00، 28,006.50 (مختلف سرکاری ویب سائٹ سے 28.05.2023 کو انٹرنیٹ سے لیا گیا اوپر ڈیٹا)۔

ہندوستان سونے کا دوسرا سب سے بڑا صارف ہے (صرف چین کے بعد)۔ اور سونے کا دوسرا سب سے بڑا درآمد کنندہ ہے اور یہ ہندوستان کی کل درآمدات کا ایک اہم حصہ ہے۔ ہندوستانی سونے کو زیورات کے ایک ٹکڑے کے طور پر اور سرمایہ کاری کے طور پر بھی خریدتے ہیں جیسا کہ میڈیا اسے ایک محفوظ اور اچھی سرمایہ کاری کے طور پر پیش کر رہا ہے۔ اس کی وجہ سے ہندوستان میں سونے کی قیمت خاص طور پر کٹائی کے موسم کے ساتھ ساتھ تہواروں اور شادیوں کے دوران بڑھتی رہتی ہے۔

(ii)۔ سونے کی پیداوار (i)۔ درج ذیل چند عوامل ہیں جو عام طور پر سونے کی قیمت کو متاثر کرتے ہیں۔ مرکزی بینک کا استحکام اور اس کی (iii) مارکیٹ میں ایک مقررہ سال میں سونے کی سپلائی اور ڈیمانڈ۔ زیورات کی (iv) مانیتری پالیسی اور حکمت عملی جس سے معیشت میں قرض کی روانی ہوتی ہے۔ حکومتی ذخائر کی طاقت۔ (v) صنعتوں کی صحت، اور آخر میں

مزید برآں عالمی منڈیوں میں حرکت بھی سونے کی قیمت کا تعین کرتی ہے۔ قیمتی دھات کو سرمایہ کاروں کے لیے تیل اور ڈالر کے مقابلے میں زیادہ محفوظ سمجھا جاتا ہے، اس لیے جب لوگ تیل اور ڈالر کی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ کا سامنا کرتے ہیں تو وہ سونے کو ترجیح دیتے ہیں۔ پھر بھی مزید سیاسی عوامل اور واقعات جیسے انتخابات اور حکومت میں تبدیلی اور اس کی پالیسی بھی ہندوستان میں سونے کی قیمت کو متاثر کرتی ہے۔

(A.2.g)۔ ایک بار پھر ہندوستان کی طرف آرہا ہے، اگر ہم اوپر پوائنٹ نمبر کو قریب سے دیکھیں۔(B.9) پھر ہندوستان کے مالی سفر کی تعریف کرنا بہت مشکل ہے، کہ 1964 میں سونے کی قیمت تھی جو روپے تھی۔ 63.25 فی دس گرام بڑھ کر روپے ہوگئی۔ 61,840.00 (28.05.2023 کو)، تقریباً ایک کمی۔ ہزار بار مزید اگر ہم ڈالر کے مقابلے میں اسی مدت کے لیے ڈالر کی قیمت دیکھیں جو روپے کے برابر تھی۔ 4.76، 1964 میں اب تقریباً 82.56 روپے کے برابر ہے۔ بیس بار لیکن اگر ہم 1913 میں اس کے بین الاقوامی آغاز کے بعد سے ڈالر کو تو اس وقت ایک ہندوستانی روپے۔ جس کے بدلے میں نوے ڈالر ملتے تھے اس کی سطح نیچے آ گئی ہے جہاں یہ 82.56 فی ڈالر (28.05.2023 کو) ہے یعنی سو دس سالوں میں نو سو گنا کم ہوئی ہے۔

۔ اوپر دیئے گئے نکات کی تعریف کرنا خاص طور پر آزاد اور خودمختار ہندوستان میں بہت مشکل (B.10) ہے اور یہ اس بات کا اشارہ ہے کہ ملک بنیادی طور پر نام نہاد نوآبادیاتی نظام سے پھسل کر اب نوآبادیاتی نظام کی ایک زیادہ بہتر اور سخت شکل بن گیا ہے۔ اس کا بنیادی حل اور فیٹ کرنسیوں اور ڈیجیٹل منی کا متبادل کموڈٹی منی یعنی بارٹرنگ ہے، جسے ایک ٹھوس اثاثہ کی حمایت حاصل ہے۔ نام نہاد ہارڈ کرنسیوں (ڈالر، پاؤنڈ سٹرلنگ، یورو، ین) کے اتار چڑھاؤ اور ڈیجیٹل کرنسی کے مکمل طور پر غیر یقینی روپے کے درمیان، اگرچہ چند ممالک کے صدور نے سونے کی تجارت کرنے کی تجویز دی ہے، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر سونے کو نام نہاد پاور بلاکس کے ذریعے اتنا ہی غیر مستحکم بنا دیا جائے تو کیا ہوگا؟

اس کا حل یہ ہے کہ بارٹر کے بنیادی نظام کی طرف واپسی ایک ترمیم شدہ شکل میں ہو سکتی ہے۔ اور کم از کم چھوٹی برادریوں اور دوست ممالک کے درمیان شروع کرنا۔ پھر بھی ان لوگوں، کمیونٹیز اور ممالک کے لیے جن کے پاس ضرورت کے اس خاص لمحے میں تجارت کی جانے والی اشیاء/خدمات کے بدلے / واپسی میں دینے کے لیے کچھ نہیں ہے، یہ ضروری ہے کہ معاشرہ اور دوست ممالک ایسے ضرورت مندوں کی مدد/ تعاون کے لیے خیر سگالی/ خیراتی پول بنائیں۔ کہا جاتا ہے کہ جو لوگ بدلے میں کوئی رقم/مواد پیش نہیں کر سکتے ان کی نیک تمنائیں اور برکتیں سب سے زیادہ اہمیت کی حامل ہیں اور ایسے لوگ ہر طرح کی مدد/تعاون کی پیشکش کے مستحق ہیں۔

میں دھوکہ دہی سے بچاؤ اور اشیاء کی قیمتوں میں افراط زر اور کرنسی کے اتار چڑھاؤ/ قدر (B.11) میں کمی سے متاثر نہ ہونے کے لیے بہتر ہے کہ مال کو بنکوں میں رکھنے کی بجائے گھر اور ملک میں محفوظ کیا جائے، اسی طرح اشیاء میں لین دین کرنا بہتر ہے، سونے اور چاندی سمیت مختلف اقسام میں پھر ڈیجیٹل طور پر۔ لیکن ہندوستان جیسے ملک کے لیے، اگر وہ تاریک حکمرانی کو ختم کرنا چاہتا ہے اور صحیح حکمرانی قائم کرنا چاہتا ہے تو ہندوستان کو سونے کی تمام خواہشات کو ترک کرنے کی ضرورت ہے اور نہ صرف خریدنا اور استعمال کرنا چھوڑ دینا چاہیے بلکہ اس کے پاس موجود تمام سونا کو چھوڑ دینا چاہیے اور اسے فراموشی میں چھوڑ دینا چاہیے، تب ہی ہندوستان ماحول کما سکتا ہے۔

بندنا چوہدری

ترمیم شدہ - نریندر اگروال



Bandana Chaudhary

بندنا چودھری، اپریل 1993 میں پیدا ہوئیں، اکنامکس اور پولیٹیکل سائنس میں پوسٹ گریجویٹ ہیں۔ وہ مبصر، خاموش کارکن اور چند اہم کتابوں کی پبلشر ہیں۔ میتا طرز زندگی کا ایجنڈا، الوہیت (الہی جمہوریت)، سناتنی واسوک ویواستھا، پرانجلی، دھریت ایتی دھرم اور کام کی بات اور جدید ترین متبادل معیشت-قدرتی منظم معیشت۔ اس نے یو ٹیوب چینل پر مختلف ایشو پر مبنی 'behtarbiharbehtarbharat' اور 'thedivincrate' - انٹرویو/تقریریں بھی رکھی ہیں

ایڈیٹر: نریندر اگروال

فروری 1966 میں پیدا ہونے والے نریندر اگروال کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ وہ اپنا وقت نظام میں جمع ہونے والی گندگی اور غلاظت کو صاف کرنے کے لیے وقف کر رہے ہیں اور یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ادارے ایک پائیدار طریقے سے صاف اور صحت مند رہنے کے قابل ماحول کی فراہمی کے لیے ذمہ دار ہیں۔ وہ گزشتہ بیس سالوں سے شعوری طور پر اس مقصد کے لیے کام کر رہے ہیں، اور کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے ہندوستان میں وسیع پیمانے پر لوگوں کے ساتھ بات چیت اور بات چیت کی ہے اور اس مقصد کے لیے 2007 میں "میٹا لائف اسٹائل ایجنڈا" کے عنوان سے ایک وسیع اور بنیادی "سماجی-اقتصادی-مذہبی-سیاسی" ایجنڈا لکھا ہے۔

ہمارے ساتھ جڑیں

- ویب سائٹ: resurrectionofdharma.com
- ای میل: resurrectionofdharma@gmail.com
- موبائل نمبر: +91-9202974121

Thank
You

دھرم کی قیامت